



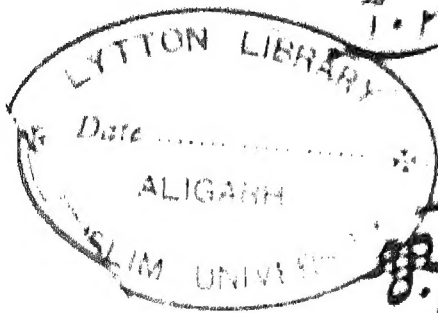


شماره

فصلنامه

کلیات

# سید امان محمد علی قطب شاہ



شماره ۱۰۲۰

مکتبہ

ڈاکٹر سید محمد الیقین دہلوی زورام - لکھنؤ

پرنٹریہ راجہ جاسٹ



شہزادہ

سلطانیہ

# کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ

گوگونہ کے پنجویں تاجدار سلطان محمد قلی آفریدہ حضرت  
کے اور کلام کا مجموعہ، مسودات و مخطوطات

مکتبہ

ڈاکٹر سید محی الدین قادری نور

پرنسپل فی ایچ ای، گوان

۱۹۵۹ء

۱۹۵۹ء

مطبوعہ مکتبہ ابراہیم خاں

حیدرآباد دکن

طبع اول تعداد تباہی غلات مع تصاویر ایک ہزار و چوبیس



8915 M 31 P

1596

(U 5 M 2)

MP-99



CHECKED-2002

ES

25 JUL 1963

M.A. LIBRARY, A.M.U.



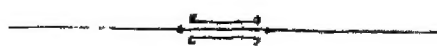
U32099

# مجلس اشادہ کنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ دہا

- ۱۔ مولوی سید محمد عظیم صنام اے۔ بی ایس۔ سی۔ (کینٹ) پرنسپل سٹی کالج صد
- ۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صنام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صد
- ۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صنامی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پروسٹ جامعہ عثمانیہ کن
- ۴۔ مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) ”
- ۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صنام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) ”
- ۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد
- ۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے۔ شریک معتمد





# پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقامات ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے ربع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ ہلک پائی جاتی تھی، کم سال باہر قرار دے کر ولی کے ان شعرا کو جنہوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنی قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلہ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بائی شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رک سی گئی، اور پھر سرکارِ دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہو گیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلم ہو گئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قائم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدام کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پچوئستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار روتی کے موقع پُر دکن کے مخطوطات کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی اُنمول جواہر ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس کے مد نظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خرد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیرِ پنجاب نواب سلاہ جنگ دہا دیو نے بھی جو جشن یادگار روتی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبہ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

”اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگاریں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبان تصانیف کی اُردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقہ فرماں روا ان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعراء جتھی، غواہی، نصرانی، رستنی وغیرہ ولی سے گزرتے اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔“

نواب صاحب مددِ رح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

”مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب ہو جو اس کے ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں۔“

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی ”مجلس اشاعت مخطوطات“ کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

- (۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زورام، اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر
  - (۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صوابی، اے (آنر) (صدر شعبہ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن
  - (۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی، اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) ”
  - (۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب، اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) ”
  - (۵) مولوی سید محمد صاحب، اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)..... معتمد
  - (۶) مولوی میر سعاد علی صاحب رضوی، اے۔..... شریک معتمد
- علمی نقطہ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ



بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ سب  
 صادق آتی ہے کہ ”کوہ کندن و کاہ بر آوردن“۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط درغلط  
 بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت طے کرنے کے بعد کتاب  
 قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت  
 اور توجہ سے اس ہفت خوانِ ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر  
 ہے اور توقع ہے کہ وہ اربابِ ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قبط شاہ کے نہایت ضخیم  
 کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں  
 جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی  
 فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب  
 ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب  
 کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

# فہرست

۱۔ عرض مرتب	صفحہ ۳	خطبہ سلطان محمد قطب شاہ ۱۱
۲۔ مقدمہ کے ماخذ	۹	۴۔ عبارت سر لوح کلیات ۱۲
مقدمہ		

(صفحات ۱۷ تا ۳۵۲)

۱۷	۱۰۔ عیدوں اور تہواروں کی ترویج	۱۴۱
۲۸	۱۱۔ دوسری عیدیں	۱۷۴
۳۴	۱۲۔ نور و زاریست	۱۹۹
۳۸	۱۳۔ رسم و رواج اور دیگر ضرورتیں	۲۲۶
۴۲	۱۴۔ تدبیر و سیاست	۲۴۱
۵۲	۱۵۔ ہندو رعایا کی سرپرستی	۲۶۱
۷۹	۱۶۔ ایرانیوں اور بخدیون کی نگہداشت و مذاکرہ	۲۷۵
۸۹	۱۷۔ انامل اولاد اور وفات	۲۹۷
۱۰۵	۱۸۔ کلیات اردو کے نسخے	۳۲۹
۱۷	۱۔ تعارف	
۲۸	۲۔ نام اور تخلص	
۳۴	۳۔ تعلیم و تربیت اور عاشق مزاجی	
۳۸	۴۔ شعر و شاعری	
۴۲	۵۔ تصوف و عرفان اور حافظہ کا اثر	
۵۲	۶۔ کمال سخن اور شاعرانہ تعلی	
۷۹	۷۔ بھاگ متی یا حیدر محل	
۸۹	۸۔ مذہبی میلان اور مخالفتیں	
۱۰۵	۹۔ حیدر آباد اور اسکی زیبائش و آرائش	

# پہلا حصہ

## نظمیں

(صفحات ۱ تا ۳۲۴)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۵	۱۶۔ بسنت	۳	۱۔ حمد
۱۴۳	۱۷۔ دوسری عیدین	۹	۲۔ نعت
۱۴۹	۱۸۔ ساگر	۱۷	۳۔ منقبت
۱۶۱	۱۹۔ جلوہ اور دیگر رسوم	۲۷	۴۔ مدح حضرت بی بی فاطمہؑ
۱۷۱	۲۰۔ لوازمات شاہی	۳۱	۵۔ شاعر کا مذہب
۱۸۵	۲۱۔ کھیل	۳۵	۶۔ عید میلاد نبیؐ
۱۹۱	۲۲۔ برسات اور سرما	۴۵	۷۔ عید اعراس نبیؐ
۲۱۱	۲۳۔ محلات شاہی	۵۲	۸۔ شرب معراج
۲۲۵	۲۴۔ بارہ پیاریاں	۵۵	۹۔ عید سوری
۲۶۷	۲۵۔ دوسری پیاریاں	۶۳	۱۰۔ عید مولود علیؑ
۲۸۵	۲۶۔ ناز	۷۵	۱۱۔ عید غدیر
۲۹۹	۲۷۔ نیاز	۸۷	۱۲۔ شب برات
۳۱۱	۲۸۔ افسانہ محبت	۱۰۱	۱۳۔ ہلال عید و عید رمضان
۳۲۱	۲۹۔ متفرق	۱۱۵	۱۴۔ بقر عید
		۱۲۹	۱۵۔ نوروز

# دوسرا حصہ

## غزلیں

(صفحات ۱ تا ۲۹۶)

صفحہ	ردیف	صفحہ	ردیف
۱۳۰	۱۳۔ ش	۱	۱۔ ا
۱۴۲	۱۴۔ ص	۳۰	۲۔ ب
۱۴۶	۱۵۔ ظ	۴۳	۳۔ ت
۱۴۹	۱۶۔ ع	۵۶	۴۔ ث
۱۵۹	۱۷۔ غ	۶۶	۵۔ ج
۱۶۳	۱۸۔ ل	۷۵	۶۔ ح
۱۶۶	۱۹۔ م	۸۲	۷۔ خ
۱۷۴	۲۰۔ ن	۸۵	۸۔ د
۲۱۳	۲۱۔ و	۹۴	۹۔ ذ
۲۱۸	۲۲۔ ک	۱۰۷	۱۰۔ س
۲۲۲	۲۳۔ ی	۱۲۳	۱۱۔ ز
			۱۲۔

# تیسرا حصہ دیگر اصناف سخن

صفحہ ۱ تا ۶۴

۶۰	۴ - ریختی	۳	۱ - قصائد
۶۳	۵ - ثنوی	۴۳	۲ - رباعیات
		۵۶	۳ - مثنوی

## فہرست تصاویر

۲۹۶	۷ - گو لکندہ اور مقابلہ سلاطین	۶	۱ - سلطان محمد قلی قطب شاہ مقابلہ صفحہ
۳۱۵	۸ - محل حیات بخشی سلیم	۱۲	۲ - سلطان محمد قطب شاہ منب کلیات
۳۲۲	۹ - گنبد محمد قلی	۹۹	۳ - حسینی علم گو لکندہ
۳۳۳	۱۰ - عکس نحر محمد قطب شاہ	۱۰۸	۴ - چار میثار
۳۳۵	۱۱ - لوح کلیات محمد قلی	۱۳۸	۵ - دارالشفاء
۳۵۰	۱۲ - دوسرے کلیات کا لوح	۱۴۵	۶ - بادشاہی عاشور خانہ



سیدشان محمّد قلی قطب شده



# عرضِ مرتب

اس کلیات کی ترتیب کا کام مارچ ۱۹۳۷ء میں شروع ہوا۔ اور مسلسل تین سال کی کوشش اور انتظار کے بعد آج یہ شائع کئے جانے کے قابل ہوا ہے۔ مرتب کو اپنی بے بضاعتی کے احساس کے علاوہ اس امر کا اعتراف بھی ہے کہ اس صبر آزما کام کے آشنائیں اس کو دوسری کتابوں کی ترتیب و تالیف کی طرف بھی متوجہ ہونا پڑا۔ چنانچہ گوگلنڈے کے افسانوں کے دوسرے مجموعے ”گوگلنڈے کے ہیرو“ کے علاوہ اس نے ”روح غالب“ اور ”مکتوباتِ شادِ عظیم آبادی“ کا کام بھی اسی آشنائیں میں شروع اور ختم کیا۔ نیز تاریخ ادبِ اردو، ارشاد نامہ، رسائلِ شاہ برہان، ابراہیم نامہ، اور تاج الحقائق کی ترتیب بھی اسی دوران میں ہوتی رہی۔ اگر یہ سب کام درمیان میں خلل انداز نہ ہوتے تو شاید کلیاتِ محمد علی قطب شاہ آج سے بہت پیشتر شائع ہو کر منظر عام پر آ جاتا۔ یہ عظیم الشان کلیات چھپ کر اہل اردو کے ہاتھوں تک نہ پہنچ سکتا اگر دکن کے روشن خیال امیرِ نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ کی ذاتی دلچسپی شامل نہ ہوتی۔ نواب صاحب نے ”سلسلہ یوسفیہ“ قائم کر کے کئی مخطوطات کی اشاعت کی



جو سرپرستی فرمائی ہے اس کی وجہ سے متعدد کئی شاعروں اور ادیبوں کی علمی و ادبی یادگاریں تلف ہونے سے بچ گئیں۔ ”نام نیک رفقاں“ ضایع نہ کر کے کا یہ جذبہ خود نواب صاحب معز کے نام اور ان کے ”سلسلہ یوسفیہ“ کو اس وقت تک زندہ رکھے گا جب تک کہ خود اردو زبان موجود ہے۔

آخر میں پنڈت ہری ہر شاستری صاحب پروفیسر سکرت و برج بھاشا جامعہ عثمانیہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنہوں نے بہت سے نامانوس اور متروک الفاظ کے سمجھنے میں مرتب کو قابل قدر مدد دی لیکن افسوس ہے کہ بعض لفظ اور ترکیبیں اب تک مرتب کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اور اس امر کے اعتراف میں مرتب کو اس لیے کوئی مذمت نہیں کہ خود محمد ظلی قطب شاہ نے اس بارے میں مشین گوئی کر دی تھی کہ میری کتابوں کی شرح کوئی نہیں لکھ سکے گا۔ چنانچہ اس کی اسی مشین گوئی کے الفاظ پر اس ”عرض“ کو ختم کیا جاتا ہے۔

نہ لکھ سکے گا کیے شرح مجھ کتاباں کا  
(کوئی بھی)

ہمارا علم ہے سب عالماں میں چوں اعجاز  
(ش)

سید محی الدین قادری زور

رفت منزل

جون ۱۹۴۷ء

# مقدمے کے مآخذ

مقدمہ کلیات محمد قلی قطب شاہ کی ترتیب میں حسب ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تسلی

- ۱۔ تاریخ محمد قطب شاہ کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر
- ۲۔ حدائق السلاطین " " " "
- ۳۔ حدیقۃ السلاطین (جلد دوم) " " " "
- ۴۔ ماہ نامہ کتب خانہ " " " "
- ۵۔ تذکرۃ الملوک " انڈیا آفس لندن
- ۶۔ احوال حیدرآباد " برٹش میوزیم
- ۷۔ فتوحات عادل شاہی " " " "
- ۸۔ قطب شہری " انڈیا آفس
- ۹۔ تاریخ نذیر و لال " ادارہ ادبیات اردو

## مطبوعات

- ۱۱۔ حلیۃ السلاطین - مطبع صدیقی حیدرآباد ۱۳۵۰ء  
 ۱۲۔ تاریخ فرشتہ - نو کشور ۱۸۸۴ء  
 ۱۳۔ برہان ماثر - دہلی ۱۹۳۶ء  
 ۱۴۔ حلیۃ العالم - سیدی حیدرآباد ۱۳۰۹ء  
 ۱۵۔ گلزار آصفی - محمدی ۱۳۰۸ء  
 ۱۶۔ تاریخ ظفر - حکیم برہم گوہر پور ۱۹۲۷ء  
 ۱۷۔ ماثر دکن - جامعہ عثمانیہ ۱۹۲۷ء  
 ۱۸۔ تاریخ دکن حصہ دوم سلسلہ آصفیہ - مطبع مفید عام آگرہ  
 ۱۹۔ تاریخ دربار آصف - افضل المطابع حیدرآباد  
 ۲۰۔ تاریخ قندھار دکن امانت پریس حیدرآباد ۱۳۲۱ء  
 ۲۱۔ تاریخ گولکنڈہ - مطبع مکتبہ ابراہیمیہ ۱۹۳۹ء  
 ۲۲۔ محبوب الزمن - رحمانی ۱۳۲۹ء  
 ۲۳۔ بہار و خزان حیدرآباد - مشیر دکن ۱۹۰۸ء  
 ۲۴۔ کلام الملوک - معین دکن ۱۳۵۷ء  
 ۲۵۔ وقایع سیروسیاست ڈاکٹر برنمیر - مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد ۱۸۸۸ء  
 ۲۶۔ سیاحت نامہ تھیوتو - مفید عام آگرہ ۱۸۹۷ء  
 ۲۷۔ ہندوستان عہد مغلیہ میں (منوچی) - آریہ سٹیم پریس لاہور

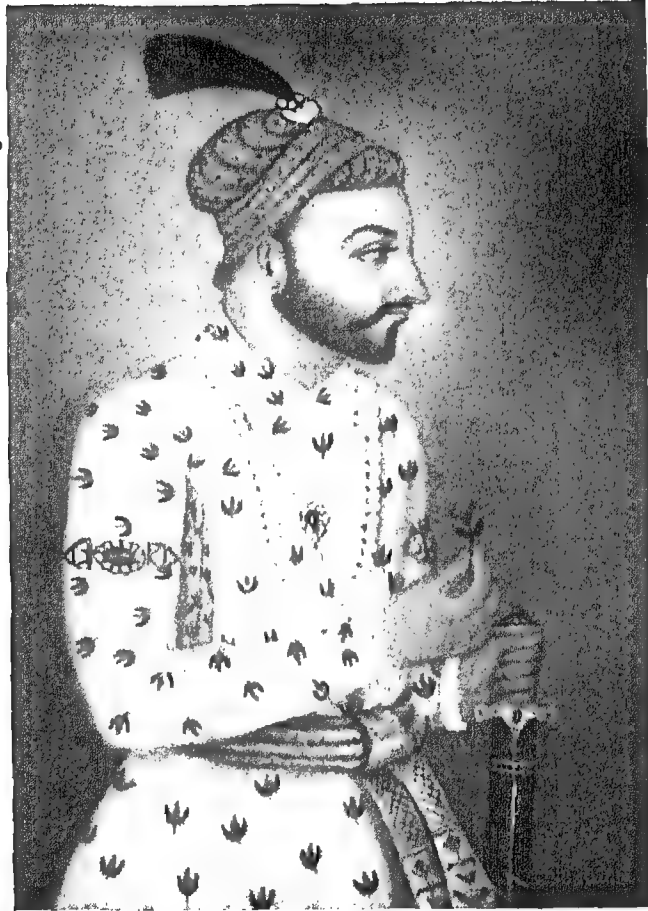
# خطبہ

کلیات محمد قلی قطب شاہ کے مرتب سلطان محمد قطب شاہ  
غل اللہ نے اپنے چچا اور پیشرو بادشاہ و شاعر کے متعلق ۱۲۵۰ھ  
میں جو طویل منظوم دیباچہ لکھ کر کلیات کے آغاز میں درج کیا تھا  
اس کے چند اشعار تبرک کے طور پر ہم اپنے مقدمے سے پہلے مثال  
کرتے ہیں۔

## عبارت سر لوح

کلیات اشعار فصاحت آثار حجت مکانی فردوس آیشانی  
منقذت پناه عمی عالی حضرت محمد قلی قطب شاه نور مرقدہ  
تمام شد در کتاب خانہ مبارک بخط محی الدین کاتب تاریخ  
اوائل شهر رجب المرجب خمس عشرین اعی بعد الف من الهجرة  
فی دار السلطنة حیدرآباد حرس اللہ عن الاضداد  
کتبہ عبدالحاصل لمولاه سلطان محمد قطب شاه بلخانشاہ فیما بینا

مهر - هر سلیمان ز غن گشته میسر مرا گشته ز نقش نگین حیدر منقذ مرا  
العبد السلطان محمد قطب شاه



سلطان محمد قطب شاه



## خطبہ کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ

کتا ہوں نواب کنگ بین ہیں	کہتا ہوں روشن کہ یوسف کے تئیں
محبّت شہنشاہ کا دل میں آن	زین کا پس جو تھے کھول کھان
نمحل نرمل ہر یک سخن خاص لیا	دکھائیں اپنے دل سے دھاتِ اخلاص کا
جناح بیان کرنے شکستہ ہوں میں	شہنشاہ کی اس شفقت کے تئیں
کہ شہزاد پروا ہے شہر یار	جو کس دھات دھرتے تھے سارا بار
سوچے شرج میں وہ نہ آتا ہے	لکھن کے تو لکھیا نہ جاتا ہے
سوچے ہر تھے اس کروں لب لیا	جو جگہ دل پر ہو رہے یو عیاں
محبّت پوش کا بچانے اچھیں	کہ تناسب شفقت یو جانے اچھیں
جو کس دھات شہزاد کوں شاہ وو	محبّت دیا آپ دھرتے تھے سو

لہ۔ افسوس ہے کہ اس خطبے کے صرف جتہ جتہ اشعار ہی دستیاب ہوئے اگر پورا خطبہ مل جاتا تو کلیات کے متعلق اور تفصیلی معلومات حاصل ہو سکتیں۔



کہ آرام تھا تل شہنشاہ دل  
کبھی وہی دل وہی جو وہ دم اتھا  
کہ بن دیکھے شہزاد کوں ٹیک تل  
وہی ٹیک وہی عیش اندر جم اتھا

بجد ہو کے نسل الہی نول  
اپس دل میں کر فکر سب ایک را  
پڑے شعر تاپا میں کر حظ سکل  
کے خطبہ کہہ مستعد کلیات  
جو الحق سے کوئی اگر پوزباں  
سو کج شاعری بیچ شہ دہر کمال  
کچھ نہیں کہیں شعر میں وصف پس  
جو بھی کوئی اچھے شاعر اس دعا دو  
اگر کم تو بچاس میں بیت چار  
رہیا جائے نا شاعر اس میں  
جو خاصا ہے یو شاعر کا ہر ٹیک  
مگر شاہ کہے بیت بچاس ہزار  
دنا شعر کہے بیت میں ٹیک بات  
کہ یو عین اچھے نش اے اولیا  
نہ

پڑے شعر تاپا میں کر حظ سکل  
کے خطبہ کہہ مستعد کلیات  
تو در حال کس مر حبا بے گماں  
بچن کہہ کے موتیاں میں صد دھما  
جو اچ شعر کے فن میں اتنا سرس  
تو بن وصف پس کے نہ رہے سات  
کہے باج پس وصف بیتے رنگار  
بن آئے صفت شعر کے فن میں  
نہ رہیں بن کہے وصف دنیا ٹیک  
دھڑے وصف پس سو کہن بہت غار  
کہے میں لکھیں آچے وصف سات  
جو دھڑے اتھے وصف پس کا روا

جو قطع میں ہر ٹیک اپس شعر کے لئے بن سو حضرت علیؑ تانوں ایے  
 نہ کرتے تھے ہرگز سو ختم کلام بغیر ان علیؑ کا لیے باج نام <sup>کا نام خود</sup>  
 کہے وصف شہ کا اگر توں جت تو ہے وصف میں شاہ کے کم و نا <sup>انساہی</sup>  
 تو اب ختم خطبے کوں تسل الہ  
 کہے سنگ علیؑ ولی تھے پناہ



# مَمْلُکُ

ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری نے لکھا تھا کہ ہندوستان کی الہامی کتابیں دو  
ہیں، وید مقدس اور یوانِ غالب۔ لیکن اگر وہ عرشِ آشیانی محمد قلی قطب شاہ  
معانی کی کلیات دیکھ پاتے تو اس قطعیت کے ساتھ دعویٰ کرنے کی جرات نہ کرتے  
واقعہ یہ ہے کہ آج سے ٹھیک ساڑھے تین سو سال پیشتر اردو زبان ایک ایسے رفیع المنہج  
شاعر کے نعموں سے مالا مال ہو رہی تھی جس کا لاثانی کلام بجنوری مرحوم کے نقطہ نظر  
سے صحیح معنوں میں الہامی کہا جاسکتا ہے۔

محمد قلی قطب شاہ کی شاعری اکتسابی نہ تھی۔ قدرت نے اس کو شاعری کا  
ایک ایسا عجیب و غریب ملکہ عطا کیا تھا کہ شاید ہی دنیا کے محدود و چند شاعر اس

نعمت غیر مترقبہ سے پہرہ ور ہوئے ہوں۔ وہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مطلق العنان بادشاہ تھا وہ کوئی پیشہ ور شاعر نہ تھا لیکن اس کا کلام کسی ملک الشعراء کے شعری کا ناموں سے بھی کسی طرح کم نہیں اور پھر وہ صرف اردو ہی کا شاعر نہ تھا۔ فارسی اور لنگی میں بھی اس نے ہزاروں شعر لکھے۔ وہ مغل اعظم جلال الدین اکبر کا ہم عصر تھا اور اس کا دربار بھی عالموں اور فاضلوں اور صاحب کمالوں سے معمور تھا۔ اس کے عالی شان ایوان امیر و غریب ہر ایک کے لئے کھلے رہتے۔ اس کا نعمت خانا نہ سو گز سے زیادہ طویل تھا جہاں اس کے دسترخوان پر کبھی دس ہزار آدمی سے کم نہ ہوتے۔ سچ تو یہ ہے کہ شاہوں اور شاہنشاہوں کی تاریخ میں ایسا تاج و ارشاد ہی نظر سے گزرے جو عوام کی زندگی سے اس قدر قریب تھا۔ اس نے غریبوں اور محتاجوں کی شنوائی کے لئے بندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک عالی شان داخل کی تعمیر کی جس کے دروازے بازار کے رخ رکھے گئے اور جہاں ہر بیکس و بینوا بغیر چوب داروں اور دربانوں کی فرحت کے خود بادشاہ تک پہنچ سکتا۔ اس نے اپنی غریب رعایا کو قتل و خون اور جنگ و جدال سے بچانے کے لئے اپنی بتیس سال کی حکومت کے دوران میں کبھی لڑائی کا فائدہ نہیں کیا۔

محمد قلی اعظم کی زندگی کے حالات اور اس کے عہد حکومت کے واقعات

وکن کی کوئی تاریخ خالی نہیں۔ اس سستی کا نام جس نے حیدر آباد جیسا فرخندہ بنیاد  
 شہر بسایا ہو دنیا کی تاریخ کے صفحات سے کبھی محو نہ ہو سکے گا یہ اس صاحب ذوق بادشاہ  
 کی حسن نیت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے کہ جس شہر کا اس نے سنگ بنیاد رکھا وہ آج تک  
 آباد اور اس میں بسنے والے دل شاد ہیں۔ گزشتہ ساڑھے تین سو سال سے اس شہر کی  
 زیب و زینت روز افزوں ترقی پر ہے۔ حضرت آصفیہ اول نے اس کو مستحکم کیا  
 اور اس کے اطراف تفصیل کی تکمیل کی۔ حضرت آصفیہ ثانی نے اس کو اورنگ آباد  
 کی جگہ دولت آصفیہ کا پایہ تخت قرار دیا۔ عظیم الشان خانوادہ آصفیہ کے دوسرے  
 فرماں روا بھی اپنے اپنے زمانہ میں اس کی زیب و زینت میں اضافہ کرتے رہے۔  
 اور عہد حضرت سلطان العلوم آصفیہ سابع میں یہ مسعود و مبارک  
 شہر جنت ارضی کی شکل میں منتقل ہوتا جا رہا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس خوش  
 قسمت بلدہ کا سنگ بنیاد جس علمی و ادبی فضا میں رکھا گیا تھا وہ کسی زمانہ میں بھی  
 مفقود نہ ہونے پائی اور اب تو حضرت سلطان العلوم کی مسیحائے فیوں نے اس کے  
 اس امتیاز میں چار چاند لگا دئے ہیں اور اس طرح ہمیں حاضر میں محمد علی قطب شاہ  
 معانی کی یہ پریم نگر صحیح معنوں میں مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ بن چکی ہے اور اس کی  
 علمی و ادبی فضا معراج کمال کو پہنچ رہی ہے۔

— محمد قلی کا اردو کلام پچاس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ کوئی صنف سخن ایسی نہیں جس میں اس نے اپنا کمال نہ دکھایا ہو اور نہ کوئی ایسا موضوع ہوگا جس پر اس نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ قصیدے اورثنویاں، مرثیے اور رباعیاں، غزلیں اور قطعات غرض ہر صنف سخن کے وافر نمونے محمد قلی اعظم کی کلیات میں موجود ہیں۔ عاشقانہ مضامین عارفانہ نکات، شاہی لوازم، درباری شان و شکوہ، محلات کی رنگینیاں، باغوں کی سرسبزی و شادابی کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان شاعر کے کلام میں غریبوں کی زندگی عوام کے معقولات، عیدوں اور تہواروں، کھیل کود اور تماشوں، بازاروں اور بیوپاروں، اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے عام رسموں اور رواجوں کی جھلکیں بھی جگہ جگہ نظر سے گزرتی ہیں۔ اس نے ایسے ایسے موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے جن پر عام شاعروں کی نظر تک نہیں پڑتی وہ ایسی پتہ پتہ کی باتیں لکھ جاتا ہے کہ پڑھنے والے حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر قدیم زمانہ میں ایک بادشاہ کا مشاہدہ اتنا وسیع اور گہرا کیسے ہو سکتا تھا۔ اسی لئے تو محمد قلی عرش آشیانی کا کلام الہامی سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ ایسی ایسی خصوصیتوں کا بھی حامل ہے جو گزشتہ تین سو سال سے متروک رہیں اور اب پھر اردو ادب میں رواج پا رہی ہیں۔ نیچرل شاعری کے متعدد پیش بہانوں نے اس خزانہ میں موجود ہیں۔ مستقل موضوعوں پر اس بادشاہ

شاعر نے سیکڑوں دلچسپ اور بلند پایہ نظمیں لکھیں۔ اس کی زبان میں ایسی شیرینی اور حلاوت ہے کہ اصل میں اگر کوئی زبان ہندوستانی کہلائی جاسکتی ہے تو وہ اس شاعر اعظم کی زبان ہے۔ اس میں نہ عربی و فارسی کا عنصر زیادہ ہے اور نہ سنسکرت اس کا اسلوب اتنا سادہ، سلیس اور رنگین ہے کہ ہر شخص اس کے کلام کو پڑھ کر محظوظ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایسے لفظ بدل دئے جائیں جو اب اردو میں مستعمل نہیں ہیں یا جن کی شکلیں مرور ایام کے ساتھ بدلتی گئی ہیں تو پھر محمد قلی کا کلام باوجود تین سو پچاس برس قبل کی تخلیق ہونے کے مستقبل کی ہندوستانی شاعری کے لئے بہترین نمونہ کا کام دے سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عہد حاضر میں ہندوستان کے ارباب سیرت جس مشترک زبان کی تشکیل میں کوشاں ہیں اس کو صدیق و قریبی محمد قلی لکھ گیا ہے اور کوئی تعجب نہیں اگر اس بادشاہ شاعر کی بیش بہا کلیات کو مستقبل قریب میں ناگری حروف میں بھی منتقل کر لیا جائے جس طرح ایران میں فردوسی کی زبان اور خصوصیات کا احیا کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں محمد قلی عرشِ آشیانی کی زبان اور شاعری پھر سے اپنی جگہ حاصل کر رہی ہے۔ اگر محمد قلی کے پیدا کردہ رجحانات شعر و سخن اور زبان و ادب کا نہج بعد کے زمانہ میں بھی جاری رہتا تو عہد حاضر میں اردو اور ہندی کا یہ افسوسناک جھگڑا پیدا ہی نہ ہو سکتا اور



آج اردو بلا شرکت غیرے تمام ہندوستان کی مشترکہ زبان ہوتی۔  
 اردو کے اس شاعرِ اعظم کی پیدائش ایک ایسے زمانہ میں ہوئی  
 ہے جب کہ تمام ہندوستان مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھا اور یہاں کی اسلامی  
 سلطنتیں اپنے تمدنی اور سیاسی عروج کو پہنچ چکی تھیں۔ فاتحوں کے کشورِ کشانی  
 اور جنگ و جدل کے ولولے دب چکے تھے اور وہ اس ملک کے باشندے  
 بن کر ایک مشترکہ تہذیب و معاشرت کے بنانے میں سرگرم تھے۔ ہندوستان  
 کی سرزمین نے تاتاریوں، مغلوں، افغانیوں، ایرانیوں اور ترکوں کو اس  
 طرح اپنا بنالیا تھا کہ یہ پر دہیسی اس کو اپنا وطن سمجھنے لگے اور ہندوستان سے  
 باہران کے لئے کوئی موہنی باقی نہ رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ محمد قلی اور اس کے  
 معاصرین جلال الدین اکبر بادشاہ اور ابراہیم عادل شاہ نورس  
 ہندوستانیت کی طرف اتنے مائل ہوئے کہ یہاں کی تہذیب و معاشرت  
 تک اختیار کر لی اور ایک ہندوستانی (ہندو + مسلمان) ثقافت کے بانی ہوئے  
 جو ان کی زندگیوں تک پورے عروج پر رہی۔

محمد قلی کا باپ گولکنڈہ کا مشہور تعمیر کار ابراہیم قلی تھا جس نے  
 اپنا عنفوانِ شباب بیجانگر کی ہندو راج دہانی میں ایک شاہی پناہ گزین کی

جینیت سے گزرا تھا۔ وہ اپنے باپ سلطان قلی قطب شاہ کے مارے جانے کے بعد ۹۵۳ھ میں اپنی جان بچا کر گو لکنڈہ سے بھاگا اور اپنے ظالم بھائی جمشید قلی قطب شاہ کی وفات تک بیجا نگر ہی میں رہا۔ آخر کار ۹۵۷ھ میں واپس آکر گو لکنڈہ پر قبضہ کیا اور قطب شاہی سلطنت کے استحکام میں تیس سال تک مصروف رہا۔ اس زمانہ میں اس نے تلنگانہ کے ہندوؤں کے ساتھ اتنے اچھے تعلقات پیدا کئے کہ وہ لوگ قطب شاہی سلطنت کو اپنی سلطنت اور گو لکنڈہ کو اپنی راج دہانی سمجھنے لگے۔ خود تلنگی زبان میں اب تک ایسے کتبے اور کتابیں موجود ہیں جن میں ابراہیم کی تعریف کی گئی ہے اور اس کو تلنگی ادب اور شاعری کا سرپرست بتایا گیا ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ابراہیم قلی خود بھی تلنگی سمجھتا اور بولتا ہو اور اس کا فرزند محمد قلی تو تلنگی کا ایک بہت بڑا شاعر بھی تھا۔

ابراہیم کی اس ہندو دوستی کے پیش نظر یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی کی ماں بھاگ رتی ایک تلنگن ہی ہو جیسا کہ تاریخ ماہ نامہ میں لکھا ہے۔ موجودہ قطب شاہی تاریخیں اس بارے میں ساکت ہیں۔ افسوس ہے کہ مولف ماہ نامہ نے اپنا ماخذ نہیں بتایا۔ لیکن انشاور

یقینی ہے کہ اس مبسوط تاریخ کے لکھتے وقت یعنی آصفی دور کے اوائل میں حیدرآباد میں متعدد ایسی قدیم تاریخیں اور معلومات کے ذریعے موجود تھے جو آج ناپید ہیں۔ کیونکہ آصف جاہ اول اور آصف جاہ ثانی کا زمانہ قطب شاہی عہد سے بالکل قریب تھا۔

ابراہیم قلی قطب شاہ نے بیجا نگر کے قیام کے زمانے میں ہندوؤں سے اچھا خلا ملا پیدا کر لیا تھا اور کوئی تعجب نہیں اگر اس کے محل میں مسلمان بیگمات کے ساتھ ہندو حرم بھی ہو۔ بہر حال ماہ نامہ کی اس روایت کے علاوہ خود محمد قلی کی طرز معاشرت اور تاملکی شاعری سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس کی ماں بھاگ رتی ہی ہو۔ محمد قلی اپنے خاندان میں پہلا شخص تھا جس نے بالکل ہندو وانی طرز کا لباس اختیار کیا اس کے آبا و اجداد محمد قلی، جمشید قلی، اور ابراہیم قلی تینوں کی تصویریں ایرانی اور ترکی لباس میں ملتی ہیں اور محمد قلی کی جتنی تصویریں بھی ملی ہیں سب میں ہندوستانی لباس اور اوڑھنی موجود ہے۔

محمد قلی قطب شاہ ۹۷۳ھ میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد ۹۸۸ھ میں صرف پندرہ سال کی عمر میں گولکنڈہ کے

تحت و تاج کا مالک بنا۔ ابتدا میں اس کو جنگ و جدل سے مایقہ پڑا کیونکہ جنگ ممالیکوٹ کے بعد کن کی سلمان سلطنتیں خود آپس میں دست و گریباں ہو گئی تھیں اور سلطان ابراہیم اپنی مصلحت کو شیوں کے باوجود آخر عمر تک لڑائیوں میں مصروف رہا۔ محمد قلی قطب شاہ طبعاً صلح جو اور امن پسند واقع ہوا تھا۔ اس نے کشورستانی اور معرکہ آرائی سے زیادہ صلح و آشتی اور برآمائی سے کام لیا ہے۔ اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ کے ساتھ علی عادل شاہ کا بھی اسی زمانہ میں انتقال ہوا تھا جو بڑا جنگجو تھا۔ اور اس کا جانشین ابراہیم عادل شاہ نورس بھی محمد قلی کی طرح امن پسند اور علم و ادب کا دلدادہ تھا اس لئے کن کی طوائف الملوکی رک گئی اور ان دونوں بادشاہوں نے کن میں ایک مشترکہ تمدن کی تعمیر اور علوم و فنون کی ترقی میں بے حد حصہ لیا۔

محمد قلی قطب شاہ کے سب سے بڑے کارنامے :-

۱۔ سلطنت قطب شاہیہ کا استحکام

۲۔ شہر حیدرآباد کی بنا۔ اور

۳۔ اردو زبان و ادب کی سرپرستی۔ ہیں۔

اس کی زندگی کے واقعات اس قابل ہیں کہ ان پر ایک مبسوط کتاب لکھی جائے۔

اور ان محدود صفحات میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ مختلف تاریخوں سے  
 مواد اخذ کر کے اس بطل عظیم کی شایان شان سوانح حیات درج کی جائے۔ اسلئے  
 ان صفحات میں صرف وہی معلومات پیش کی جائیں گی جو اس کے عظیم الشان  
 کلیات کے مطالعہ سے حاصل ہوئی ہیں اور جو آئندہ اس کی سوانح عمری لکھنے اور  
 قطب شاہی تاریخ کی تحقیق کرنے والوں کے لئے مفید اور اہم مواد کا کام دینگے۔  
 یہ اتفاق کی بات ہے کہ سلطان محمد قلی اپنی شاعری کے ذریعہ سے ایسی  
 ایسی معلومات کو محفوظ کر گیا ہے جن کو قلمبند کرنا کسی مورخ کے بس کی بات  
 نہ تھی۔ تاریخیں بالعموم خارجی حالات اور ظاہری واقعات پر زور دیتی ہیں۔  
 اور خاص کر ہماری فارسی تاریخیں اور تذکرے مطالب و معانی سے زیادہ الفاظ  
 کے شان و شکوہ اور اسلوب کی رنگارنگی سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ہمارے  
 مورخ بادشاہوں کو انسان سمجھ کر نہیں دیکھتے۔ وہ زیادہ تر ان کے شامائے  
 جاہ و جلال یا پہیہ اندکروں کے قلمبند کرنے میں اپنی ساری قوتیں صرف کر دیتے  
 ہیں۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ کسی فرمانروا کے شاہی طمطراق اور باری غیب ذات  
 اور زرق برق لباس کے اندر ایک سچ مچ انسان کا دل متحرک ہے جو معمولی  
 انسانوں کی طرح خوشی اور غم سے متاثر ہوتا ہے۔ جس کے سینہ میں سمندر کی

موجوں کی طرح جذبات متلاطم رہتے ہیں، اور جس کی گھریلو اور جذباتی زندگی بھی دوسرے انسانوں کی طرح ضرور قابل مطالعہ ہوتی ہے۔

۷۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اپنے کلام کے ذریعہ سے اپنی ذات اور اپنے عہد کے متعلق ایسا مواد چھوڑا ہے جو تاریخوں کی تمام نقائص اور کمی کی تلافی کر دیتا ہے۔

ہم آئندہ صفحات میں اس امر کی کوشش کریں گے کہ خود محمد قلی کے کلام کے ذریعہ سے اس کی حیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔

---

## (۳) نام اور تخلص

محمد قلی نے اپنے نام اور تخلصوں کو اپنے کلام میں جگہ جگہ اور طرح طرح سے استعمال کیا ہے۔ اس کو فخر تھا کہ وہ ازل سے چمک کا قلی یا غلام ہے۔ اور اسی غلامی کی وجہ سے وہ دنیا میں سرخرو ہوا۔ اسی امتیاز اور فخر کے اظہار کے لیے پورا کلیات بھرا پڑا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دوسرے بادشاہ اپنی سلطنت اور مال و دولت پر فخر کرتے ہیں لیکن میں صرف چمک کے نام اور اُن کا غلام ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ کیونکہ محض اسی وجہ سے میں بچپن سے کامیاب ہوا اور آج ایک اقبال مند بادشاہ ہوں۔ اس کے چند شعر یہ ہیں۔

بادشاہاں کرتے ہیں اپنا رنگ میں ٹٹنا	میں محمدانوں تھے بوجہ دولت و خوشحالی
اسم محمد تھے اے جگ میں سونخانی تھے	بندہ نبی کا ہم ہے جتنی ہے سلطانی تھی
محمد کی غلامی تھی محمد قطب شہ	اسی برکت تھی وایم سب خواجہ کون ملا دیتا
نبی کی غلامی میں ہیں قطب شہ	معت اس کے ہوانوں کی چاروں کھنڈ

محفل کا غلابی منیج خطاب سر بلندی ہے

سورج کرناں سوں باندے سایہ ہاں ہم عید ہم نوروز  
کراہے شاہی قطب محمد کے نام تھے تو داس ہو رہیا ہی محمد کے گھر اکاس  
اسی طرح کے چند مصرعے یہ ہیں ح

نبی کا نانوں ہے تیرا محمد قطب شہ ناڈر

محمد نانوں دل میں رکھ محبت سوں محمد توں

محمد بال پن تھے ہے محفل کے غلاماں میں

سدا ہے داس محمد قلی محفل کا

نبی صدقے میں ہوں محمد غلام

سچ محمد نانوں تھے ہستا ہے تاج احمدی

اپنے نام پر فخر کرنے اور اس کو باعث برکت سمجھنے کے ساتھ ہی اس کو اس بات  
کی بھی ہمت ہے کہ وہ ابراہیم (قلی قطب شاہ) کا تیسرا فرزند ہے اور جی طرح  
ابراہیم کے فرزند اسماعیل کی خدائے تعالیٰ نے نگہبانی کی اور قربان ہونے سے  
بچا لیا اسی طرح اس کو بھی ہر آفت و مصیبت سے بچا لے گا۔ چنانچہ عید قربان  
کے موقع پر ایک نظم میں ابراہیم کے فرزند ہونے اور محمد کے ہم نام ہونے کی سعادتوں کو



اس حسن و خوبی سے بیان کیا ہے ۔

توں ابراہیمؑ کا فرزند تجھے سچ دوستاں سوں مل  
جوں اسماعیلؑ کوں حق پیار سوں داہم نگہ واں ہے  
جو کوئی شیخ سات یک چہ نہیں سودشمن ہے محمدؐ کا  
جو دشمن ہے محمدؐ کا سدا خوار ہو رہا پریشاں ہے

دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں محمدؐ سے خود یعنی محمد قلی مراد لیا ہے اور دوسرے  
مصرعے کے محمدؐ سے آنحضرتؐ پیغمبر اسلام۔ یہ محمد قلی کا شاعرانہ کمال ہے۔

اصل نام کے علاوہ سلطان محمد قلی نے اپنے کلام میں اپنے نام کی وہ تمام  
شکلیں بطور تخلص قلمبند کر دی ہیں جو اس کی زندگی میں اس کے لئے مستعمل ہو سکتی  
تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کو مخاطب کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ  
ہوتے ہیں اور ہر شخص کا طریقہٴ مخاطب جداگانہ ہوتا ہے۔ بڑے اور بزرگ  
ایک طرح سے نام لیتے ہیں۔ برابر کے لوگ دوسری طرح سے پکارتے ہیں اور  
کم رتبہ کے لوگوں کا مخاطب کرنے کا طریقہ اور ہی ہوتا ہے۔ بے تکلف دوستوں  
اور معشوقوں کے طریقہٴ مخاطب کی نسبت تو کچھ لکھا ہی نہیں جاسکتا۔ بہر حال  
معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی نے ہر ایک کے طریقہٴ مخاطب کا لحاظ رکھا اور جس جس

نام سے مختلف لوگ اس کو پکارتے تھے ان سب ناموں کو اپنے کلام میں تخلص کے طور پر لکھ ڈالا۔ شاید ہی کسی زبان کا کوئی شاعر ہو جس نے اپنے کلام میں اپنے نام یا تخلص کو اتنی طرح سے استعمال کیا ہے! کلیات محمد قلی میں حسب ذیل ۷۱ تخلص ملے ہیں :-

- ۱۔ محمد ۲۔ محمد شاہ ۳۔ محمد قلی ۴۔ محمد قطب ۵۔ قطب
- ۶۔ قطب زماں ۷۔ قطب شہ ۸۔ محمد قطب شہ ۹۔ محمد قطب غازی
- ۱۰۔ محمد قطب شہ راجہ ۱۱۔ محمد قطب شہ سلطان ۱۲۔ قطب نواب
- ۱۳۔ معانی ۱۴۔ قطب معنی ۱۵۔ قطب معنا ۱۶۔ قطب معانی
- ۱۷۔ ترکمان -

ان میں سب سے زیادہ معانی، قطب، قطب شہ اور ترکمان استعمال ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمد قلی نے اصل میں اردو شاعری کے لئے معانی، فارسی کے لئے قطب شہ، اور تلمنگی کے لئے ترکمان تخلص اختیار کئے تھے۔ کیونکہ اس کے قدیم ترین اردو دیوان میں تقریباً ہر غزل کے مقطع میں معانی تخلص موجود ہے۔ فارسی دیوان چونکہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے فارسی شاعری میں کونسا تخلص زیادہ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح

تلنگی دیوان بھی دستیاب نہیں ہوا لیکن لفظ ترکمان چونکہ تلنگی ہے جس کے معنی مسلمان کے ہیں اس لئے یقینی ہے کہ یہ لفظ تلنگی شاعری میں تخلص کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ اگر ماہ نامہ کی روایت صحیح ہے کہ محمد قلی کی ماں بھاگتی تھی تو بہت ممکن ہے کہ یہ تلنگن مہجیں اپنے بچہ کو محبت سے ترکمان پکارتی ہو اور اس بچہ نے بڑا ہو کر اسی عرف کو تخلص قرار دے لیا۔ بہر حال فارسی اور تلنگی کے تخلص اس وقت تک تحقیق طلب رہیں گے جب تک کہ سلطان محمد قلی کے فارسی اور تلنگی دیوان نہ مل جائیں۔

اردو کلام میں محمد قلی نے صرف آٹھ دس جگہوں پر لفظ ترکمان بطور تخلص استعمال کیا ہے۔ ایک نظم میں اپنے بہرا باندہ بنے کا ذکر کرتے ہوئے پہلے ایک شعر میں نام لکھا ہے اور آخری شعر یا مقطع میں تخلص۔ وہ شعر یہ ہیں۔

محمد قطب شاہ راجہ اپن سر محمد ناہوں لے باندیا ہے بہرا

نبی صدقے سدا کہتا ترکمان کہ منج مرتاج ہے حضرت امیرا

اور ایک نظم میں اسی طرح دونوں تخلص استعمال کئے ہیں۔

بند اتما راتر گمان تج داس ہے دونوں جہاں

منگتا سدا امن و اماں تمنا تھے قلیا یا علیؑ

میلاد النبی کی ایک نظم میں اپنا پورا لقب اور تخلص ترکماں ساتھ ساتھ استعمال کرتا ہے۔

گنائے نبی کے جو مولود انتہاں ہمایوں محمد قطب شہ ترکماں  
دوسری مختلف نظموں اور غزلوں کے مقطعے یہ ہیں۔

نبی صدقے ہے ترکماں واسل امام ہوا دو جگت تیب سوال جواب  
نبی صدقے گنایا ہے ترکماں آج مینروانی علی صدقے سے دو جگت میں بلند اسکے تائب

صدقے نبی ترکماں جم راج کرتوں عیشاں

شاہ علی نبی تھے منگ تچ شہی دلایا

جب نبی صدقے ہوا ہے واسل قنبر کا قطب

دو جگت میں ہیں ترکماں لما قبت محمود کا

دوسرے تخلصوں اور خاص کر معانی اور قطب شہ کے متعلق تفصیلی بحث آئندہ

ایک عنوان ”کلیات کے نسخے“ کے تحت درج ہے۔

## تعلیم و تربیت اور عاشق مزاجی

معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی اپنے دوسرے بھائیوں سے تعلیم میں کم درجہ تھا۔ اس کے بڑے بھائی شاہ عبدالقادر کے متعلق وضاحت سے معلوم نہیں کیا اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہ علم و فضل سے بہرہ ور تھا اور انہی خصوصیات کی وجہ سے بیدر کے مشہور و معزز مشائخ خاندان میں اس کی شادی کی گئی تھی۔ نیز وہ اپنے مذہبی تقدس کی وجہ سے شاہ صاحب کے عرف سے معروف تھا۔ محمد قلی کے دوسرے بھائی حسین قلی کی نسبت مورخین کی رائے یہ ہے۔

”یہ زیورِ علم و فضل آراستہ و از علم و حکمت بہرہ تمام داشت“

اس کے ایک اور بھائی عبدالفتاح کی نسبت مشہور ہے کہ وہ فنِ قرات کا بڑا ماہر اور استاد تھا۔ لیکن محمد قلی کے علم و فضل کی تعریف کسی مورخ نے نہیں کی ہے اور چونکہ وہ بادشاہ ہو گیا تھا اس لئے صرف اتنا لکھ کر اس کو دوسروں پر ترجیح دی ہے کہ:-

”از برادران بہ جمیع صفات صوری و محتوی ممتاز بود“

مورخوں کا یہ سکوت حق بجانب بھی تھا۔ کیونکہ محمد قلی بچپن ہی سے آزادہ راوی عاشق مزاج تھا اور بادشاہ ہونے کے بعد بھی بچپن کی طبیعت باقی تھی۔ وہ اپنے کلام میں اپنی طبیعت کے اس انداز کے زبردست ثبوت چھوڑ گیا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں صاف صاف اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ میرے استاد مجھے علم و ہنر کی تعلیم دینا چاہتے ہیں حالانکہ میں تو ازل سے عشق کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ اگر میں علم و ہنر سیکھنا بھی چاہوں تو علما مجھے کیا سکھائیں گے؟ میں نے تو اپنے دل میں صرف اپنے معشوق کے نام کے حروف بٹھائے ہیں۔ لوگ مجھے اُٹی سمجھتے ہیں۔ میں اس حد تک خود کو اُچی کہہ سکتا ہوں کہ تیرے اوصاف منہ زبانی یاد نہیں رہے اور میرا قلم اُن کی وضاحت میں عاجز آ گیا۔ جب میں عشق عاشقی کے مکتب ہی کے درویش سے علم و کمال حاصل کر لینے لگا تو علما بھی کبھی کبھی میری تعریف کرنے لگے۔

علما و فقہان و حقیقی علم سے ناواقف ہیں وہ خود ”ا“ کے معنی نہیں جانتے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ ب پڑھو۔ علم عاشقی میں ”ا“ ہی کے معنی سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اور پھر ظاہری علم و فضل سے سوائے غرور و تمکنت کے حاصل ہی

کیا ہوتا ہے۔ عالم لوگ اپنی بخلوں میں کتابیں رکھ کر ان کے بل بوتے پر  
غور کرتے ہیں حالانکہ ہمارے ہر مشام سے عشق عاشقی کی خوشبو مہکتی ہے۔  
سچ تو یہ ہے کہ یہ علم اور یہ کتب ہر کسی سے نہیں پڑھی جاسکتیں۔ عالموں نے علم  
عاشقی کی کٹھن راہیں دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اور میں نے نہ صرف اس میں  
کمال پیدا کیا بلکہ جذبہ عشق میں کتابیں لکھ ڈالیں اور زندہ جاوید ہو گیا۔ یہ  
خیالات جن اشعار میں بیان کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں :-

عالم منجے تعلیم کریں علم و ہنر کا لکھے ہیں ازل تھے ہمنا عشق و آرا  
ازل تھے عشق کے پڑے کے سیں کو منج بٹ

فقیہ و زاہداں میانے منجے کئے ہیں سراج

عالم جے سکھائیں گے کیا آپنا علم وہ تانوں کے حروف ہن دل میں ہیں کلام

میں امی کر گنتے ہیں سب امیاں تو علم میں

موز بانی کا قلم تجھ وصف لکھ ناسک بھگیا

میں طفل ہو تمہارے مکتب تھے علم بوجھیا تو دیوے عالماں سب شامی بھکوں گاہ گاہ

سب فقیراں مل الف ناٹرک کہتے بے پڑو

میرے دل کے شہر کوں ایم رکھے معورتوں

کہیں متانی کوں مثنوا و عاقلان سا  
 ہیجے پسرا پے ابجد کے کرتے سر تھیا و  
 عالم اپنے علم کا کرتے ہیں سب لوگاں میں آ  
 یونین کے جام کا تے پیکے پڑنا او حدیث  
 کرتے غروی اپنے بغل میں رکھ کتاب وہ نہہ کا سو باں بھکتا ہے ہم شام  
 یے علم ہو ریے کتب ہو کس سے بوجھیا جائے نا  
 عالماں بیچاے دکھ کر اسکی تنک میں ہی بھگیا  
 عشق کی کتاباں کیا عشق ہوں قطب شہ نبی صدقے جاوید ہے  
 اور یہ سچ ہے کہ محمد قلی نے عشق عاشقی کے بیان میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے  
 اور ایسے ایسے مضامین بیان کئے کہ اُن کی شرح کرنا آسان کام نہیں ہے۔  
 خود اس نے اسکی بھی پیشین گوئی کر دی تھی کہ  
 نہ لکھ سکے گا کہنے شرح منج کنیتاں کا  
 ہمارا علم ہے سب عالماں میں جیوں اعجاز



## شعرو شاعری

عشق عاشقی کی وجہ سے سلطان محمد قلی کو بچپن ہی سے شعرو شاعری سے بھی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی جس کی خاطر اس نے اردو اور فارسی شعر کے کلام کا بھی مطالعہ کیا۔ یوں تو کلیات میں اکثر شاعروں کے نام نظر سے گزرتے ہیں لیکن اس کو سب سے زیادہ خواجہ حافظ کے کلام سے لگاؤ تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ خواجہ حافظ کی شاعری اس کی طبیعت کے مناسب تھی۔ اسی لئے وہ دیوان حافظ کا گویا حافظ تھا غزلیات حافظ کے ترجموں کے علاوہ کلیات محمد قلی میں سیکڑوں شعر حافظ ہی کی طرز میں موجود ہیں۔

حافظ کے بعد کلیات محمد قلی میں انوری، خاقانی، نظامی، عنصری، ظہیر محمود اور فیروز کے نام ملتے ہیں۔ افسوس ہے کہ محمد قلی کے طویل قصیدے اور شتویاں دستیاب نہیں ہوئیں ورنہ یہ معلوم ہوتا کہ اس پر ایران کے کس

قصیدہ گو شاعر کا رنگ غالب ہے۔ اور مثنویوں میں اس نے کس کی تقلید کی ہے۔ البتہ ایک قصیدہ بسنت میں اس نے اپنے شعر کو خاقانی کا شعر قرار دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید وہ خاقانی کے رنگ کو پسند کرتا تھا وہ کہتا ہے کہ

نزاکت شعر کے فن خدا بخشا ہو تجھ کو معانی شعر تیرے کہ یا ہر شعر خاقانی

محمود اور فیروز کو لکنذہ ہی کے دو شاعر ہیں جن کا تذکرہ آئندہ آئیگا۔ ان شعر کے کارناموں کے علاوہ محمد قلی نے فارسی بزمیہ مثنویوں کا بھی اپنے عشق و عاشقی کے سلسلہ میں مطالعہ کیا ہوگا کیونکہ شاہنامہ کے علاوہ وہ اکثر عشقیہ قصوں مثلاً لیلیٰ مجنون شیریں خرو، یوسف زلیخا وغیرہ کا ذکر کرتا ہے اور یہ سب کلام اس نے علم حاصل کرنے کی خاطر نہیں پڑھا بلکہ اپنی شاعری کے شوق میں۔ اور شاعری کا یہ شوق محض عشق عاشقی کی خاطر تھا۔ کیونکہ وہ جگہ جگہ اس کا ذکر کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ میں نے شعر گوئی میں جو کچھ ترقی کی یا شاعری میں کمال پیدا کیا وہ صرف اپنے معشوق کے حسن و خوبی کی تعریف و توصیف کرنے کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔ جینوں نے مجھے شعر گوئی کی طرف راغب کیا اور چونکہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ مہ جینوں سے

سابقہ پڑتا تھا اس لئے شعر گوئی کے نئے نئے مہیجات اور اسباب پیدا ہوتے  
جاتے تھے۔ وہ خود کہتا ہے۔

باتاں گہریاں نرمیاں اریا جوتیر بناؤں پر  
سو جائے کر آسمان پر ہر اک پن تارا ہوا

ہمارے وصف کہتے تھے ہوا منج شعر نورانی  
اوشعراں کوں ٹپریں سب شاعران ہم عید ہم نوروز

ہوا سر تھے غزل کہنے ہو س اس پوتلی خاطر  
رتن ہے شعر بوجھو جو ہریاں ہم عید ہم نوروز

لکھیانچ ناؤں دل میں جب ہوا مقصود جھوکا تب

تدبیاں تھے شعر میرا سب ہوا ہے گوہر رنگیں  
شعر معافی ان بندے موتی ہیں جگ میں جن کے

ہرے صدف موتی جمیا اپ و اتریسے نام پر

یہ تو شاعری میں کمال حاصل کرنے کے اسباب تھے۔ اب وہ اپنی عشق شقی  
کا اثر اپنی شاعری پر ظاہر کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کا درد دل اس کے  
اشعار میں بھی نمایاں رہتا ہے اگرچہ محبت کا میٹھا میٹھا درد عاشقوں کو اپنی جان سے

زیادہ عزیز ہوتا ہے لیکن بے صبری اور اضطراب بھی تو عشق ہی کی خصوصیتیں ہیں جن کی وجہ سے ہر گھڑی عاشق کے دامنِ سینہ پر تمک پاشی ہوتی رہتی ہے۔ تاہم عاشق کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنی زبان سے کوئی سخن سلج نہ نکلے اسی وجہ سے اس کے کلام میں لوچ اور شیرینی پیدا ہونے لگتی ہے۔ عشقیہ شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی سادگی اور شیرینی ہی ہے۔ اور یہ دونوں خصوصیتیں محمد قلی

کے کلام میں نمایاں ہیں وہ اپنی اس خصوصیت کا ذکر یہی کرتا ہے کہ

معانی کے باتاں تھے جھڑا نمک      جے چاکھے کہے ہے نمک سون شکر  
معانی کے پچن تے سخیے تا بات      دیکھے سب شعر میں بیٹھالی افزوں  
اے معانی سب کے بولاں صرتے ہیں شکر و لیکن

بات تیری پھول نمنے اس نمک شکر خدا داد

## تصوف عرفاں اور حافظ کا اثر

عشق عاشقی کے سلسلہ میں سلطان محمد قلی نے جہاں شاعری میں کمال حاصل کیا ساتھ ہی تصوف کا بھی چمکہ پیدا کر لیا۔ اس کی فطری آزاوہ روی اور ظاہر پرستی کے تنفر نے اس کو واقعی ایک پختہ کار صوفی مشرب بنا دیا تھا۔ سمجھا جاتا ہے کہ عشق مجازی عشق حقیقی کا زینہ ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ہمارے خیال میں سلطان محمد قلی سب سے زیادہ عشق حقیقی کے مراتب حاصل کرنے کا مستحق تھا کیونکہ اس کی ساری زندگی عشق مجازی کی رنگ لہو اور طے منازل میں گزری۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے بعض شعراء واقعی صوفیانہ شاعری کی بہترین مثال کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں اگرچہ محمد قلی قطب شاہ کی صوفیانہ شاعری بجائے خود ایک جداگانہ مضمون کا موضوع بن سکتی ہے لیکن یہاں اس کے صرف چند ایسے اشعار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں اس نے صاف صاف تصوف کے مضامین باندھے اور

اپنے صوفی صافی ہونے کا اودعا کیا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میرے عشق مجازی کو دیکھ کر نقاش ازل نے مجھ پر رحم کیا۔  
مجھے استاد نے ایک اور ہی تعلیم دی۔ اور میں نے کچھ دیکھ کر زنا را باندھا،  
میرے دل میں جو درد ہے اس کو اغیار نہیں سمجھ سکتے۔ میں اپنے عشق حقیقی کو  
کب تک چھپاؤں جب کہ منصور ساعاشق بھی اس کو چھپانہ سکا۔ اگرچہ تجھے  
ہر آنکھ نہیں دیکھ سکتی لیکن دیکھنے والوں کے لئے دنیا تیرے حسن کا ایک عکس  
نظر آتی ہے۔ اس دنیا کو حکما اپنے علم و فضل و حکمت کے زور سے نہیں سمجھ  
سکتے اس لئے اس کو سمجھنے کی کوشش کرنے کی بجائے پیالے نام کا ترانہ پیش  
گانا بہتر ہے۔ کیونکہ جو لوگ دنیا کی طرف سے توجہ ہٹا کر راست حنڈ کا  
راستہ پکڑتے ہیں وہی خوش قسمت ہیں۔ میں تیری خاطر سب مذہبوں کا  
بھیس اختیار کر کے دیکھتا ہوں کہ شاید تو کسی طرح میرا ہو جائے۔ کوئی مجھے  
قبلہ کا سچا راستہ نہیں دکھاتا اس لئے میں چاروں طرف قبلہ سمجھتا ہوں میرے  
ہی لئے ہندو اور مسلمان سب کو شاں ہیں اگرچہ تیرا بازار گرم ہے لیکن یہ نہیں  
معلوم کہ تو کس طریقہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے عشق  
میں "جیت" حاصل کی ہے تو وہ خام ہے۔ عشق میں کامیابی کا اعلان کرنیکی جگہ

محبت میں سختگی حاصل کرنی چاہئے اور جو اپنے عشق کو کامل کر لیتا ہے وہی  
 غنی ہے اور وہ دنیا میں کسی چیز کا محتاج نہیں رہتا کیونکہ وہ اصل تک پہنچ  
 جاتا ہے۔ قطب شاہ نے نبی کے صدقے میں محبت کی تکمیل کر لی اور اسکو محبت  
 کی وجہ سے بقا کا پیالہ پینا نصیب ہوا۔ اب اس کو فنا نہیں۔ اس نے عشق و  
 مستی کے عالم میں ایسی کتابیں لکھیں جن کی وجہ سے وہ زندہ جاوید ہو گیا اور یہ  
 کتابیں چونکہ عام عالموں کی کتابوں کی طرح نہیں ہیں اس لئے ان کی شرح  
 کوئی نہیں لکھ سکیگا۔ اس قسم کے مضامین سے اس کا دیوان متمم ہے۔ ہم یہاں  
 صرف چند اشعار جگہ جگہ سے نقل کرتے ہیں۔

قطب دل کے صحیفے پر اول تیر لکھیا صورت  
 کیا منج پر کرم آخر دیا سوں دو اول نقاش

معافی آس تمیں کیا بوجھیں لے یہ موارا	تماری بزم میں کرتا ہے شمع بات مجاز
سکی کا حسن کیبتا جذب مولود	اسی تے جج ہے مجذوبان سحر آئند
معافی کوں تن غم زیاں تھو نہیں ہوش	پنچھل سو فی بند ہے نار کھو رنج
دیا استاد منج تسلیم کچھ ہو اور	ہمیں کچھ دیکھ کر باندھی ہیں زنا
درو جانے حکیم خوب دانا	ہمارا درد کیا بوجھیں گے اغیار

عشق کے مناسبے اوپر جیو و دل سوا  
 میں فاش کون ناموں کی تجھ عشق تھے دو جگہ  
 دیکھ نہیں کوئی تین تہ توں سب میں تھے چھپا  
 ذرے کل جگ بھر ہیں تجھ عشق کے کوئی  
 معشوق ہو عشق میں مل کے دونوں ہیں  
 دنیا کا حکمت نامو تھیں ہرگز حکیمان علم سوا  
 دنیا کو پہنچ کر ہے کوئی نہ الکی بات کہہ لیں  
 سب ہیوں کی بھیں لے جاتا ہواں سوں بیٹے  
 قیلہ کا بیٹھ نہ کوئی دکھاؤ باج  
 تجھ دیکھ کر بھولے میں سب کا فرو مسل  
 جہاں توں ان میں پیار مجھے کیا کام کس  
 جنت ہو دوزخ ہو اعراف کہ میں شمرے لکھے  
 جنت کوں ہو دوزخ کوں ہو مسجد بیت خانہ کیا  
 معانی عشق جیتتا ہوں کر نہ کہہ  
 جس نے کامل کیا ہے پیسہ اپنا  
 معانی کہے بانگ اشد کبیر  
 منصور ما عاشق ہوا اگر سو تیرے ارفاش  
 تیرے سونکے حسن کا دتا ہے سنار نقش  
 تو نور تھے ذرہ معانی ظاہر ہے انوار سوا  
 نا آدو تین ہمن منے تیرا ہے رنگ پس  
 گاہ سزا عیش کا ہر دم پیار کے نام پر  
 اوں فضل میں ساریاں میں ان کا یہ بدل طالع  
 دل دینے میں ہے منج تو دلدار کپڑے ہو روش  
 منج کوں چو نہ صر نما یہ یک قرار  
 نا جانوں کیا کیا ہو اس کا گرم بازار  
 نہ بت خانہ کا منج پر وہ مسجد کا خیر منج کوں  
 جدہ تر توں ان مر جنت جدہ تر توں ان سفر منج کوں  
 کسے نا جانوں میں معلوم میں کی تج بھر منج کوں  
 جس نے عشق جیتا کہے او ہے خام  
 غنی ہے دو جگہ میں میں دو محتاج  
 تھیں وہ



نبی صدقہ فتانہ جانے قطبِ محبت میں بقا پیا لہ پیا ہے  
 عشق کی کتاباں کس پہ عشق ہو قطبِ شہ نبی صدقہ جاوید ہے  
 نہ لکھ سکیگا کئے شرح منج کتباں کا ہمارا علم ہر سب عالم میں جیوں عجائز

ان متفرق اشعار کے علاوہ محمد قلی کی متعدد غزلیں بالجلد صوفیانہ مضامین پر مشتمل ہیں۔ مثال کے طور پر اس کی غزل نمبر ۲۴۸ (صفحہ ۲۳۷) ملاحظہ کیجا سکتی ہے جس کا مقطع ہے :-

عشق ہوں لیا غزل حضرت نبی صدقہ قطب صافی کے اوصاف کے صوفی کی شربِ منج  
 محمد قلی کے کلام میں تصوف کی چاشنی پیدا ہونے کا ایک اور سبب خواجہ  
 حافظ شیرازی کا مطالعہ اس کی شاعری کی تقلید اور اردو ترجمہ کی کوشش ہے۔  
 محمد قلی کی شاعری پر سب سے زیادہ حافظ کا رنگ مسلط ہے۔ اس نے سیکڑوں  
 غزلیں اسی رنگ میں لکھیں اور حافظ کی پچاسوں غزلوں کا اردو میں ترجمہ  
 کیا۔ اور یہ ترجمہ نہایت کامیاب سمجھا جاسکتا ہے، جب یہ خیال میں نظر رہتا  
 ہے کہ اس زمانہ میں اردو کو اتنی وسعت اور پختگی حاصل نہیں ہوئی تھی جتنی  
 اب ہے۔ لیکن یہ محمد قلی کی زبردست شاعرانہ قوت اور غیر معمولی موزونی طبع  
 کی دلیل ہے کہ اس نے حافظ کے جملہ مشکل سے مشکل مضامین کو اردو میں

منقل کر لیا۔ وہ حافظ کا پہلا مترجم ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حافظ کے رنگ کو جس خوبی سے اس نے اپنے کلام میں نبھایا ہے شاید ہی اردو کے کسی اور شاعر کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہو۔ آخر میں مثال کے طور پر ہم حافظ کی چار غزلیں اور ان کے ترجمے ایک دوسرے کے مقابل پیش کرتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ محمد قلی نے کتنے قدیم زمانہ میں کیسے کامیاب ترجمے کئے تھے۔

## حافظ

بغزم تو پہ سحر گفتم استخارہ کنم  
بہار تو پیشکن می رسد چہ چارہ کنم  
سخن درست بگویم نے تو انم دید  
لہ میخورد حریفان و سن نظارہ کنم  
ز روی دوست مرا چوں گل مراد شکفت  
حوالہ سر دشمن بنگ خارہ کنم  
گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی میں  
لہ سناز بر فلک و حکم پرستارہ کنم

## محمد قلی

منگیا جو توبہ کہتیں صبح استخارہ کروں  
ہنگام توبہ توڑن آیا کیا میں چاہ کروں  
درست بات کہتا ہوں جا سچے منجھتے دیکھیا  
شراب پیوں حریفان میں نظارہ کروں  
سجن کے مکھ تھے کھلے ہیں امید بھول کر  
وندے کے سر کوں پتھر پڑ کچھاڑ پارہ کروں  
شراب خانہ کا میکیں ہوں دیکھ مستی میں  
لہ لاڑا نبر پہ کروں حکم تلے تارہ کروں

## حافظ

مرا کہ نیت رہ و رسم لقمہ پر پہیزی  
چرا نہ مت رند شراب خوارہ کنم  
یہ تخت گل بنشام تہی چو سطافی  
ز سنبل و سنبل ساز طوق و یارہ کنم

## محل قلی

جو منج میں نہیں ہیں پر ہنر کاری کے کاماں  
شراب خور کوں امانت ہوئے کیوں شاہ کروں  
پھولاں کے تخت پہ بلداؤ میرے سلطان کوں  
سنبل سمن کوں گلے ہنس کر نگارہ کروں

(۲)

گل بے رخ یار خوش نباشد  
بے یادہ بہار خوش نباشد  
طرف چمن و طواف بستان  
بے لالہ عذار خوش نباشد  
رقصیدن سر و و حالت گل  
بے صوب ہزار خوش نباشد  
بایار شکر لب گل اندام  
بے بوس و کنار خوش نباشد

پھل بن رخ یار خوش نہ ویسے  
بن مد پھلی جہاں خوش نہ ویسے  
گشت چمن و ہواے کلیاں  
بن پیالہ کنار خوش نہ ویسے  
ناچے و ناسر و اب سو حالت  
بن ناد و سرار خوش نہ ویسے  
مویار شکر لب و چنارنگ  
بن چمن یار خوش نہ ویسے

## حافظ

## حمل قلی

(۳)

یوسف گم گشت باز آید بکنان غم مخور  
 کلبہ احزان شود روزی گلستان غم مخور  
 اے دل غم دیدہ حالت یہ شود دل بد کن  
 ویں سر شورید باز آید بسا ماں غم مخور  
 گر بہار غم باشد باز بر تخت چمن  
 چتر کل بر سر کشتی اے مرغ شب ان غم مخور  
 ہاں مٹو نمید چوں آفت نہ از سر غیب  
 باشد اندر پردہ باز یہاں غم مخور  
 در میاں گرز شوق کعبہ خواہی زرد قدم  
 سرزنش با گر کند خار مغیلاں غم مخور  
 اے دل زیل فنا بنیاد ہستی بر کند  
 چوں ترا فوج است کشتی باز طوفان غم مخور  
 گر چہ منزلت طرناک است مقصد ناپد

یوسف گم سو پھر آگا اب بکنان غم نہ کھا  
 گھر تر امید کا ہو گا گلستان غم نہ کھا  
 اے بیانیہ دکھ دکھیا سو غیب ہو گا حال تجھ  
 من کا چنتا ہو گیا پھر آگا جاناں غم نہ کھا  
 جم بہار عمر تج ہے پھر کہ آگا باغ میں  
 چتر پھل کا ملک رنگیں مرغ شوخاں غم نہ کھا  
 ہاں تو نا امید نا ہو کو نہ جانے سر غیب  
 کیا اچھیکا پردہ او چھل کھل تیلیاں غم نہ کھا  
 او چکل میں شوق سوں اب کتبہ طر رکھ قدم  
 تج اگر بولیں چہیں کانے مغیلاں غم نہ کھا  
 اے ہیا یو جان تھو نا در میں کجا تا ہو یگا  
 تو تجھے ہی فوج کشتی بان طوفان غم نہ کھا  
 باٹ تیرا دورا گر غم شق پتھہ دکھلا یگا

حافظ	محمد قلی
ہیچ راہی نیست کان انیت پایاں غم مخور حال در فرقت جاناں و ابرام رقیب جملہ می و اند خدائے حال گرداں غم مخور حافظا در کج فقر و خلوت شبہائے سنا سنا بود و روت دعا و درس قرآن غم مخور	نشاہِ رایاں توں ہر رایاں ز رایاں غم نہ کھا حال میرا دوری نادان ہو رکوپ رقیب سب بوجھیا ہی خدائے شاہِ مرداں غم نہ کھا قطبِ اس کنج فکر و خلوت دینی منے تا آچھے ورد و دعا و درس قرآن غم نہ کھا

(۴) (دوسرے)

حافظ	محمد قلی	محمد قلی
آنکس کہ بدست جام دارد سلطانی جسم مدام دارد آبی کہ خضر حیات از ویافت در میکدہ جو کہ جام دارد بر سینہ ریش ورو منداں لعلت نمکی تمام دارد	جے کو کہ تہلی جام لیتا سلطانی جسم مدام لیتا پانی کہ خضر حیات پایا مد گھر تھے.... جام لیتا موسینہ داغ در دو دکھوں روپوں نمکی تمام لیتا	یہ کو کہ ہتا میں جام لیئے سلطانی جسم مدام کیئے پانی کہ خضر حیات پایا مد گھر تھے تنگ ہو جا اپنیئے موسینہ داغ در دو دکھوں تج مکھ نمکی تمام دیئے

محفل قلی	محفل قلی	حافظ
<p>یا ہر تو اوہرتے ساقیا تا  اس دور منکر کو کام بھی ہے  لوچن ترے شیوہائے مستی  اوہشت چنچل تے وام لی ہے  ذکر مکھ وزلف تچ ہمن دل  یوحن تھے بےبج و شام جی ہے  اوچاہ تھڈی معافی کی جان  توحن دو سو غلام کی گئے</p>	<p>یا ہر تو اوہرتے ساقیا تا  اس دور کئے کہ کام لیتا  لوچن ترے شیوہائے مستی  اوہشت چنچل تے وام لیتا  ذکر مکھ وزلف تچ ہمن دل  پوچن سو بےبج و شام لیتا  اوچاہ تھڈی معافی کی جان  توحن دو سو غلام لیتا</p>	<p>بیرون لب تو ساقیا نیست  دور دور کے کہ کام دارد  نرگس ہمہ شیوہائے مستی  از چشم خوش تو وام دارد  ذکر رخ وزلف تو ولم را  در ویت کہ بےبج و شام دارد  در پاہ و قن چو حافظ ایجاں  حسن تو دو صد غلام وارد</p>

## کمالِ سخن اور شاعرانہ تعلی

موزونی طبع، قوت مشاہدہ، بلندی تخیل اور مسلسل مشق وہ خوبیاں ہیں جو کسی شاعر کو عروجِ کمال تک پہنچانے کی ضامن ہوتی ہیں۔ اور خوش قسمتی سے محمد قلی میں یہ سب اور ان سے زیادہ خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ اس کا دربار بڑے بڑے شاعروں سے معمور تھا۔ اس میں مشاہدہ اور تخیل کی کئی کئی اور ان سب سے بڑکھڑکھشت و عشرت کی زندگی نے اس کی شاعری کے پران چڑھنے میں مدد دی ہے و محشوق کے ساتھ نعمت بھی ضروری ہے اور اسی نعمت کی خاطر اس نے بہت سی نظمیں اور غزلیں لکھ ڈالیں۔ اس کے اشعار میں اس امر کے صاف صاف اشارے موجود ہیں کہ اس کا کلام اس کے دربار اور حرم سراؤں میں شوق سے گایا جاتا تھا۔ اور اس کے دیواری شاعروں اور خواجہ ذوق امیروں کے علاوہ رفاہان بزم اور مہجینان حرم بھی اس کو خوش کرنے اور اس کے فیضان سے لطف اندوز ہونے کی خاطر اس کا کلام سنت بہت

لکھ لیتے اور گاتے رہتے تھے۔ شاعر اسی کے کلام کا دم بھرتے اور اس کی تقلید میں یا اسی کی زمینوں میں غزلیں لکھنے کی کوشش کرتے۔ یہ باب امروزہ اس کے اشعار سے ظاہر ہوتے ہیں جو آئندہ صفحہ پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ضروری تھا کہ وہ روز کچھ نہ کچھ کہتا۔ ضرورت ہمیشہ ایجاد کا باعث رہی ہے۔ اور محمد قلی نے اپنے ماحول کو اپنے کلام کا اثنا حاجت مند بنا دیا تھا کہ اس کو ہر روز شعر و سخن سے دلچسپی لینا پڑتا۔ وہ ایک شعر میں کہتا ہے کہ

قطب شہ ہر روز اسی طرح بے تکلف شعر کہتا ہے جس طرح دریا میں وز  
موجیں اٹھتی ہیں لیکن نہ تو دریا کی روانی میں فرق آتا ہے اور نہ موجوں کا  
طوفان کم ہوتا ہے۔ اس کا شعر ہے

صدقے نبی قطب شہ یوں شعر بولے ہر روز

دریا کو روز جوں ہے موجاب کا طلوع

اس روزانہ کی مسلسل مشق نے اگر محمد قلی کو ایک بلند پایہ شاعر بنا دیا تو کون تعجب کی بات ہے۔ یہ تو اردو زبان کی خوش قسمتی تھی کہ محمد قلی جیسا بادشاہ اسکی سرپرستی میں رات اور دن منہمک ہو گیا۔



اس کے کلام میں شیرینی اور سادگی پیدا ہو جانے کا سبب پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی شیرینی اور سادگی اس کی مقبولیت عامہ کا بہت بڑا باعث تھی۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ محض بادشاہ ہونے کی وجہ سے اس کے زمانہ کے لوگوں نے اس کے کلام کی غیر معمولی قدر و منزلت کی۔ اسلوب کی فطری شیرینی کے علاوہ ایک اور سبب اس کی شاعری کی مقبولیت کا خود محمد قلی کی نظر میں موجود تھا اور وہ مذہبی موضوعوں پر شعر لکھنا ہے۔ [عشق عاشقی کے بعث تہایت عریاں مضامین کے ساتھ صوفیانہ مسائل کی ترجمانی اور ناس کرئی و آل نبی کی مدحت و منقبت میں محمد قلی نے جو کمال حاصل کیا ہے وہ اردو شاعروں میں کسی کے لئے مخصوص ہے] ہیرت ہوتی ہے کہ وہ کس طرح ہر رنگ میں اعلیٰ درجہ کی شاعری کر سکتا تھا۔ اس کی معاملہ بندی دیکھنے کے بعد یہ خیال تک نہیں پیدا ہوتا کہ ایسا رند مشرب اور بے باک آزاد و شاعر بیسوں پاک مذہبی نظمیں بھی لکھ سکے گا اور بزرگوں کی مدح سرائی کے وقت اتنا محتاط اور جوش عقیدت سے لیریز ہو جائے گا۔ اس خوبی کی وجہ سے بھی اس کی شاعری کو غیر معمولی مقبولیت اور وسعت حاصل ہو گئی اور خود اس کو بھی اس اہمیت کا احساس ہے۔

سدا تو مدح نبی و علی کی کہتا ہے      قلب شہ شعر ترا تو لکھے ہر دست

شعر تیرا معانی صد سے نئی لکھ لیتے ہاتھ ہاتھ گاتے ملاتے  
 صد نئی قطبِ عالم عینی میں بولنے پکن چونکہ دھڑکتے جیوں کے بدل عالم اُپر چھاپا وین بخت  
 نئی صد قے کہا ہے قطبِ مبعوث کا غزل وشن  
 کہ اکی تاز کی پور روشنی تھے ہے جہاں وشن  
 شاعران پڑتے معانی شعر لیکر شعر حضرت مہاج پر پڑتا ہوں  
 چھ صد قے قطب کی غزل سوری کی پوری سن  
 سکیاں ستیاں ہویاں یو جو شعر ایسا پی غیور کے  
 سبھی اکاں قطب شہنشاہی تھے نئی دولت شعر میرا شکر نہیں چکا قی ہے  
 محمد قلی سبھی اکاں باکمالوں کی طر اپنے کمال کی قدر و منزلت چاہتا ہے  
 لیکن وہ خود بادشاہ تھا اور دوسرے باکمالوں کی قدر و منزلت کرتا تھا اسلئے وہ  
 اپنی قدر و منزلت میں زرو جو اہر کی بلکہ سچی تعریف و تنقید مانگتا ہے۔ وہ اپنی  
 کلام کے سچے خریداروں کا خواہشمند ہے اور کہتا ہے کہ دو گھرے موتیوں سے  
 میرا ایک دروانہ زیادہ قیمتی ہے۔ اس کی قدر و قیمت معمولی شاعر اور سخن فہم  
 نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ ایک بڑا بادشاہ تھا لیکن شاعر بھی بہت بڑا تھا اس لئے  
 بادشاہت اس کو شاعرانہ خود تعلی سے محروم نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے اپنی

نزاکت بیانی، جدت آفرینی، جودتِ طبع اور استادِی و صاحبِ کمالی کا اکثر شعروں میں دعویٰ کیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا دعویٰ بہت کچھ حق بجانب بھی تھا۔ اس قبیل کے چند شعریہ ہیں۔

رتنِ قطبا کے بن مول نہیں کس شہر میں مول اس      لیکر آؤں جو بکھرا ہوئے اس کا شہر حید میں  
معانی کے پر کھنے پر ہنساں کیا کام کرتے ہیں      نکو لیا ڈو گھڑوں ممتی۔ مویک در اند ہے باغ  
شعر تیرا دو گوہر ہے معانی سب میں      شعر حافظ کے سُر پر پڑا ہے تاجِ پرویز  
نبی صدقے قطب کو ندیا یکن اچھے ثریا سے      فلک پر یو غزل سن سن کچھ ہو و مشتری بہوش  
باتاں کی یہ نزاکت بن شاعرانِ جو بھیں      دیتا خدا قطب کوں گفتار کا متاع  
قطب شہ نبی صدقے آپی کیا ہے      نوا طرح جگ میں یکن کوں مرصع

نبی صدقے قطب کے شعر کی بجاں میں سب بازی

اگرچہ شاعرانِ باندے ہیں شعراں لے بھراں میں

کرتے ہیں دعویٰ شعر کے سب اپنی طبع ہوں      بخشیا فصیح شعر معانی کے تیں حسدا

یہ واقعہ ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے اردو شاعری کو بالکل نئی طرح سے

مرصع کر دیا ہے اس سے قبل زیادہ تر مذہبی نظمیں لکھی جاتی تھیں۔ اس لئے ہر قسم کے موضوعوں پر پوری قدرت کے ساتھ طبع آزمائی کی اور اردو شاعروں کے لئے

نئے نئے میدان عمل پیدا کر گیا۔ ابھی ایک شعر میں اس نے اپنے اشعار کو حافظ کے اشعار پر ترجیح دی ہے لیکن وہ اس پر قانع نہیں ہے۔ وہ آگے بڑھ کر عام دعویٰ استاد کی کرتا ہے اور خود کو نہ صرف اپنے زمانہ کے شاعروں کا استاد بلکہ خاقانی و نظامی کا بھی استاد سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

قطبِ زمانِ شاعر کا شعر میں شاگرد ہے      صد قے نبی باند یا کم جیوں شکر یاں میں لشکری  
خاقانی و نظامی کا قطب شہ ہے شاگرد <sup>حس طرح</sup>

شہنائے کی کہانیاں سر تھے سناتی منجھکوں  
ایک قصیدے میں اس نے خود کو اپنے زمانہ کا اتوری قرار دیا ہے اور مختلف جگہوں پر اپنے زمانہ کا شاعر یعنی شاعرِ دوراں لکھا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا سچا شاعر تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے عہد کی جتنی صحیح اور کامل ترجمانی کی ہے اس دور کے کسی شاعر نے نہیں کی۔

اے شاگرد کے لفظی معنی شاہ کے گرد رہنے والے۔ اس لفظ سے استاد کا مفہوم لیا جاتا تھا۔

(۸)

## عیش و عشرت کی فراوانی

سلاطین قطب شاہیہ میں محمد قلی قطب شاہ ہی ایک ایسا بادشاہ ہے جس کا زمانہ زیادہ سے زیادہ امن و امان اور راحت و آرام سے گزرا۔ اور جس نے اپنی تمام زندگی عیش و عشرت اور بہجت و کامرانی میں گزاری۔ مغل مورخوں نے قطب شاہیوں کے آخری یادگار ابوالحسن تانا شاہ کو بتایا کرنے اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی فتوحات کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے تانا شاہ کو بڑا عیاش اور رند بدست مشہور کر رکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سلطان محمد قلی کو عیاشی کے جو موقعے حاصل ہوئے تانا شاہ کو ان کا عشر و عشر بھی نصیب نہ ہو سکتا تھا۔

محمد قلی نے بچپن سے محل کے ناز و نعم میں پرورش پائی اور اگر وہ بھاگتی والا قصہ صحیح ہے (جس کی رو سے بھاگ متی کی خاطر اس نے زبردست طغیانی

کے باوجود وہ موسیٰ میں اپنا گھوڑا ڈال دیا اور بعد کو اس جرات کی پاداش میں محل ہزار میں نظر بند کر دیا گیا اور وہاں ملک ملک کی حسین و شیزاؤں کو اس کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تاکہ اس کا دل بہلائیں اور رقصہ چھپم کا خیال اس کے دل سے دور کر دیں (تو ظاہر ہے کہ عنفوان شباب کے ساتھ ہی وہ مہ جمینوں کے ماحول میں رہنے لگا جن میں سے ہر ایک اس پر جان و دل فدا کرنے تیار تھی۔

اس حسین و رنگین ماحول کے ثبوت خود محمد قلی کے کلام سے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ ہر تہقہ یہ ہیں اس کے اطراف خوریوں کا جھگڑا رہتا اور مضامین اور محرم کے مہمینوں کے سوا اس کی زندگی کے بہت کم لمحے ایسے ہوں گے جب شاید و شراب و نعمت اس سے دور رہتے ہوں۔ اتنا ضرور ہے کہ رمضان اور محرم میں وہ شراب قطعاً ترک کر دیتا تھا اور عیش و عشرت چھوڑ کر ایسا زاہد متواضع اور متقی و پرہیزگار بن جاتا تھا کہ اس کے زہد شاید باز ہونے پر شاید شبہ ہونے لگتا۔ یہ اس کی طبیعت کا استقلال اور تربیت کی غریبی تھی۔

بھگ متی کے متعلق تفصیل سے آئندہ لکھا جائے گا لیکن اس کے علاوہ سلطان محمد قلی کی بیسیوں اور معشوقانہ تھیں جن میں سے حسب ذیل کے نام یاد عرف اس کے کلیات میں بار بار دستیاب ہوتے ہیں :-

(۱) ننھی (۲) ساونلی (۳) کونلی (۴) پیاری (۵) گوری (۶) جھیلی  
 (۷) لالا (۸) لالین (۹) موہن (۱۰) محبوب (۱۱) بلقیس زمانی (۱۲) حاتم  
 (۱۳) ہندی چھوڑی (۱۴) پدستی (۱۵) سدر (۱۶) سجن (۱۷) نگیلی (۱۸) مشی  
 (۱۹) حیدر محل۔

ان بیویوں میں جہینوں میں بارہ ایسی ہیں جو خاص طور پر اس کی منظور نظر  
 تھیں۔ کیونکہ احمد قلی بارہ اماموں کی رعایت سے ہر چیز میں بارہ کے عدد کا  
 لحاظ رکھتا تھا چنانچہ جب اس نے حیدر آباد کے جانب جنوب کی خوش منظر  
 پہاڑی پر (جہاں اب قصر فلک منو واقع ہے) ایک عالی شان قصر محل کوہ طور  
 کی تعمیر کی تو اس میں انہی دوازدہ ائمہ معصومین کی رعایت سے بارہ برج بنائے  
 تھے چنانچہ اس محل سے متعلق اس نے ایک نظم بھی لکھی ہے جس میں ان برجوں کا  
 ذکر اس طرح کرتا ہے :-

”چونکہ ان بارہ برجوں پر بارہ اماموں کی نظر عنایت ہے اسی لئے

ان پر ایمان کی تھل جھلکتی رہتی ہے“

اس کا شعر ہے :-

بارہ بروج پر ہے بارہ امام شہیدی تو اس پر جھلکتا ایمان کا آجلا

شہر حیدرآباد کی تعمیر کے وقت محمد قلی نے کئی عالیشان قصر تعمیر کئے تھے اور خاص کر اپنے لئے ایک رفیع الشان محل بنوایا تھا جس کا نام خدا داد محل رکھا تھا۔ اس محل کی آرائش و زیبائش کے متعلق اس کی ایک نظم اسکے کلیات میں موجود ہے (دیکھو صفحہ ۲۱۱) اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس محل میں آکر رہا تو اپنے ساتھ صرف اُن بارہ پیاریوں کو لے آیا تھا جو اُس وقت اُس کی منظورِ نظم تھیں۔ اس نظم کا ایک شعر ہے ۔

سنا نبی صدقہ بار الاماں کرم تھے کرو عیش جسم بارہ پیار یو سو بار  
اسی طرح عید میلاد النبی کی ایک نظم (دیکھو صفحہ ۳۹) میں بھی اس نے ان  
بارہ مجسمینوں کا پھر بارہ اماموں ہی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے ۔  
مبارک منج اچھو یو عید ہو مو لو پدغمبر ملے ہیں قطب یوں بارہ امام ہو نگار خوش  
ان بارہ پیاریوں میں سے چند کی خصوصیتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔  
پہلے ننھی قابل ذکر ہے ۔ اس کی تعریف میں محمد قلی نے کسی نظمیں لکھی ہیں اور اکثر نظم  
اور غزلوں میں اس کا ذکر بھی کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ :-



نہی کی جی جی حسین نو آسانوں میں بھی نہیں۔ سرو اس کے قد کے مقابل  
 کبھی نہیں آسکتا۔ اس نے بدن پھول کے رنگ کی ساڑی باندھی جو جس کے  
 کنارے عجیب و غریب موتی ٹپکے ہوئے ہیں۔ اس کی یاد کی سستی قلبیہ  
 کو چڑھی ہوئی ہے اور وہ اس کو رکھانے کی خاطر دوتا رہے پر عجیب تان  
 بجاتا ہے۔

ایک دوسری نظم میں کہتا ہے :-

اے سکھو! میں ننھی کے پریم میں موتی بکھیرا ہوں تم سمیٹ کر ان کو  
 خوشی سے گوندھو۔ ننھی میرے ساتھ عشق کا داؤ کیسلیتی ہے اور اپنے  
 چاند سے چہرے پر نئی بہار دکھاتی ہے۔ اے ننھی میں تیرے جسم کی خوشبو  
 کا ذکر کروں یا تیرے راز کی کہانی بیان کروں۔ کیونکہ تیری خوشبو کی  
 ہر کاٹ عاشق کی روح کو جھکا دیتی ہے خوشبو تیرے جسم سے اسی طرح جھکتی  
 ہے جیسے سمانت کی بارش سے جھکتی ہو تیری آنکھوں کی چمک میں کابل  
 بہت سہانا نظر آتا ہے اور یہ تو اس لئے لگاتی ہے کہ رقیبوں کے منتر  
 تجھ پر کام نہ کریں۔

ایک نظم میں ننھی کے ہنستے کھیلنے اور ڈلنے ہوئے پیالہ پلانے کا ذکر کیا ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ وہ بڑی ہنس مکھ ظریف اور حاضر جواب تھی۔ وہ شراب کی صراحی ہاتھ میں لینے یا قطب شاہ کو پیالہ بھر بھر کر دینے کو پسند نہیں کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ قطب شاہ زیادہ شراب نہ پیئے اس لئے طرح طرح سے مالتی رہتی تھی۔ اس کا ذکر سالگرہ کی ایک نظم میں بھی کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۵۸) یہ تو بند کے اوصاف تھے ابتدا میں تھی کی کیا حالت تھی اور بادشاہ نے اس کو ننھی کا لقب کیوں دیا تھا۔ اس کا علم ان دو نظموں سے ہوتا ہے جو صفحات ۲۲۸ تا ۲۳۱ میں درج ہیں جنہیں وہ کہتا ہے کہ:۔

اے ازک ننھی تو ابھی محبت سے ناواقف ہے۔ تیری آنکھیں کا جل کی وجہ سے چمکتی ہیں لیکن تو نہیں جانتی کہ یہ کیا جادو جگا رہی ہیں۔ تیرے دل عشق و عاشقی کی طرف بھی مائل نہیں۔ نہ تو شیشہ و پیالہ میں شراب بھرتی ہے اور نہ میری عرض مانتی ہے۔ لیکن مجھے تجھ سے آس ہے۔ اگرچہ تو دل لگانے کے طریقوں سے ناواقف ہے لیکن میرا معشوق تو ہے۔ تجھے اپنے بچپن کے کھیلوں کا مول نہیں معلوم نہ یہ جانتی ہے کہ تیرے ہونٹوں میں آبِ حیات ہے۔ اس لئے تو منہ سے صاف صاف بات نہیں کرتی سچ تو یہ ہے کہ تجھے ابھی اپنی قیمت معلوم نہیں۔ تجھے چاہئے کہ قطب زماں کو

جانے، محبت کی باتوں کو پہچانے اور عشق کی سیوا کر کے تو کب تک  
اسی طرح اپنے کو کھینچتی رہے گی۔

ایک اور نظم میں محمد قلی نے ننھی کے متعلق لکھا ہے کہ :-

جب چین میں ننھی مخو خرام ہوتی ہے تو شرم کے مارے آئینہ ڈال دیتی  
ہے معلوم نہیں کہ اس ننھی ڈالی پر ابھی سے شباب کے پھل کیوں لگ  
گئے! جب وہ غصہ یا ناز سے خط سرمہ کے اشارہ سے بات کرتی ہے اور  
اس کے ہونٹ عرق آلود ہو جاتے ہیں تو دل چاہتا ہے کہ اس کو گنہ گھر  
میری محبت کے نوہالوں میں سے ایک کو اچھے پھل رتن لگے ہیں۔ لے  
خدا وہ میرے باغ کا ایک سرو ہے اس کی حفاظت کر۔ اس کی ہشتی خوشبو  
سے جگ کے تمام پھول کھلتے ہیں۔ اس کی خوشبو خطا اور متن بھی نہیں  
پا سکتے اے ننھی تیرے چہرے سے سب خوب رویوں کو روشنی ملی۔ تیرے چہرے  
کو زیور و جواہر کی کیا ضرورت! جب تو چاندنی میں نکلتی ہے تو چاند چھپ  
جاتا ہے اور تارے آسمان پر سے تجھ پر شمار ہونے کے لئے آتے ہیں۔  
میں نہیں جانتا کہ تو کیسے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ سب پرند تیری چکاچوند  
روشنی کے لئے اپنا اپنا وطن چھوڑ آئے ہیں۔ تو غصہ سے کیوں بی بی طر

بھوں کی کان پڑھا کر دیکھتی ہے۔ تجھے تو چاہئے کہ ناز و غمزے کے ساتھ مجھے  
اپنے ہونٹوں کا بوسہ دے۔

کلیات میں نتھی کے بعد سانولی کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔ اس کے متعلق حریفی نے  
لکھا ہے کہ :-

میری سانولی من کی پیاری نظر آتی ہے کیونکہ وہ رنگ روپ میں بالکل  
کوئی عورت ہے۔ سب ہیلیوں میں اس کا قد ایسا بالا ہے کہ معلوم ہوتا ہے سر کو  
اُس پر سے تار کر دیا گیا ہے۔ جب وہ مکیموں کے ساتھ عشق کا کھیل کھیلتی  
ہے تو اس کے چہرہ کی روشنی میں چاند ذلیل و خوار نظر آتا ہے۔ کوئل اسکے  
بولوں کے مقابلے میں باری ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کی اچھی چال سب کے  
دل کو بھاتی ہے اور وہ اپنی ساتھیوں میں ایک نادر پھول نظر آتی ہے۔  
اگرچہ مکیموں نے اپنے چہرہ کو طرح طرح سے غارہ لگایا اور اپنے جسم کو رنگین  
بنایا لیکن اس کے قدرتی رنگ کی بات کسی عورت میں نہیں آتی۔  
دوسری نظم میں لکھا ہے :-

سانولی پیاری نے اپنے سبز رنگ میں نزاکت دکھا کر ہمارے دل کو موہ لیا۔

اس کے ہونٹوں پر پان کی رنگیلی دھڑکی ایسی سہانی معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کی تمام رنگیلیاں اس پر ریچھ جاتی ہیں۔ جب وہ ہنستی ہے تو اس کے کنول جیسے منہ سے موتی جھڑتے ہیں اور ان موتیوں سے عالم چلنے لگتا ہے۔ تیسری نظم میں لکھتا ہے کہ :-

جب سے اے سانولی تجھ پر نظر ہے ہوش و حواس گم ہیں اور ذخیر ہو گیا ہوں۔ جب تو اپنی شوخ آنکھوں سے ناز و غمزہ کرتی ہے تو میرا رواں رواں اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ جب تو ناز سے ہنستی ہے تو تیرے دانتوں کی چمک چاند کی طرح جھلکتی ہے۔ تیرا سرو جیسا قد جب تو خرام ہوتا ہے تو تیرے بالوں کا لمبا جوڑا چنور کا کام کرنے لگتا ہے۔ جب تو لباس پہن کر صحن میں نکل آتی ہے تو تیرے چکدار کپڑوں سے آسمان روشن ہو جاتا ہے۔ جب تو موتی کے رنگ کی نیم تنی پہنتی ہے تو مجھے ایک ہنسی ہو نظر آتی ہے۔ قطب شہ تیری نزاکت سے ناواقف نہیں۔

سانولی کے بعد محمد قلی کوتلی کی تعریف میں رطب اللسانؒ کو لکھتا ہے :-  
کوتلی اپنے ہاتھ میں پیالہ لے کر کھڑی ہے اور اتنی دلی سنی ہے کہ

ہوا سے ہل رہی ہے۔ وہ بالوں میں پھول جھاتی ہے اور چوٹی میں دونوں  
 بالاباندھتی ہے اپنے کونٹائے ہوئے چہرہ پر وہ اپنی یہودوں کو اس طرح  
 چڑھاتی ہے کہ نورانی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اگرچہ بظاہر شرم واز سے  
 کھینچتی کھچاتی کھڑی ہے لیکن آنکھ کے اندر سے اپنی آنکھوں کی چنچل تپیلوں  
 کو بچا رہی ہے۔ اس کے جسم کے رنگ سے نورتن کو روشنی ملی ہے۔ اور  
 اس کے گلے میں چاند سویت کے تامل بنا کر ڈالے گئے ہیں۔

دوسری نظم میں لکھتا ہے کہ :

اے کونلی تیرا قد دیکھ کر تپن کے سرو اشارے کرنے لگتے ہیں تیسرا  
 قد باغ فردوس کے لئے بھی باعثِ رغبت ہے۔ میں نے اپنی پلکوں کو  
 تکیے بنا کر رکھا ہے تاکہ اے ہندی تپنی تو میری آنکھ میں آکر آرام کرے  
 تیرے دونوں ہونٹ ایسے رنگیلے ہیں کہ یا قوت نے ان سے رنگ مانگا  
 اور عقیقوں نے مین میں ان سے بھیما لے لی۔ تیری باریک کمرے عشق میں  
 میں بال کی طرت باریک ہو گیا ہوں۔ یہ اتنی باریک ہے کہ پیرہن کا کوئی تان  
 اتنا باریک نہ ہوگا۔ دکھن کی اس کونلی سکھی کو دیکھ کر میری ختنی کالی اور گوی  
 سہیلیاں تھیں میں ان سب کو بھول گیا۔

تیسری نظم میں لکھتا ہے کہ :-

اے اچھی پیاری جب تو نظر بازی کرنے کے لئے آنکھ سے آنکھ ملا کر کھڑی  
 ہوتی ہے تو میرے لئے نظر ٹکانا دشوار ہو جاتا ہے۔ تو کندنی رنگ کی ایک  
 پتلی ہے۔ جس کا روپ کونلا ہے۔ سیری گلابی آنکھوں میں سمندر موجیں مارتا  
 رہتا ہے۔ اور تیرے سورج سے گالوں میں دانت نورتن کی طرح جڑے  
 ہوئے ہیں تو بالے بال رنگا رنگ اور پھیل ہے۔ خوب رویوں پر راج کرنا  
 تجھے سجتا ہے اے گلابی آنکھ والی سہیلی تو میرے دل کی پیاری ہے۔  
 ایک اور نظم میں لکھتا ہے کہ :-

یہ شگفتہ چیخل پھر میرے یہاں بنز آچل اور سے اور بھولوں کی  
 کلنی لگائی ہوئی آئی۔ اس کی اٹھ چال سے شراب کا خمرا اور آنکھوں  
 میں رنگ کے ڈورے نظر آ رہے ہیں۔ اس حسین کی محبت اور اس کے  
 پاؤں کی جھنکار دل کے لئے امید تن کے لئے عیش اور کان کے لئے  
 ذوق کا باعث ہے۔ وہ گالی دیتی ہے اور دکھ سے کاری ہو کر گھات  
 کرتی اور لاکھ خوشامد اور لوج سے دروازے میں میرے آڑے آتی ہے۔  
 یہ سب میں ہوشیار غورت ہے کیونکہ بھید کو جانتی عشق کو پہچانتی اور

اپنے گھر میں تخت پر بیٹھتی ہے۔

پیاری بھی محمد قلی کی نہایت چہیتی تھی لیکن وہ اپنے حسن و زاکت پر اتنی مغرور تھی کہ ہمیشہ محمد قلی کو ترساتی اور ستاتی رہتی تھی اور وہ ہمیشہ اس کو منانے کی فکر میں رہتا چنانچہ کہتا ہے کہ :-

اے سیکو تم آج جا کر پیاری کو سمجھا منا کر لے آؤ کیونکہ تمام غشوہ طرازوں کا تاج اُسی کے سر پہنچا ہے۔ اس سے کہو کہ قطب شد نے اپنے مکان کو بہت ہی زیبائش و آرائش سے سنوارا ہے لیکن تیرے بغیر گزرا نامشکل ہے اگر تجھے عشق سستا ہے تو آ اور دیوانہ بنالے کیونکہ یہاں تیرا ہی راج ہے تیرا لباس حسن ایسا عجیب ہے کہ اس کے ماتھے پر یہ غشوے تجھے زیب دیتے ہیں۔ تو اپنے روپ کی وجہ سے شاہِ خواباں ہے اس لئے سب تجھے خراجِ عشق ادا کرتے ہیں۔ جس وقت میں تیرے چہرہ کا نور دیکھتا ہوں تو وہ ایک لمحہ میرے لئے سو برس کی عمریت کے برابر ہے۔

”سری نظم میں کہتا ہے :-

اے پیاری تو تجھ سے غرور نہ کر جب یہ جوانی چلی جائے گی تو خمیدہ



ہو جائے گی۔ یقین جان کہ یہ بات دنیا میں مشہور ہے کہ ٹوٹے ہوئے موتی  
 کا مول کم ہو جاتا ہے۔ جوانی اور جوین اسی لئے ہے کہ اپنے سائیں کیلئے  
 باعث عیش ہو۔ تو اپنے دل میں سائیں کی محبت قائم رکھ کیونکہ تیری ہی  
 وجہ سے اس کا عیش ہے۔ جب تو عشوہ و ناز کے ساتھ شگوار کر کے آتی ہے  
 تو تیرے چہرے پر پسینہ کی بوندیں اسی طرح بھلی معلوم ہوتی ہیں جس طرح  
 پھول پر شبنم۔ تو اپنی شرابِ جن سے سکیوں کو فیض یاب کرتی ہے اور تمام  
 خبر و یوں میں اپنا علم سرفرازی بلند رکھتی ہے۔

دوسری نظم میں یوں لکھا ہے :-

اے پیاری تیرے پچھڑنے کی وجہ سے مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی  
 تجھے قدرت نے ایسا اچھا گھڑا ہے کہ تیرے بغیر مجھے ایک لکھڑی بھی محبت  
 نہیں بھاتی۔ جو دل سے تیرا عاشق ہے اس کو رات اور دن کچھ بھی سجا  
 نہیں دیتا تیری یاد کچھ اس طرح لگی ہوئی ہے کہ پھر کچھ بھی یاد نہیں آتا۔  
 تیرے بیمارِ محبت کا علاج اتمان بھی نہیں کر سکتا۔ جب تک تو اپنے ہونٹوں کا  
 شربت نہ چکائے گی تیرے عاشق کو کیونکر صحت ہوگی؟ یہ سچ ہے کہ تیرے  
 ساتھ ایک رات رہنا میرے لئے سورتوں کے برابر ہے۔ تو ہی کہہ جب تو

مجھے اپنے سیج پر نہ بلائے تو میں پھر کس کے سیج پر رہوں۔ تیری اس وقت کی آگ میں میرا دل موم کی بنی کی طرح پگھل رہا ہے۔ لیکن تو مہری کی طرح سخت اور گھٹ بت اور خود کو ذرا بھی نہیں گھسلائی۔

تیری رفتار تیری گفتار تیرے میوز طرح طرح کے ہیں۔ تو جو کچھ برا بھلا کہنا چاہتی ہے کہہ لے لیکن مجھے ناامید نہ کر۔ تجھ کو خدا نے اتنی قدرت دی ہے کہ تو قطب شاہ کو سمجھا لے سکتی ہے۔

ایک اور نظم میں لکھتا ہے :-

میں پیاری تیرا بول مجھے مارے ڈالتا ہے۔ تیری ہر بات مجھے کٹا  
نظر آتی ہے۔ تیری چوٹی ناگ کی طرح ہے جس کا زہر کڑوا ہوتا ہے۔ تو  
کھیلے وقت اپنی اس ناگ جیسی چوٹی کی وجہ سے سچ سچ سنبھرا معلوم ہوتی  
ہے۔ میں بھنورے کی طرح تیرے اطراف پھیر پھیر کر تیری خوشبو لیتا ہوں کہ  
اس خوشبو میں زکس کی طرح غما نہیں ہے۔ تیرے جسم سے صندل اور  
مشک کی خوشبو نکلتی رہتی ہے۔ تو کالج کی چوڑیاں پہنی ہوئی ہے اور ہاتھ  
میں اچھیری باندھی ہے۔ ٹھیکری اور کالج میں وہ ہندوئی گنوار کیا فرق  
کر سکتی ہے (پھر بڑا کر لکھتا ہے) تیرے بول میں نمک اور تیرے ہونٹوں میں

دس نہیں ہے۔ تیری چولی کسی ہوئی نہیں ہے اور تیری چوٹی اندھیر ہے۔

محرق کی بارہ پیاریوں میں ایک گوری بھی ہے۔ اس کی نسبت ایک نظم میں لکھا ہے :-

گوری کا چہرہ جن کی وجہ سے اس قدر سہانا معلوم ہوتا ہے کہ اس  
چاند سے چہرہ سے شرمنا کر خود چاند تساب پوش ہو جاتا ہے۔ وہ سر ویسا  
قد نہیں بلکہ ایک کنڈنی درخت ہے جس سے سورج جیسی روشنی نکلتی  
ہے۔ اے گوری تو رنگ اور کس کے باغ کی کلی ہے اس لئے تیرے  
چہرہ سے زندگانی کا پانی ٹپکتا ہے۔ تیرے رسیلے ہونٹوں میں شراب  
بھری ہے۔ یہ عاشقوں کے دل کو جلا کر کیا ب بنا دیتے ہیں۔  
ان کو میں زلفیں کہوں یا تارہ منبل جو تیرے پھول جیسے چہرہ پر  
اس طرح بکھرتی ہیں جیسے چاند پر ابر۔

تیری مستانہ چال سے ہاتھی شرماتے ہیں کیونکہ ان میں یہ ناز اور شوخی  
نہیں۔ اے قلب نبی کے مددے میں تجھے گوری ملی ہے تو اس کے گلے میں  
باہیں ڈال اور اس کے ساتھ شراب پی۔

دوسری نظم میں کہتا ہے :-

گوری عشق کی ایک نگیلی پستلی ہے جو تمام غوبرویوں میں تھیلی نظر آتی  
 ہے۔ تجھے پاشیوں کے پیروں کی نرم آرائیاں زیب دیتی ہیں۔ کیونکہ تو چاند  
 جیسی سموت۔ لکھنے والیوں میں سب سے زیادہ ریلی ہے سولہ ستر صرف  
 تیرے جسم کی سچ و سچ گود لیک کر بنائے گئے ہیں کیونکہ تمام مرجینوں میں تو ہی  
 سب سے زیادہ ذہین ہے۔ تیرے سر پر نور کا جلوہ برستا ہے۔ تیری جیسی سند  
 پہیلی اور کوئی نظر نہیں آتی۔ نبی کے صحنے میں تو اب شاہ سے ایسی پیاری  
 حسن کا پورا اپنی تراشی۔

تیسری نظم میں کہتا ہے :-

اے عشق کی بچی تو میرے دل میں لٹائی ہوئی ہے۔ اور عشق کی وجہ سے  
 تجھے تو پر لک گئے ہیں۔ اس تپلی کو عشق و محبت پر ناز کرنا زیب دیتا ہے۔  
 وہ عشق بازی کے لئے کمر باندھ کر تیار اور جو بن کے پیالے اپنے ہاتھ میں  
 لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اے پریم کی ہیلیو تیاؤ کہ پریم کے باغ میں یہ  
 پیاری جتنی ہے کہ نہیں اے گوری تیرے جسم پر متا قدم پھول ہی پھول  
 ہیں۔ تو اپنی پرستش اس لئے لکھائی ہے۔ تو جسے عشق کی سمیتوں میں

پیالہ پیلا۔ مجھ پر تیرے عشق کی بھٹی کی مستی چڑھی ہوئی ہے۔ نئی کے صدقے میں  
مجھے ایسی گوری ملی ہے کہ سورج اور شتری جس کے عکس ہیں۔

اسی طرح بارہ پیاریوں میں سے ہر ایک پر کئی کئی نظمیں لکھی ہیں جو کلیات  
کے صفحات ۲۲۴ تا ۲۶۴ پر درج ہیں اور ان خاص پیاریوں کے علاوہ اور  
دوسری پیاریوں پر بھی اس کی نظمیں موجود ہیں جو کلیات کے صفحات  
۲۶۵ تا ۲۸۱ پر شائع ہوئی ہیں۔

ان سب پیاریوں کی نظموں کے خاکے یا خلاصے پیش کرنا موجب طوالت  
ہے اس لئے ہم یہاں اس کی صرف خاص خاص پیاریوں کے سراپا اسی کی  
نظموں سے اخذ کر کے نہایت مجمل الفاظ میں پیش کر دیتے ہیں :-

۱۔ ننھی | بالاقدم چاند ساروشن چہرہ چکدار آنکھیں جسم میں ایک  
خاص خوشبو۔ ابتدا میں نہایت شرمیلی اور سیدھی سادھی لڑکی

تھی جو بہت جلد عنفوانِ شباب کو پہنچ گئی۔ ملنے اور بات کرنے سے جھجکتی تھی  
شراب سے نفرت کرتی تھی اور شراب کی صراحی اور پیالہ ہاتھ میں لینے اور پینے  
پلانے سے ہمیشہ بچتی تھی۔ آنکھوں میں کاجل لگاتی اور خط سیر نہ کھینچتی تھی۔

مدن پھول کے رنگ کی ساری باندھتی جس کے کنارے عجیب و غریب موتی

ٹنگے جوتے۔ وہ بند کو بڑی ہنس مکھ ظریف اور حاضر جواب ہو گئی تھی۔

۲۔ ساڈلی | بلند و بالاقت۔ دلفریب سا و ملاسلو نارنگ جس کی وجہ سے وہ  
بہت نازک اور کوئلی معلوم ہوتی تھی۔ خوش آواز۔ خوش  
خرام۔ موتی کی طرح دانت۔ شوخ آنکھیں۔ زرق برق لباس پہننے والی۔ موتی  
کے رنگ کی نیم تنی زیب بر کرتی۔

۳۔ کوئلی | ایسی ڈبلی پتلی کہ ہوا سے بٹنے والی۔ جسم کو شرم و ناز سے اتنا  
چراغے لگتی کہ کر کے جوئے نہ ہوئے کا شبہ ہوتا۔ کوئی نہیں  
کندنی رنگ۔ گلابی آنکھیں جو رنگین ڈوروں کی وجہ سے ہمیشہ ہماری نظراتیں  
چرچی ہوئی بھوں یا قوت اور عقیق مین کو شرمائے والے ہونٹ۔ چمکدار خنجر  
نورتن جیسے دانت۔ سہا پانگار رنگ اور چنچل۔ سبز آنچل اورستی۔ بالونکو  
پھولوں سے سجاتی۔ بہت ہی ہوشیار۔

۴۔ پیاری | ہمیشہ روٹھنے اور کھڑنے والی۔ بہت ہی خوبصورت اور اپنے  
حسن پر بہت مغرور۔ روشن چہرہ۔ جب بن سنور کر نکلتی تو  
چہرہ پر پسینہ کی بوندیں ایسی مچلی لگتیں جیسے پھول پر شبنم۔ تندرناج اور  
سلخ گفتگو کرنے والی۔ ناک کی طرح سیاہ بل کھائی ہوئی لابی چوٹی۔ خوشبودار

جسم۔ کانچ کی چوڑیاں پہنتی اور ہاتھ میں اچھری باندھتی۔ سیدہ عشوہ طراز۔  
**۵۔ گوری** | چاند سا چمکتا چہرہ۔ روشن پیشانی۔ پر اکندہ زلفیں۔ ریلے  
 ہونٹ مستانہ چال۔ اُبھرا ہوا سینہ۔ تیلی جیسا خوبصورت

اور بھولوں کی طرح نرم و نازک اور شکفتہ جسم۔  
**۶۔ جھبیلی** | رخسار پر تل۔ شہولیدہ زلفیں۔ شکار تہی انگلیں۔ خط نہ کھینچی ہوا۔  
**۷۔ لالا** | ہونٹوں میں آب حیات۔ کلاسی بھولوں کی طرح دانست۔  
 سرپستان سے جوانی چمکتی ہوئی۔ مست کرنے والی چال  
 ہنسی سے رات کو دن بنانے والی۔ عشق و محبت کی پیاسی۔ غمزدہ  
 فراق۔

**۸۔ لالین** | نقل جیسے ہونٹ۔ منہں جویری چال۔ پیول کی گلی سے  
 نازک کم عمر اور ناداں۔

**۹۔ موہن** | جادو سے بھری ہوئی آنکھیں۔ عشوہ طراز اور کن والی چہرہ  
 پر عیش وصال کی کیفیت نمایاں۔ آنکھیں رات کی نہاری  
 سے متوالی۔ بہانی بزمی میں شہنشاہ کی کنایہ لگی ہوئی۔ بہت سی

۱۰۔ محبوب | کتاب کے پھول ایسے کال۔ باریک کر۔ زریں پتکے کی ہوئی  
یوسف سے زیادہ حسین۔

۱۱۔ مشتہ می |  
۱۲۔ حیدر علی | ان دونوں کا تعلق دو عالم سے آئے گا۔

ان پیرو یوں نے ۔۔۔ جو ترقی نے متنی و تھیں ایسی ہی لکھی ہیں جو اس کی  
عیش و عشرت سے بی خبر ہوتے ہیں اور ان کے عشق کی زنا کی کی دلچسپ داستانوں کا  
کام آتی ہیں۔ ان کمزور بہت ہنس بہت حیران ہیں بن ہیں اس لئے وصال کے  
پر کیف مرتعہ پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے عشق کی جوانی کی راتوں اور ملا دوں  
کے دنوں کے تنہا بیلی اور دلچسپ نظام عمل ہیں۔ سن و عشق کے راز و نیاز کا شائد  
ہی کوئی موضوع ہو جو یہ کہ کیا ہو سبب کی۔ نکارنگیوں اور جذبات کی  
جولانیوں کے انہما میں اس کا قلم غیر معمولی قدرت رکھتا تھا۔ اور یہ قدرت  
تخیلی یا فرضی عشق عاشقی سے نہیں پیدا ہو سکتی۔ محض قلمی مسنوں میں اس میدان  
کا مدد تھا۔ اس لئے رفیع الشان عمل نہ تھے بلکہ اس میں بین قومی حسن و نعمت کی  
وسیع اور آراستہ و پیراستہ نمائش کا ہیں تھیں۔ ان میں کئی ملکوں اور کئی مذہبوں  
اور ہر وضع و قطع کی ناز نہیں آرازی اور بے تکلفی کے ساتھ اپنے حسن و جمال کی



اُراش و زیبائش میں مصروف و نہمک اور عشق و مستی کی عجیب و غریب  
 کیفیتوں اور جوانی و رعنائی کے بے پناہ جذبات کے مظاہرے کرتی رہتی  
 تھیں۔

---





عزت علی (دین) مولیٰ محمد علی قاسم سرحدی خاندان

## (۹) بھاگ متی یا حیدر محل

نتیجہ ہے کہ قطب شاہی تاریخوں کے علاوہ کلیات محمد قلی سے بھاگ متی کے واقعہ کے متعلق کوئی تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔ محمد قلی قطب شاہ اپنے اشعار میں اپنے متعدد محبوبوں کے نام لئے ہیں اور ان میں سے بعض کی تعریف و توصیف میں کئی کئی نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن بھاگ متی کا نام کہیں فطر سے نہیں گزرتا۔ بعض شعروں سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ :-

”قطب شاہ اپنے اس بخت پر نازاں ہے کہ اُس کا معشوق اس کی محفل میں رقا ص بنا جس کے شکرانہ میں وہ اس کے طاق ابرو میں سجدہ کرنا چاہتا ہے“  
ایک اور شعر میں لکھا ہے :-

”قطب شاہ کو ایک ایسا بے بہا درل گیا جو اپنے قص میں کامل الفن ہے“  
ایک اور جگہ لکھا ہے کہ :-

”نبی کے صدقے میں اے معشوق میں اُس شہر میں رہتا ہوں جو تیرے

محبت میں آباد ہوا ہے اور جس کے مقابلہ میں مجھے کوئی شہر پسند نہیں آتا۔  
 بھاگ کا لفظ اس نے کئی اشعار میں استعمال کیا ہے لیکن اس کے معنی حصہ  
 یا قسمت کے ہیں اور اکثر جگہ یہ لفظ اپنے لغوی معنوں سے لگانا ہے شجیبات  
 بیٹھتا ہے اس لئے یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بھاگ متی ہی کیلئے  
 ہوگا۔ اس سلسلہ میں محمد قلی کے حسب ذیل شعر قابل ذکر ہیں :

ٹیلار سوچ پٹانی ات بھاگ کی نشانی      کن موقی بن نورانی بہاؤ شتر کی  
 نبی صدقہ تج نہ شہر میں قطب      نہیں کوئی شہر اس شہر تھے الذ  
 بھواں کے طاق میں سجدہ کروں      ہوئے سائیں میں محفل میں قافل  
 قطب شہر پایا ہی یہ بہاؤ      ہوئی اپ نہایت تھے کامل میں قافل  
 شب برات کے موضوع پر سلطان محمد قلی نے بھی نظمیں لکھی ہیں جن میں  
 ایک نظم بھاگ متی سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے کہ :-

شب برات کی شبانی تقدیر میں میری محبوب ایک اور بار میرے گھر  
 آرہی ہے۔ اور اپنے نازق برقی کپڑوں کی وجہ سے اپنے ساتھ آسمان  
 چاند اور سورج سے زیادہ روشنی والے انگوٹیاں چاند اور سورج کے آدھی  
 جس کی وجہ سے کیا تمہیں کہ زمین آسمان پر بلند فانی لے گئی کی وہی چاندنی

زمین کو صاف و شفاف آسمان کی طرح جھلکا دیا ہے۔ اور میری سکیموں کو اپنے چین اور دکھ کے لیے  
جن جن چیزوں کی آرزو تھی ان سب کو اس نے ان کی خواہش کے مطابق ہیا کر دیا ہے۔  
دینا سال ہوئے اس کے دشمن کی مشاق تھی اس نے اس نے اپنا دیدار دکھا کر میری دنیا کو نیا دلوایا۔  
اس نے پھول جیسے جسم کو موسیٰ و خنویوں سے خوب ہیکلایا ہے تاکہ میں لطف کے ساتھ اس سے بھگت کر سکوں۔  
اے قطب شاہ غیبی کے صدیقی میں بھاگ تھی سے ل کر تو اپنے ہو کے یا ہوں کے مطابق وصال کے مرکز  
اثر کیونکہ خود کو قطب شاہ کی درسی سمجھ کر غیب سے بھاگ کر آئی ہے۔

بھاگ تھی کے ساتھ عشق عاشقی کا تذکرہ سب سے پہلے خود محمد قلی قطب شاہ ہی کی زندگی  
میں "تاریخ فرشتہ" اور قطب شہری دو کتابوں میں لکھا گیا قطب شہری کے مصنف نے تو اس واقعہ کو  
استعارہ کے پیرایہ میں بیان کیا لیکن مورخ فرشتہ نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ:-  
"وہ قطب فلک اقبال و اوائل پادشاہی بر فاشہ بھاگ تھی عاشق شدہ ہزار ہوار  
ملازم اور گروانیدہ باطریق امرا کے کنار بہ دربار آمد و شد می نمود باشندہ و در آن  
آہام چون از زبونی آب و ہوائے گلشن غلابی متغیر و پرا ندوہ بودند قطب شاہ در چہار  
کرہ پے بلند مذکور شہر ..... ساختہ موسوم بہ بھاگ نگر گردانیدہ۔ و در آخر از آن  
امریستان گشتہ موسوم بہ چید آباد ساختہ لیکن در میان خلایق مشہور بہ بھاگ نگر است نہ جید آباد"  
(صفحہ ۳۱۱)

محمد قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد گوکنڈہ میں جو تاریخیں لکھی گئیں ان میں بھاگ تھی کا  
حال درج نہیں ہے۔ البتہ بعد کی تاریخوں مثلاً حدیقۃ العالم "تاریخ قطب شاہی" و قادریاں،  
اور گلزار آصفی میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ مگر اول ذکر تاریخ میں ابراہیم قطب شاہ کے بیان میں لکھا ہے:-  
"پہلے دریا سے موسیٰ بسبب عشق شہزادہ محمد قلی کے جسٹ جان فزائے بھاگ تھی طوائف میلے  
کلی داشت تیار گردیدہ حقیقت اس میں کہ شہزادہ مذکور بر طبق عادت مہجود کہ مواصلت  
نقیہ لذت بیاد میدہد مہوار و بوقت شب از قلعہ محمد نگر بجائے طایف مذکورہ در موضع محکم  
کہ آبادی بلند جید آباد بر زمین ہون موضع واقع است آمد و شد می داشت۔ و در  
موسم باران موافق موسیٰ خود بوقت شب قلعہ نمودہ چون بر سر دریا سے موسیٰ رسید و بد کہ  
طیانی آب از حد زیادہ است کہ نیل نہ دستی کو پہنچے تو اند قدم اندرویش گذار و فوراً

درجہ برعشق و محبت اس پر سواری خود را بے اندیشہ در ملاحظہ توجہ آب انماخت و بنور  
خط حقیقی بسلامت برآمد" (صفحہ ۱۵۲)۔

یہ واقعہ حیدرآباد میں زبان اردو خاص و عام ہے اور راقم الحروف نے اس تاریخی واقعہ  
کو افسانے کی شکل میں پیش کر کے "چھلیم کی رفاقت" کے عنوان کے تحت کتاب سیر کو لکڑیہ میں  
شامل کیا ہے۔

گلزارِ صفی سے تقریباً پچاس سال قبل حیدرآباد میں ایک اور تاریخی حقیقتہ العالم

لکھی گئی تھی اس میں بھی بھاگ منی کا ذکر موجود ہے کہ :-  
"بارشاہ در آن ایام بزمانہ بھاگ منی نا تعلق خاطر داشت چنانچہ بہار و ملازم اور گروانیہ  
تا ایچواری کے کار بدہار آمد و شد می نمود و باشد ہذا نسبت آں دشمنہ حیدرآباد را  
بہ بھاگ منی مگر موجود ساخت و منتظر بریلطنت خود گروانیہ و بعد چنانچہ کہ بھاگ منی  
ازیں چہاں ارگندشت تبتہ شد و تبتہ علی آں نام حیدرآباد سو" (صفحہ ۲۱۵)

ان شہادتوں کے مقابلے میں ماہ نامہ کی یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ محمد قلی قطب شاہ  
نے شہر حیدرآباد کا نام اپنی ماں بھاگہ رقی کے نام پر بھاگ منی رکھا تھا۔ کیونکہ ماہ نامہ سے  
تقریباً دو سو سال قبل فرشتہ نے اور پھر ماہ نامہ کی کم و بیش خاصہ تاریخوں، حقیقتہ العالم  
"تاریخ قطب شاہی" و "قادر خاں" اور گلزارِ صفی میں ہی بھاگ منی مجبہ پند قلی کے نام پر اس  
شہر کا موسوم ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس مجبہ بہ بھاگ منی کے علاوہ محمد قلی کی ماں کا نام  
بھاگہ رقی میں بھی لفظ بھاگ شامل ہو۔

لے جلال قلی کا ذکر یہ علی ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴

غرض اس طرح دوناموں کے لحاظ سے اس شہر کا نام بھاگ نگر رکھ دیا گیا ہوگا اگرچہ  
یہ بات یقینی نہیں ہے کہ محمد قلی کی ماں کا نام بھاگیہ رتی تھا بھی یا نہیں۔

بہر حال موجودہ معلومات کی بنا پر یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ محمد قلی غنغان شہر میں  
یعنی ۸۸ سال کی عمر میں بھاگ متی پر عاشق ہوا اور اس کی خاطر غنغانی رودھنوی میں اپنا  
گھوڑا ڈال دیا جب اس خطرناک جہاز کی خبر اس کے باپ ابراہیم قطب شاہ کو ہوئی تو اس نے  
مدی پر پل بنوا دیا۔ اس کے کچھ دن بعد ہی ابراہیم کا انتقال ہو گیا اور محمد قلی نے تخت نشین ہوتے  
اپنی محبوبہ کے اعزاز و اکرام میں اضافہ کی خاطر ہزاروں اس کے یہاں متعین کر دیئے جو ہر وقت  
اس کے جلوس میں رہتے اور وہ اتنی شان و شوکت کے ساتھ موضع چلیم سے گولکنڈہ آیا کرتی تھی  
اور محمد قلی بھی اس کے یہاں جایا کرتا۔ اسی اثناء میں اس نے اپنی محبوبہ کے گاؤں کو ایک عظیم الشان  
شہر میں تبدیل کرنے کی ٹھانی اور جب یہ شہر بن گیا تو اسی کے نام پر اس کا نام بھاگ نگر رکھا۔  
حیدرآباد میں خود دولت خانہ عالی اور دیگر محلات کے بن جانے کے ساتھ ہی محمد قلی نے  
بھاگ متی کو اپنے حرم میں داخل کر لیا اور شادی کے بعد شتری اور بعد کو حیدر محل کا خطاب  
دیا۔ اور اس کے لئے ایک خاص محل بھی بنوا دیا جس کا نام حیدر محل یا حیدر منڈوہ رکھا گیا۔  
پھر اس خطاب کی مناسبت سے بھاگ نگر کا نام بھی حیدرآباد میں تبدیل کر دیا گیا۔ بعض  
مورخین کا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ محمد قلی نے بھاگ متی کے انتقال کے بعد پشیمان ہو کر



شہر کا نام بدل دیا۔ کیونکہ اس نے خود اپنی نظموں میں اپنی محبوبہ حیدر محل کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ خطاب بھاگ منی ہی کو دیا جاسکتا تھا جو آخر وقت تک جملہ مورخین کے قول کے مطابق اس کی چہیتی محبوبہ تھی۔ اتنا ضرور ہے کہ حیدر محل کا خطاب دینے کے بعد محمد قلی نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ بھاگ منی اور بھاگ نگر کا نام لوگوں کے ذہن سے محو ہو جائے اور حیدر آباد رائج ہو جائیں چنانچہ جب وہجی نے بھاگ منی سے عشق عاشقی کا قصہ لکھا تو اس میں بھی اس نام کو چھپائے رکھا اور خود محمد قلی نے بھی اپنے کلیات میں اس نام کے بجائے جگہ جگہ حیدر محل کا نام لکھا ہے۔ ورنہ لازمی تھا کہ جب وہجی مشنری کے سامنے محمد قلی کی معشوقاؤں کا تذکرہ کرنا ہے تو بھاگ منی کا بھی تذکرہ کرنا لیکن اس نے تو خود بھاگ منی ہی کو مشنری کے نام سے ظاہر کیا ہے۔ اور اس مشنری یا بھاگ منی کے متعلق محمد قلی نے اپنے کلیات میں دو نظمیں اور مختلف جگہوں پر اشعار لکھے ہیں۔

یہ نظمیں کلیات کے صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴ پر دیج ہیں۔ ایک نظم میں وہ مشنری کو اپنی

آنکھ کی پتلی کہتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ :-  
 سب کو نیربہ جون سے عشق ہے۔ یہ ہے جو نہ کو شہ کا پیالہ پلاتے ہیں ان پر محبت  
 نشان ہے اور ان کے چہرے تہ نبت نہ جانتی تہ ہوشیا سے ہوشیارم تو ہیں  
 تو ہوشیا ہے اسی لئے میں تجھے نہا کہ اپنے دل میں بٹھاتا ہوں وغیرہ :-  
 ایک دوسری نظم میں وہ کہتا ہے :-  
 اے قطب شاہ تو اپنے عشق کی علامتی کے لئے اے کارہیو ملک اس کے جینے سے

تمام دنیا پر تیری فرمانروائی ہے۔ زندگی، سہی کا نام ہے کہ جسم میں دل ہو۔ اور ہمارا دل  
 ہمارا مستحق ہے جس میں عشق کی شتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہمارے دل میں مرے سے بگ  
 پائے ہوئے ہے جہاں اس کا نور بچ کی شمعوں سے زیادہ خوشنما اور روشن ہے۔ رطل نے  
 بہت سے چمنوں کے طالعوں کو میٹ دیا ہے اور شتری کے طالع کی وجہ سے ہمارے طالع  
 بقا حاصل ہے۔ اس لئے، اے خدا، قطب ثناء کے اس تارے کو اپنی عنایت سے سرفراز رکھ۔  
 ان نظموں کے علاوہ محمد علی نے مختلف جگہوں پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے کہ:-  
 اے قطب ثناء تو شادی و خوشی کر کہ تیرا رشتہ اس کے رشتے سے بندھا ہوا ہے اور  
 شتری تیرے لیے باعث برکت ثابت ہو رہی ہے۔  
 توشانی سیماں ہے اور تیغ و فیروز تیرے ہی لئے ہے۔ اور تولے اپنا منظر نظر بنا کر  
 شتری کو بھی شرف یاب کر دیا۔

اس کے شعر میں ہے

رشتہ ترا اس رشتہ سوں ہے بند متسانی شادی و خوشی کر کہ اے شتری تجی راں  
 توں سیماں ثانی و تیج بہر فیروزی دست شتری پایا شرف تیری نظر منظور ہے تجھے  
 بعض شعروں میں: وہ شتری کو اپنی بزم میں رقص کناں ظاہر کرتا ہے جس سے یقین  
 ہو جاتا ہے کہ یہ بھاگ تھی ہی کا پہلا خطاب تھا۔

ع کرے شتری رقص مجہ بزم میں نت ع زہرہ و شتری سوں پا تر نہ بھار چاؤ  
 ندی رومانی موتیاں کی آتی بھر کر سوزہرہ شتری کے مت لاؤ لائے آج  
 اسی طرح حید محل یا حیدر پیاری کے متعلق بھی اس کے کلیات میں ہیں نظمیں اور

اشعار و نسیاب ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیدر محل میں موسیقی کی ماہر تھی اور محفل کی خاص مشوقہ وہ ایک نظم میں لکھتا ہے کہ :-

حیدر محل محبت سے کبات گھولتی اور روز بروز عیش و عشرت کے ساتھ عشق کے بلبل

بجاتی ہے۔ اس کے سرو چہ قد پر نورتن کا جلوہ نظر آتا ہے اور رب مشوق قایم اس کو  
ریکھ کر شرماتی ہیں۔ وہ اپنی پیشانی پر شبنم کا ٹیکا رشتہ رکھتی ہے اور چاروں طرف  
نورتن کے تار بچے ہیں وہ عشق کی چادر اوڑھ کر یہ دعویٰ کی طرح نہ بن لفظ آتی ہے۔

اسے قطب شہ نونگر کر کے حیدر کی غلامی کی وجہ سے سچ کو یہ جیتیں گی جس کی وجہ سے  
تیرے سر پر تاج سجنا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۵)

ایک دوسری نظم میں لکھتا ہے کہ :-

نئی کے صدف میں حیدر پیاری بی بی نے اپنے مخالف ان سے میرے دل کو اپنے  
دل سے باندھ لیا ہے۔ عشق کے پر سے آگ کا قہر آگ سے بال میں لکھوں  
کی تازگی اور آفتاب کی چمک ہے وہ اپنی جوں میں جاہل لفظی ہے۔ تیرم میں ناہنجی  
رنگ کی تنگ چولی پہنتی ہے۔ اور آنکھوں کے خار سے لے کر ذریعے سے میرے دل پر  
حملہ کرتی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۵)

ایک دوسری نظم میں جو نائل دستیاب ہوئی ہے لکھتا ہے کہ :-

حیدر محل محبت و عشق کا جلوہ دکانے اور زوالی نغمہ بجاتی ہیں اپنے ہاتھ میں ہوا  
کے لئے لنگن پہن رکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کی تیلیوں کو پہلیوں کی طرح نیچا دیتا ہے۔

محفل نے اس میں نہیں با حیدر پیاری کے لئے ایک محل بھی بنا دیا تھا جس کا نام

حیدر محل یا حیدر بند وہ رکھتا تھا اس کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔ اس نظم میں لکھتا ہے :-

حیدر محل میں حیدر پیاری کا جلوہ کاؤ اور کس خوشی میں زمین آسمان  
فتح و نصرت کا طبل جاتا ہے۔ ماتی پر ماتی یہی زمیں ہے جی لے آؤ پیالے کی

رہنشی میں مجھے اپنے سائیں کی صورت دکھا۔ (یہ قاعدہ ہے کہ جلوہ کے وقت  
آئینہ میں دو لمحا کو دلہن کی صورت دکھاتے ہیں)۔ اور سوچ کے طبق سے لے کر نقل و  
شراب اپنے خندا میں رکھ لو اور پیارنی کی محبت کے ہار پیارے کے گلے میں ڈالو۔  
اس نیک ساعت میں نیوں پر پستانیں زیب دیتی ہیں۔ دودھ اور صرہ سے  
آجیا کچے ان گھڑوں کو بھر دو۔

اس جلوے کے وقت باشاہ اتنا اچھا نظر آتا ہے کہ بدینیاں اور چٹنیاں  
سب شاہ کے روپ کی دیوانی ہو گئی ہیں۔ اے سکھو ان کے ہاتھ سے قول کا بیڑا اٹھا  
شہ کو کھلاؤ۔ نئی کے صدقے میں آج قلعہ شاہ کو جلوے میں ٹھیکنا نصیب ہوا ہے  
اس لئے نوروں اور پیروں کو چاہئے کہ شہ پر سے خود کو وادیں۔ (صفحہ ۲۱۰)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم سید رحیل کے ساتھ شادی کرنے کی تقریب میں لکھی گئی ہے۔ اور  
بھاگ تھی کو نکاح کے وقت ہی حیدر محل کا خطاب دیا گیا تھا۔ اور بعد کو اسی کے خطاب  
کے لحاظ سے بھاگ نگر کا نام حیدر آباد میں تبدیل کر دیا گیا۔

بھاگ تھی نے عمر قلی کی زندگی میں شادی سے قبل چالیس یا بیس سال ہی کی  
عمر میں وفات پائی کیونکہ تاریخ فرشتہ اور قلعہ شہری دونوں کی تصنیف کے وقت اس کا  
اشغال ہو چکا تھا۔ اس کے زمانہ وفات کا یہ اندازہ اس وجہ سے صحیح نکلتا ہے کہ

بعض مورخوں نے شہر کے نام کی تبدیلی کو بھاگ منی کی وفات سے لازم و ملزوم قرار  
 دے کر بتایا ہے کہ تعمیر کے سترہ سال بعد اس کا نام حیدر آباد رکھا گیا۔ گویا اس سے بھی  
 ثابت ہوتا ہے کہ ۱۶۱۷ء کے لگ بھگ گوگنڈہ کی یہ مشہور مسجدیں اپنے عاشق جانناز  
 کو داغ منازقت دے گئی۔

—————

۱۷۰۰ء تاریخ قطب شاہی مولفہ قاری خاں بیدی ۱۲۴۹ھ میں لکھا ہے :-  
 ”بعد ہفتہ سال حیدر آباد موسوم گزیدہ“ (صفحہ ۱۶)

## مذہبی میلان اور محافل

کلام کے مطالعہ سے محمد قلی قطب شاہ کے مذہبی شغف اور دینداری کے متعلق جو تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ نہایت بیش بہا اور مفید ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ اس نے مذہبی معاملات میں ایک اجتہادی شان پیدا کر لی تھی بلکہ اسکے معتقدات کی پختگی اور اہل بیت نبی و ائمہ معصومین کے ساتھ دلی اور محکم ارادت کی وجہ سے اس کو بعض دفعہ مشکلات اور بغاوتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اور یہ وہ واقعات ہیں جن کے متعلق تاریخوں سے زیادہ علم حاصل نہیں ہوتا۔ محمد قلی کی امن و امان اور عیش و عشرت کی زندگی میں اگر کہیں کوئی خلل نظر آتا ہے تو وہ انہی مذہبی اعتقادات کے اختلاف کا اندیشہ ہے جو کبھی کبھی اس کو سخت پریشان کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس میں اس نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔ اور ہر کامیابی کے وقت وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ وہ ہر موقع پر سنج و نصرت کی طویل اور بلند آہنگ نظمیں لکھتا اور اپنے ہم مشربوں کو مبارکباد اور محافل کو بدو عایا

دشنام دیتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیجا پور یا احمد نگر سے مقابلہ کرتے وقت اس کو اتنی تشویش اور فکر نہ ہوتی تھی جتنی اپنے عقاید کے خلاف آواز بلند کرنیوالوں اور بغاوت کی دھمکی دینے والوں سے ہوتی تھی۔ محمد قلی اپنی اس فکر و تشویش میں حق بجانب بھی تھا کیونکہ ہمایوں کے ساتھ جیب اس کو مقابلہ کرنا پڑتا تو یہ اس کی ذات کا کوئی سوال نہ ہوتا۔ ایسی صورت میں فتح و شکست کا اثر سلطنت پر پڑتا اور شکست کے موقع پر زیادہ سے زیادہ اس کا ایک قطعہ ملک غنیم کے قبضہ میں چلا جاتا۔ لیکن جب خود اس کی رعایا کا ایک حصہ نہ ہی اختلاف کی بہت پر اس کے خلاف ہو جاتا اور اس کے بھائیوں میں سے کسی کو تخت نشین کرنے کی سازش کرنا تو خود اس کی بادشاہت بلکہ زندگی خطرے میں پڑ جاتی تھی۔

تاریخ کے مطالعہ سے ہم کو صرف اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے خلاف دو وقت خاص اہتمام کے ساتھ علم بغاوت بلند کیا گیا۔ لیکن نہ معلوم ایسی اور کتنی دفعہ ناکام کوششیں کی گئیں جو تاریخ میں درج ہونے کے قابل نہ تھیں۔ جن دو باغیانہ کوششوں کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جو سلطنت میں اس کے بڑے بھائی عبدالقادر عرف شاہ صاحب کے نام سے کی گئی۔ اور غالباً دعویٰ کیا گیا کہ بڑا بھائی زندہ ہوتے ہوئے چھوٹے کو

تحت نشیں کرتا انصاف کے خلاف ہے اور دوسری باغیانہ سازش محمد قلی کے حقیقی بھائی خاجندہ کی بغاوت سے ہے جو شاہ کا واقعہ ہے۔ ان دونوں بغاوتوں کے تفصیلی حالات تاریخوں میں درج نہیں۔ اتنا ضرور معلوم ہے کہ میدانے مشائخ اور گولکنڈہ کے بیٹس عمادین نے محمد قلی قطب شاہ کے مقابلہ میں ایک عہدِ سلطنت کو طعنے لگے جو سمجھا جاتا تھا کہ اس کا بڑا بھائی عبدالقادر عرف شاہ صاحب تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں سلسلہ میں موردِ غتاب ہوا تھا اور باغیانہ مقابلہ میں جان بچا کر فرار ہو گیا تھا۔ قطب شاہی تاریخیں لکھتی ہیں کہ وہ لڑائی ہی میں مارا گیا۔ لیکن محمد قلی کی اس ولی تشویش سے جو کلیات کے بعض اشارے سے ظاہر ہوتی ہے شبہ ہوتا ہے کہ شاید محمد قلی بھی اپنے اس رقیب کو زندہ ہی سمجھتا تھا اور اس لئے اسے ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ اور یہ خطرہ اس وجہ سے اہمیت رکھتا تھا کہ شاید وہ ڈر تارہتا تھا کہ کہیں دکن کے طاقتور سنی امرا اس کے شیوہ ہونگی وجہ سے اس کے خلاف متحدہ کوشش نہ کریں جس طرح اس سے قبل یوسف عادل شاہ کے خلاف کی گئی تھی۔ چنانچہ جس خطرہ کو وہ محسوس کرتا تھا وہ واقعہ بن کر اس کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ یعنی جب اس کے بڑے بھائی شاہ عبدالقادر کے نام سے

۱۔ اس بحث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شاہ عبدالقادر جو دارا اور شاہ فتح الملک حوالہ دار اور حسن علی وغیرہ نے جس لیا لکین محمد قلی نے جہاں سازش کو کرتا کرتے تھے وہی شاہ راجہ صاحب ہوا تھا۔ ۲۔ اس کے لکین خدایت و مہمانی و فراموشی ہو کر تمام فوائد و نیکی سے محروم ہوا تھا۔



علم بغاوت بلند کیا گیا تو ملک و بیرون ملک کے اکثر امرا و عمامدین و مشائخین کو اس نئے  
 دعویدار سلطنت سے ہمدردی پیدا ہو گئی۔ یہ سمجھ میں نہ آیا کہ سنی امرا و مشائخین مثلاً خاندان  
 خاں حبشی، خیرات خاں سپرد لاہور خاں اور شاہ نعمت اللہ کے اہل خاندان محمد قلی سے  
 کیوں ناراض ہو گئے تھے۔ تاریخ سے اس بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتیں البتہ  
 کلیات محمد قلی سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی شیعیت پر بہت زور دیتا تھا اور ساتھ  
 بعض جگہ سنیوں کو خارجی کے نام سے یاد کر کے برا بھلا بھی کہتا تھا۔ لیکن یہ سب شتم  
 ان کی بغاوت کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہو گا۔ سنیوں کی مخالفت کے آغاز کی وجہ  
 سمجھ میں آ سکتی ہے وہ یہی ہے کہ محمد قلی تخت نشین ہونے کے ساتھ ہی اپنی شیعیت  
 پر فخر و مبالغہات کرنے کے ساتھ شیعہ عقاید کی ترویج و اشاعت پر زور دینے لگا ہو گا اور  
 یہ چیز گو لگندہ کے لئے نئی تھی۔ کیونکہ محمد قلی سے قبل کے حکمران ابراہیم قلی، جمشید قلی  
 اور سلطان قلی تینوں میں سے کسی نے اس امر پر زور نہیں دیا تھا۔ اور خاص کر

لے اس بارے میں دیکھو حصہ قصائد اور خامکر قصیدہ میلاد نبی ص ۱۱۲ اور قصیدہ بہشت ص ۳۶۔

۱۔ قطب شاہی تاریخوں میں جہاں یوم عزاکا ذکر ہے ماہ محرم کے جملہ رسوم و لوازم کے آغاز کا سہرا  
 سلطان محمد قلی جی کے سر بلند صاحبان ہے۔ چنانچہ حدیقۃ السلاطین میں ذکر ماتم و تعزیرہ دشمن کے سلسلہ میں  
 ”تخموماء از زمان خاقان جنت بارگاہ محمد قلی قطب شاہ طاب ثراہ“ لکھا ہے۔

ابراہیم قلی نے تو ایک ایسی بین قومی فضا پیدا کر دی تھی کہ کسی کو شکایت کی گنجائش ہی باقی نہ رہی تھی۔ اہل یرینہ خاموش فضا کو شاید محمد قلی کے مذہبی جوش نے متحرک کر دیا تھا جس کی وجہ سے سوئے ہوئے فتنے جاگ اُٹھے۔

شبہ بنو تات کہ محمد قلی بھی بچپن سے شیعوں عقائد کا پیرو نہیں تھا۔ اور جیسا کہ ہم نے ابھی کہا کہ اس کے باپ ابراہیم قلی کو کسی خاص عقیدے سے دلچسپی ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ چونکہ اس نے محض اپنی ذاتی مقبولیت اور ہندو اور مسلمان دونوں کی مدد کو بادشاہت حاصل کی تھی اس لئے وہ عروجِ وسیعِ المشریق رہا۔ سینوں شیعوں اور ہندوؤں کے برابر کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور اس کی بلیغات میں بھی ہر مذہب کی عورتیں شامل تھیں۔ چنانچہ ماہِ ناسہ کی روایت کے مطابق محمد قلی کی ماں بیباگ تھی ایک ہندو عورت تھی۔ اسی طرح شاہ عبدالقادر کی ماں گلبہ کی مشائخ زادہ تھی۔ یہ ابراہیم قلی و وسیع المشریق ہی ہر ثبوت ہے کہ اس نے اپنے ایک لڑکے کا نام عبدالقادر رکھا اور اپنی لڑکیاں سنی عالم دین اور مشائخین مثلاً حسین شاہ ولی شاہ قطب الدین وغیرہ کو بیاہ دیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر یہ امر ممکن ہے کہ محمد قلی بھی بچپن میں شیعہ عقیدہ نہ رکھتا ہو اور اس شبہ میں اہل وجہ سے بھی تقویت پیدا ہوتی ہے کہ اُس نے اپنے کلام میں ہنس ایسے شعر چھوڑے ہیں جو اس قیاس کو یقین کی طرف مائل کرتے ہیں۔

وہ عید مولود علی سے متعلق ایک نظم میں حضرت علیؑ کی ولادت اور اس کی خصوصیتوں کے ذکر کے سلسلہ میں صاف صاف لکھتا ہے :-

میں نے اپنا دین چھوڑ کر اس دین کا راستہ پکڑا ہے ورنہ میں ایک  
ایک ہنہ و ہوتا۔ چونکہ میں نے آپ (حضرت علیؑ) سے میل پیدا کر لیا ہے  
اس لئے خوشی و شرم کی طرف میلان ہے۔ (پھر رقیبوں سے کہتا کہ)  
اے رقیبو تم اپنی بڑائی اپنی حد تک ہی رکھو کیونکہ خاتمہ قطب شاہ کو نیک  
تحصیل عطا کر دی ہے۔ اس کے شر میں سے

اے تولد ہوئے آج کے دن امام دیسے جیوں نو اچند ایردے فرخ  
میں اپنے دین چھوڑ کر پڑیا اس دین کا مارگہ نیاتے ابھوں ہو کو ہندسے فرخ  
ہمن میل باندے تمن میل سیتی اسی تھے ہمن میل ہے سنے فرخ  
رقیباں بڑائی تمن تم اچھونت دیا حق معافی کے تئیں نمے فرخ  
اسی طرح ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ :-

اے قطب شاہ تجھ پر ہزاروں دمتیں ہوں کہ تو نے حیدر گزار کا دامن  
پکڑا ہے اور اس وجہ سے تجھے دونوں عالم میں سرفرازی ہے۔

بہراں حمت ہی تجھ پر جو حیدر کا سر لاد دامن قطب شاہ کی جگہ تیں سرفرازی ہوئے وہ سرفرازی تھے  
تھے اس

ایک اور شعر میں لکھتا ہے کہ :-

قلب شاہ نے علی کا دامن پکڑ لیا ہے کیونکہ وہ ہر جگہ کے رہبر اور

چھڑانے والے ہیں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا پکڑ لیا ہے امن کہ او منجاوں پیڑا ون اور ہوٹھا رہبر ہے  
ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ :-

میں ایک جان اور ایک دل کے ساتھ حیدر پر ایمان لایا ہوں

یہ کیا ایک چست دل ہو جو میرا حیدر سوں سہق لایا سلوات بر محمد ۔

بارہ امام خستین کا بہرہ جم با جو منج سیں چھاؤں چھایا سلوات بر محمد ۔

اوپر ایک جگہ اس نے جو ذکر کیا ہے کہ اگر میں اس راستہ پر نہ پڑتا تو اب تک ہندو

ہوتا اس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ وہ پیٹے ہندو تھا۔ مگر ہے کہ ہندو ماں کے بطن سے

ہونے کی وجہ سے وہ ایسا کہتا ہو یا شاید سنی ہونے کو وہ ہندو ہونے کے برابر سمجھتا ہو۔

اکثر شعروں میں اس نے خود کو ابنا سے مسلمان ظاہر کیا ہے ۔ عید غدیر کی ایک

نظم میں وہ کہتا ہے کہ ،

اگرچہ میں ازل سے مسلمان اور غلام مصطفیٰ ہوں یعنی میرا نام محمد علی

سے ایک آدمی شعر میں اس نے نبی کے ساتھ قرآن لفظ بھی استعمال کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۱ قصائد)۔

یا غلام محمد ہے لیکن میں اب آپ کا بندہ ہو گیا ہوں اس لئے لے آئی آپ  
میرا ہاتھ پکڑیں۔

اس کا شعر ہے

از ازل تھے ہو غلام مصطفیٰ قطبِ زمان  
مج غلام کترین کو دست پکڑو یا امیر  
اس امر کا امکان ہے کہ ابتدا میں اس کو شیعہ عقائد کی نشر و اشاعت کرنا دیکھ کر  
سنی امر او علمائے اس کو اہل سنت کے عقائد کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہو اور  
اس کا میلان نہ پا کر اس کو مخالفت کا ڈر بھی بتایا ہو چنانچہ وہ عیبہ غدر ہی کی نظم میں ایک  
جگہ کہتا ہے

رکھ مجھ کو حضرت کے صدقے یا الہی امن میں  
ہو رکھ ایسا دست دو جگ میں ہو منجھ نصیر  
ساتھ ہی اپنے امامیہ ہونے کے اعلان ترک مذہب نہ کرنے کی طرف اشارہ اور  
سینوں کی دشمنی کا ذکر بھی کر دیتا ہے۔ اس کے چند شعر ہیں

ہے مجھ قطب بارہ اماماں کا غلام  
میں عاجز و اس تیر یا علی منجھ دنگیر  
منجھ پائے نہیں پن کھوتے اس چاہ نہ تھا میں  
کریں کیوں ترک لے مذہب ازل تھی یا اہل سنت  
ہیں میں شیعہ کر کرتے نواج دشمنی سب  
علی ابن ابی طالب ان کوں اور بہت نصرت  
یہاں یہ امر واضح ہے کہ وکن میں غریبوں کے وجود کا کبھی پتہ نہیں چلتا۔

اس لئے محمد قلی کے کلیات میں جہاں خارجی کا ذکر ہے وہاں غالباً سنی ہی مراد ہے  
چنانچہ بعض شعروں میں اس نے دونوں لفظ اس طرح استعمال کئے ہیں کہ ان کے  
مخاطب ایک ہی سمجھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً یہ

سنی کافر کے بتخانے ٹوٹے ہیں اس کھڑی سب سو معجز تھے خواجہ کون ہی ہیبت گر پڑی کا  
محمد قلی اپنے کلام میں بار بار اس امر پر زور دیا ہے کہ (دوسرے بھائیوں  
کی موجودگی میں) اس کو جو بادشاہت نصیب ہوئی وہ محض شیعہ ہونے کی وجہ سے  
اس کے اس قسم کے چند اشعار یہ ہیں۔

پایا ہوں اماں کی دعا تاج شہانی	مج تاج میں ہی نور الہی جھکرا رہا
حق کی نظر تھی قلمبانی اثر ہے رہا	تقدت نبی علی ہے تیج باعث موربانی
بارہ امام خیتن کا ہر جسم ہوا	تیج سیس چھانو چھایا صلوات بر محمد
سدا بارہ اماں میسرے نگہ دار ہیں	ہوا ہوں ان کی غلامی تھو قطب راج دھیراج
قطب ہے تیج غلام میں غلام کمترین	دیو میلہ ہر ت کھڑ جلوا سکھ لایا ستین
اماں میا ہے محمد قطب پر	نبی ہو علی کی دیاسوں سہایا
خدا قطب کوں شہنشاہ کر کر	سوسا رکھت میں در اسی پھرایا
محمد قطب کے سار دنیاں کوں	سونا بود کر حرکت تھے گنوا
دشمنوں کو	

✓ پایا ہوں ملک کوٹا ان پیا برنجیوں منج کوں ہر مدحیدر کرا و معاذ  
 محمد بال پن تھے ہے محمد کے غلاماں میں توجیتا داو میں پتھالیں سا سنیان سیتیں  
 نبی کانوں ہر تیرا محمد قطب شہ نادر قصہ موسیٰ و فرعون شیعہ کن ہے زہر بکا  
 نبی صدقے قطب جم کاج کرتا ہے کہ بچپن کے سکل شاہاں کا سو ستراج ہو مشہور د سار  
 نظر آتا

نبی ہو رآل کے صدقے علی کا داس ہو قطبیا

✓ تو جگ میں پایا رتبہ جو جم خاقاں سکندر کا

جب نبی صدقے ہوا ہر داس قنبر کا قطب دو جگت میں ہیں ترکما عاقبت محمود کا

اس آخری شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شاید پہلے قنبر کا غلام نہیں تھا جب سے  
 غلام قنبر ہوا ہے اس کی عاقبت محمود ہو گئی۔ اور اسی طرح وہ کہتا ہے کہ جو کوئی عید سیلا  
 علی کرتا ہے اس کے طالع مسودہ میں ع جن کرے یہ عید ہے وہ طالع مسودہ کا

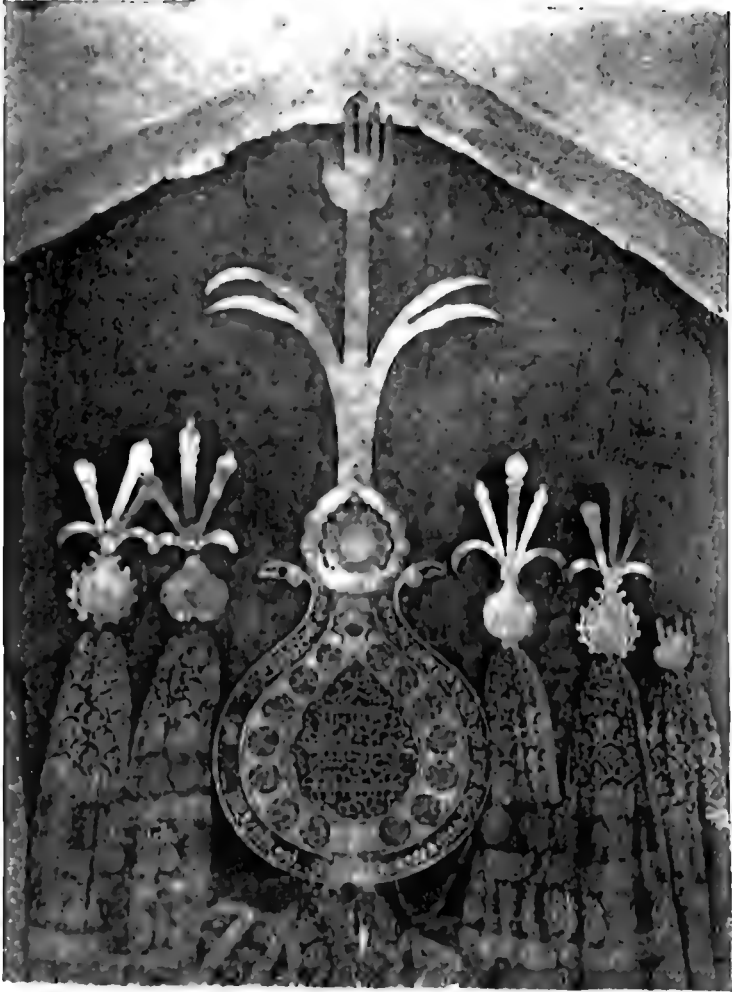
ایک اور شعر ہے یہ

صدقے نبی کے قطب شہ جم جم کرو مولود تم حیدر کی برکت تجھ سب جگ پر فزاں کرو  
 غرض نہ صرف حکومت کو بلکہ زندگی اور دولت اور عروج ہر چیز کو وہ حضرت علی  
 اور بچپن اور بارہ اماموں پر عقیدت رکھنے اور ان کی نظر عنایت کا ثمرہ سمجھتا ہے

✓ دعائے اماماں تھے منج راج تقایم خدا زندگانی کا پانی پلایا







سیننی علم (گہ مندہ)

سب سے بڑا علم جس پر محمد علی قصب مندرہ کے نام اور تاریخ درج ہے

قطب کوں میا کر دیا سوں پنجستن د ائم حیات ہو ر بخت دولت سوا خضر نے جلالتے ہیں  
آخر میں ایک شعر اور درج کر دیا جاتا ہے جس میں وہ شیعیت کو قبول کرنے کی طرف  
ایک اور دفعہ اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :-

اسی وجہ سے میری پیش کی انگوٹھی میں چاند اور سورج کو نگینہ کی طرح

جڑ دیا گیا ہے ۔

قطب پنجتن کی غلامی تسلیم کیا تو اس پیش انگوٹھی میں چند سوراخ

۱۔ چھوٹی نے اپنے شیعہ عقائد کی تبلیغ سلسلہ میں مکمل کی جب کہ اس نے گو لکندہ

میں پہلی دفعہ دوازدہ ائمہ معصومین کے نام کا علم استاد کیا یہ شاندار تاریخی علم ایک

موجود اور حسینی علم کے نام سے مشہور ہے اور ہر سال محرم میں گو لکندہ کے قدیم عاشق و خاں

میں استاد کیا جاتا ہے اس علم پر و بشر المؤمنین نصر من اللہ فتح قریب کے

نیچے غلام علی محمد قلی قطب شاہ اور سادات الف منقوش ہے ۔ اور اس

درمیانی طعنے کے اطراف پندرہ تختیوں میں پنجتن اور دوازدہ ائمہ کے اسماء

منقوش ہیں ۔ ۲۔

شیعہ عقاید کے قبولنے یا ان پر زور دینے کی وجہ سے اسکو جن مشکلات کا

سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے اہم اس کے مخالفوں کی لگائی ہوئی آگ کو بجھانا اور

اپنے رقیبانِ سلطنت کے فتنہ کو کچل دینا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے دیوان کو اسی واقعہ کے اظہار سے شروع کرتا ہے۔ پہلی ہی غزل اس کی ان سیاسی پریشانیوں کا آئینہ ہے جس میں وہ خدا سے توقع رکھتا ہے کہ :-

وہی مجھے کامیاب کرے گا اور میرے مرادوں کے جاموں کو بھریگا  
خواجه کی لگائی ہوئی آگ کو اپنے قہر کے پانی سے بجھائے گا۔ جھکوا برہم  
کی طرح اس آگ میں بھی سکھ اور آرام بخشے گا اور جس دل میں علیؑ اور  
آل علیؑ کی محبت نہیں اُسے خونِ جگر پلائے گا۔ اے قطب شاہ تو زمانہ  
کی مخالفت کا غم نہ کھا، خدا تجھے کامیاب کرے گا اور ہر پستی میں سے  
تجھ کو بلند کرے گا۔ اے قطب شاہ تو قیہوں کے دکھ دینے سے غم نہ کھا  
خدا تیرے سارے رقیبوں کے گلے میں پھانسی ڈال دے گا۔

اسکی غزل کے چند شعر ہیں :-

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دویگا	تمن من کے مرادوں کے بھرے جام دویگا
خواجه کی آگن قہر کے پانی سو بوجھاگا	برہم من جکوں سکھ آرام دویگا
پسے دل میں محبت علی و آل علی ماہ	اُسے خونِ جگر زار وئے ناکام دویگا
نہ کھا غم توں زمانے کا ترا کام اندا	ہر پستی میں جکوں بلند نام دویگا

قیماں کے دکھوں سے قطب توڑ کر غم خدا سے قیماں کے گلے دام دو یگا  
 ان دشمنوں کے خطرے کا اہلہار اس نے اپنے اکثر اشعار میں کیا ہے جب وہ آسا پر  
 نیا چاند دیکھتا ہے تو اس کو خنجر کی شبیہ سمجھائی دیتی ہے اور اس کے دل کا خطرہ فوراً  
 اس شعر میں ظاہر ہوتا ہے۔  
 نبی صدقے قطب کے دشمنوں کو کاٹنے لگسں  
 نواچند کا بلی خنجر پکڑ کر ہت میں آیا ہے  
 یمن قطب شاہ کے دشمنوں کو گھاس کی طرح کاٹنے کے لئے نیا چاند کا بلی خنجر ہاتھ میں  
 لے کر آیا ہے۔

ایک نظم میں بناب اینہا سے خواجہ کے اس فتنے اور بغاوت کے خلاف مدد  
 مانگتا ہے۔  
 لکھناشہ ان دل رک منے ملتے خواجہ اک منے  
 منجکوں سوں دونوں جگ منے تاج بن نہیں کوئی یا علی  
 اپ پیا تھے اینہا تم تھے غم تھے سو کر بے غم تھے  
 توں جہد و ہر دم منے تاج بن نہیں کوئی یا علی  
 وہ اس قدر اسخ العقیدہ تھا کہ اسکو یقین تھا کہ دشمن اگر میرے ساتھ دشمنی  
 پر اتر آئی گے تو حضرت علی کی تلوار ان کے گھر بار کو تباہ کر دے گی وہ کہتا ہے۔  
 دشمن ارمنج پر کرے گا دشمنی کی جب نظر  
 مدافعتی کے گھر گ تھے گھر بار اس کو کا تباہ

معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں پر اس نئے ماہ گرامیں فتح حاصل کی تھی اور جب گمی کے ختم پر برسات کا آغاز ہوا اور مرگ لگا تو وہ معمول کے مطابق اس سال بھی برسات کا استقبال ایک نظم سے کرتا ہے، لیکن اس دفعہ اسکو دونی خوشی تھی ایک تو آمدِ بہار کی اور دوسرے دشمنوں پر فتحیابی کی۔ چنانچہ وہ اس نظم میں اپنی اس خوشی کا اظہار یوں کرتا ہے کہ :-

آج پھر مرگ، سلطانِ سارہ بن کر آیا ہے۔ اور سب درخت پھر سے  
سر سبز ہو کر سروں پر لال تاج رکھنے لگے۔ اس موقع پر لعل کے چہرے پر بھی  
لال رنگ زیب دینے لگا کیونکہ اس رنگ سے سوچ شرمناک ہر رات منہ  
چھپا لیتا ہے۔

اے قطب شاہ تیرے چہرہ پر بادشاہانِ مذکورہ جھلک رہا ہے اس  
وجہ سے ترکستان کے بادشاہ بھی تجھے خراج دیں تو کیا تعجب۔ تیری تلوار  
سے آج تیغِ رستم بھی پست ہے۔ تو تمام رستموں میں شجاعت و  
ہیادری کا چراغ نظر آتا ہے۔ تیری تلوار کی چمک بجلی ہو کر آسمان پر  
چمکے تو عجب نہیں۔ کیونکہ اسکے کراکنے کی آواز سے سب دشمنوں پر  
تیرا راج قائم ہے۔

اے محمد قطب شاہ تو اپنی دعاؤں سے ناامید سا ہوئے لگا تھا لیکن  
اب تیری دعا بامعاثا بت ہوئی ہے اور تو محمد کی طرح اب کامیاب  
حکومت کر۔

اس نظم کے چند شعر یہ ہیں۔  
مرگ سلطانی تارہ جگ میں آیا پھسر کر آج  
لال نگ کھلیا ہی کھ پر لال کے لعل بخش  
تیرے کھ پر خسروی فرمنور دیپستا  
تج کھرگ تھے تیغ رستم پست ہے عالم منے  
ووکھرگ جھلکا زبلی ہو کے جھکے مکھن منے  
اے قطب توں دعا تھے ہو رہیا تھا ناامید  
تج دعا بامعا ہے کر محمد نے راج  
اسی طرح کی ایک اور نظم میں لکھتا ہے کہ:۔

اب کے بارش انداز اور اطمینان سے آئی ہے کیونکہ دشمن پامال ہو چکے ہیں اور  
غریزہ و شحال میں آسمان کے کناے یہ شفق کا رنگ نہیں ہو بلکہ دشمنوں کے آگ  
جانیکی وجہ سے ان کا خون اچھل کر جاگتا ہے۔ آسمان پر یہ گرج کی آواز نہیں ہے بلکہ  
نامحیست ہو کر خلیگاڑ رہا ہے کہ بادشاہ کے رہے ہے دشمنوں کو بھی پامال کر رہا۔

انکی مدافعت کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود اب ساتویں پاتال کے نیچے جا چکے ہیں  
 یہ قوسِ قزح نہیں ہے بلکہ مجھے سلطنت دینے اور دشمنوں کو مارنے کیلئے کمان تانی  
 لگئی ہے۔ چونکہ بادشاہ نے سب دشمنوں پر فتح پائی ہے اسلئے زہرِ خوشی سے نمزدرد  
 اے قطبِ شاہ اب تو کوئی غم نہ کر کیونکہ علی اور ان کی آل ہمیشہ تیرے حفاظت کرتی رہی  
 جس نظم میں یہ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

اندازِ سیتے بھی آیا مرگِ سال      دنیاں پامال عزیزاں چو خوشحال  
 کنائے آسماں کے میں شفقِ رنگ      دنیاں مارے گئے اچھلیا کرت لال  
 فلک میں گڑا گڑا ماتِ ہو بہت      کدشہ کے درجیاں کو کرنے پامال  
 ان کے دفتہ میں کچھ میں مجھے کام      کہ آپ سب تھیسے اس پیت پامال  
 کہاں قوسِ قزح دینے ملک کوں      دنیاں مارن کوں لامحور تیر بھال  
 نظیرِ شہ پائے کرب درجیاں پر      خوشی سوں گاوے زہرِ فتح بر مال  
 نبیِ صدقے کو کر غم توں قطب      علی ہو آلِ داہم تیرے رکھوال

یوں تو کلیات محمد قلی میں متعدد نظمیں اور بیسیوں شعرا سے ملتے ہیں جنہیں  
 فتح و نصرت کی خوشی کے واسطے بجائے گئے ہیں لیکن یہاں انہی اشعار اور نظموں کا ذکر کیا  
 گیا جو اس موقع سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتی ہیں۔

# بھاگ نگر یا حیدر آباد اور اسکی زیبائش و آرائش

شہر حیدر آباد کی تعمیر و ترمیم سلطان محمد قلی قطب شاہ کا ایک زندہ جاوید کارنامہ ہے لیکن تعجب ہے کہ جس طرح بھاگ متی کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوئیں بھاگ نگر یا حیدر آباد کی بنا کے متعلق بھی محمد قلی کے موجودہ کلام سے بہت کم علم حاصل ہوتا ہے۔ خاص کر بھاگ نگر کا تو محمد قلی قطب شاہ نے کہیں نام بھی نہیں لیا۔ البتہ ایک جگہ ”شہر حیدر“ کا ذکر کیا ہے گو یا حیدر آباد کا۔ وہ کہتا ہے کہ قطب کے اشعار

سے سلطان محمد قلی کے علاوہ قطب شاہی تاریخوں میں بھی بھاگ نگر کا نام نہیں ملتا۔ البتہ اُس دور کی دو سرکاری تاریخیں حیدر آباد کو بھاگ نگر بھی لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو قطب شاہیوں نے کوشش کی کہ اس شہر کا نام حیدر آباد مشہور ہو جائے۔ لیکن بیجا پوری اور مغل تاریخوں نے اس نام کو مٹنے نہ دیا۔



یہ بہا ہیں۔ کسی شہر میں ان کا مول نہ ہوگا، اس لئے اگر فروخت کی توقع ہو تو حیدر آباد  
میں لے آؤں۔

رژن قلیا کے پرنس مول نہیں کس شہر میں لے کر آؤں جو بکھرا ہوئے اس کا شہر حیدر میں  
یہ شہر حیدر یا حیدر آباد سلطنت قطب شاہیہ کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے لحاظ  
سے دسویں صدی ہجری کے اواخر میں خود بخود آباد ہونے لگا تھا۔ کیونکہ اس سلطنت کے  
پایہ تخت گولکنڈہ میں مزید آبادی کی گنجائش نہ رہی تھی اور سب سے پہلے وہاں کے  
امرا نے اس قلعہ کے اطراف و جوانب میں اپنے لئے باغ اور شہستان تعمیر کرنے شروع  
کردئے تھے۔ خاص کر قلعہ کے جانب مشرق موسیٰ ندی کے کنارے یہ آبادی ہونے  
لگی یہاں تک کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۵۱۸ میں سرکاری طور پر ایک عالی شان  
شہر کا سنگ بنیاد رکھا۔ اگرچہ حیدر آباد جیسے وسیع شہر کی زمین کئی قصبے اور گاؤں  
آگئے ہوں گے لیکن جس جگہ اب چار منار واقع ہے وہاں وہ موضع چچیم واقع تھا جس

لئے شہر حیدر آباد کی وسعت اور شادابی کا اندازہ تاریخ ظفر کے حسب ذیل بیان سے ہو سکتا ہے:-

کنزت خلائی دو نور بدائع مواضع و فراوانی باغ و باتین بدرجہ انجاسید کہ  
ساحت کوہ و درشت سمت تضائق پذیرفت۔ چنانچہ از دار السلطنت حیدر آباد تا

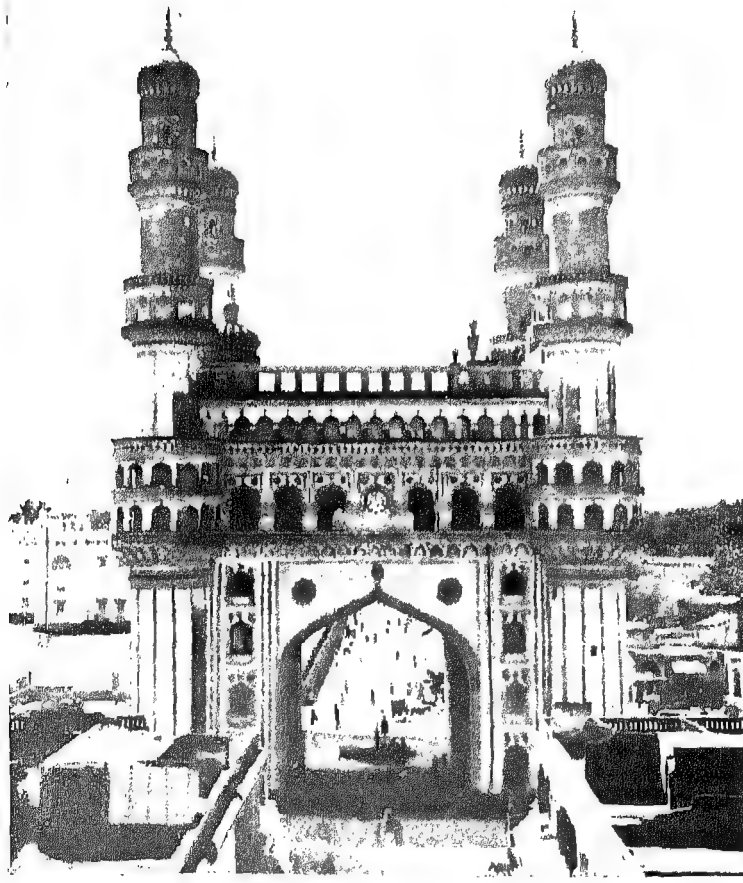
بعض تاریخوں کے بیان اور مشہور روایتوں کے مطابق بھاگ متی رہا کرتی تھی۔  
 اس موقع پر یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ ماہ نامہ کے مصنف نے بھاگ متی  
 کے قصہ کو غلط بتا کر یہ لکھا ہے کہ اصل میں محمد قلی قطب شاہ کی والدہ کا نام بھاگ متی  
 تھا اور اُس نے اسی کے نام پر شہر بھاگ متی آباد کیا۔ اس اختلاف روایت کا تصفیہ  
 اُسی وقت ہو سکے گا جب چند اور قطب شاہی تاریخیں دستیاب ہوں گی اور محمد قلی کا  
 مکمل کلام مل جائے گا۔ بحالت موجودہ اتنا تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ماں ہو  
 یا محبوب، بھاگ متی ہو یا بھاگ متی، محمد قلی نے اپنی محبت کی یادگار کے طور پر بھاگ متی  
 کو بسایا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے شہر کے وسط میں چار منار کا سنگ بنیاد رکھا۔  
 یہ عمارت ۸۹ فٹ بلند ہے۔ اور اس کے اوپر ایک مسجد اور مسجد کے ساتھ ایک  
 حوض بنایا گیا تھا جس میں تالاب جل پل سے پانی پہنچایا گیا۔ اوپر کا یہ حوض اسی وقت  
 باقی نہیں رہا لیکن یہ ۱۸۵۷ء تک موجود تھا۔ چنانچہ تاریخ طفرہ میں لکھا ہے کہ :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قصہ ترکھوڑہ ابراہیم پٹن و بھونگیر و پٹن چروکہ در پٹن  
 واقع است و مساحت بقدر دہ فرنگ است مجموعہ فضاء دشت و مہرا باغ و بنا  
 شدہ و کثرت احداث مساجد و بقاع و سرائے دلکش و نزاہت ریاض فردوسش  
 غیرت افزائے سپہر اخضر گردید (ص ۱۰۷)۔

حوضے است در غایت لطافت و صفا۔ آب نہر تالاب جلیلی در آں سیر (ملا)  
 اس بالائی حوض کے علاوہ نیچے بھی ایک گول حوض بنایا گیا جس میں ایک  
 بہت بڑا فوارہ پتھر میں تیار کیا گیا جس میں دو ہاتھی اور دو شترزے (جو پتھر کے  
 تراشے گئے تھے) ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ایک دوسرے پر پانی پھینکتے تھے۔  
 یہ فوارہ مغل قبضہ کے بعد بت پرستی کی علامت سمجھ کر توڑ دیا گیا اور ان ہاتھیوں  
 اور شترزوں کے شکستہ پتھر عہد آصفیہ ثانی تک چار منار کے قریب (جہاں اب  
 پولس کا ٹھانڈا ہے) پڑے ہوئے تھے۔

چار منار کی تعمیر میں ایک روایت کی رو سے تین لاکھ اور دوسری کے مطابق  
 دو لاکھ ہاون ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ یا حافظ سے اسکی تاریخ نکلتی ہے۔  
 چار منار کے ساتھ ہی شہر میں چار بازار ترتیب دئے گئے جن میں چودہ ہزار  
 دکانیں بنائی گئیں۔ گلزار آصفی میں لکھا ہے کہ :-

”امرومود کہ دست بدست بنائے شہر مشعل بر چہار بازار و بر سر  
 ہر بازار طاق و رواق با چہار دہ ہزار دکانیں و ایوان و سائبان و دواز  
 ہزار محلہ مساوی الاضلاع باحداث در آرنند“ (۱۹)



چار مینار۔ جسکو محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدرآباد کے ساتھ تعمیر کیا تھا



ایک ایسے عظیم الشان شہر کی تعمیر جس ولولہ اور بے تابانہ شوق سے ہوئی اور اس کی جلد سے جلد تکمیل و آبادی کے لئے جو کوششیں کی گئیں اس کا اندازہ خود محمد قلی کے کلام سے ہوتا ہے چنانچہ وہ ایک جگہ مناجات میں خدائے تعالیٰ سے جہاں بہت سی باتوں کی التجا کرتا ہے اپنے شہر کی معموری کے لئے بھی دعا کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو اپنے آباد کئے ہوئے شہر سے کتنی محبت تھی اور وہ اسکی آبادی اور آرائش و زیبائش کے لئے کتنا بے چین تھا۔ وہ کہتا ہے کہ :-

اے خدا تو میرے شہر کو لوگوں سے اُسی طرح معمور کر دے جس طرح

تو نے سمندر میں ٹھیلیاں بھردی ہیں۔

بڑی اچھی مناجات لکھی ہے جس کے چند شعر ہیں :-

مناجات میرا تو سن یا سمیع      منجے خوش توں رکھ رات دیا سمیع

مے دو تار کوں توں دے جنت      مے دشمنوں کوں اگن یا سمیع

ابا دان کر ملک میرا سو توں      بسا سو توں دے میرا سن یا سمیع

سکھ تخت پر میرا یوں تخت کر      انگوٹھی پہ جوں ہے نکلن یا سمیع

مرا شہر لوگاں سوں معمور کر      رکھیا جوں توں دریا میں یا سمیع

مرا دات کا جم ترنگ مارا قطب      اُسے سار بہت دے عنین یا سمیع

عید میلاد النبی کے سلسلہ میں محمد قلی نے کسی نظمیں لکھی ہیں جن میں سے ایک میں وہ بازاروں، محلوں اور قصروں کی زیبائش و آرائش کا ذکر کرتا ہے وہ کہتا ہے

سوارے جگت سبخت جو چڑت لیا نگارے سو بازار قصراں محلاں  
بازار اور محلے جس شوق سے تعمیر کئے گئے اس کا ذکر تو گذر چکا ہے اب قصروں کی تعمیر کے سلسلہ میں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ سب سے پہلے چار منار کے جانب شمال مغرب دولت خانہ عالی بنایا گیا جس کے جلو خانہ میں چاروں طرف چار بلند کمانیں کھڑی کی گئیں اور وسط جلو خانہ میں ایک پرست پہلو حوض تھا کہ فوجیوں اور ان کے جانوروں کو ہر وقت کافی پانی میسر آ سکے۔ اس جلو خانہ کے مغرب کی طرف محلات شاہی کی بنیاد رکھی گئی۔ چنانچہ اس طرف کی کمان دروازہ دولت خانہ یا دروازہ شیر علی کہلاتی تھی۔ اس کمان میں ۶۰ فٹ بلند اور ۶ فٹ چوڑے شب کی طرح سیاہ و مصفا ڈونگ خارا کھڑا کر کے اور انکے اوپر ۶۳ فٹ کا ایک اور پتھر رکھ کر باب عالی کی چوکھٹ بنائی گئی۔ اس چوکھٹ میں صندل، ماتھی و انت اور سونے کا ایک دروازہ لگایا گیا۔ اس دروازے سے اندر داخل ہوتے تو ایک وسیع فصائی کئی قصر نظر آتے۔ یہاں جنوب کی طرف دفتر خانہ شاہی اور مغرب کی طرف جامدار خانہ

اور کارخانہائے عامرہ وغیرہ بنائے گئے۔ اس وسیع فضا میں جانب شمال ایک دوسرے وارہ لگایا گیا تھا جس میں داخل ہونے کے بعد ایک اور وسیع میدان ملتا جس کے چاروں طرف لشکریوں، عوالم داروں، شب نویوں اور سجداروں کے لئے بڑے بڑے ہال یا ایوان بنے ہوئے تھے۔

ان سے گزرنے کے بعد چندن محل تھا جو ایک ”عمارت رفیع و دلکش“ تھی۔ اس محل میں بھی چند سجدار نوبت بہ نوبت جمع رہتے۔ چندن محل کے آگے لگن محل تھا جو نہایت وسیع تھا اور اس میں خاص ترک، عرب اور دکنی سجدار حاضر رہتے اس کے بعد صدر صفہ تھا جس میں مقرب و معتبر ملازمان قدیم ہی ٹہر سکتے تھے۔ صدر صفہ کے بعد سجن محل تھا جو نہایت خوبصورت اور عالیشان عمارتوں پر مشتمل تھا جن میں اعیان و فضلا مقام کرتے تھے۔ اس محل کے جانب مشرق میں عقیٹ طویل ایک ہال تھا جس میں رات اور دن مطبخ شاہی سے ہر قسم کے کھانے پک کر آتے اور تقریباً دس ہزار مجلسی سادات، علماء، فضلا اور امرا ہر روز اس شاہی دسترخوان پر کھانا کھاتے۔

یہ تو دولت خانہ عالی کی بیرونی عمارتیں ہوئیں۔ اصل شاہی قیام گاہ خداداد محل تھا جس کے متعلق محمد قلی کی ایک نظم دستیاب ہوئی ہے اس لئے بعد کو اس کا



ذکر کیا جائے گا۔ دولت خانہ عالی کی عمارتوں کے علاوہ محمد قلی نے ایک داحل بھی بنایا تھا جو انہی محلات کی پشت پر یعنی مغرب اور جنوب کی طرف بنایا گیا تھا اور قلعہ گو لکنڈہ سے جو سڑک چار منار کو آتی ہے اس کی طرف اس کا رخ رکھا گیا تھا۔ حیدرآباد کے موجودہ محلہ چوک و شاہ گنج و محبوب گنج کی جگہ قطب شاہی دور میں ایک وسیع میدان تھا جس کے درمیان ایک عالیشان حوض ۸۰ فٹ طویل اور ۱۲۰ فٹ عریض بنایا گیا تھا اور اس میدان کے اطراف بازار بنائے گئے تھے۔ داحل کا رخ اسی میدان اور بازاروں کی طرف رکھا گیا چنانچہ اس کے وسیع ایوانوں کے دروازے اسی طرف کھول دئے گئے تھے تاکہ مظلوموں اور آفت رسیدوں کو بلا روک ٹوک بادشاہ کی نظروں کے سامنے پہنچنے میں سہولت ہو۔ اور وہ اعیان و اکابر و درباریان شاہی کے توسط کے بغیر راست سلطان محمد قلی کی بارگاہ میں پہنچ کر اپنا دکھڑا بیان کر سکیں اور بادشاہ اکثر اسی کے بیرونی جھروکے میں بیٹھا رہتا تھا۔

داحل چار منزلیں تھا اور اس طرح بنایا گیا تھا کہ سامنے سے چار جدا جدا محل نظر آتے تھے۔

داحل کے سامنے جو تالاب نما حوض بنایا گیا تھا اس کی تعریف میں اس

زمانہ کے سیاح اور مورخین خاص طور پر طب اللساں ہیں۔ چنانچہ فرونی استر آبادی  
 اسی زمانہ میں حیدر آباد آیا تھا اور وہ اپنی تاریخ فتوحات عادل شاہی میں نورپور  
 کی تعریف کے سلسلہ میں دوسرے شہروں کی عجائبات کا بھی تذکرہ کرتا ہے اور حیدر آباد  
 کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ :-

”دیر پاچہ کہ در برابر داجل قرار دادہ اند، نوعے کہ قبیلے از طلا ساختہ اند  
 چنانچہ آب از خرطوم فیل مثل فوارہ لایق قطع در وریا چیمی ریزد کہ برہو ساختہ  
 اند، نوعے کہ طاقہ زارہ اند کہ حوضے بدیں بزرگی را کہ زیر او خالی ست و  
 محل مرور مردم است پرواختہ اند۔ در اں عمارات و مواضع، اعجب بہ کار  
 را وقت بسیار بکار رفتہ“ (نسخہ برٹش میوزیم ورق ۲۱۷)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حوض سطح زمین سے کافی بلندی پر بنایا گیا تھا اور اس کے  
 نیچے بلند کمانیں بنا دی گئی تھیں جن میں سے لوگ گزرتے تھے۔

یہ محل زوال سلطنت تک باقی تھا اور مغلوں کے قبضہ کے بعد توڑ دیا گیا۔ چنانچہ  
 لچھی ناراین شفیق نے اپنی کتاب احوال حیدر آباد میں (ج ۲۱۲ء کی تالیف ہے)  
 جہاں اس روایت کو نقل کر دیا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب کی نظر حب و محل  
 پر پڑی تو اس کی زبان سے نکلا :-

”ایں بلند بلند چہیت“ ؟

نعمت خاں عالی نے عرض کیا :- ”داو محل است“

اوزنگ زیب نے کہا :- ”آرے شداو محل است“

داو محل کے توڑنے کا بھی واقعہ ان الفاظ میں درج کیا ہے :-

ہر گاہ داو محل را شکستند در عرصہ سی سال شکست رسید.... اکثر عمارات

عمدہ شہر تباہ شد و ہنوز نہ خانہ ہائے آں بعضے جا قائم“

غرض محمد قلی قطب شاہ کے بنائے ہوئے جن محلوں کا اب تک ذکر کیا گیا وہ سرکاری محل تھے۔ لیکن اس نے کئی ایسے محل بھی بنائے تھے جو خود اس کی خانگی

ضرورتوں اور ذوق کی تکمیل کی خاطر وجود میں آئے تھے۔ انہی میں ”ندی محل“

بھی شامل تھا جو موسیٰ ندی کے کنارے پانی کا نظارہ کرنے اور خانگی تفریح کی خاطر

بنایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ محل کو ہا طور“ بھی ایک خانگی محل تھا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

افسوس ہے کہ محمد قلی قطب شاہ کے طویل قصبیدے، مثنویاں اور ترجیع بند

و مستجاب نہ ہو سکے ورنہ اس موضوع کے تحت ہم اور کچھ لکھ سکتے۔ کیونکہ اس نے اپنے

محلوں، باغوں، اور دیگر عمارتوں پر تفصیل سے قصبیدے اور مثنویاں لکھی ہیں۔

اس وقت اس کے کلام سے جو مواد ہمیں مل سکا ہے وہ صرف چھ سات محلوں

(یعنی خدا و ارحم، سبحن محل، اعلیٰ محل، حیدر محل، محل کوہ طور، قطب مندر اور حنا محل) اور ایک باغ محمد شاہی کی تعمیر و آرائش سے متعلق ہے۔ لیکن ان میں بھی صرف تین کے متعلق اس نے تفصیل سے لکھا ہے اور باقی کی نسبت بہت ہی کم لکھا ہے۔ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ سبحن محل، اعلیٰ محل، حیدر محل، حنا محل اور قطب مندر پانچوں اسکی رہائش گاہیں تھیں۔ اور غالباً ان میں سے اکثر (سوائے قطب مندر کے) ایک ایک بیگم کے لئے مخصوص تھے۔ البتہ قطب مندر ایک ایسا مقام تھا جہاں خود بادشاہ رہتا تھا اور جہاں بڑی بڑی محفلیں اور تقریبیں انجام پاتی تھیں۔ لیکن یہ محفلیں اور نرم آرائیاں بھی زمانہ ہوا کرتی تھیں۔ مردوں کی محفلوں اور دربار آرائی کیلئے جو مقام مقرر تھے وہ دوسرے ہی تھے جن کا ذکر گزر چکا ہے اور جن پر کوئی نظم افسوس ہے اس وقت تک دستیاب نہ ہو سکی۔

خدا و ارحم اور محل کوہ طور کی زیبائش و آرائش کے بارے میں محمد قلی کے کلام سے نہایت مستند اور مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ باغ محمد شاہی پر جو قصیدہ محمد قلی نے لکھا تھا وہ بھی نامکمل دستیاب ہوا ہے۔ اسی طرح اور باغوں اور محلوں پر بھی اس نے لکھا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کا مکمل کلیات کتب خانہ آصفیہ میں اقساط موجود نہیں ہے۔

خدا و محل | محمد قلی کے کلام میں سب سے پہلے نظم خدا و محل قابل ذکر ہے۔ یہ  
حیدر آباد کا سب سے بڑا اور عظیم الشان آٹھ منزلہ محل تھا۔ اس محل کے باغوں میں  
مورخین لکھتے ہیں:۔

مہاراجہ نادرہ کا متصل بہ عمارت "د محل" طرح منزل عالی انگندہ  
در اندک زمانے سقف عالیش از ایوان کیوان گذرانیدہ بذروہ لامکان  
رسانیدند۔ از زیر تا بالا ہفت طبقہ..... مشتمل بر قصرائے مہرئس و  
غرفہ ہائے عالی حسن زینت پذیرفت مجموعہ این طبقات بہ "خدا و محل"  
موسوم گردید..... ہر یک از این طبقات را بہ این وجہ موسوم ساختند طبقہ  
ہفتم کہ پہلو از عرش می زد بخطاب الہی محل مشرف گردید۔ طبقہ ششم بہ لقب  
محمدی محل..... طبقہ پنجم بہ حیدر محل..... طبقات چہارم و سوم.....  
یعنی حسن محل و حسینی محل..... طبقہ دوم جعفری محل و طبقہ اول موسوی محل  
نامزد شد۔ چون این قصر عالی اتمام یافت شاہ کامکار بادل شاد جشن  
شادانہ آراستہ ارکان دولت و خاص و عام سلطنت را از احسان  
و انعام سرفراز گردانید۔ در آن مجلس میرک معین بنواری حاجب نظام شاہ  
کہ در سخنداری دست رس داشت تا بیخ تازہ بعضی رسانیدہ صلہ گراں بابہ

یافت۔ رباعی تالیخ سے

ایں قصر کہ بہت رشک فرمائے بہشت      ایام بآب زندگانی شہرشت  
تالیخ مرتب شدنش کلک قصا      بر لوح بقایائے جان بخش نوشت

(تالیخ ظفرہ ص ۱۶)

مشہور قطب شاہی تالیخ حدیقۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ :-

”قصرائے الہی محل و محمدی محل و حیدر محل و توابع و لواحق آں کہ بہشت  
طبقہ خاقان جنت مکان سلطان محمد قلی قطب شاہ ساختمہ بودند و چند لک

ہون خرچ آں شدہ بود مثل آں قصر با بر روئے زمین بنائے شدہ“ (مطبوعہ ۲۲)

اس عجیب و غریب محل کے متعلق خود اس کے بانی نے جو لکھا ہے اس سے زیادہ معتبر و  
مستند کسی مورخ کا بیان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کلیات محمد قلی قطب شاہ میں جو نظم خداداد  
محل کے متعلق موجود ہے اُس میں قطب شاہ لکھتا ہے کہ :-

محمد نے خداداد محل کو سنوارا اور اس میں جنت سے حسینوں کو لا کر رکھا  
تاکہ محل کی آرائش ہو۔ اس محل کی بلندی آسمان جیسی ہے جس کی وجہ سے  
سورج چاند اور ستاروں کی رونق بڑھ گئی ہے۔ روئے زمین پر ایسا محل  
کسی نے نہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس کو بھی قدسیوں نے زمین پر

لاکر رکھ دیا ہے۔ اسکی آٹھ منزلیں آٹھوں ہشتوں کی طرح ہیں جن میں  
 آب حیات کے چشمے بہتے رہتے ہیں۔ پھل اتنا ہوا دار ہے کہ اسکی آٹھوں  
 منزلوں میں دم جیسی جیسی ہوائیں چلتی رہتی ہیں تاکہ دنیا کو زندگی بخشیں۔  
 اس محل میں جو نازنینیں رہتی ہیں ان کے رتھار لعل بدخشاں کی برابری  
 کرتے ہیں اور وہ سورج اور چاند جیسے پیالوں میں آب حیات بھر کر پلاتی  
 ہیں۔ ان کے چہرے مین ہیں تو ان کے ہونٹ عقیق مین۔ اور ان کا  
 کھڑا ہیل مین کی طرح روشنی پھیلاتا ہے۔

یہ ساری خوبریاں جنت کی تھیں کیونکہ ہوا سے زیادہ نازک  
 اور پانی سے زیادہ تلی (لطیف) ہیں۔

جب یہ نعمت زن ہوتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے زہرہ  
 زمین پر گانے بجانے کے لئے اتر آئی ہے۔ جب یہ نازنینیں ہاتھوں  
 اور آنکھوں سے اُرت دکھاتی ہیں تو فرشتے ان کا نظارہ کرنے کے لئے  
 آسمان کی کھڑکیاں کھول کر جھانکنے لگتے ہیں۔

یہ چھبیلیاں آسمانی ڈوپٹے یا ساڑیاں باندھتی ہیں جن کے کنارے

لہ آسمانی رنگ قطبہ ہر گل شاہی رنگ تھا اور محفل اپنے کام میں اس کا خاص طور پر کئی جگہ ذکر کرتا ہے۔

سوج کی کرنوں کی طرح جھلجھل کرتے رہتے ہیں۔ ان کی بھری آسمانی کمان  
کا کام کر کے رقیبوں کے دلوں کو ہدف بنا کر گھائل کرتی ہیں۔

اے قطب شاہ نئی کے صدقے میں اور بارہ اماموں کے کرم سے تم  
اس محل میں اپنی بارہ پیاریوں کے ساتھ ہمیشہ عیش کرتے رہو۔

اس نظم سے ایک چیز نئی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا داد محل آٹھ منزلہ تھا نہ کہ سات  
منزلہ جیسا کہ تاریخوں میں لکھا ہے۔ البتہ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آٹھویں محل کا نام کیا  
تھا؟ ایک چیز اور قابل ذکر ہے وہ ہر ایک منزل کا نہایت ہوادار اور کافی بلند ہونا۔  
اس خصوصیت پر محمد قلی نے بہت زور دیا ہے اور تاریخیں ساکت ہیں۔

افسوس ہے کہ ایسا عجیب و غریب محل محمد قلی کے جانشین سلطان محمد کے  
عہد میں عین اس روز جل گیا جب کہ سلطان محمد کے یہاں اس کی دوسری بیوی (جو  
ابراہیم عادل شاہ کی دختر تھی) کے بطن سے شاہزادہ ابراہیم مرزا پیدا ہوا تھا۔ اسکے  
متعلق مورخ لکھتا ہے کہ :-

”شعلہائے آں بفلک اشیر سید و مدت چند روز کہ می سوخت احدے

رایسر نبود کہ ہزار قدم و دوی ہزار قدم راہ بکوالی آں گذار نماید و ایں قضیہ

از قضایائے عجیبہ و غریبہ روزگار بود“ (حدیقۃ السلاطین ص ۲۷)



خداداد محل کے ساتھ نہ معلوم فنون لطیفہ کے کیا کیا خزانے جل گئے کیونکہ اسکی بہر منزل بجائے خود کسی نہ کسی آرٹ کی نمائش گاہ تھی۔ ایک میں کتب خانہ تھا ایک میں مصوروں اور نقاشوں کے کمالات جمع تھے اور ایک میں جلد سازوں اور کاغذ کوٹا اور مزین کرنے والوں کی نشست تھی۔ یہی وجہ ہے کہ محمد علی کے عہد اور اس سے قبل کی اردو کتابیں بھی دستیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ بعد کو اس نقصان عظیم کی تلافی کرنے کی کوشش کی گئی چنانچہ اس محل کی جگہ پر سلطان محمد نے بجائے ہشت منزلہ عمارت کے صرف چہار منزلہ عمارت بنا دی۔ لیکن یہ قصر بھی زوال کو لکندہ کے بعد تباہ و تاراج ہو گیا۔ اور آج خداداد محل کا نام و نشان بھی حیدر آباد میں باقی نہیں۔

**محل کوہ طور** | یہ بھی حیدر آباد کے عظیم الشان محلوں میں سے تھا اور اسی جگہ بنایا گیا تھا جہاں اب قصرِ فلک نما واقع ہے جو جدید حیدر آباد کا سب سے بہتر محل سمجھا جاتا ہے۔ محل کوہ طور نہ منزلہ تھا۔ اس محل کے متعلق تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ:-

در جانب جنوب کوہے مانند کوہ طور پر فیض و سرور بود خضر دہان

فرمود کہ برآں کوہ والا شکوہ عمارتے شانانہ ترتیب دادہ اطراف و جوارب

آں انہار و آبشار حوضہائے نوارہ دار و اسما رہے شمار تیار سازند

ہنرمندان ماہر بموجب اشارہ ہمیں اہتمام شہر یار جہاں با تمام سازند

نیشن کوہ بریں و گلگشت آں سرزمین بفرِ قدم و جلوسِ خسرو نو آئیں بجائیت  
مطبوع و شیریں می نمود۔ اکثر مجالس شربِ مدام مدام در آں مکان می بود

(تاریخ ظفر و مشا)

اس محل کے متعلق سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد کی تاریخِ حدیقۃ السلاطین  
میں ذرا تفصیل سے لکھا ہے کہ :-

جانبِ جنوب متصل بدروازہ دارالسلطنت کو ہے واقع ست کچہری  
خلفقت اور از روز ازل باجزائے عشرت و سرور نمودہ اند۔ و اجار و طین  
اور از لال خرمی و شادی خمر و منجہ ساختہ اند، ہموارہ فیوضات نامتناہی  
از مہبط انوار الہی بر فراز آں کوہ نازل و غایت فرح و نہایت شادمانی از  
سیر آں نزہت گاہ خاقان جہاں راحل و سلطان علیین بارگاہِ محمدی  
قطب شاہ طالب شراب بر بالائے آں کوہ عمارت و قصرے بجائیت رفیع، مثل  
برسہ طبقہ دیوانہائے وسیع و شاہ نشینہا، و غرفہا بہ تکلفات گوناگون و قصر  
موزوں ساختہ اند۔ و پیش آں قصر فلک منظر طاہر ہے بلند ساختہ فضا  
وسیع محاذی آں از آہک و سنگ ترتیب داوہ اند و برزیر آں حوض  
بطول پنج گز و عرض سی گز بستہ اند و در اندرون آں قصر دیوان ہا

دشاہ نشینہا حضہا ساختمہ بجر ہائے ثقیل آب را از نشیب آں کوہ بفراز برہ  
 جمیع حضہا را از آب محلو ساختمہ فوار ہائے بلند را از ازل کوثر مشال  
 جوشندہ و چون ابرطیر در فضا ئے ہوا و سطح آب بارندہ گردانیدہ اند در دامنہ  
 کوہ فلک شکوہ مشابہ بروج عمارات دیگر کہ بتجالات سلطنت و اثاثہ پادشاہی  
 در اں گنجد جا بجا بنا نمودہ اند و آں جیل پر صفا و نور را مسمی بہ کوہ طور گردانیدہ

اند - (۷۵)

مطلب یہ کہ کوہ طور بہت پر فضا جگہ تھی۔ وہاں کی سرسبزی و شادابی کو دیکھ کر  
 محمد قلی قطب شاہ نے وہاں ایک سہ منزلہ محل بنوایا جس کے ایوان وسیع اور شاہ نشین  
 اور کمرے نہایت پر تکلف تھے۔ اس محل کے سامنے اونچی اونچی کمانیں بنا کر سامنے کے  
 صحن کو پتھر اور چوڑے سے ترتیب دیا۔ اس کے نیچے ایک بہت بڑا حوض ۵۰ فٹ  
 لایا اور ۹۰ فٹ چوڑا بنایا گیا۔ اس محل میں اور اس کے حیلہ یوانوں اور شاہ نشینوں  
 میں ہر جگہ حوض اور فوارے بنائے گئے۔ اور نیچے سے پانی اوپر اس طرح پہنچایا گیا کہ  
 تمام فوارے بادل کی طرح فضا میں پانی برساتے رہتے تھے۔ پہاڑ کے دامن میں بھی  
 بروجوں کی طرح عمارتیں بنائی گئیں تاکہ دوسری شاہی ضرورتوں کے کام آئیں۔  
 تاریخ محمد قطب شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس محل کے شاہ نشین کا طول ۹۰ فٹ

اور عرض - ۶ فیٹ تھا۔ اور اس کا عرض ۱۳۵ فیٹ لایا اور ۹۰ فیٹ چڑا تھا  
 اور اس کی عمارت میں چار ایوان تھے۔ ( نسخہ نواب سالار جنگ بہادر صفحہ ۲۶۹ )  
 محمد قلی قطب شاہ نے جو نظم محل کوہ طور لکھی ہے اس میں اس نے حسب ذیل  
 باتیں بیان کی ہیں :-

چونکہ کوہ طور پر ہمیشہ خدائے تعالیٰ کی تجلی نظر آتی ہے اسلئے خلق  
 خدا اس کو دیکھنے آتی ہے اور اسکی روشنی سرمہ بنکر لوگوں کی آنکھوں  
 کو روشن کرتی ہے۔

اس طور کا منظر بہشت بہشت کے مانند ہے۔ آسمان کی روشنی  
 اس کے نور کے تلے چھپ جاتی ہے۔

اس محل کو دیکھ کر سب لوگ اپنی بھوک پیاس بھول جاتے ہیں  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر شاہ مرداں کی تجلی جھلک رہی ہے۔  
 اس کے بارہ برجوں پر بارہ اماموں کی نظر عنایت ہے اسی وجہ  
 اس محل پر ایمان کی روشنی چمکتی رہتی ہے۔

اس محل کا ہر ایک کنگورا اتنا بلند ہے کہ اس پر چڑھنے سے اسطرح  
 تمام عالم نظر آتا ہے جس طرح جام جہاں نما سے نظر آتا تھا۔ اس کے ہر

منارے پر شاہ کنتاں کا ہن جھلکتا رہتا ہے۔

یہ محل اپنی بلندی اور روشنی کی وجہ سے ساتویں آسمان کا قطب تارا  
معلوم ہوتا ہے۔ اور تختِ سلیمان اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جو  
فرامین نکلتے ہیں وہ اُجالے کی طرح تمام عالم میں جاری ہو جاتے ہیں۔  
اس محل کا صحن آئینہ سکندر ہے جس میں ایران و توران کی روشنی  
بھی منعکس نظر آتی ہے۔

اس محل کے اطراف جو میدان ہے وہ اتنا نورانی اور بارونق ہے کہ  
اس کے مقابلہ میں چاند اور سورج بھی خود کو بے رونق سمجھ کر اسکو دیکھنے  
کے لئے روزانہ بیتاب ہو کر آتے ہیں۔

ساتوں اقلیموں میں اس محل کی نظیر نہیں۔ اس کی روشنی کے آگے  
سورج کا اجالا تارے کی روشنی نظر آتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت سے چاند اور سورج کو لیکر اس محل کی  
بنیاد میں رکھ دیا گیا ہے اسی لئے یہ روشنی کی ایک کان نظر آتا ہے جسکی  
روشنی جو اہرات کی تمام کانوں میں بھی جھلکتی رہتی ہے۔

اس محل کے کنگورے اتنے بلند ہیں کہ غرش کے قدم سے جا لگے ہیں

اسی لئے اس جگہ کا اجالا تمام دنیا کے لئے قبلہ گاہ بن گیا ہے۔

اس محل کے ہر شہ نشین میں اور ہر برج پر بادشاہ کے حکم سے ہر روز  
مدحیہوں کی مجلس آرائیوں کیوجہ روشنی چمکتی رہتی ہے۔

اے قطب شاہ نئی کے صدقے میں تو اس محل میں آرام و اطمینان سے

زندگی بسر کر کیونکہ اس میں شیریں دآں کی بجلی بھی چمکتی رہتی ہے۔

اس نظم سے ظاہر ہوتا ہے کہ محل کو ہ طور اصل میں ایک شہستان کا کام دیتا تھا۔

جہاں بادشاہ اپنی پیاریوں کو لے کر اپنی زندگی عیش و نشاط کے ساتھ بسر کرنے

جاتا تھا۔ ایسی اچھی تفریح کا مقام شاید پوری سلطنت میں کوئی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں

سے نہ صرف شہر حیدر آباد اور گولکنڈہ کی آبادی نظر آتی تھی بلکہ اطراف و اکناف

کے باغوں اور محلوں کی اور رات کے وقت پورے پایہ تخت کی روشنی پیش نظر جاتی

تھی۔ اس مقام کی ان خصوصیتوں کی طرف قطب شاہی مورخ نظام الدین احمد نے

بھی خاص طور پر توجہ کی ہے اور اس کی حسب ذیل فارسی عبارت محمد قلی قطب شاہ

کی اردو نظم کا بعینہ ترجمہ ہے۔ کیا تعجب ہے کہ یہ عبارت لکھتے وقت مورخ کے

پیش نظر بانی محل کی اصل نظم بھی ہو! مورخ لکھتا ہے:—

”بربالائے آں کوہ و عمارتِ فلک شکوہ برآمدہ جہاں بین و خرم

عمارات و حضرت بیتین و باغات چند انکہ حس بصر مشاہدہ نماید از  
اطراف بنظر آورده از غایت فرح و نشاط عیش و عشرت انبساط فرمودند  
و ماہر و یان زہرہ چہیں و شاہدان حوالہ العین بہ اطراف اورنگ شہر یار  
خسرو آئیں حلقہ زدہ بخدمت قیام نمودند۔ و صراحی ہائے راح ارغوانی  
چوں آفتاب نورانی بر فراز آں کوہ تجلی نمود۔ و جاہا چوں بدر منیر از  
آب آتش انگیز لبریز شد۔ صلائے نوشا نوش بہ محبوبان بادہ نوش  
وردادند (مشہ)

یہ محل اور اس کے باغ کی سرسبزی و شادابی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے  
عہد میں بھی اسی طرح بہار پر تھی اور وہ اسی طرح استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ سلطان  
عبداللہ نے ششماہ کے موسم برسات میں وہاں ایک مہینہ تک قیام کیا اور اپنے  
نانا محمد قلی کی سنت کو (بقول حدیقتہ السلاطین) ”در اں عشرت سرار و شب  
بہ عیش و عشرت و طرب اشتغال نمودند“ پورا کیا۔

قطب شاہی سلطنت کے خاتمہ کے بعد یہ محل بھی ختم ہو گیا اور اسی کے  
مکتذروں پر بعد کو قصر فلک نما بنایا گیا۔ تو اب شمس الامرا کا قصر جہاں نا بھی  
محل کوہ طور ہی کے احاطہ میں تھا۔ اور امر کی فرودگاہ کے کام آتا تھا۔ ان ہی

لکھنڈروں پر جہاں نما بھی آباد ہوا ہے۔

خداداد محل اور محل کوہ طور کے بعد سجن محل کا ذکر ملتا ہے۔ یہ ان مجموعہ محلات میں سے ایک تھا جو شہر کے وسط میں تعمیر کئے گئے تھے اور جبکہ دولت خاں عالی کہتے تھے اور جبکی تعمیر اور خصوصیتوں کی تفصیل کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

سجن محل کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ :-

”درگاہ ہنتم سجن محل است۔ عمارت عالی مقدار با صفا کہ بہ رشک

فردوس بریں بروئے زمین تزیین یافتہ جمعے از اعیان و فضلا در آن

مکان مقام دارند“ (تاریخ ظفر ۱۳۷)

اسی سجن محل سے متصل جانب مشرق ۳۰۰ فیٹ لانا بدہ مشہور و معروف ہال تھا جہاں صبح و شام مطبخ شاہی سے ہر قسم کے کھانے پک کر آتے اور دس ہزار اشخاص (جن میں زیادہ تر سادات، علما، فضلا، امرا اور مجلسی شریک تھے) ہر وقت شاہی دسترخوان سے بہرہ مند ہوتے۔

سجن محل کے متعلق محمد قلی نے جو نظم لکھی ہے اس میں محل سے زیادہ اس نازنین کا تذکرہ کیا ہے جو اس محل میں اس کے دل پر قابض ہو گئی تھی۔ اس نظم کے مطالعہ سے مورخوں کی وہ توضیح مثبت ثابت ہوتی ہے کہ اس محل میں اعیان



فصل لٹھا کرتے۔ یہ محل اصل میں شاہی زمانہ محل تھا جیسا کہ خود نام سے بھی ظاہر ہے۔ مزید ثبوت خود یہ نظم ہے جس میں بادشاہ لکھتا ہے کہ :-

میری پیاری سجن محل میں بن سنور کر ناز و غمزہ کے ساتھ آئی۔ اور میری  
بانِ جاں بن کر اُس نے مجھے زندگی کا پیلا لایا۔ اس کا اثر میرے سر  
پھر سے چڑھ گیا ہے۔ کیونکہ پھر اس نے اپنی خماری آنکھوں کی بھٹی ناز  
چڑھائی ہے۔

اس نے اپنے بالوں میں چاند اور سورج اور ناروں کی طرح پھول  
گوندے ہیں۔ ان پھولوں اور ان بالوں سے مجھے ایک دوسرا آسمان  
نظر آنے لگا۔

بہوؤں میں گرہ ڈال کر مجھ سے کہتی ہے کہ پیلا لپیو اور اپنے ہونٹوں کے  
نُقل کے ساتھ مجھ کو ملائی کھلاتی ہے۔

اپنے گلالی کالوں پر اس نے پھولوں کا طرہ گوندہ کر لگایا ہے  
اپنے گلے میں نورتن کے ہار ڈالے ہیں اور اپنے آنچل کی چمکیں ہزاروں  
بجلیوں کا منظر پیدا کر دیا ہے۔

سجن محل اُس وقت لٹ گیا جب سلطان عبداللہ کے عہد میں مغلوں نے حیدر آباد پر چا

حملہ کیا اور بادشاہ کو یکایک محلات چھوڑ کر قلعہ گو لکٹہ میں پناہ لینی پڑی اور حملہ آور و  
حیدر آباد کے شاہی محلات کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اعلیٰ محل اور حیدر محل کی نظموں میں بھی بجائے محل کی زیب و زینت اور  
خصوصیات کا بیان کرنے کے اعلیٰ سلی اور حیدر پیاری کی تعریف کے گن گائے ہیں  
اسی طرح قطب مندر کی نظم میں بھی زیادہ تر اپنے محبوبوں کی تعریف اور اپنی محفلوں  
کی رونق کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”اس کے محلوں میں ہر جگہ آئینے لگے  
ہوئے تھے اور موتیوں کا فرش رہتا تھا۔ اور اس کی بیگمات راتوں کو چاند کی طرح  
چمکتیں اور باتوں باتوں میں شراب کے پیالے پی جاتیں۔ اُن کی آنکھوں کی ضیا  
آسمان تک پہنچ جاتی اور یہ آنکھیں باغ فردوس کو قطب مندر کے مقابلہ میں پیچ  
دیکھ کر بسنے لگتیں۔ جواہرات ان کے نور تن جیسے جسموں پر رہ کر خوشیاں مناتے۔“  
اور اسی طرح کے مضامین مسلسل کئی اشعار میں باندھنا چلا گیا ہے۔

یہ تو محلات شاہی سے متعلق نظموں کا ذکر تھا۔ ان محلات کے علاوہ عید قربا  
کی ایک نظم میں ایک اور محل کا ذکر کیا ہے اور وہ حنا محل ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ  
محل میں بھی وہ ایک عرصہ تک فروکش رہا تھا۔ اور بقرعید کی محفل اسی میں سجائی

۱۔ حیدر محل کا نام حیدر منڈ وہ بھی تھا اور یہ بھی ریڑ تماشا اور فریح کیلئے کام آتا تھا (گلزار صفیہ ص ۱۲)  
یہ خدا داد محل کا پانچواں طبقہ ”جیدی محل“ نہیں بلکہ ایک بالکل دوسرا محل تھا۔

تھی۔ وہ عید قرباں کی نظم کے آخر میں کہتا ہے :-

اے قطب شاہ تو نے نبی کے صدقے میں حنا محل میں عشرت کو

پکڑ کر بسا دیا ہے۔

اس کا شعر ہے :-

صدقے نبی کے قطبا حنا محل میں عشت پکڑ بسایا صلوات بر محمد

حنا محل محل میں حنا محل ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ بادشاہ نے لفظ حنا کو تشدید

کے ساتھ حنا کیوں استعمال کیا ہے۔ یہ محل اس جگہ بنایا گیا جہاں اب سرکاری نہانہ

دواخانہ یا زچگی خانہ واقع ہے۔ یہ محل میں محمد قلی کے سپہ سالار ملک امین الملک کا

باغ تھا اور اسی لئے امین باغ کے نام سے کئی سو سال سے مشہور ہے۔ اور اب بھی

بعض پرانے لوگ اس کو امین باغ ہی کہتے ہیں۔ ملک امین الملک کا باغ مذہبی کے

کنارے سے لیکر خداداد محل اور دولت خانہ عالی تک پھیلا ہوا تھا۔ غالباً ملک امین الملک کے

انتقال کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس باغ میں ایک حنا محل بنایا جائے چنانچہ

ایک جہینہ کے اندر ایک مکمل عمارت تیار کر دی گئی۔ اس کے متعلق لکھا ہے :-

معماران در مدت یک ماہ قصر مکمل حنا محل را در حسن تقطیع بنات

وسیع اسکاں نہادہ غیرت افزائے فردوس بریں ور شک پیسرائے

نگار خانہ چیں مانتند۔

## قطعہ

زراں رفیع آمد چو قصرِ حریفِ عالمِ مقام      کز علوِ قدر بانی بازمی گوید بنا  
از ہولے اوصبا بوسے گرفتِ میدد      خاک را پیر نہ سربوئے جوانی از جفا  
اہل دولت را قصائے دلکشائے دہد      در لطافتِ پیچوجنت در لغز و جانفزا (تا بیخِ لغز)<sup>۱۹</sup>

نوٹ۔ بعض تاریخوں میں محمد قلی کے ایک جناب محل کا بھی ذکر ہے، معلوم نہیں کہ محمد قلی نے نظم خان محل  
خامحل سے متعلق لکھی تھی یا جناب محل سے متعلق یا یہ کسی اور محل سے متعلق ہے جس کا ذکر تاریخوں میں درج نہیں۔

محلات شاہی کے بعد ہمیں کلیات محمد قلی میں باغ محمد شاہی سے متعلق  
ایک نظم ملتی ہے جس کے مطالعہ سے اس زمانہ کے باغوں و درختوں پھلوں اور پھولوں  
کے متعلق دلچسپ علم حاصل ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ نظم بھی مکمل نہیں معلوم ہوتی ورنہ  
آج سے ساڑھے تین سو سال قبل کے دکنی باغوں کی تفصیل عہدِ حاضر کے صاحبانِ ذوق  
کی حین بندوبست میں مفید ثابت ہوتی۔

محمد قلی قطب شاہ کا ذوق کتنا بہ نختہ تھا کہ اس نے کشادہ بازاروں، نفیس  
حماموں اور عالیشان محلوں کے ساتھ حیدر آباد کے شایان شان باغ بھی تعمیر کئے  
تھے۔ اس کی اس نظم سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس زمانہ میں

باغوں کے اطراف چار دیواری ہوتی تھی جو زیادہ بلند نہ ہوتی۔ کیونکہ اس پر سے تمام درخت اور ان کے پھل اور پھول نظر آتے تھے۔ چار دیواری کے ساتھ ساتھ سڑک بنائی جاتی جہاں سے باغ کے مناظر دکھائی دیتے تھے، اور جس پر اس کے پھولوں کی خوشبو مچکتی رہتی۔ پھولوں میں اس نے چنیا کلی کا خاص کر ذکر کیا ہے۔ اور پھولوں میں انگور، انار، کھجور، پیاری، ناریل، جامن، اور محمد پھل کا۔ محمد پھل سے مراد غالباً بادام ہے کیونکہ اس سے آنکھوں کو تشبیہ دی ہے۔ تعجب ہے کہ محمد قلی نے آم اور جام (امروہ) کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آم ہی کو محمد پھل کہا ہو۔ انگور اور کھجور عہد حاضر کے جدید آبادی باغوں میں کم نظر آتے ہیں۔

باغ محمد شاہی کا محل وقوع تارینوں سے اس جگہ معلوم ہوتا ہے جہاں اب میر عالم کی بارہ دری تے پل کا دروازہ، یوسف گنج اور چمنہ واقع ہے۔ یعنی دلی دروازہ کے جانب مغرب تو ملک امین الملک کا باغ تھا اور جانب مشرق باغ محمد شاہی۔ یہ باغ ندی سے لیکر بلدیہ اور دارالشفاء کی عمارت پرانی حویلی اور دیوان ڈیوڑھی تک پھیلا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دارالشفاء شاہی اور ندی کے درمیان کوئی عمارت نہ تھی بلکہ باغ ہی باغ تھا کہ مریفنوں کو کھلی اور صاف ہوا ملے۔ اس باغ میں ایک طرف کو ایک محل بھی بنایا گیا تھا۔ یہ محل غالباً اسی جگہ واقع ہوگا جہاں

ابن ابی میر عالم کی مشہور و معروف بارہ دری کھڑی ہے۔ اس باغ کے متعلق تاریخ  
ظفرہ میں لکھا ہے :-

”باغ و بہستان در اطراف آں قصر ہویدا است۔ رشک افزائے

خلد بریں و میوہ مالیش چوں عنقا قد پرویں۔ مثنوی

خاکش از نیکوئی عبیر سرشت میوہ مالیش چوں میوہ ہائے بہشت

سناک انگور کج نہادہ کلاہ ویدہ در حکم خود سفید و سیاہ

شاخ نابخ و برگ تازہ ترنج نخل بندے کشادہ بر سر گنج

شاہ جم جاہ اکثر اوقات دریں باغ فردوس صفات باری چہرگان

دل ربا و اسیران ماہ لغا نہال طرب و چین لہو لعب نشاندہ جرعه شادمانی

بر عالم فانی می افشاند۔“

باغ محمد شاہی پر جو نظم لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے واضح

ہوگا محمد قلی کس پایہ کا شاعر تھا اور وہ درختوں، پھولوں اور پھلوں پر کیسی نظم لکھ

سکتا تھا :-

محمد قلی کا یہ تمام چین محمد کے نام سے سرسبز و شاداب ہو رہا ہے۔ اسی

وجہ سے اپنے طوبیٰ جیسے درختوں کی وجہ سے یہ چین جنت کی طرح سہانا

معلوم ہوتا ہے۔

جس طرح فانوس کے اندر سے چراغوں کی روشنی خوبصورت نظر آتی ہے اسی طرح دیواروں کے پیچھے سے میوؤں اور پھولوں کے جسم نظر آرہے ہیں۔

پھول لگانے کے لئے اس چمن کی ہوا دم عیسیٰ کا کام کرتی ہے اور سرسبز نہالوں کی خبر مشاطہ کی طرح لوگوں تک پہنچاتی ہے تاکہ لوگ آکر ان کی بہار دیکھیں۔

سڑک سے جب میں باغ کو دیکھتا ہوں تو خوشی سے میرے دل کی کلی کھل جاتی ہے اور اس کی خوشبو سے دنیا ہلکنے لگتی ہے۔

چمن میں پھولوں کو کھلتا ہوا دیکھ کر سکیوں کا منہ یاد آتا ہے اور محمد پھل کی طرح اُن کی آنکھیں زیب دیتی ہیں۔

چنپا کی کلی ناک کی طرح نظر آ رہی تھی جس کی دو پتیاں دو پہلوؤں کی طرح ہیں اور اس جگہ بھنورے کوتل کی طرح دیکھ کر سب کا دل حیران ہو گیا۔

لاکھوں انگوروں کے خوشے شریا اور سنبہ کی طرح دکھائی دیتے ہیں

اور اس انگور کے منڈوے کی تازگی کے سامنے آسمان پرانا نظر آتا ہے۔

اناروں میں دانے ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسے یا قوت پتلیوں میں۔ اور کھجوروں کے خوشے مرجان کے پتھروں کی طرح نظر آتے ہیں اور سپیادوں کے لال خوشے دن اور رات کی طرح سیاہ و سفید نظر آتے ہیں۔ ناریل کے پھل زمر کے مرتبانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں اور اسکے تاج کو اہل دکن پسالہ کہتے ہیں۔

جامن کے پھل بن میں سالم نیلم کی طرح نظر آتے ہیں اور اس کو اس لئے رکھا ہے کہ دوسرے میوؤں کو نظر نہ لگے۔

اس باغ کی تعریف و توصیف کے لئے سوسن نے بھی دس نہیں لکھولی ہیں اور دکن اپنی سب سندیوں اور حینوں کی وجہ سے کھلی ہوئی نرگس کی طرح بارونق ہو گیا ہے۔

چمن کا شہرہ سن کر بلبل سب آپس میں خوشی سے الاپ رہے ہیں اور ان کی آواز سن کر جنت کی حوریں رقص کر رہی ہیں۔ جس کو دیکھ کر دخت مست ہو رہے ہیں اور اپنے پتوں جیسے ہاتھوں سے تالیاں بجا رہے ہیں۔ ڈالیاں پھولوں کی شراب جیسی خوشبو سے مت ہو کر ڈول رہی ہیں۔



شاید شیشیم کی شراب ہے یا کسی کے ہونٹوں کے عرق کا پیالہ۔ یہ بھی اچھا ہے اور وہ بھی اچھی بشر لیکہ <sup>۱</sup>محبوب تیرے ساتھ ملکر پینے کا موقع ملے۔

باغ محمد شاہی کے ذکر کے ساتھ ہی اس واقعہ کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو سرسبزی و شادابی سے خاص دلچسپی تھی۔ وہ برسات اور پانی کا دیوانہ تھا۔ جہاں جہاں پانی مل سکتا تھا وہاں اس نے محل باغ اور عمارتیں بنائیں اور جہاں پانی نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں تک پانی لانے کی جبر ثقیل وغیرہ کے ذریعہ ایسی ایسی ترکیبیں کیں کہ آج عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسے قدیم زمانہ میں یہ کیونکر ممکن تھا۔

چار منارا اور کوہ طور جیسی بلند یوں پر حوض بنا کر ان میں پانی پہنچانے کا تذکرہ گذر چکا ہے۔ اس کے علاوہ واد محل دولت خانہ عالی اور محل کوہ طور کے عجیب و غریب حوضوں اور قواروں کے احوال بھی درج ہو چکے ہیں۔ اس طرح بہتے ہوئے پانی سے لطف اٹھانے کیلئے اس مئے موسیٰ ندی کے کنارے ایک ندی محل بھی بنایا تھا جس کی تعریف میں مورخین رطب اللساں ہیں۔ شاہی محلات کے علاوہ محمد قلی نے عوام کے لئے بھی بازاروں میں پانی کی نہریں دوڑا دی تھیں اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ شاہ جہان آباد اور نہر چاندنی چوک کی تعمیر میں

ابھی نصف صدی سے زیادہ زمانہ باقی تھا۔

حیدرآباد کے اکثر بازاروں میں درنوں طرف پانی کی تہریں بہتی رہتی تھیں  
اور ان کے کنارے سایہ وار درخت لگائے گئے تھے۔ ایک مغربی سیاح ولیم مینٹولڈ  
لکھتا ہے کہ :-

”شہر حیدرآباد اپنی خوشگوار آب و ہوا اور پانی کی بہتات کی بدولت  
ہندوستان کا بہترین شہر ہے“ (گوگلنڈے کے تعلقات ص ۹)  
ہمد اور نگ زیب کے مورخ خانی خاں نے لکھا ہے کہ :-

”سو منہائے آں شہر لطافت و آب و ہوائے آں سرزمین و حسن آں  
نمکین آں بنز فام و سیر حاصل آں مرز بوم اگر پردازم از سر رشته سخن  
باز می مانم“ منتخب اللباب جلد دوم ص ۳۶۸۔

اسی طرح شہنشاہ اورنگ زیب کے خاص مورخ محمد ساقی نے بھی جو فتح گوگلنڈے کے  
وقت ہمرکاب تھا حیدرآباد کی اس خصوصیت کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا  
ہے :-

”رطوبت ہوا و غدویت روانی چشمہا شادابی بنز بہ ترسب کہ

لے حدیقتہ العالم مقالہ اول ص ۲۱۵ مطبوعہ مطبع سیدی حیدرآباد دکن۔

پنداری گل و سبز و این سرزمین را آب و رنگ زمر و لعل است“ (ماثر عالمگیر ص ۳۲)  
 افسوس ہے کہ محمد قلی کے بنائے ہوئے محل آج حیدرآباد میں باقی نہیں ہیں لیکن  
 جو محل قلعہ گوکنڈہ میں اب تک شکستہ و بوسیدہ حالت میں موجود ہیں ان کے دکھنے سے  
 ثابت ہو جاتا ہے کہ چھ چھ سات سات منزلہ عمارتوں میں بھی اور پر تک پانی پہنچانے کی  
 انتظامات موجود تھے اور بعض محلوں کی چھتوں پر اب تک حوض موجود ہیں۔ ایسا  
 معلوم ہوتا ہے کہ تمام قطب شاہی سلاطین پانی کے بے حد دلدادہ تھے اور ان میں  
 بھی محمد قلی کو تو خاص طور پر اس سے دلچسپی تھی جس کا مزید ثبوت اس عنوان کے  
 تحت ملے گا جو محمد قلی کی مصروفیتوں اور آغا بہاراں سے متعلق آئندہ صفحات میں  
 درج ہے۔

حوضوں اور نہروں کے علاوہ محمد قلی نے متعدد حمام مسجدیں، عاشر خانے،  
 لنگر خانے، مدرسے، ہمان خانے، کارواں سرائیں، اور دواخانے بھی بنائے  
 تھے۔ جن میں سے چند حماموں، اکثر مسجدوں اور عاشر خانوں، متعدد کارواں سرائوں  
 اور شاہی دارالشفاء کی عمارتیں یا ان کے آثار اب تک باقی ہیں۔ اور اس شکستہ  
 حالت میں بھی ظاہر کرتے ہیں کہ محمد قلی کس اعلیٰ ذوق اور شان و شوکت کا بادشاہ  
 تھا۔ وہ نزاکتوں سے زیادہ شکوہ اور بڑائی کا دلدادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ



دارالشفاء- حیدرآباد کا قدیم ترین دواخانہ جو محمد قلی قطب شاہ نے  
شہر حیدرآباد کی آبادی اور تعمیر کے بعد بنایا تھا۔



حیدرآباد اور گولکنڈہ کی اکثر عمارتیں جہاں مضبوطی اور بلندی کی وجہ سے ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن اس مضبوطی اور بلندی کے ساتھ ساتھ خوبصورتی اور لطافت کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ابوالقاسم فرشتہ جس نے اکبر اعظم کے بنائے ہوئے ”اگرہ“ لاہور اور فتح پور سیکری جیسے عظیم الشان مغلیہ شہروں میں بودوباش کی تھی حیدرآباد کے متعلق لکھتا ہے :-

”شہر ہے کہ در تمامی ہندوستان شرقاً و غرباً مثلاً و جنوباً مثلاً  
در لطافت و صفا ہرگز یافت نمی شود“ (تاریخ فرشتہ مقالہ سوم ص ۱۷۳)

موسیو ٹیوریئر فرانس کا رہنے والا تھا جس کا پایہ تخت پیرس قدیم زمانہ ہی سے عروس البلاد سمجھا جاتا ہے۔ یہ جب حیدرآباد آتا ہے تو اپنے سیاحت نامہ میں لکھتا ہے کہ :-

”شہر نہایت سلیقہ سے بنایا گیا ہے اور اس میں بڑے بڑے راستے  
ہیں..... چارپانچ کاروان سرائیں موجود ہیں جو دو منزلہ  
ہیں.....“ (جلداول ص ۱۲۳)

آخر میں حدیقہ العالم کا ایک بیان نقل کروں گا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جس کے مطالعہ سے سلطان محمد قلی کے ذوق تعمیر اور شہر حیدرآباد کی ابتدائی حالت کا اندازہ

ہو سکتا ہے :-

”در ہر بازار سے چند چہار سو کہ بہ ہندی چوراہا گویند مساوی لائے  
 دسوائے آں بازار ہائے دیگر۔ ..... وکاکین چاروہ ہزار گفتہ اند اور  
 پیش ہر دکان ایوانے و ماورائے اس از محلہ ہا و حمام ہا و خانقاہ و  
 مدرسہ و مسجد و تکر و مہمان خاں ہا۔ دو دو از وہ ہزار مکان بر لوح مہارت  
 کشیدند۔ ..... مجموع عمارات کوچہ و بازار و غیرہ را از سنگ و آہک  
 بہ تکلف ہر چہ تمام تر بر آوردند۔ و منازل یا دشاہی بہ نوع ساختند کہ  
 مسافران اقا لیم سیمہ نظیر آں در ہر بیچ ملک نشان نمی دہست۔“

(مقالہ اول ص ۲۱۵)

## عیدوں اور تہواروں کی ترویج

سلطان محمد قلی قطب شاہ کو خدا نے قلب و دماغ کی نہایت اعلیٰ قوتیں و دیعت کی بخشیں وہ نہ صرف ایک بہت بڑا بادشاہ تھا بلکہ ایک زبردست صنائع تعمیر کار اور شاعر بھی تھا۔ ساتھ ہی ایک بلند مرتبہ مصلح قوم مجتہد وقت و ضعار رعایا پرور اور فیاض و رحمدل بھی تھا۔ اس نے اپنے عہد حکومت میں کسی کو سزائے موت نہیں دی۔ اس کے دسترخوان پر کسی وقت ایک ہزار سے کم آدمی نہ ہوتے اور اس کے دسترخوان کی طرح اس کے دربار اور دوا محل کے دروازے بھی ہر وقت ہر کس و نا کس کے لئے کھلے رہتے۔ مشہور مورخ ابوالقاسم فرشتہ نے اگر دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں اس کو حلیم الروف لکھا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس میں خدا نے ایسی عجیب و غریب اور متضاد و مختلف خصوصیتیں یک جا کر دی تھیں کہ تاریخ میں ایسی مستجمع الصفات شخصیت بہت کم نظر سے گذرتی ہے۔



ابھی ہم نے اس کے عظیم الشان شہر حیدرآباد کی تعمیر و آرائش و زیبائش کے متعلق لکھا ہے اور اب ہم اس کی تنظیمی قابلیت اور ثقافتی ذوق کے متعلق چہند معلومات فراہم کریں گے۔ یہ ہم کو معلوم ہے کہ اس کے عہد میں کبھی کبھی لڑائیاں اور بغاوتیں ہونیں لیکن اس نے اپنی طبعی صلح پسندی کی وجہ سے ان کو بڑھنے نہ دیا اور کشورکشی کے مقابلہ میں صلح و آشتی کو ترجیح دی اور آخر کار ایسے کام کئے کہ رعایا کے دلوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اسی سلسلہ میں اس نے متعدد عیدوں اور تہواروں کو رائج کیا تاکہ اس کا ملک عمرانی اور سماجی نقطہ نظر سے بھی ایک خاص سطح پر پہنچ جائے۔ اور اہل ملک کو سال بھر میں مختلف مواقع ایسے حاصل ہو سکیں جن میں وہ دل کھول کر اپنے انسانی جذبات کا اظہار کر سکیں۔ ایسے مواقع یوں تو سال میں کئی دفعہ آتے ہوں گے۔ لیکن محمد علی کے کلیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بارہ چودہ ایسی اہم تقریریں مقرر کر دی تھیں جو خاص اہتمام سے منائی جاتیں۔ اور عوام کے علاوہ خود بادشاہ بھی ان میں ذاتی دلچسپی لیتا۔ یہ تقریریں حسب ذیل ہیں :-

- ۱۔ محرم ۲۔ عید میلاد نبی ۳۔ عید بعثت نبی ۴۔ عید سوری ۵۔ عید مولود علی ۶۔ عید غدیر ۷۔ شب برات ۸۔ عید رمضان ۹۔ بقر عید ۱۰۔ نوروز ۱۱۔ بخت ۱۲۔ ساگر بادشاہ ۱۳۔ مرگ سال (آغاز برات) ۱۴۔ شب معراج۔

ان میں چار ایسی تختیں جو بین قومی سمجھی جاتیں اور جن میں ہندو اور مسلمان سب شریک ہوتے، یعنی :- ۱۔ ساگر بادشاہ ۲۔ آمد برسات ۳۔ نوروز اور ۴۔ محرم۔ محرم کی نسبت خود محمد قلی کے موجودہ کلام سے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اُس کے صرف چند ہی مرثیے ملے ہیں۔ حالانکہ اُس نے بیسیوں مرثیے لکھے تھے جو اس کے مکمل دیوان (کذب خانہ آصفیہ) میں موجود تھے۔ اور جملہ تاریخوں میں یہ امر وضاحت کے ساتھ درج ہے کہ حیدر آباد میں محرم کی تقریبوں کا آغاز سلطان محمد قلی قطب شاہ ہی نے کیا تھا۔ تعزیرہ داری اور مجلس اسی کی قائم کی ہوئی میں جو آج تک جاری ہیں۔ حیدر آباد میں سب سے پہلا علم اس کا بٹھایا ہوا ہے جو اب تک موجود ہے اور جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

محرم کے مراسم کو محمد قلی نے اس خوبی سے رائج کیا کہ شیعوں کے علاوہ سنیوں اور ہندوؤں نے بھی ان ایام کو خاص اہتمام سے منانا شروع کیا اور خاص کر محرم کے ابتدائی دس بارہ روز تک تو ایسی مصروفیتیں رائج ہو گئیں جن میں سلطنت قطب شاہیہ کا ہر تنفس (خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو) حصہ لیتا تھا۔ اس کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ :-

”قطب شاہی سلطنت کا قدیم طریقہ ہے اور خاص کر محمد قلی قطب شاہ کے

زمانہ سے یہ رواج ہے کہ محرم کا چاند دیکھتے ہی خود بادشاہ بھی اورنگ زرنگار  
 اتر جاتے اور لباس شاہی کو جامہ عزا سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور تمام  
 ممالک محروسہ میں حکم نافذ ہے کہ کہیں کوس، نقارہ، طبل یا دمار نہ بجے،  
 اور گانے بجانے والے بھی اپنے آلات کو غلافوں میں رکھ دیتے ہیں شاہی  
 اور عام باورچھانوں میں گوشت کی آمد بند ہو جاتی ہے۔ سلاطینِ ہند بھی  
 بھنگ اور دیگر نشہ آور چیزوں کی دکانیں بند کر دی جاتی ہیں نہ تصا  
 لوگ گوشت بیچتے ہیں اور نہ تنبولی پان۔ اسی طرح شہر کے محالوں میں حمام بھی  
 اپنا کام بند کر دیتے ہیں۔ اس کا حکم مذکور بزرگ جمیع مسلم و کافر طبقات انا  
 میں ایامِ غم انجام در ممالک محروسہ جاری می دارند (حلیۃ السلاطین قطب شاہی)  
 ایامِ محرم میں محمد قلی قطب شاہ کی دریا دلی میں اور اضا فہ ہو جاتا تھا۔  
 چنانچہ لکھا ہے کہ :-

۱ بارہ اماموں کے لنگریں ۶۰ ہزار ہون مجاوروں اور عادموں کے  
 وظیفوں اور دیگر امور میں صرف ہوتے۔ اور محرم کے بعد بارہ ہزار ہون  
 اور خرچ کیا جاتا جو زرِ عاشوری کہلاتا۔ اس کے علاوہ نجف اشرف  
 کر بلائے معلیٰ اور دیگر مقامات کو ہر سال ایک لاکھ ہون تقسیم کے لئے





بادشاہی غاشورخانہ جسکی دیواروں پر محمد علی قصب شاہ نے کار کاہشی  
کا نمایت نفیس کام کیا ہے۔

روانہ کئے جاتے۔ ۲ (تاریخ نظرو ملا)

عزاداری کو شایانِ شان طریقہ پر منانے کے لئے محمد قلی نے محل کے عاشورخانہ کے علاوہ سترہ میں ایک ہاڈشاہی عاشورخانہ بھی تعمیر کرایا جس میں ساٹھ ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ یہ عمارت بارہ گز (یعنی ۳۶ فٹ) بلند رکھی گئی اور اب تک موجود ہے اس میں چودہ معصوموں کے نام کے ۱۴ علم اتار دئے گئے۔ ان علموں کو استادانِ ناد اور ہنرمندان ماہر نے اپنے اپنے کارناموں کے طور پر بنایا ہے اور چودہ گز کے زینتی تختان جن میں شاہی شعربافوں نے قرآنی آیتیں اور ادعیہ ماثورہ نہایت کمال کے ساتھ بن دی ہیں، ان علموں کو پہنائے جاتے ہیں اور عاشورخانہ کے صحن میں طاقتوں کی دس صفیں ایک دوسرے کی متوازی بنادی گئی ہیں اور ہر صف میں تقریباً ایک ہزار طاقتے ہیں تاکہ اتنے ہی چراغ روشن ہوں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ پہلی شب میں پہلی صف روشن کی جاتی ہے، اور دوسری میں پہلی اور دوسری۔ اسی طرح دسویں کی رات کو پوری دس صفیں روشن ہو جاتی ہیں اور دس ہزار چراغوں کی روشنی سے عاشورخانہ بقعہ نورین جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے چراغدان بھی بصورت اشجار پر شاخ بنائے گئے جن میں سے ہر ایک میں ایک سو بیس شمعوں اور چراغوں کی روشنی کا انتظام

کیا گیا اور ان پیتلی جھاڑوں کو عاشور خانہ کے دالانوں کے برابر رکھا جاتا ہے۔ اور خود ایوان میں اور حوض کے اطراف قد آدم سے بھی بلند کا فوری شمعیں بہررات روشن کی جاتی ہیں۔

[عاشور خانہ میں سیاہ پوش عزاداروں کا صبح و شام اثر و ہام رہتا تھا۔ خوش آواز ذکر اور خوش خواں نغمہ پرداز دلسوز مرثیے اور غم اندوز اشعار اس درد و اثر سے پڑھتے رہتے کہ سننے والوں پر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی۔ عصر کے وقت خود بادشاہ بنفسی رنگ کا لباس پہن کر آہستہ رفتار سواری میں یا سیاہ مخمل کے سنگاسن میں بیٹھ کر جملہ سیاہ پوش مقربوں، مجلیوں، امیروں اور وزیروں کے ساتھ الاوہ میں آتا اور دو خوش آواز ذکر شاہی سنگاسن کے دونوں طرف خود بادشاہ کے مصنفہ مرثیے پڑھتے ہوئے آتے۔ جب بادشاہ عاشور خانہ کے دروازہ میں داخل ہوتا تو سواری سے اتر کر برہنہ پا آتا اور اپنے ہاتھ سے علموں پر پھول چڑھاتا اور شام کے وقت تمام کا فوری شمعوں اور ایوان کے برابر کے چراغوں کو بھی اپنے ہاتھ ہی سے روشن کرتا۔ اسوقت مرثیہ خوانی ہوتی رہتی اور ائمہ معصومین کی مدحیں پڑھی جاتیں۔ چیراغ روشن کرنے کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطیب کھڑے ہو کر شہدائے کربلا کی ارواح کے لئے باوازا بلند

فاتحہ پڑھتا۔ جس کے بعد بادشاہ دولت خانہ عالی کی طرف واپس ہو جاتا اور وہاں کے عاشور خانہ میں امرا و وزرا کے ساتھ آدھی رات تک ماتم و مرثیہ خوانی میں بسر کرتا۔ یہاں کندوری جو بغیر گوشت کے قسم قسم کے تکلفات سے تیار کی جاتی اور شربت اور ٹنگ مک وغیرہ کی تقسیم عمل میں آتی۔ (حدیقہ ص ۴۴)

یہ اوقات حدیقۃ السلاطین میں دراصل سلطان عبداللہ قطب شاہ کے متعلق درج ہیں۔ لیکن اس بیان کی ابتدا میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ یہ دستور محمد قلی قطب شاہ کے زمانہ سے جاری ہے۔ اس لئے سلطان محمد قلی بھی کم و بیش اسی طرح عمل کرتا ہوگا۔ کیونکہ سلطان عبداللہ کے متعلق جملہ تاریخوں میں یہی لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ سے زیادہ اپنے نانا محمد قلی کی پیروی کرتا تھا اور کوئی تعجب نہیں کہ محرم کے جملہ مراسم میں اُس نے اپنے نانا ہی کی پیروی کی ہو۔

اس تفصیل سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ خود بادشاہ کے مرثیے بھی ایام محرم میں پڑھے جاتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ سلطان محمد قلی نے بیسیوں مرثیے لکھے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے جملہ مرثیے دستیاب نہ ہو سکے۔ لیکن جو ملے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محرم کے آغاز کے ساتھ ہی مرثیہ نگاری شروع کر دیتا تھا۔ چنانچہ دیوان کے پہلے مرثیہ میں لکھتا ہے :-



محرم کے مہینے میں اماموں کا غم پھر سے آیا ہے جس کی وجہ سے زمین اوڑھ  
آسمان میں دوبارہ رنج و الم کا دور دورہ ہو گیا۔ ۴

زمین پر اس ستم و بلا کی وجہ سے اتنا شور و غوغا پیدا ہوا اور دلوں میں  
اتنا دکھ بھر گیا کہ سانس اندر جانے کے بعد باہر نکلتے ڈرتی ہے۔

سورج اماموں کے غم میں جل جل کر آگ کا شعلہ بن گیا ہے اور یونہی کے  
چاند نے اس غم میں خود کو کونلے کی طرح جلا دیا ہے۔

اے مسلمانو اپنے آنسوؤں سے ندیاں بہاؤ کیونکہ اماموں پر غم اوڑھ  
بلا پھر سے آئی ہے۔

اے مسلمانو تم کبھی محرم کا نام نہ لینا کیونکہ اس مہینہ نے قیامت  
بن کر علم قیامت کو بلند کیا ہے۔

حوروں کو جنت میں کوئی دکھ درد نہ تھا لیکن حسینؑ کا غم کرنے کیلئے  
وہ دوسرا جہنم لیتی ہیں۔

یہ مرتبہ ناقص الآخر ہے۔ لیکن اس کے ابتدائی اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گذشتہ  
محرم میں بھی کوئی مرتبہ لکھ چکا ہے۔ دیوان کا مندرجہ دوسرا مرتبہ ناقص الاول  
وشتیاب ہوا ہے۔ اس میں محمد قلی لکھتا ہے :-

بی بی فاطمہ حسین کے لئے لہور و قی ہیں اور اس لہو کی سرخی ساتوں  
آسمانوں پر شفق بن کر چھا گئی ہے۔

اے مسلمانو! امانوں پر جو دکھ ہوا ہے اس کا حال نہ پوچھو کیونکہ ہر ایک امام  
پر طرح طرح کے دکھ اور ظلم ہوئے ہیں۔

افسوس کہ دنیا میں ان پر کیا ظلم ہوا اور یہ سب ظلم و بلا صرف فاطمہ کبریٰؑ  
اے محرم تو گیارہ مہینوں کی طرح کیوں نہیں ہے؟ سب مہینوں میں خورشید  
کرتے ہیں لیکن تو آکر دلوں میں دکھ بساتا ہے۔

اے محرم تو نے امانوں کی ایسی مہمانی کی کہ کربلا کے جنگل میں ان کے لئے  
تمام بلاؤں کو جمع کر دیا۔ مسلمانوں کے لئے اس مصیبت سے بڑھ کر کوئی نہیں  
کیونکہ اس میں آنسوؤں کے لہو سے پیالے بھر کر پینا پڑتا ہے۔

بد بخت شامی کافروں نے امام سے قول طلب کیا اور خود بے ایمان  
اس لئے خدا نے ان کے لئے دوزخ بنائی ہے۔

اس مہینے میں مہینہ حسن کے زہر کی وجہ سے ہرے لباس پہنتے ہیں جنکی  
چھاؤں آسمان پر رنگ بھردیتی ہے۔

اے خدا تو امانوں کی حرمت میں قطب شاہ کو بخش دے کیونکہ انکی مدح کا

حلقہ غلامی اس کے کانوں میں زب ویتا ہے۔

اگرچہ فرشتے امام کی مدد کرنے آئے تھے مگر انھوں نے قبول نہ کی بوج  
ان کا ماتم کرنے والوں کی آہ سے ہر روز جلتا رہتا ہے اور چاند اس شرم  
کے مارے گل کراپنا سر نیچے جھکا لیتا ہے۔

یزید یوں کے ظلم کا قصہ کوئی بیان نہیں کر سکتا کیونکہ شیطان نے  
پنچن سے انہی کے یہاں جا کر تعلیم پائی ہے۔ یزید اور شمر جیسے کام شیطان  
بھی نہ کر سکیگا۔ اس شخص پر ہزاروں لعنتیں جکے ایسا لڑکا پیدا ہوا۔  
تبیر امرشہ ناقص الاول ہے۔ نہ معلوم کس طرح ابتدا کی تھی؟ اس میں لکھا  
ہے کہ :-

ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے بارہ اماموں کو اتنا دکھ دیا کہ فاطمہ کا چہرہ  
اس لہو سے دھل گیا۔ یتیم بیاس بیاس پکارتے ہوئے مل کر روتے رہے  
اور اس دکھ درد کے آنسوؤں نے ان کے حلق کو سکھا دیا۔

زندگی کو تو ایک چراغ سمجھو جو اس غم کی وجہ سے جل رہا ہو۔ اسی غم میں  
پریاں اور حوریں بھی اپنی آنکھوں سے لہو کے آنسو ٹپکاتی ہیں۔

اماموں کا قصہ بیان کرنے کی زبان میں بھی طاقت نہیں کیونکہ شہیدوں کے

غم کی وجہ سے درد و غم کے بادل تمام عالم پر چھائے ہوئے ہیں۔  
 اے خدا تو ان ظالموں سے باز پرس کر اور ہماری آہ و فریاد کو سن  
 کیونکہ انھوں نے بن باپ دادا کے یتیموں پر جفا اور ستم توڑا ہے۔  
 اے مسلمانو اگر تم اپنے ایمان کے دعوے کرتے ہو تو دم بدم روتے جاؤ  
 کیونکہ یہی دوزخ کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔  
 اے خدا اماموں کی وجہ سے قطب شاہ کو تو شفا دے کیونکہ شہیدوں کی  
 دوستی کی وجہ سے تمام بادشاہوں میں اسکی تعریف ہوتی ہے۔“

اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک محرم میں بادشاہ کی طبیعت ناساز تھی۔ اس  
 ناسازی مزاج کا اس نے دوسری نظموں میں بھی ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر  
 بیمار رہا کرتا تھا۔ اسکی تصویر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوسرے قطب شاہوں کے مقابلہ  
 میں نحیف تھا۔ اس موضوع پر آئندہ بحث کی جائے گی۔

چوتھے مرثیے میں محمد قلی لکھتا ہے :-

اے ماتیمو آؤ ہم سب مل کر اس غم میں لہور دیں اور وایا امام کے  
 در میں اپنے دل کھودیں۔ آہ ہمارے درد سے دیر یا کو بھی جوش آتا ہے  
 اور ماتیموں کے لہو کی بوندوں سے سب آگ بجھ جاتی ہے۔

سب دکھوں کی حد ہوتی ہے لیکن اس دکھ کی کوئی حد نہیں کیونکہ فرزند  
فاطمہ کے بغیر اس دنیا میں کہیں نور نہیں ہے۔ فاطمہ کے دکھ میں عرش و کرسی  
بھی غم کے آنسو دتے ہیں اور ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں آگ بھڑک  
اٹھتی ہے۔ مصطفیٰ کے باغ کے پھولوں کو پانی نہ دیکر سکھا دیا گیا اور مصطفیٰ  
و مرتضیٰ و فاطمہ کے دل کو دکھایا۔

تمام پیغمبروں نے اس غم میں نیل کے پتے پہن لئے ہیں۔ کیونکہ جسطرح  
نبیوں میں مصطفیٰ ہیں، اماموں میں حسین ہیں جنھوں نے کفر کو توڑ کر اسلام  
کو رائج کیا۔

یہ مرتبہ بھی ناقص الآخر ہے۔ محمد قلی کا ایک اور مرتبہ خاص کر قابل ذکر ہے  
یہ نہایت طویل اور مکمل ہے اور اس میں اُس نے نوحہ کے طرز میں اس امر کو ثابت  
کیا ہے کہ تمام دنیا اماموں کا غم کرتی ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے کہ :-  
دو جگہ کے اماموں کے غم میں سب کے دل آہ و زاری کرتے ہیں اور  
سب کے جموں کا رواں رواں جلتا ہے۔ ساتوں آسمان آٹھویں جنتیں  
ساتوں سمندر اور ساتوں قلیں ایک سے بڑھ کر ایک اس غم سے متاثر  
کعبہ نے بھی اس غم میں سیاہ پوشی اختیار کر لی ہے اور ظلمات بھی اسی

دکھ میں سیاہ و تاریک ہے۔

دل  
لوح و قلم عرش و کرسی قدسی اور علماں سب اسی غم میں ہیں۔ اور با  
اوز بکلی بھی ساری رات اسی لئے پکارتے اور روتے پلاتے رہتے ہیں۔

آسمان کا چھجی جل گیا اور خورشید کو آگ لگ گئی۔ چاند پر بھی جلنے  
کی وجہ سے سیاہ دھبہ پڑ گیا۔ پرندوں نے اپنے سب پر جھڑا دیے اور گھبرا  
چھوڑ کر نکل گئے اور سمندر روتے روتے بھر پور ہو گئے۔

پھول اس دکھ میں سوکھ گئے اور بلبلیں خاموش ہیں اور حسین کوئل  
اسی غم میں بن بن پکارتی پھرتی ہے۔ اے انسانو دیکھو کہ پرندوں نے  
غم کے مارے دانہ چکنا چھوڑ دیا ہے۔ تمام دنیا نے ماتم کی ایک دوکان  
کھول دی ہے۔ دونوں جگ خراب و خستہ ہو گئے، حیوان رنج و غم میں  
کیاب بن گئے، اور سمندروں نے سراب بن کر موج زنی ترک کر دی۔  
اس غم کی آگ سے دنیا بن کی طرح جل رہی ہے اور آسمان اور زمین  
بل رہے ہیں اور بہشت میں فرشتے بے اختیار ہوکرتاپ رہے ہیں۔

اس کے بعد امام حٹن اور امام حٹن کی خصوصیات و مناقب تفصیل سے بیان کیے  
ہیں اور آخر میں اپنے لئے دعا کی ہے۔ یہ مرثیہ نہایت اہم اور سب سے بہتر ہے۔

[علوئے تخیل اور خوبی اسلوب کے لحاظ سے محمد قلی قطب شاہ کی بہترین نظمیں میں سمجھا جاسکتی ہیں۔] محمد قلی کے ایک فارسی مرثیے کے چھ بند اور ایک فارسی نوحہ بھی موجود ہے۔  
 ان تمام مرثیوں کے مضامین اس لئے پیش کر دئے گئے کہ یہ اردو زبان کے پہلے مرثیے ہیں اور ان میں محمد قلی کے وہ خیالات ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئے ہیں جن کو اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے ملک میں رائج کر دیا اور نہ صرف اپنے ہم خیالوں بلکہ تمام اہل ملک کو محرم کی تعظیم و تکریم اور شہدائے کرام کے غم و الم میں حصہ لینے کی طرف راغب کر دیا۔

محمد قلی نے ان مرثیوں اور تعزیرہ داری کے علاوہ محرم میں ایسی لہجہ تقرر میں بھی رائج کیں کہ تمام اہل ملک ان میں حصہ لینے لگے۔ مثلاً روشنی کیڑوں، کھانوں، بیلوں وغیرہ کی تقسیم اور چھٹی محرم کو داحل کے سامنے کا عظیم الشان منظر (جو رفتہ رفتہ ایک میلے کی شکل میں منتقل ہو گیا) ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے محرم کو سلطنت قطب شاہی کا ایک ناقابل فراموش عنصر بنا دیا۔ چنانچہ جملہ سیاح اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔  
 ان سلسلہ میں قطب شاہی تاریخ حدیقۃ السلاطین سے داحل کے سامنے کا عظیم الشان منظر کی نسبت کچھ معلومات بھی لکھ دی جاتی ہیں۔

”چھٹی محرم کو الوداع بیرون دولت خانہ کے علم (جن کا اہتمام کو تو ال کے ذمہ ہوتا ہے)

یہ فارسی ترکیب بند اور نوحہ کلام الملوک میں شائع ہوا ہے (دیکھو صفحات ۴۴ تا ۵۵)۔

میدان دلکشائے وسیع الفضاء داخل میں لاتے ہیں۔ اور اس میدان کے اطراف اکناف کے بازاروں اور راستوں پر چراغاں کئے جاتے ہیں اور تابوت اور گنبدوں (یعنی تغزیوں) کو بہترین زیبہ زینت اور قسم قسم کی نقاشی اور نگارشات سے آراستہ کر کے اور ان کے اندر اور باہر بہت سی شمعیں روشن کر کے لے آتے ہیں۔ اور لکڑی سے بڑے بڑے درخت اور عظیم الشان ہیکلیں بنا کر ان میں بھی روشنی کرتے ہیں۔ فانوسوں، مشعلوں اور چراغوں کا ایک انبوہ علموں کے سامنے چلا آتا ہے۔ اور کثیر تعداد میں عربی اور عجمی لوگ اور شیعیان و محبان ائمہ مطہراتوں میں شمعیں لئے ہوئے دونوں طرف اور ان کے درمیان ذاکران و مداحان مرثئے اور مدح پڑھتے ہوئے داخل کے میدان میں آتے ہیں۔ داخل کیے نیچے دو طرفہ چراغ روشن رہتے ہیں اور علم درمیان میں جن کے اطراف تمام سیاہ پوش عزاواران و ذاکران وغیرہ کھڑے ہوتے ہیں۔

داخل کی چوتھی منزل پر سے جب بادشاہ اس چراغ زار پر نظر ڈالتا ہے جو تائبوں کے پردغ سینے کے مشابہ ہے تو عزاواروں کے شور و شیون سے اس پر بھی رقت طاری ہو جاتی ہے اور وہ سیاہ پوشان و لفکار کے لئے اپنے یہاں سے نازیدہ کے خوان روانہ کرنا ہے۔ اور کو تو ال تمام مجمع کے ساتھ بادشاہ اور سلطنت کی بقا کے لئے دعا کرتا ہے۔

لے اس جگہ اب چوک کی مسجد گھڑی محبوب مارکٹ اور عزائمہ عامرہ واقع ہے۔



اسی طرح ایام عاشورہ کے ختم تک شہر کے جملہ علموں کے علم اس میدان میں آتے رہتے ہیں۔  
ساتویں محرم کی صبح میں بادشاہ ندی محل میں برآمد ہوتا ہے، شاہ نشین میں کھڑا  
رہتا ہے اور ایران اور ہندوستان کے حاجب طلب کئے جاتے ہیں۔ اور جملہ مجلسی امیر  
وزیر مقرب اور ہر طبقہ کے ملازمین سب پوش ہو کر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی جگہ کھڑے  
ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تمام شہر و مضافات کے علم طلب کئے جاتے ہیں اور علموں کے  
ساتھ شہر کی تمام مخلوق دروازہ بارہ امام میں سے داخل ہوتی ہے۔ ہندو اور مسلمان  
سب کو داخلہ کا بار عام دیا جاتا ہے اور یہ مجمع ندی محل کی فضا میں روزِ محشر کا انبوہ نظر  
آتا ہے۔ علموں کو ترتیب کے ساتھ بادشاہ کے سامنے سے لیجاتے ہیں اور اس وقت سائیں  
کا ماتم اور شور و شیون اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ عرشِ اعظم تک پہنچتا ہے۔ اس وقت علموں کا بوجھ  
کنبدوں اور تعزینوں کو دیکھ کر میدان کر بلا میں اہل بیت کی گرفتاری اور پریشانی کا  
منظر دیکھنے والوں کی آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور وہ بے اختیار روئے لگتے ہیں۔ بادشاہ  
بھی متاثر ہوتا ہے اس کی طرف سے ہر علم کو ایک ابریشمی ڈسٹی باندھی جاتی ہے اور  
خادموں کو ایک خربطہ زر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ظہر کے وقت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔  
نویں محرم کی رات میں دولت خانہ عالیہ کے اندرونی الاوہ کے علموں کو میدان  
در بار خسروی (یعنی چار کمان کے میدان میں) لے آتے ہیں۔ اس رات بادشاہ پھول

چڑبانے اور علموں کو آراستہ کرنے کے بعد خاصہ کی کافوری شمعیں جملہ جھلیوں، مقربوں اور حجابِ عظیم الشان کو اپنے ہاتھ سے تقسیم کرتا ہے اور شاہی سپہ سالار کے ہاتھ سے کل سلعداروں اور عاکر میں تقسیم عمل میں آتی ہے۔ سخیل شاہی کے ہاتھ میں شمیر خاصہ دی جاتی ہے اور تمام مجلسی سردار اعیان و اکابر اور دولت خاند شاہی کے جملہ چھوٹے بڑے ملازم ہاتھوں میں شمعیں لئے ہوئے نکلتے ہیں اور دروازہ الاوہ میں سے میدانِ دربار چارکمان میں بے شمار مشعلوں، چراغوں اور فانوسوں کے ساتھ علموں کو لے آتے ہیں۔ میدان کے ایوانوں کے سامنے چالیس پینتالیس فٹ بلند ہاتھی شیر اور درخت سرو وغیرہ کی عجیب و لپید برشکلیں بنا کر روشن کی جاتی ہیں اور اس میدان کی چاروں کمانوں پر سرسے پاؤں تک طاقتور، تھراہوں اور طرح طرح کے درختوں کے نقشے اتار کر ان میں روشنی کی جاتی ہے۔ اور تمام میدان میں بھی لکڑیاں باندھ کر چراغ لگائے جاتے ہیں۔

محل کی اس چوڑی دیوار پر جس کے برابر سے علموں کو میدان میں لیجاتے ہیں بادشاہ تقریباً پانسو قدم علموں کے ساتھ جاتا ہے اور آخر کار اس کمان پر جو چارمینار کے مقابل (اب بھی موجود) ہے پہنچ جاتا ہے۔ وہاں سے تمام میدان اور دوسری کمانوں کا منظر سرتاپا چراغاں نظر آتا ہے۔ اور بے حد و حساب مخلوق خدا جس میں شریف و وضع چھوٹے بڑے عورت مرد سب ہی شامل ہوتے ہیں اس وسیع میدان میں جمع ہو کر اس چراغاں

اور آتشیں گلستاں کا تماشا دیکھتے ہیں۔

علموں کو بیچ میدان میں لانے کے ساتھ ہی ذکر اور مداح معلقوں میں تقسیم ہو کر ذکر و بیچ پڑھتے ہیں اور دو گھنٹے کے بعد بادشاہ اُسی مکان اور دیوار پر سے چلتا ہوا علموں کے ساتھ واپس ہوتا ہے اور سب لوگ دعا و فاتحہ کے بعد واپس ہو جاتے ہیں۔

دسویں کی صبح کو بادشاہ پورا سیاہ پوش اور پارہ پنہ ہو جاتا اور جب اس کے سیاہ پوش امیر مقرب، وزیر ملازم اور خاص غلام زاری و شیون کرتے اور مرتبہ پڑھتے ہوئے علموں کے لگے الاوہ حضور کی طرف آتے ہیں تو بادشاہ بھی ماتم کرتا ہوا ایوان الاوہ کے قریب کی مسجد میں پہنچتا ہے۔ وہاں ”قصد شہادت اور گرفتاری حرم محترم“ سنا ہے جس سے دل غویاب اور آنکھیں سیلاب بن جاتی ہیں۔ ذکر کے بعد خطیب نہایت فصاحت کے ساتھ باوازد بلند شہدائے لے فاتحہ اور شاہ کے لئے دعا پڑھتا ہے اور بادشاہ دولت خانہ مراجعت کرتا ہے جہاں زیارت حضرت بید الشہدا اور وزیر عزاک کی نماز پڑھ کر خاص و عام کو کنوری تقسیم کرتا اور حکم دیتا ہے کہ دوسو یتیم سیدزادوں کو پیش کریں جن کو نفیس لباس اور رقم دی جاتی ہے۔

اگرچہ یہ تمام تفصیل سلطان عبداللہ قطب شاہ کے اوقاتِ محرم کی ہے لیکن ان کا آغاز محمد قلی ہی نے کیا تھا اور یہی باتیں کم و بیش اُس کی تمام زندگی میں جاری رہیں۔

ہم کو یہ معلوم ہے کہ سلطان عبداللہ اپنے نانا کے قدم بقدم چلتا تھا اسی لئے اس نے وہ تمام باتیں دوبارہ رائج کر دیں جو اس کے باپ کے زمانہ میں موقوف ہو گئی تھیں یہی وجہ تھی کہ مورخوں اور شاعروں نے اس کو ”محمد قلی کا سچا جانشین اور نمونہ“ ثابت کیا ہے۔ چنانچہ غلامی نے اپنی مشہور کتاب طوطی نامہ میں سلطان عبداللہ سے مخاطب ہو کر لکھا ہے کہ تیرے حالات و واقعات دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ پھر دنیا میں محمد قلی آ گیا ہے۔ اس کے شعر ہیں یہ

[مہاراج سلطان عبداللہ نانوں	ثریا کے تارک پہ اس کا ہے پاؤں
شرافت میں گرد اس کے نعلین کا	ہے مہرہ چند سور کے نمین کا
دیکھت زور و طلح اس راج کے	صفا دار روشن دلاں آج کے
کہیں یوں بختی علی ولی	کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی
سچیں آج اے خسرو نیک نام	ہیں اس کیچ آشار تجہ میں تمام

.....

ڈوبے تھے ہنرمند سو پیر کے	نکل آئے تچ دور میں تیر کے
دیا جو پھر راگ ہو رنگ کوں	کیا دور سینیاں پو کے رنگ کوں

(طوطی نامہ مطبوعہ صفحہ ۶ تا ۹)

## عید میلاد نبی

ایام عزاکل طح سلطان محمد نے محمد قلی کے انتقال کے بعد عید میلاد نبی کی مصوم و صام اور نمائشوں کو بھی ختم کر دیا تھا اور اس کے اخراجات میں جتنی رقم صرف ہوتی تھی وہ علماء و فضلا و صلحا و اتقیا میں تقسیم کر دی جاتی تھی اس کے متعلق حدیقتہ السلاطین میں لکھا ہے کہ :-

”در زمان سلطنت خاقان جنت مکان علیین بارگاہ سلطان محمد شاہ

..... میربانی و سورمولود حضرت سید اولاد آدم .... موقوف متروک

بود و خلایق از ایں عیش و عشرت مجبور و محروم بودند و وجہ دایر کے خراجا

آں را بہ علماء و فضلا و صلحا و اتقیا قسمت می نمودند“

اور جب سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا تو اس نے فرمان دیا کہ :-

”ہتہ جشن و سور و میربانی و استمداد آئین بندی مولود برگزیدہ

حضرت ..... چناں کہ در سنوات سابق بود باز واید و لواحق .....“

و تکلفات دیگر اصعافاً مضاعفہً بکنند“

اس کے بعد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ عید میلاد نبی کی بزم آرائی

اور آئین بندی فضائے دلکشائے میدانِ داد و محل میں کیا کرتا تھا۔ یہ میدان محل کے

جانب جنوب نہایت وسیع مربع مستطیل تھا۔ اس کے تینوں طرف جواہر و نقاش کی

دوکانیں تھیں۔ اور اس کے مشرقی اور مغربی پہلوؤں میں دو رفیع چہار منبرہ عمارتیں ایک دوسرے کے مقابل بنائی گئی تھیں جن میں سے ایک چاوڑی تھانہ اور دوسری کوتوال خانہ کہلاتی تھی۔ ان دونوں کے آگے نہایت بلند منڈوے یا دالان بنائے گئے تھے اور ہر ایک میں خاص نشیمن یا نشست گاہیں بھی ترتیب دی گئی تھیں۔ ان دونوں عمارتوں کو نیچے سے اوپر تک اور میدان کے اطراف کی دوکانوں کو بھی بڑے تکلف سے سجایا جاتا تھا اور میدان کے بیچ میں داد محل کے عین سامنے چالیس ستونوں اور چار سوطنا بول کا ایک خیمہ کھڑا کیا جاتا تھا۔ اس کا وسطی حصہ تحمل و اطلس سے اور اطراف کا زردوزی نقش و نگار سے مزین ہوتا تھا۔

عید سیلا والنہی کی آمد سے بہت قبل ہی صنایع ہنر مند اور استادان صنعت و حرفت ان دونوں عمارتوں کے سامنے اپنے عجیب و غریب کمالات کی پیش کشی میں مشغول ہو جاتے اور آخر کار جب روز مولود یعنی ربیع الاول کی ترہویں تاریخ آجاتی تو کوسوں دماموں، نقاروں، نفیرہوں اور قرناؤں کی آوازوں سے میدان ہا محل گونج اٹھتا۔ تمام شہر اور اطراف کے لوگ اس میدان میں جمع ہوتے اور منوعات و حیرت کے کرشموں کا تماشا دیکھتے۔ اور ان دُور دکشا قصروں کی تصویروں کی سیر کرتے۔ ان

۱۔ محمد علی قطب شاہ نے ہمارے ربیع الاول کو صبح ترین تاریخ پیدائش آنحضرت معلّم قرار دیا تھا۔

دونوں قصروں کی دیواروں پر تصویریں اتاری گئی تھیں۔ درمیان میں خود قطب شاہ کے دربار کی تصویر تھی جس میں مقربانِ سریر، نزدیکانِ تخت، مجلیانِ عظام، بزرگانِ رفیع اور امرا و وزرا کو اپنی اپنی جگہ بتایا گیا تھا۔ اس کی دائیں طرف خسرو ایران کے دربار اور بائیں طرف شہنشاہ مغلیہ کے دربار کی تصویریں بھی اسی اہتمام سے بنائی گئی تھیں۔ ان عظیم الشان تصویروں کے علاوہ مذہبی اور تاریخی واقعات کو بھی بذریعہ رنگ کاری پیش کیا گیا تھا۔ ان تصویروں کی خصوصیتیں اور مناظر کی تفصیل حدیقتہ السلاطین میں درج ہے اور اگرچہ یہ تاریخِ سلطانِ عبداللہ کے عہد میں لکھی گئی لیکن جشنِ میلادِ نبی کے احیاء کا تذکرہ ۱۳۳۰ھ کے واقعات کے ساتھ درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویریں سلطانِ محمد ظلی ہی کی بنوائی ہوئی تھیں کیونکہ اس وقت سلطانِ عبداللہ کی عمر صرف ۵ سال کی تھی اور اس کو تخت نشین ہونے سے صرف دو سال ہوئے تھے۔ اور یہ عرصہ ایسی عظیم الشان تصویروں کی تیاری کے لئے ناکافی تھا۔ اس کے علاوہ سلطانِ محمد جیسے زاہدِ تواس کی

احمد حیدر آباد کی یہی تصویریں تھیں جن کی تقلید میں بعد کو سلطانِ حیدر علی اور شیو سلطان نے اپنے قصرِ دریا دولت باغ کی دیواروں کو تصویروں سے آراستہ کیا تھا۔ اور اب ہمارا جرمیور اپنے محل کو مصوّرِ شاہِ پُرسا سلطان کی تقلید کر رہے ہیں۔

توجہ ہی نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ محلوں کی دیواروں پر تصویریں اتروائے گا۔ اسلئے یہ تصویریں سلطان محمد غلی ہی کی بنوائی ہوئی ہوں گی۔ البتہ سلطان عبداللہ نے اس میں ضرور اضافہ کیا ہوگا جس طرح بادشاہی عاشورخانہ کے نقش و نگار میں اضافہ کیا تھا جس کے ثبوت اب تک موجود ہیں۔

اس قصر مصور کی چھت پر بھی طرح طرح کے نقوش بنائے گئے تھے جن میں فشتوں کی صورتیں اور طبقہ ہائے نور کی دلفریبیاں قابل ذکر ہیں۔ اس قصر کے ستونوں کو طلائی اور لاجوردی نقاشی سے مرصع کیا گیا تھا اور خود عمارت میں جگہ جگہ تمام روئے زمین کے بادشاہوں کی محفلوں اور مجلسوں کو اُن ہی کے خاص لباسوں اور مخصوص اُرواج کے مطابق سجایا گیا تھا۔ اور قطب شاہی بادشاہ کی سواری کے نقشے بھی اسلئے گئے تھے جن میں بادشاہ کہیں ماتھی پر اور کہیں عربی گھوڑے پر اپنے خیل و شہم و لشکر و خدام کے ساتھ جاتا دکھائی دیتا تھا۔

ایک جگہ شکار گاہ کا منظر تھا۔ شیروں، ببروں، چرندوں، پرندوں اور سوا اور پیادہ شکاریوں اور دوڑتے ہوئے اور گرتے ہوئے شکار کی تصویریں بھی پہنچی گئی تھیں۔ غرض یہ عجیب و غریب تصویریں نقوشِ اجنبی سے کم قابل قدر تھیں اور بہترین صناعی کا نمونہ تھیں۔ ہم یہاں باقی ماندہ تصویروں کی فہرست بھی



اصل قطب شاہی تاریخ سے نقل کر دیتے ہیں :-

۱۔ مجلس سلیمان و جمع دیوان و آدمیان و وحوش و طیور۔

۲۔ معراج حضرت نبی طیل و صعود براق و جبریل و افواج ملائک۔

۳۔ مجلس زلیخا، زنان مصر و طشت و آفتابہ در دست یوسف و یریدن زنان ترنج با کف دست۔

۴۔ شیریں با زنان در میان آب و یریدن خسرو پرویز و اوراد در میان آب دیدن۔

۵۔ مجنون در محراب مومن و القت اوبا آہوان مطبوع موزون و آبدن لیلی بدیدن او۔

۶۔ جنگ رستم بادیوسفید و غار و با اشکیوس در معرکہ کارزار۔  
اس کے بعد مورخ لکھتا ہے کہ :-

”و امثال ذلک بے حد و نہایت در این دو غمخوارات تصویر نموده اند“

و ہیا کلی عظیمیہ و مورجیمہ فیل و شیر و آدم و اسب و چندیں صور مختلفہ

البنیات در ہر ضلع از اشلاخ آل ابداع و اختراع نموده اند“ (۵۲)

عید مولود نبی میں عوام ان تمام تصویروں کو دیکھنے جمع ہوتے تھے۔ ان مصوڑہ شناس

قسروں کے سامنے میدان میں اس تقریب سعید کے لئے جو خیمہ کھڑا کیا جاتا تھا اسکے  
 وسط میں ایک شامیانہ باندھا جاتا جس میں تخت شاہی رکھا جاتا تھا جو تمام وکمال  
 ہونے کا تھا اور قیمتی جواہر سے مرصع۔ اس کے اطراف شاہی تھیل و لوازم کے مناسب  
 زیب و زینت کی جاتی اور اس طرح مذکورہ بالا دونوں مصور و منقوش عمارتوں  
 کے ایوانوں میں بھی صفہ بادشاہی آراستہ کئے جاتے اور گانے اور ناچنے والیاں اطراف  
 سلطنت سے جمع ہو کر اپنا اپنا کمال فن دکھاتیں۔ ان دونوں ایوانوں اور خیمہ  
 کے صفہ ہائے شاہی کے سامنے کوئی ایک ہزار رقاصائیں اور حسنانِ نغمہ طراز اپنے  
 اپنے گانوں اور ناچ سے مجلس عشرت و انبساط کو گرم کرتی رہتیں۔ ان صاحبانِ  
 حسن و جمال کے علاوہ تمام ملک کے دوسرے صاحبانِ کمان مثلاً بازگیر، ریسہا  
 باز، لعبت باز، حقہ باز، مقلد اہل ہزل، مخرے اور شیب باز وغیرہ اس موقع پر  
 حیدرآباد میں جمع ہو جاتے تھے اور میدان وسیع الفضاء و دلکشائے داو محل میں  
 اپنے اپنے کرتب دکھاتے رہتے۔ جن کے حیرت انگیز کرشموں کو دیکھنے کے لئے شہر  
 کی تمام مخلوق رات اور دن اس میدان میں جمع رہتی۔ حیدرآباد میں رنگ اور  
 ناچ کے جو جلسے عہد سلطان العلوم آصف جاحہ سابع کے آغاز  
 تک محرم میں ہو کرتے تھے وہ دراصل عہد قطب شاہی کے ان ہی عید میلادنی کے

جلسوں اور رنگ ریلیوں کی یادگار رہتے۔

میدانِ دلکشائے داو محل کے علاوہ عید میلاد النبی کی خوشی میں میدانِ عالم پہنائے دروازہ شیر علی (یعنی میدانِ چار کمان) میں بھی آسمان کی طرح بلند اطلسی خیمہ کھڑا کیا جاتا تھا۔ اور چوتھرہ پر مسند ترتیب دے کر بڑے بڑے عہدہ دار بیٹھے رہتے اور یہاں بھی رقص و سرود کی محفلیں سجائی جاتیں۔

اسی طرح محلِ خاص، ہشت محفل، چار صفہ، لعل محل، گلن محل، چندن محل، صد صفہ اور سخن محل وغیرہ میں بھی ڈیرے اور شامیانے لگائے جاتے۔ پر تکلف مسندیں بچھائی جاتیں۔ اور ہر جگہ بڑے بڑے سلحدار اور حوالدار مجلس آرائیاں کرتے۔ ان تمام خیموں، محلوں اور صفوں میں زعفران، صندل اور مشک وغیرہ کو طلائی و نفروئی بادیوں میں بھر کر ہر روز ایک ایک طبق پان خاصہ کے ساتھ تقسیم کرتے۔ جو ہر محل میں سو ہزار سے زیادہ صرف ہوتے۔ ساتھ ہی ہر روز قسم قسم کے کھانوں کے دسترخوان بچھائے جاتے اور تمام خاص عام کو شاہی کندوری سے فیض یاب ہونے کا موقع ملتا۔

یہ تو بیرونی محلات اور خیموں کی مجلس آرائیاں تھیں۔ خاص شاہی محل میں مخصوص اور منتخب و مہم جمال رقاصائیں اور استادانِ خوانندہ و سازندہ ملک ایران و ہندوستان ہی بار بار پاسکتے تھے۔

اس ماہ جشن و میزبانی کے آخر میں بادشاہ کی سواری نکلتی تھی تاکہ دونوں میدانوں اور عمارتوں کی آئین بندی اور آرائش و زیبائش کی سیر کی جائے۔ اس موقع کے لئے مخصوص فیلبان پانچ گز کے خاص شاہی ماتھی کو زعفران اور صندل سے دھو کر طلائی زنجیروں موتیوں کی جھول، مرصع کلنی، اور دوسرے زیوروں سے آراستہ کر کے لے آتے تھے عصر کے وقت بادشاہ اس ماتھی پر سوار ہو کر میدان کی طرف نکلتا اور جملہ ارکان دولت مقربان تخت، سرداران عالی شان، وزیران رفیع مکان، حوالہ دار، سلیار، لشکری اور ہر طبقہ کے بے شمار ملازمین اس شاہی ماتھی کے اطراف پیادہ چلتے۔ اندرونی و بیرونی محلوں کی طوائف اور سب گانے بجانے والے ایک خاص سرخ لباس پہن کر جو اس تقریب میں بادشاہ کی طرف سے ان تمام کو عطا کیا جاتا تھا شاہی ماتھی کے آگے آگے قس کتے اور گاتے ہوئے نکلتے تھے۔

اس سواری کی دھوم دھام اور بادشاہ کو دیکھنے کے لئے تمام شہر و اطراف کی خلوق جمع ہو جاتی اور بازاروں، دوکانوں، مکانوں، اور چھتوں پر سوائے انسانی سروں کے اور کچھ نظر نہ آتا۔ خاص کر میدان میں ایک عظیم الشان مجمع رہتا۔ جب ان لوگوں کی نگاہیں بادشاہ پر پڑتیں تو وہ بے ساختہ دعائیں دینے لگتے اور تعریف کرتے۔ اس طرح میدان چار کمان سے نکل کر یہ سواری چار منار سے ہوتی ہوئی داخل محل کے میدان و گلشن

پانچویں تھی بہاؤ چاؤڑی خانہ و کو تو ال خانہ کے پاس تھوڑی دیر کے لئے شاہی تھی  
 ٹھہرایا جاتا۔ اس وقت عہدہ دار زر و جواہر کے طبقہ بادشاہ پر سے تیار کرتے اور نذر  
 گزارتے تھے۔ میدان کے اطراف و اکناف کے سوداگر اور تجارت بھی (جو اس موقع پر اپنی  
 اپنی حیثیت کے شایان شان اپنی دکانوں کو آراستہ و پیراستہ کرتے تھے) بادشاہ کی  
 بارگاہ میں اچھے اچھے تمنغے پیش کر کے تشریف و انعام سے سرفراز ہوتے تھے۔

اس تقریب کی آخری رات میں میدان داو محل ایک تناول خانہ عام کی صورت  
 میں منتقل کر دیا جاتا تھا اور گروہ درگروہ لوگ ان دسترخوانوں پر کھانا کھاتے تھے۔ وقت  
 میدان میں چاروں طرف چراغاں کئے جاتے اور دولت خانہ شاہی کے اندر اور باہر  
 بے حد آتش بازی جلائی جاتی۔ غرض صبح تک کھانے، گانے، بجانے اور تماشہ کرتے  
 کا سلسلہ جاری رہتا۔ میلاد نبی کی خوشی کا یہ جشن بارہ روز تک دن اور رات جاری  
 رہتا تھا اور اس میں تینس ہزار ہون خچ ہوتے تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو حدیقۃ  
 السلاطین قطب شاہی صفحات ۴۹ تا ۵۶)۔

یہ تو تاریخوں کا بیان تھا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ خود سلطان محمد قلی ان کے  
 بارے میں کیا معلومات چھوڑ گیا ہے۔ اس کے کلام میں چھ نظمیں ایسی ملی ہیں جو اس  
 عید کے موقع پر لکھی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک عالیشان قصیدہ بھی اسی تقریب کے

متعلق موجود ہے۔ اس طرح گویا سال کی عید میلاد کے متعلق اس کے خیالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس عید کی تقریب میں اس نے ہر سال ایک نہ ایک نظم ضرور لکھی اس طرح جملہ تینتیس نظمیں لکھی ہوں گی۔ افسوس ہے کہ بقیہ نظمیں دستیاب نہ ہو سکیں۔ جو نظمیں ملی ہیں ان کے خلاصے یہاں درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ وہ خود اس عید کو کیا سمجھتا تھا اور اس میں کس طرح مصروف رہتا تھا۔ عید میلاد النبی کی ایک نظم میں وہ لکھتا ہے :-

”آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشی میں عرش و کرسی کو سوارا جاتا ہے اور فرشتے ساتوں جنتوں کو ستاروں سے سجاتے ہیں۔ عرش پر عشرت کے طبل بجتے لگتے ہیں اور تمام دنیا والے اپنی اپنی مرادیں پانے کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ دنیا خوشی کے مارے اپنے پیر میں نہیں ساتی۔ اور تیوں جگ اپنا تن من آنحضرتؐ پر سے نثار کرتے ہیں۔ چونکہ محمدؐ قلبی قطب شاہ نہایت اہتمام سے مولود کرانا ہے اس لئے لوگ صف در صف جمع ہو کر اس کی عمر و دولت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور فرشتے اور جن بھی صدق دل سے دعا کرنے کے علاوہ اعتراف کرتے ہیں کہ ایسا بادشاہ دین اور دنیا میں بھی نہیں ہے۔ اسی خلوص کی وجہ سے بادشاہ نے اپنا نام دونوں دنیاؤں میں

بلند کر لیا ہے۔ اور حواریں نور کے طبق لے کر بادشاہ پر نشان کرتی ہیں۔ چونکہ  
نبی کے صدقے میں محمد قلی قطب شاہ نے آج دعوت کی ہے اس لئے علی کے  
صدقے میں اس کے ستارے دونوں عالموں میں بلند ہیں۔“

ثابت ہوا کہ وہ وسیع پیمانہ پر دعوت عام کرتا تھا اور لوگ صف در صف جمع ہو کر  
اس کے لئے دعائیں مانگتے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب ہر روز دسترخوان پر ہزار آدمی سے کم  
نہ ہوتے تو اس دعوت عام میں کتنے لوگ جمع ہوتے ہوں گے اس لئے اس کو فرشتوں اور  
جنوں کے شریک ہونے کا بھی خیال پیدا ہوا ہوگا۔ بادشاہ ایک دوسری تنظیم میں  
حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتا ہے :-

”ہر گھڑی خوشی اور رونق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا پر  
چاروں طرف سے خوشی و خرمی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ روشنی سے  
تمام ملک جگمگانے لگتا ہے اور ہر طرف شادی و خوشی کا غل سناؤ دیتا ہے  
چونکہ آج گنہگاروں کے بچانے والے کی پیدائش کا دن ہے اس لئے  
فقیر و بادشاہ سب مل کر اپنی بختایش کی دعا کرتے ہیں۔“

لوگ دوسری عیدوں میں بھی خوشیاں مناتے ہیں لیکن اس عید کی  
خوشی کے برابر کوئی خوشی نہیں۔“

خود بادشاہ اس عید کی دعوت کے اہتمام کا یوں ذکر کرتا ہے کہ :-  
 ”جب ہمایوں محمد قطب شاہ ترکمان عید مولودہی منانا ہے تو تمام  
 جنت کی طرح سجائی جاتی ہے ۔ بازار قصر اور محل سب لہن بن جاتے ہیں  
 اور خوبصورت عورتیں بن سنور کھوروں کی طرح ہر طرف سے جمع ہونے  
 لگتی ہیں ۔ شاہ کی نازنینیں شب اب محبت کی متوالی ہو کر لاکھوں عٹوہ انداز  
 کے ساتھ شامیانے کے نیچے ہوا کی طرح سبک رفتار چلی آتی ہیں ۔ ان کے  
 جو بن سونے کے ایسے گڑھ دکھائی دیتے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ  
 حیران ہو جائیں ۔ ان ہنس مکھ ہیلیوں کی چال ڈھال اور بات چیت  
 پر ہنسیں اور کومیلیں اپنے دلوں کو بطور تحفہ پیش کر دیں تو کوئی تعجب نہیں ۔  
 جب بادشاہ اس تقریب میلاد میں آسمان کی طرح سرائی چتر کے نیچے  
 بیٹھتا ہے تو اس کے آگے بڑے بڑے مدبرین وقت اور ہرے اور لال چتر  
 والے ملوک زمین بوس ہوتے ہیں ۔ جب بادشاہ ان ملوکوں کے ساتھ مجلس  
 کرتے ہیں تو راستہ کے دونوں طرف ہندو راجا ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوتے  
 ہیں ۔ جب حوض خانے میں لعل بدخشاں کے رنگ کی شراب بھری جاتی ہے  
 تو اس کی روشنی سے جام اور شیشے بھی رخشاں نظر آتے ہیں ۔ عجیب نہیں جو



شراب کا نام سن کر آسمان کا جی بھی للچائے اور مستوں کو مے پیتا دیکھ کر  
وہ بھی پیالے پینے لگے۔

شاد کی اس بزم کا تماشا دیکھنے کے لئے آسمان سے لاکھوں فٹ  
خوشی خوشی چلے آئیں اور شہ کے عیش و عشرت کو دیکھ کر کہیں کہ اسے  
قطب شاہ تمہارے دن اور رات اسی طرح چین سے گزریں اور نبی کی  
مہربانی سے قیامت تک تم نبی کے لاکھوں مولود گواؤ۔“

معلوم ہوتا ہے کہ دعوت عام کے علاوہ دربار عام بھی کیا جاتا تھا جس میں دیگر  
ملکوں کے نمائندے اور کبھی کبھی بیجا پور اور احمد نگر کے سلاطین اور اطراف کے ہندو  
بھی شریک ہوتے تھے جس طرح گو لکنڈہ کا شاہی رنگ آسمانی تھا بیجا پور کا سبزاؤ  
احمد نگر کا سرخ تھا۔ اس نظم میں محمد قلی نے تینوں سلطنتوں کے شاہی رنگوں کا ذکر  
کر دیا ہے۔ ایک اور نظم کے آغاز میں وہ اس امر کی طرف بھی اشارہ کر دیتا ہے کہ وہ  
ہر سال عید مناتا اور اس سے متعلق نظمیں لکھتا ہے۔ اس کا بیان ہے :-

”اب کے پھر حضرت نبی کی عید ولادت اپنے ساتھ عیش اور اندلے  
آئی ہے۔ اس یوم مسعود کی وجہ سے تمام عالم میں پھر عیش و عشرت کا دور  
دورہ ہو گیا۔ گھر گھر میں تیاری اور اس کا ج کے لئے زیبائش و آرائش

ہو رہی ہے، آج کے دن کے لئے بہت ہی سجاوٹ کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا پر چاروں طرف عیش و آرام بادل بن کر چھا گیا ہے۔ اس تقریب میں خود خوشی و مسرت خوش ہیں، عیش متوالا ہو گیا ہے اور عشرت بھی آئندہ کے الاپس سن کر ناچنے لگی ہے۔

ہم جس طرح کا آرام و راحت چاہتے تھے پروردگار نے ہم کو اس لاکھ درجہ بڑھ کر مسرت و عیش عنایت کیا۔

چین کے تمام درخت آج کی خوشی میں ہمارے شریک ہو کر متی سے بھول رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عید کی خوشی نے ان کو لالو کے پیالے بھر بھر کر ہوا کی شراب پلا دی ہے۔

میرے من کی مرادیں اور مقصود کے غنچے عید مولود نبی کی وجہ سے کھل کر پھول بن گئے ہیں۔ کیونکہ اس عید کی مسرت نے امیدوں کی برسات کی جھڑی لگا دی ہے۔

ہماری قسمتوں کے بنانے والے نے جس روز ہر ایک کا حصہ تقسیم کیا اسی دن سے لے قطب شاہ تمہاری قسمت میں یہ عیش اور اندھ بھی گیا۔

## دوسری عیدیں

(۰)

محرم اور عید میلاد النبی کے متعلق تاریخوں سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں  
 ویسی کوئی معلومات دوسری عیدوں کے بارے میں نہیں ملتیں۔ ان کے متعلق ہماری  
 واقفیت کا واحد ذریعہ محمد قلی قطب شاہ کا کلام ہی ہے جس میں اتفاق سے بعض  
 بے حد لچپ اور ضروری معلومات محفوظ ہو گئی ہیں۔ یوں تو محمد قلی نے کئی عیدوں  
 پر نظمیں لکھی ہیں لیکن ان تقریبوں میں اس نے حسب ذیل چار پر خاص کر زور دیا ہے۔  
 ۱۔ عید بعثت نبی ۲۔ عید میلاد علی ۳۔ عید غدیر ۴۔ شب براء  
 اب ہم خود بادشاہ ہی کے بیان سے ان عیدوں کے متعلق معلومات قلمبند  
 کرتے ہیں۔

عید بعثت نبی | اس موضوع پر پانچ نظمیں کلیات میں موجود ہیں۔ ان سب کا  
 خلاصہ خود محمد قلی ہی کی زبان میں درج ہے :-

لے موالیو خوشیاں کرو کہ عید بعثت رسول آئی ہے اور اپنے ساتھ  
 طرح طرح کے عیش و آرام لے آئی ہے۔

پہلی عید شبِ برات، دوسری عیدِ رمضان، تیسری عیدِ قرباں اور قطبہ  
موالی جس کا رتبہ شاہوں میں عالی ہے خاص اہتمام سے مبعثِ رسول کی عید  
بھی مناتا ہے۔ اور خوانِ خلیل کا احسان اپنے عہد میں دکھا کر دنیا و دین کو  
رُجھا لیتا ہے۔

اس عید کے زمانہ میں ایسی خوشی منائی جاتی ہے کہ غم کا نشان کہیں  
ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملتا کیونکہ آج ہی کے دن سے دین اور ایمان آشکارا  
ہوئے اور اسی دن کے فیض نے تمام امت کے دل و جان کو روشن کر دیا۔  
عیدِ بعثت کی خوشی ساری بھی مناتی ہیں جس کی وجہ سے جنت کی  
خوشبو تمام عالم کو مہکا دیتی ہے۔

عالم میں خدا کا نور پھیل جاتا ہے اور اس کی رحمت کی چھاؤں چھا جاتی  
ہے کیونکہ اسی وقت جبریل خدا کے یہاں سے اُس کے حبیب کے پاس وحی  
لائے تھے اور بڑی خوشی سے کہا تھا کہ اے بھائی خوشی سے ہونٹ کھولو اور دو  
حرف بولو کیونکہ یہ بعثت کا دن ہے اور خدا نے تم کو سب نبیوں میں سرفرازی  
بخشی۔ تم تمام انبیاء کے خاتم ہو اس لئے اقراء پڑھو۔ عرش نے تمہارے  
پانچ گوہروں (پنچتن) کی وجہ سے روشنی پائی۔ اور اب فرشتوں کو تمہارے

سو کسی اور نبی پر رو و دپڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

جب حضرت تخت پیغمبری پر جلوہ گہوئے تو آسمان شمس والضحیٰ کے قدم چومنے لگے۔ فرشتوں نے خوشی کا چتر سر پر تان لیا اور دنیا خوشی و خرمی سے باغ فردوس کے ہم سر ہو گئی۔ اسی لئے شاہ اور گدا انسان اور فرشتہ سب کا دل آج خورند رہتا ہے۔ اس تقریب میں عالم منور ہو گیا اور کائنات آئینہ کی طرح روشن ہو گئی اور تمام ستارے چاند اور سورج کی طرح چمکنے لگے۔

بشت مسطفیٰ کے دن خوشیوں کی عید ہوتی ہے اور آنحضرتؐ کے صدقے میں تمام شیعہ گھرے گھر عیش و عشرت مناتے ہیں کیوں کہ اسی روز جبریلؑ نے جناب پیغمبرؐ سے یہ بھی کہا کہ ”روز ازل سے مرضیٰ علیٰ کو تمہارا نائب بنا دیا گیا ہے تاکہ ان کی ذوا افتقار سے کافروں کو مار کر ان سے خراج لیا جائے۔ جبریلؑ تمہاری پوری صفت نہیں بیان کر سکتا اور اس طرح اس سے حد میں چوک ہو گئی اور اسی لئے وہ سب خد متکاردوں سے زیادہ شرمندہ ہے۔ ہر شخص بشت نبیؐ کی عید یکسوئی اور صدق دل سے منانا ہی اس کے دل کے لئے کا بیان روشن ہو جاتا ہے۔ جب قطب شاہ بشت رسولؐ کی یہ خوشی منانا ہی تو اس تقریب میں سکیاں خوشی و خرمی کے لاکھوں نمود کھائی دیتی ہیں۔

**عیدِ بیداد علی** اس موضوع پر نو نظمیں کلیات اردو میں موجود ہیں چونکہ شاعر کو حضرت علیؑ سے خاص عقیدت تھی اس لئے ان نظموں میں بڑے خلوص اور جوش کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ :-

مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ دونوں کی پیدائش کا دن ایک ہی سا ہے۔ اس لئے یہ عید منانا طالع مسودہ ہونے کی دلیل سمجھا جاتا ہے کیوں کہ جس دن یہ بر رحمت عالم پر فیض بار ہوا وہ روز شیعوں کے لئے روز بہبود تھا۔ چونکہ حضرت کعبہؑ میں پیدا ہوئے اس لئے کعبہ کو دنیا میں شرف حاصل ہوا۔ اور اس لئے مومنوں کو اس روز دل و سر سے اس طرف سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ظاہر لہا کی عید کا دن ہے۔ کعبہ میں پیدائش کا شرف کسی نبی کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ آپؐ کی پیدائش کے بعد جب آپؐ حضرت آپؐ کو دیکھنے آئے تو آپؐ کی والدہ حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ بچہ نادانی سے آپؐ پر ہاتھ مار رہا ہے۔ آپؐ نے جواب دیا کہ نہیں مجھ پر نہیں۔ اگر یہ ہاتھ ماریں گے تو کافر بادشاہوں پر ماریں گے۔ ان کی پیدائش سے میرا دین قوت پا گیا اور اب مجھے کفار کے کاموں سے کوئی ڈر باقی نہیں رہا۔ اس ولادت کی وجہ سے خدا کا عرش زیادہ جھلکنے لگا۔ اور آسمان وزمین میں چاند سورج سے زیادہ روشنی پھیل گئی

دنیا جنت سے زیادہ آراستہ ہو گئی۔ اور ساتوں آسمانوں سے نور کی بارش  
 ہونے لگی۔ حضرت علیؑ کی پیدائش کیا ہوئی کہ باری تعالیٰ کا نور عرش سے  
 کعبہ میں اتر آیا اور اس دن ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کا طواف  
 کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔

اس روز سے مومنوں کے دلوں نے اسی طرح بتلی پانی جس طرح  
 صبح صادق آفتاب سے روشنی پاتی ہے اس خوشی کے دن ہر طرف خوشی کی  
 آوازیں بلند ہوں۔ اس روز خوشیاں میری جہان رہیں۔ مہار کی خوشبو  
 پھیلے۔ لوگ خوشی سے رنگ ڈالیں۔ اور مولود علیؑ زور زور سے لہن  
 داؤدی کے ساتھ گائیں تاکہ اس گانے کی آواز تارا نندل کی گرج کی طرح  
 ساتوں آسمانوں میں گونج اٹھے۔

**عمیدِ غدیر** اس موضوع پر آٹھ نظمیں موجود ہیں جن میں شاعر لکھتا ہے کہ:-

اس کو خلافت علیؑ کا دن سمجھا جاتا ہے کیونکہ رسولؐ نے خود ہی جناب  
 امیر کو اپنی خلافت دے کر ان کی شرافت کا تذکرہ کیا۔ اس روز فرشتوں نے  
 مل کر اونٹ کے زینوں کے ساتھ آسمان کے منبر کو بھی سوار کیا کیونکہ پیغمبر کو  
 منبر پر چڑھ کر دادِ فصاحت دینی تھی۔ چنانچہ دو جنگ کے شاہ نے ترقی کو

من کنت مولا کہا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ  
آپ کے زنبہ کو ظاہر کیا۔ اس خوشی میں فرشتے منگل گاتے اور عرش  
مثدل بناتے ہیں کیونکہ شاہ نے اپنا فیض عنایت کر کے حضرت علیؑ  
کو سب میں افضل کیا۔

حق نے نبیؐ سے کہا کہ علیؑ کی یاد ناد علیؑ کے ذریعہ سے کر کیونکہ  
علیؑ میری قدرت کا یہ بہا مظہر ہے۔ قطبِ زمان نبیؐ کے صدقے سے  
علیؑ کی منقبت لکھا کرتا ہے کیونکہ دنیا و دین میں یہی اس کی سعادت کی  
نشانی ہے۔

[عیدِ غدیر شیعوں کے لئے عیدِ کبیر ہے اور خواج کے لئے باعثِ غم۔  
اس کو مل کر خوشیاں منانی چاہئیں۔ اس خوشی کے آگے دوسری تمام  
خوشیاں چھوٹی نظر آتی ہیں۔ تمام مومن شہانی کسوت زیب تن کرتے  
ہیں۔ اس عید میں ایک عالم کی میزبانی کی جاتی۔ مطرب گاتے اور محفل میں  
عبیر لائی جاتی۔ سب مومن اس عید میں بھائی بن کے صیغے پڑتے۔ اور  
تمام عیدوں کی خوشی اس ایک عید میں بھری ہوئی نظر آتی۔ اس عید کے  
طبل ساتوں جنتوں میں بجتے۔ اور چاند سورج اسی لئے جگمگ کر روشنی



پہنچاتے ہیں۔ اس عید کے دنوں کے سوا کوئی دن دعا کے قابل نہیں۔ اعلیٰ  
دعا کرتا رہے کہ الہی مجھ کو امن میں رکھ اور میرا ایمان درست رکھ اور دونوں

عالم میں میری مدد کر۔  
ایک نظم میں لکھا ہے۔

نبیؐ نے خلافت دے کر کہا کہ میرے بعد نبیہ رہیں جو تمام مومنوں اور  
مسلمانوں کے لئے دو عالم میں رہیں۔

آج علیؑ کے لئے خدا نے اپنی عنایت سے خلافت بھیجی جس کا اعلان  
عرشِ دکرسی اور نوآسمانوں کے منبر سے کیا گیا۔

علیؑ کفر کے توڑنے والے تھے اس لئے دین کی بنیاد لگ گئی۔ اگرچہ  
دین کے گھر میں تو علیؑ اس گھر کے نگہبان ہیں۔

سب اولیا ایک دل سے آپؐ کے معتقد ہو کر کہتے ہیں کہ ہم سب  
کے سر پر ولایت علیؑ کا چھتر سا یہ بان ہے۔

اس طرح جملہ آٹھ ائمہ میں حضرت علیؑ کی منقبت اور ان کی فضیلت کو قلمبند کیا ہے۔

شب برات | یہ ان موضوعوں میں سے ہے جن پر محمدؐ قطب شاہ نے دل  
کھول کر اپنی طبیعت کی جولانی دکھائی ہے۔ چنانچہ کلیات میں

اس کے متعلق دس نہایت دلچسپ اور اہم نظمیں موجود ہیں۔ محمد قلی کو پانی اور سبزہ کی طرح روشنی سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ وہ ہر اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جس میں اُسے جشن چراغاں سے لطف اندوزی نصیب ہو سکتی تھی اور شبِ برات میں تو وہ جی کھول کر چراغوں آتش بازیوں اور شانہ رنگ رلیوں میں منہمک ہو جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ :-

جہاں شبِ برات آئی کہ خوشی و خرمی کی روشنی تمام دنیا میں پھیل گئی  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شبِ برات اپنے ساتھ خوشیوں اور عشرتوں ایسی بڑی  
لے کر آتی ہے کہ ان کی روشنی سے تمام عالم جگمگانے لگتا ہے [چونکہ محمد قلی  
پر ائمہ معصومین کی نظر عنایت ہے اس لئے وہ نبی اور علیؑ کے کرم کی وجہ سے  
پھلتا پھوٹتا رہتا ہے۔ اور خود عیش و عشرت اس کی بارگاہ میں خوشی  
کے مارے ٹمٹمیاں بھانے لگتے ہیں] اسی وجہ سے خدا قطبِ شاہ کو  
شاہنشاہی کا رتبہ دے کر اس کی دہائی یا اس کی آفتابی کا اعلان تمام  
کائنات میں پھرانا ہے۔ اور اس کے دشمنوں کو دنیا سے نہایت و نابود کر کے  
مفقود کر دیتا ہے۔

دوسری نظم میں لکھتا ہے کہ :-

شب برات کی وجہ سے تمام راتوں کو شرف حاصل ہوا اور سب راتوں میں شب برات ہی کو شرف حاصل ہے۔ کثرتِ چراغاں کی وجہ سے رات ایسی منور ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہے بغیر سورج طلوع ہوئے دن نکل آیا ہے۔ زمین کے ان چراغوں کا عکس جب آسمان پر پڑا تو وہ بھی آئینہ کی طرح جھلکنے لگا۔ آتش بازی اور چراغوں کی وجہ سے دنیا ایسی روشن ہو جاتی ہے کہ اس اُجالے کو دیکھ کر آفتاب شرمایا گیا اور اسی شرم کے ایسے رات کو کبھی اپنا منہ نہیں دکھاتا۔

شب برات میں جو مہتاب چھوڑے جاتے ہیں تو ان کی تابانی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے نلکات میں آبِ حضرتِ گلشن میں جب پھول بازیاں چھوڑی جاتی ہیں تو زمین پر سو بج چاند اور تارے اتر آتے ہیں اور ان کی روشنی کی جھلک آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے قطب ستارہ کو ایسی تجلی بخشی کہ اُس نے رات کو دن سے زیادہ روشن کر کے چمکا دیا۔

یتیری نظم میں کہتا ہے :-

شب برات کی مبارک رات اپنے ساتھ اپنے روزی خوار و یا ملازمین  
یعنی خوشی عیش اند اور عشرت کو براتی بنا کر لے آئی ہے۔

محمد نے جنگ اُحد میں علیؑ کو ساتھ لے کر کامیابی مآل کی کیونکہ انکی تاؤ  
کے چکنے سے تاریکی کی فوجیں بھاگ گئیں۔

اس رات میں مشوقوں کے دہن پستے آنکھیں شکر کی طرح شیریں،  
اور ہونٹ گھڑوں کی مصری کی طرح نازک نظر آتے ہیں۔ اور ان کے  
چہرہ پر پسینہ کی بوندیں نخش کی طرح باریک نظر آتی ہیں۔

سہیلیوں کی کامل لگی ہوئی آنکھیں سیاہ باداموں کی طرح، تھوڑی  
سیب کی طرح اور وانت چارولیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

اسی طرح پوری نظم میں سہیلیوں کے حن اور لباس کی تعریف کی ہے۔ ان کا آتش بازی  
چھوڑنا اور اس کی جھلک سے ان کے جسم پر زیوروں کا جگمگا اٹھنا نہایت تفصیل سے  
بیان کیا ہے۔

چوتھی نظم کا تذکرہ بھاگ متی کے ذکر میں کیا جا چکا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ  
شب برات کی تقریب میں دربار اور ڈیوڑھی کی خاص خاص طوائفیں بڑے اہتمام  
کے ساتھ سج دھج کر کے اور شاہی طمطراق کے ساتھ اپنے اپنے مکانات سے آتی تھیں۔  
بھاگ متی کی نسبت تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ وہ جب دربار کو آتی تو اس کے ایک ہزار  
سوار اس کی جلو میں رہتے۔ جب اس کی معمولی آمد اس شان سے ہوتی تھی تو شب برات

کی تقریب میں وہ جو کچھ اہتمام کرتی کم تھا۔ اسی لئے بادشاہ نے اس مومنوع پر ایک خاص نظم لکھ دی ہے جس میں اس امر پر زور دیا ہے کہ :-

”وہ اپنے ساتھ آسمان کے مہر و ماہ سے زیادہ روشنی رکھنے والے  
لاکھوں چاند سوچ اپنے ساتھ لاتی ہے۔ کیا تعجب کہ زمین آسمان پر  
لاف زنی کرنے لگے کیونکہ وہ زمین کو صاف و شفاف آسمان کی طرح  
بھلکا دیتی ہے۔“

پانچویں نظم میں محمد علی لکھتا ہے کہ :-

شب برات پھر سے مبارک سلامت کی خبر لے آئی ہے۔ کیونکہ اس  
رات میرے بخت کا طالع سوچ کی طرح جھٹکنے لگتا ہے۔

میری سکی کے چہرہ کی روشنی کے سامنے اس عید کا آجا لاٹھ مانے لگتا  
ہے۔ اس عید میں ٹکھ اور اند کا نور از سر نو مجھ پر چتر کی طرح چھایا جا رہا ہے۔

دنیا دلہن بن کر اند کرنے والی دو شیراؤں کے ہاتھ سے مئے عشرت  
پلواتی ہے اور زہرہ الحان کے ساتھ بادشاہ کے لئے نغمہ گانے لگتی ہے۔

شب برات کے عیش کی آمد نے اپنے حسن کی ایسی جھلکاریں دکھائیں کہ  
دنیا کے دل میں پھر سے زندگی کا نور پیدا ہونے لگا۔

شاہ کی سب پیاریاں عید کا سنگار کرتی ہیں تاکہ بادشاہ کو ایک کا سنگار  
دوسرے سے زیادہ پسند آئے۔

آئند کے بھیدوں اور چادروں کی وجہ سے پیاری (ایک ماں  
سہیلی) میرے دل میں کھیلنے لگتی ہے کیونکہ وہ اپنے جوبن کے چمن میں  
خوشبو جہکالیتی ہے۔

نئی کے صدقے میں قطب شاہ کو ہمیشہ لاکھوں عیدیں دیکھنی نصیب  
ہوں، کیوں کہ عیسیٰ کی دعا اس کے لئے گل مسرت کی خوشبو لے آتی ہو۔  
چھٹی نظم میں بادشاہ نے اپنی ایک سہیلی پیاری کے آتش بازی  
کھیلنے کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ میں شب برات کی آتش بازیوں کے بہت سے  
نام بھی ہمارے لئے محفوظ کر دیئے ہیں۔ کہتا ہے :-

شب برات نے کوہ طور کے نور کو اب تمام عالم میں پھیلا دیا ہے  
اور خضر نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو آب حیات پلا دیا۔

شب برات اپنے ساتھ ساتھ خوشی کی براتیں لے آئی ہے۔ اور  
قطب شاہ ان براتوں کو لے کر رات اور دن انہ کے ساتھ گزرتا  
پیاری کا سرو قد ہوائی کی طرح (بلندی کی طرف مائل) اور اس کے



آٹھویں نظم طویل ہے اور اس موضوع کی اچھی نظموں میں شمار ہوتی ہے اس میں محمد قسلی لکھتا ہے کہ:۔

شبِ رات لے آ کر تمام عالم اس طرح روشن کر دیا ہے جس طرح  
نورِ موسوی کی وجہ سے دادی امین روشن ہو گئی تھی۔

آپ رخسار کی جھلکیں دکھا کر عاشقوں کی آنکھوں کو ایک نور سے معمور  
گلشنِ بنا دیا ہے۔ چونکہ اس رات کو زلفِ خواہاں کے ساتھ نسبت ہی  
اس لئے جس طرح معشوقوں کے جسم پر زیبائش و آرائش کی وجہ سے  
نور جھلکنے لگتا ہے۔ اسی طرح اس رات کو بھی نورانی لباس زیب تیا  
اس عید کی لطف اندوزی کی ہوں کا دنیا کو ضبط ہے کیونکہ اس  
محبت کی ہواؤں کے جھونکے تن اور من کو شگفتہ کر دیتے ہیں۔  
نبی کے صدقے میں اے قطب شاہ تو لاکھ سال خوش و خرم زند  
رہ کیونکہ تیری ہی وجہ سے اس عید میں شمعِ عیش روشن رہتی ہے۔

محمد قسلی کی ”شبرات“ سے متعلق تویں نظم شاعرانہ کمال کا بہترین نمونہ ہے۔  
یہ نظم نہایت مرتع ہے اور اس میں ایسی اعلیٰ پائے کی تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں  
کہ اس کو اردو شاعری کے شہ پاروں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ نثر میں اس کی



تمام خوبیوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم قوت تخیل کا کچھ نہ کچھ پتہ چل سکتا ہے  
وہ کہتا ہے :-

میری ماہ رویوں نے اپنے چہروں کی روشنی سے شبِ برات کو  
روشن کر دیا ہے۔ ان میں سے کوئی سوچ نظر آتی ہے کوئی چاند او  
کوئی ستارہ۔

ہر طرف سے ہر ایک نازنین نورتن کا لباس پہن کر آئی ہے تاکہ  
بادشاہ کے ساتھ چین میں نکلے۔ شرابِ عشق پینے سے ان کے جسم جھلکنے  
لگے ہیں۔ وہ اپنے نوجوان چہروں کے آب و رنگ اور آفتاب جیسی  
جھلک سے مہتاب کو بے تاب بنا کر نگلا رہی ہیں۔

نازنین اس انداز سے محو خرام ہے کہ اس کی زلفوں کے لہرانے  
کی وجہ سے خوشبو آسمان تک پہنچی ہے اور سارا آسمان مہک گیا ہے  
جس کی وجہ سے فرشتے فریفتہ ہو کر لاکھوں کی تعداد میں اتر آئے ہیں۔

ایک سے ایک کے لیٹان زیادہ خوبصورت ہیں جن پر سیاہ  
بادلوں کی لیٹیں ایسی نظر آتی ہیں جیسے پہاڑیوں پر کالے کالے باد  
چڑھائی کر رہے ہوں۔

نازنین کے رخسار مہتاب اور پھولوں کے ہار پھول جھڑیاں نظر آتے ہیں۔ اس کے دونوں بھوجا جہوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں۔

علیٰ جیو کہہ یہاں سے یہ حکم لے آئے ہیں کہ یہ جہان امن و اماں کے ساتھ ہمیشہ قطب زماں کے حکم کے تلے رہے۔

شب برات کی نظمیں کے سلسلہ میں آخری نظم آتش بازی کی بہت سی اصطلاحوں کی آئینہ دار ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ ان میں سے اکثر اصطلاحیں اب بھی رائج ہیں۔ اس نظم کے چند شعر ذیل میں درج ہیں جن میں اصطلاحوں کے نیچے خط کھینچا گیا ہے۔

ہوایاں سوکے، بنگر دیا چکراں جو	گھڑیاں بازیاں سواچہ بن کر لے
نین مستی کے گلزیاں سو بھر کر	نلی طاووس چک چمن کر لے
پھلی ناسک جھکنے تھے ہے شب را	دھرت کوں آج ننگوں کھن کر لے
لڑیا موتیاں کیاں تیر منے کیا جھلا	تو جھیاں تھے جگت درین کر لے

مذہبی عیدوں کے بیان کے آخر میں عیدِ رمضان اور عیدِ ضحیٰ کا کچھ ذکر بھی

ضروری ہے۔ کیونکہ اسلامی دنیا میں یہی عیدیں بہت اہم سمجھی جاتی ہیں۔

عیدِ رمضان | اس عید کی پہلی پہلی اور سرکاری و درباری مصروفیتوں کے متعلق تاریخوں سے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتیں

لیکن محمد قلی قطب شاہ کی نظموں سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں رمضان کا چاند دکھائی دیتا تمام قطب شاہی سلطنت میں لہو و لعب ختم ہو جاتے۔ شراب کی دکانیں اور سینڈھی خانے بند کر دیے جاتے۔ رمضان مبارک کے احترام کا یہاں تک خیال تھا کہ خود محلات شاہی میں بھی شراب اور عیش و عشرت موقوف رہتی۔

محمد قلی قطب شاہ خود روزہ رکھتا تھا اور اس کی تقلید میں تمام بیگمات و محلات شاہی بھی صوم و صلوة کی پابند ہو جاتیں۔ رمضان کے تیس دن گزر جانے کے بعد جب شوال کا چاند آسمان پر نظر آتا تو خوشی و خرمی کا اظہار کیا جاتا۔ عیش و عشرت کے شادیاں بچنے لگتے۔ مصری پسنے، بادام، دووہ اور کھجور خاص اہتمام سے منگوائے جاتے اور شیر خرا اور سیویوں سے ایک دوسرے کی ضیافت کی جاتی۔

ہر عید کے وقت بادشاہ اردو میں ایک نظم بھی لکھا کرتا تھا۔ چنانچہ اس وقت عیدِ رمضان کے متعلق سلطان محمد قلی کی گیارہ نظمیں موجود ہیں۔ جن میں سے چند کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی نظم میں وہ کہتا ہے کہ :—

اے ساتی لوگ کہتے ہیں کہ آج آسمان پر چاند دکھائی دیا اور تیار چنچ  
بنے نور کے ورق پر لکھ دیا کہ انگور کی کنواری یعنی شراب وصل مجھے ملنا  
چاہئے۔ ایک مہینہ سے میرا دل اس کا منتظر تھا اب کہیں چل کے تے  
چاند کا پیالہ حاصل ہوا ہے۔

اس موقع پر ساتی کنول کے پیالے میں گلال بھر کر چاروں طرف  
پھیر رہا ہے تاکہ گلرخوں کے گالوں کو لال لال کر دے۔ اور سکیوں سے  
پوچھے کہ خود تمہارے ہونٹوں میں تو مصری شیر خرما اور پیستے موجود ہیں  
پھر تم روزے کیوں رکھتی ہو۔

اے محنت آج تو یہ نہ کہہ کہ جے پینا شرع میں منع ہے۔ اے ساتی  
اپنے فلکین ہونٹوں کے بوسے دے اور شراب کو حلال بنا دے۔

ایک دوسری نظم میں لکھتا ہے :—

چاند نے عین عید کی آمد کی بشارت دی اور بہوں بن کر ساتی کو  
اشارہ کیا کہ شراب پلائی جائے۔

ہونٹوں کے شراب خانے کو قفل پڑا ہوا تھا اس کو آنکھوں کے خطِ سر کی

کو بخی سے کھول کر عمارتِ دل کی حالت دکھا دی۔ (یعنی ہونٹوں سے  
بوسے دیکر دل کے جذبات کو ظاہر کیا)

شراب کی چھیلی جو ایک ماہ سے چھپی ہوئی تھی اس نگار کو عید نے  
آکر اور مشاطہ بن کر آج دکھا دیا۔

مجھے چاہئے کہ اب اطمینان سے پیر میٹھاں کی سیوا کروں، کیوں کہ  
اس نے مجھے خانے کی اجازت دے دی۔

محمد نبی کے فیض سے آج عید نے آکر محمد قطب کو مجلس کی صدارت  
عطا کی۔

تیسری نظم کا خلاصہ ہے :-

عید کی رات جلوہ گر ہوئی اور روزوں کے دن گزر گئے۔ اس لئے  
لے ساتی نئے چاند جیسے ساغروں میں شراب پھر۔

میں بہت دن سے صوم و صلوٰۃ کی پابندی کی وجہ سے زہد بیانی  
کا ترک ہو کر بدنام ہو رہا تھا اس لئے اب تو مجھ پر پائے پلا کر  
مجھے نیک نام کر۔

(ماہ رمضان کی وجہ سے) صراحتی رست ہو کر سرکشی کرنے لگی تھی

لیکن اب پھر خام کی طرف جھک جھک کر سلام کرنے لگی ہے۔  
 ان تئیں دنوں کا خمار توڑنے کے لئے اے ساتی تو مجھے کم کم شراب دے  
 بلکہ دم بہ دم پیالے بھر بھر کر دیتا جا۔

نبی کے صدقے میں قطب شاہ کو مے پلہور ملی اور امام کے صدقے میں کوثر  
 سے بھرا ہوا ساغر مل گیا۔

دوسری نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے روز خوشی کے دما مے اور طبل بجائے  
 جاتے ہیں۔ لوگ باغ کے پھولوں کی طرح شگفتہ ہو جاتے ہیں اور متوالوں کی طرح ایک دوسرے  
 سے ملتے ہیں۔ سب لوگ رنگین لباس پہنتے ہیں اور سیویوں اور شیر خرا سے بھر پور  
 پیالے پیتے اور پلاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ آج سے ساڑھے تین سو سال قبل بھی رمضان کی عید میں  
 شیر خرا اور سیویوں کا دستور تھا۔ ایک نظم میں تو رمضان کی عید کو سیوی کی عید لکھا ہے  
 چنانچہ کہتا ہے :

عید سیوی لیا سیا خوشیاں اند اس انداں سوں کریں خواہاں اند

شیر خرا، بادام اور پستوں وغیرہ کا ذکر ان اشعار میں ملتا ہے :

۱۰ ابان شیر خرا پستے، شکر اور مھر کیوں روزے رکھتی تکیا کر کر سوال ساقی

نرم خوشیاں سوں شہوے کی سیو یا پھر پری ساقی پلا پیا کہ تھا ہلالِ عید  
 تنج خندہ کا شکوے منجے شیر خرے میں شربت پلا او صرستے گھلایا گلالِ عید  
 شیر خرا قند باداں پستے جیواں ملا کر  
 صنعت ہوں کیتا صانع لب لال مومناں کے

**عیدِ قرباں** عیدِ رمضان کی طرح بقرعید سے متعلق بھی تاریخوں میں کوئی مطلقاً  
 درج نہیں ہیں۔ لیکن محمد قلی نے اپنے کلام میں اس عید کی  
 سحر و جیتوں کو بھی زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ اس موضوع پر اس کی گیارہ نظمیں ہمیں  
 دستیاب ہوئی ہیں۔ جن میں سے دو تو نہایت اعلیٰ پایہ کے قصیدے ہیں۔ اور عجیب  
 بات یہ ہے کہ ایک قصیدہ میں تو اس نے اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ  
 شاید ”سورج میری اس مجلسِ عید کی تاریخ نہ لکھے پھر قصہ خواں اس شاندار عید کے قصے  
 کیوں کریں ان کرے گا“

عیدِ قرباں کی نظموں میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کے واقعات کی لمحوں  
 جج کے لئے سفر کعبہ کی وجہیت اور حج اکبر کی فضیلت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنی  
 مجلسِ آرائیوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور یہ تمام حمد و پارسا نامہ بھی عیدِ قربی

تقسیم کی جاتی تھی اس کی طرف کئی جگہ اشارہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے چند سال قبل تک حیدر آباد میں بچوں کے لئے عیدی لانے کا جو طریقہ رائج تھا وہ محمد قلی کے عہد میں عام طور پر موجود تھا۔ اس عید کی تقریب میں بھی محمد قلی مجلس آرائی کرتا تھا اور پھولوں اور خوشبوؤں سے اس کی محفل ممکنہ لگتی تھی۔ تمام ملک میں عام طور پر لوگ دعوتیں مناتے، میٹھوں کے کیا بکھلائے جاتے، یاہ چی خانوں میں آگ ہمیشہ روشن رہتی اور راتوں پر ہر طرف عزیز و اقارب کے لئے حصوں کے خوان جاتے دکھائی دیتے۔ دسترخوانوں پر چنت کی نعمتیں چن دی جاتیں جن کو دیکھ کر ترلوک بھی حیران رہ جاتے۔ لوگ تووں پر کیا بکھلتے تلتے آفتاب کو بھی ایک تو اسمبھنے لگتے۔ عید بقرہ کی پہلی نظم میں وہ لکھتا ہے:۔

میرے لئے خوشیوں کے ساتھ بقرہ عید کی خبر بھی آئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بقرہ عید میری خوشیوں پر سے قربان ہونے کے لئے آ رہی ہے۔

پھول میری مجلس سے رنگ پا کر سہانے دکھائی دیتے ہیں کیوں کہ اس محفل میں باقی اپنی آنکھوں کے پیالوں سے شراب پلا کر مجھے رجماتا ہے۔

سہیلیاں جامہ محبت کی رنگینیوں سے خود کو سنوارتی ہیں کیوں کہ بقرہ عید کی آمد آمد سے تمام دنیا میں طبل عشرت بجنے لگتے ہیں۔



میری مٹی کی ماتی سکیوں کے ساتھ عشق کا کھیل کھیلنا مجھے زیب دیتا ہے۔  
اور دنیا اس عشق کو دیکھ کر اچھٹے میں رہ جاتی ہے۔

چونکہ مجھے آند اور خوشی کے راگ اور رنگ زیب دیتے ہیں اس لئے عید کی  
مستی میرے قدموں پر اپنا سر رکھ کر میرے دل کو راضی کر لیتی ہے۔

نئی کے صدقے میں قطب شاہ کو ہمیشہ عید مستانہ زیب دیتی ہے کیونکہ  
میرے سر پر ہمیشہ چتر شاہی سہانا نظر آتا ہے۔

اسی طرح جملہ نظموں میں عید کی تیار یوں خوشیوں اور رنگ ریلیوں کی طرف  
شاعرانہ انداز میں اشارے کئے گئے ہیں۔ اور قربانی کے لحاظ سے دشمنوں اور مخالفوں  
کے بادشاہ پر سے قربان ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

پانچویں نظم ذرا طویل بھی ہے اور اہم بھی۔ اس میں بادشاہ نے اپنے شاہانہ  
جاہ و جلال فاتحانہ سطوت و اقبال اور عید کے کروڑوں بڑے کمال سے ظاہر کیا ہے۔  
وہ کہتا ہے:-

لے بادشاہ بقر عید آئی ہے تاکہ دشمن تجھ پر سے قربان کر دے مجھ  
زمین خوش دل آسمان خوش حال اور تمام جگہ شاد و خنداں ہے۔  
چونکہ تو ابراہیم کا تیسرا فرزند ہے اس لئے حضرت اسماعیل کی طرح

حق تعالیٰ تیری اوزیرے دونوں کی اپنی مہربانی سے ہمیشہ نگہبانی کرتا ہے۔  
تو علیؑ کا شیر ہے اس لئے تیرے رعب و جلال اور ہیبت کی وجہ سے  
آسمان کے شیر (اسد) کو مریخ تجھ پر سے زبان کر دیتا ہے۔

خدا نے تمام ہندستان کو عیدی کے طور پر تجھے دے دیا ہے اس لئے  
تیرے ملک میں قیامت تک روز بروز آبادی بڑھتی رہے گی۔

جو کوئی تیرا موافق نہیں وہ محمد (محمد علی) کا دشمن ہے اور جو محمد کا دشمن  
ہوتا ہے وہ ہمیشہ غار اور پریشان رہتا ہے۔

تو موسیٰ کی طرح ہے تیری تلوار عصائے موسیٰ کا کام دیتی ہے اور تیرا  
چہرہ بد بیضا کی طرح روشن ہے۔ تو عیسیٰ کی طرح ہے، سوج تیرا گھوڑا ہے  
اور آسمان تیری جولا نگاہ ہے۔

تیری بزم میں داؤد کی طرح ہمیشہ نغمے سنائی دیتے ہیں اور خوشیوں پر  
خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔

خدا نے تمام پرپیوں دیووں اور وحوش و طیور کے علاوہ انسان اور  
جن اور چاروں عنصر کو بھی تیرے حکم کے تلے کر دیا ہے کیوں کہ تو سچ مج  
سلیمان ہے۔

اگر تیری تلوار کا عکس دشمن پر پڑ جائے تو اس کے جیم کا خون جیم کر عقیق  
اور لعل و مرجان بن جائے۔

جو کوئی تیرا دعا گو ہے اس کے لئے تمام دنیا دعا کرتی ہے اور جو کوئی تیرا  
شناخواں ہے تمام عالم اس کی ثنا کرتا ہے۔

اے قطب شاہ نبی کے صدقے میں کچھ اس طرح گھر گھر خوشی اور جبکہ جگہ  
اطمینان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تیرے گھر میں بقر عید لاکھ سال کیلئے  
مہمان بن کرائی ہے۔

غرض بقر عید کی تمام نظمیں اور دونوں قصیدے بھی نہایت دل چسپ ہیں  
اور تعجب ہوتا ہے کہ اس یک گوشہ خشک موضوع پر بھی محمد قلی نے کس خوبی سے طویل  
نظمیں لکھی ہیں۔

## نوروز اور بسنت

یہ بات پہلے بھی بیان کی جا چکی ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے حیدرآباد میں ایک بین قومی فضا کی ترویج میں بڑا حصہ لیا تھا اور ملک کے جملہ طبقتوں کا دل موہ لیتے کے سلسلے میں تو وہ اپنے باپ سلطان ابراہیم سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ اس کا لباس وضع قطع اور معاشرت بالکل ہندوستانی تھی۔ یہ واقعہ ہے کہ اگر ابراہیم کے بی محمد قلی جیسا حکمران تخت نشین نہ ہوتا تو گولکنڈہ کا بین قومی تمدن اس انتہائی عروج کو نہ پہنچ سکتا جس کی وجہ سے سرزمین وکن اب تک مشہور ہے۔

اس بین قومی تمدن کے پیدا کرنے کے لئے محمد قلی نے مذکورہ خالص اسلامی عیدوں کے علاوہ اور بھی تقریبیں زور و شور سے رائج کیں جن میں نوروز <sup>بسنت</sup> اور آمدِ پرسان کی تقریبوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ موخر الذکر کا تذکرہ آئندہ ایک علیحدہ عنوان کے تحت کیا جائے گا یہاں صرف نوروز اور بسنت کی مصروفیتوں کی نسبت کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

افسوس ہے کہ ان دونوں موضوعوں کے بارے میں تاریخوں سے کوئی مدد

ملتی۔ ان کے متعلق ہماری معلومات کا واحد ذریعہ کلیات محمد قلی قطب شاہ ہے۔

**نوروز** عید نوروز کے موضوع پر محمد قلی کی تین نظمیں اور دو اعلیٰ پایے کے قصیدے دستیاب ہوئے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس روز وہ کسی مذہبی عید سے کم خوشی نہیں مناتا تھا۔

ان نظموں میں شاعر نے علم نجوم کی اصطلاحوں کا دل کھول کر استعمال کیا ہے۔ اور برج حمل میں آفتاب کی تحویل سے متعلق شاعرانہ انداز میں خیال آرائی کی ہے۔ سمجھایا جاتا ہے کہ جب آفتاب بارہ برجوں کی گردش کرتا ہوا خط استوا پر آجائے تو ایک پورا سال ختم ہوتا ہے اور جس روز آفتاب یازمین کا ایک دو ختم ہو کر نیا دور شروع ہوتا ہے اس کو نو سترہ کہتے ہیں اور اس دن دوسرے تمام سیارے جن جن مقامات پر ہوں ان کے لحاظ سے آنے والے پورے سال کے حالات کے متعلق پیش قیاسی کی جاتی ہے۔ گو لکندہ کے ماہر ان علم نجوم پر نوروز کی خاصیتوں اور اس کے اثرات کے متعلق دربار میں تفصیل سے معلومات پیش کرتے تھے جن کی بنا پر نوروز کے ساتھ ہی یہ سمجھا جاتا تھا کہ دنیا ایک نئی کروٹ بدل رہی ہے اور یہاں کی ہر چیز اب نر و تازہ اور نئی ہو جائے گی۔ آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے کے وقت کو نہایت مسودہ کجہ کرا اور دو وظائف پڑھ جانے اور دعائیں کی جاتیں۔ ان سب باتوں کو محمد قلی نے اپنی

نظموں میں پیش کیا ہے۔

چنانچہ پہلی نظم کے چند شعروں کا خلاصہ یہ ہے :-

نورانی نوروز نور کے جلووں کے ساتھ آیا اور جل اس کے شایان شان  
لوازم سے آراستہ ہو گیا۔ تمام عالم میں نور جھلک رہا ہے اور سارا چین چاند  
کی طرح جگمگ کر رہا ہے۔ ہر طرف ہر قسم کی چیزوں کی ہوا بند ہی ہوئی  
ہے۔ اور ہزاروں ہرے بن لہلہا رہے ہیں۔ بادشاہ کی سہیلیاں ایک  
دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ملائے چین میں صف در صف انفعالاتی جا رہی ہیں  
گویا عقد ثریا جیسے ستارے اتر آئے ہیں جس طرح آفتاب اور برج حمل  
کی قربت سے نئے نئے اثرات پیدا ہوتے ہیں اسی طرح  
قطب شاہ اور قدرت خدا کی قربت سے قاف تا قاف قطب شاہ کا حکم  
جاری کر دیا ہے۔

اس نظم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے دوسرے شعر کے اکثر لفظ حرف ج  
سے 'تیسرے' کے م سے، 'چوتھے' کے ک سے، 'پانچویں' کے ہ (ہائے ہوز) سے، 'چھٹے'  
کے س سے، اور ساتویں کے ق سے شروع ہوتے ہیں مثلاً :-

۱۳۔ ہر مدستی سیاسوں منوہر      بدن من کی مجلس میں مہتر منڈایا۔۔۔ م

۱۵ ہوا ہے ہوا ہر طرف ہر جہت کا ہوس سوہرے بن ہزاروں ہلایا ..... ۸  
 ۱۶ قرب سوں قطب شاہ قدرت خدا سوں قضا قوس تجھے قاف تا قاف پایا ..... ق  
 دوسری نظم ذرا طویل ہے اور طویل بحر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں نوروز کی وجہ  
 سے دنیا پر جو سرسبزی، تروتازگی، اور رونق پیدا ہو گئی ہے اس کا نہایت خوبی اور  
 تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ :-

نئے نورنگ کے نوروز نے نہ صرف کلی کلی کو کھلا دیا ہے بلکہ ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ حسین عورتوں کے جو بن بھی پھر سے بہار پر آگئے ہیں۔ پھولوں کے  
 خوش رنگ پیالوں کو شبنم سے دھو کر ان میں گلابی شراب بھر کر سبز رنگ  
 نہالوں جیسی حسینوں کے ہاتھ سے پلا رہا ہے۔

چمن میں بلبلیں جگہ جگہ ایسی دکھائی دے رہی ہیں جیسے حسینوں کی  
 آنکھوں میں تلیں۔ پھولوں کے گچھوں میں کالے کالے بھونرے ایسے نظر  
 آتے ہیں جیسے کالی کوئلیں ہری ہری ڈالیوں میں اڑتی پھر رہی ہوں۔ ....

---

تیسری نظم میں بھی اسی طرح کے مضامین باندھے ہیں۔ اور کہتا ہے اس سال  
 پھر نوروز خوشیوں کی بشارت لے کر آ رہا ہے کیونکہ اب کے برج حمل میں اس کا

شرفِ عزم ہی ظاہر کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے میرے دل کے چین میں امیدوں کے پھول کھل گئے ہیں۔ وغیرہ

نوروز کے موضوع پر محمد قلی قطب شاہ کے قصیدے نہایت اعلیٰ پایہ ہیں۔ اور یہ دونوں قصیدے اس کی انتہائی خوشی اور مسرت کے ترجمان ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ایسے موقع پر لکھے گئے ہیں جب نوروز اور عیدِ رمضان ایک ہی روز یا قریب قریب آئے تھے۔ دونوں قصیدے چونکہ ایک ہی موضوع پر ہیں اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا ایک ہی وقت میں یہ قصیدے لکھے گئے تھے یا دو دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا تھا کہ نوروز اور عیدِ رمضان مل کر آئے تھے۔ پہلا قصیدہ سنییتیں اشعار پر مشتمل ہے۔ اور اس میں صاف طور پر عیدِ رمضان اور نوروز کے ساتھ ساتھ آنے کا ذکر درج ہے۔ اس کے چند اشعار کا خلاصہ یہ ہے:-

اے بادشاہ نوروز عید کے روزا کر عید کے آنے کی خبر لے آیا ہے اور ہم سے سکھ کا کاروان اپنے ساتھ لے کر گویا عید کے اہتمام کا سامان لایا ہے۔  
تمام عیدوں کے دنوں میں یہ روز عید اچھا ہے اس لئے نیشکر کی طرح اپنی کمر باندھ کر عید کا خراج لے آیا ہے۔



یہ عید اتنی اچھی ہے کہ اس میں دوسری تمام عیدیں غلامی کا حلقہ اپنے کان میں ڈال کر عید کا گلدستہ پکڑی کھڑی ہیں۔

ان دونوں شعروں میں محمد قلی نے اپنی عیدوں کے رسم و رواج کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ کس طرح اس کے ماتحت راجا اور امرا لشکر کی طرح کمریں باندھ کر سلطنت کے خراج داخل کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح شاہی تقریبوں اور مجلسوں میں غلام (جن کے کانوں میں حلقے پڑے ہوتے) اپنے ہاتھوں میں گلدستے لئے کھڑے رہتے تھے۔ روز عید اور نوروز کے ساتھ ساتھ آنے کے متعلق اور دو شعروں میں کہتا ہے:-

یوم عید کے پہلوں میں نوروز کے پھول بھی کھلے ہیں اور ان پھولوں کی خوشبو کی وجہ سے دل عید کی طرف راغب ہو گیا ہے۔

نوروز اور یوم عید آپس میں بھائی پن کا صیغہ پڑھ کر ایک ہو گئے ہیں اور عید کی خوشیاں اپنے ساتھ لائے ہیں۔

اس قصیدے میں ماہرین نجوم کے اس خیال کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ جب آفتاب برج حمل میں داخل ہونے لگتا ہے تو اس کو ساعت نیک کہتے ہیں اور اس مبارک وقت میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے ماہرین نجوم کہتے ہیں کہ اس وقت صاف و پاک جگہ پر خوشبودار بخور روشن کر کے اور پاک و صاف لباس پہنکر

کسی اسم الہی کا درو کریں اور آخر میں حصول مدعا کے لئے دعا مانگیں تو وہ ضرور بامراد ہوتی ہے۔ چنانچہ اس مسعود وقت کے لئے عامل لوگ منتظر ہا کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں بڑے روپے کماتے ہیں۔ اسی لئے محمد قلی کہتا ہے کہ :-

اس عید کے روز اسید کے پھول کھل گئے ہیں اس لئے دعا مانگو۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے دنوں کے مقابلے میں یہ دن بہت نمایاں ہے۔  
دعا کرو کہ امن و اطمینان کی بارش ہونا کہ میرے درخت ہرے ہو جائیں  
اور میرے دل کے چین کی روشنیوں میں گل وریحان کھلنے لگیں۔

عید نوروز سے متعلق دوسرا قصیدہ ناقص الاول معلوم ہوتا ہے اس میں جملہ گیارہ شعر ہیں۔ اس سال غالباً پنجابیوں نے بادشاہ کو خبر دی تھی کہ اس کے زائچہ کے لحاظ سے یہ نوروز بہت ہی مبارک و مسعود ہے کیوں کہ اس کے برج میں زہرہ اور مشتری واقع ہوتے تھے۔ بادشاہ خوش ہے اور یہ قصیدہ ایک طرح کا نعرہ مسرت ہے جس میں شاعر پکاراٹھتا ہے کہ :-

خدا مجھے عید کی جیسی راتیں اور نوروز جیسے دن عطا کرتا ہے اور میرے دل کی بلبل کے لئے نئی نئی عشرتوں کے پھول کھلاتا ہے۔

لیکن پھولوں کی عید اور چیز ہے اور نوروز کی خوشی اور۔ کیونکہ نوروز

کدوہ سے ساقی میش کی طرح اندازی کر کے میرے دل کو محبوبہ سے ملا دیتا ہے۔

چونکہ میرے برج میں زہرہ اور مشتری آئے ہیں اس لیے اس دفعہ نوروز

کو بڑائی حاصل ہو گئی ہے اور وہ نوروزی صفائی بخش رہا ہے۔

اے مرغ دل ذوق و شوق سے پرفتناں ہو کہ نوروزی برائیں آئیں جو

بہت بد غم کی برائوں کو پھاڑ کر تباہ کر دیں گی۔

است | اس عید کی تقریب میں بادشاہ کی نو نظیں ملی ہیں جن میں ایک تو

فصیدہ ہے اور دوسری نظم بقدر عید اور بہشت دونوں کے ایک ساتھ آئے پر لکھی گئی ہے۔

بہشت در اصل ہندوؤں کی عید ہے جو موسم بہار کی آمد پر منائی جاتی ہے۔

ہندوستان میں بہار کا موسم وسط مارچ سے مئی تک سمجھا جاتا ہے جب کہ پھول کثرت سے کھلتے ہیں۔ بہشت اصل میں سنکرت لفظ و سنت ہے جس کے معنی ہیں سال کی

پہلی فصل جو چیت اور بیا کھ تک رہتی ہے اس زمانے میں چونکہ پھولوں کی کثرت

ہوتی ہے اس لئے ہندو پھول جمع کر کے دیوتاؤں کے مندروں یا ٹالابوں کو لے جاتے

تھے۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہ ایک عید یا میلان گیا۔ جس کو حضرت امیر خسرو کے زمانے

سے دلی کے مسلمانوں نے بھی منانا شروع کر دیا تھا۔ اور وہاں بزرگوں کی درگاہوں پر

مسلمان پھول لے جا کر چڑھاتے تھے۔

محمد قلی قطب شاہ نے گو لکندہ میں اس تقریب کو خاص اہتمام اور شان و شوکت سے جاری کیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ہندو مت نیرت کو بہت پسند کرتا تھا بلکہ اسکی طبیعت عیش و عشرت کی طرف زیادہ مائل تھی اور اس عید میں اس کے فطرتی رجحانات اور دل کی انگلیں جس خوبی سے ظاہر ہو سکتی تھیں شاید ہی کسی اور تقریب میں ہو سکتیں۔ موسم کا اثر انسان کی طبیعت پر ضرور پڑتا ہے۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے ماحول کا بندہ ہوتا ہے۔ پھر محمد قلی جیسا حساس انسان جو اپنے اطراف و اکناف کی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے متاثر ہوتا تھا! فرق اتنا ہے کہ وہ ماحول کا بندہ بننے کی جگہ اس خوش اسلوبی سے اپنے ماحول کو کام میں لاتا تھا کہ صبح معنوں میں اس کا آقا بن جاتا۔ اس کی رعایا میں ہندوؤں کی کثرت تھی اور اس کے محل میں بھی ہندو عورتوں اور ملازموں کی کمی نہ تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہی کی خاطر بسنت نہیں مناتا تھا بلکہ خود اپنی خاطر اس تقریب میں بے تکلفی سے حصہ لیتا تھا۔ بسنت کی نظموں میں اس نے جس بے ساختگی اور رنگینی کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اپنی آپ نظیر بے بسنت کی آمد آمد کے ساتھ وہ پھولوں نہیں سماتا تھا۔ چونکہ اس موسم میں شہوانی جذبات بھی براہِ گنجتہ ہو جاتے ہیں اس لئے ان نظموں میں بعض جگہ اظہار خیالات کے لئے وہ بہت

عریاں سیرایہ بھی اختیار کر لیتا ہے۔ اس خصوص میں وہ عہد حاضر کے شبابی شاعروں کی بہت شاہد ہے۔ ان نظموں سے پتہ چلتا ہے کہ محمد قلی اس موسم میں پھول کھیلنے کے علاوہ اپنی محبوباؤں اور کنیزوں کے ساتھ جی کھول کر رنگ بھی کھیلتا تھا۔ محلوں اور باغوں میں پھولوں کے انبار جمع کر دیئے جاتے تھے اور حوضوں کو رنگوں سے بھر دیا جاتا۔ جن بے تکلف جلوں میں راگ، رنگ، اور شراب و شاہد کے افراط کے ساتھ محمد قلی جیسا رنگیلا بادشاہ ہو ان کی رنگینی کا کیا پوچھنا! لیکن ان رنگینوں اور رنگ ریلیوں کی کامیاب ترجمانی بڑے سے بڑے شاعر سے بھی ممکن نہ تھی۔ یہ تو محمد قلی ہی کا حصہ تھا۔ دنیا کا کوئی شاعر اپنے کلام میں اپنی زندگی کو اتنا عریاں نہیں پیش کر سکتا تھا جتنا محمد قلی نے کیا۔ اس کا کلام اس کے قلب کی گہرائیوں سے نکلتا تھا۔ اس کو مبالغہ، انصاف، یا آورد کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ وہ ریاکاری کے ذریعے سے خود کو پاکباز یا زاہد و فاضل ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے ہر جگہ خود کو ایک رند شاہد باز ظاہر کیا ہے۔

قلعہ گو لکنڈہ سے متعلق نئے قلعہ میں جو پر فضا تالاب اور وسیع مرغزار ہے اس میں اب بھی بسنت کے زمانے میں ایک میلہ لگا رہتا ہے۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر سے ہندو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور پھولوں کی ٹوکریاں لئے ہوئے گاتی اور اٹھلاتی چلی آتی ہیں۔ چونکہ یہ عہد قطب شاہیہ میں ایک سرسبز و شاداب باغ تھا اس لئے

یقین ہے کہ محمد قلی کی بسنت کی مجلسیں یہاں بھی منائی جاتی ہوں گی اور آج بھی جب کہ محمد قلی کو اس دنیا سے گزرے تین سو اسی برس گزر گئے اس جگہ ہر سال بسنت میں میلہ لگارتا ہے۔ یہاں کی چل چل پہل موسم کی تروتازگی اور ماحول کی شگفتگی دیکھ کر خیال گزرتا ہے کہ کیا تعجب ہے جو محمد قلی جیسے بسنت کے شہزادی کی روح اب بھی اس پر کیف منظر کے دیکھنے کے لئے اس پہلے میں شریک رہتی ہو۔

بسنت کی نظموں میں سب سے پہلے قصیدہ بسنت قابل ذکر ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو فخر ہے کہ اس نے اس میں بڑے اچھے شعر نکالے ہیں۔ چنانچہ آخر میں وہ کہتا ہے کہ خدا نے تجھ کو فن شعر میں ایسی نزاکت بخشی ہے کہ اے معافی شہ ہوتا ہے کہ شعر تیرے ہیں یا خاقانی کے۔

اس قصیدے کا آغاز بسنت کی آمد آمد کے ذکر سے کیا ہے اور لکھتا ہے:-

بسنت کا پھول یا قوتِ رمانی کی طرح کھلا ہے اس لئے اے سہلیو!  
سب مل کر بسنت کو اپنے یہاں ہمان رکھو۔

بسنت کی رُت نے اپنے ساتھ خوشیاں لاکر فراق کی آگ کو بجھا دیا،  
اے نولیو آج ایک نئی مجلس شاہانہ ترتیب دو۔

بسنت کی آمد آمد کی وجہ سے تمام درختوں کو جواہر کی طرح پھول لگے ہیں۔

تاکہ تم اپنے پیار پھولوں کو موتیوں کی طرح بچھاؤ کرو۔

اے ساقی! بسنت کے پھولوں پر کی شبنم کو شراب کی طرح صراحی میں  
بھرنے لانا کہ اس شراب کے پینے سے ایسی منہ می ہو کہ ہمارا رنگ نورانی ہو جائے۔  
صرای سے شراب اندھیلے وقت غلغل کی ایسی آواز نکلتی ہے گویا بادل  
مست ہو کر گرج رہا ہے۔ اس غلغل کی آواز کو ایریساں کی آواز سمجھ کر پیالہ پیٹے جاؤ۔  
اے ساقی! شراب پلانا تاکہ مجھ کو کشف ہونے لگے کیونکہ شراب مکی وجہ  
سے مجھے پوشیدہ راز بھی نظر آنے لگتے ہیں۔

عنبر، عود، مشک، زعفران کا رت آیا ہے اسی وجہ سے ان سب کی خوشبو  
دنیا کو گلستان بنا رہی ہے۔

اے ہیلیبو! تم سب مل کر چاند اور سورج کے حوض خانوں کو بھی آب حیات  
سے بھر دو تاکہ ہم افشانی رنگ کھلیں۔ بسنت کے پھولوں کی مالابہن کر چیں  
صحن میں نکلی آئی ہے جس کے پھولوں کے نقش و نگار کو دیکھ کر مانی بھی حیران ہے۔  
سورج کی کرنوں کو پھولوں کی چھڑیاں بنا کر ہم ایک دوسرے کو مارتے  
ہیں۔ ہیلیبو! کے ساتھ پھیل خدا کرے کہ میں ہمیشہ کھیلنا رہوں۔“

اس نظم کو لکھتے وقت بادشاہ خوشی کے مارے اتنا آپے سے باہر ہو جاتا ہے کہ

اس کو اپنے دشمنوں کی شکست اور اپنی کامرانی یاد آ جاتی ہے اور کہتا ہے کہ :-  
 قطب شاہ پر مصطفیٰ اور مرتضیٰ کی نظر ہے اسی لئے اس کے دشمن کی  
 پیشانی پر حرفِ پشیمانی لکھ دیا گیا ہے۔  
 ان کے دشمنوں پر ازل ہی سے لعنت بھیجنا واجب ہے خواہ وہ  
 مرقدی ہوں یا بخارائی یا ملتانی۔

نظموں میں پہلی نہایت پر لطف ہے اس میں اس نے اپنے بسنت کھیلنے کا طریقہ  
 اور اس کے رسوم سب صاف صاف بیان کر دیے ہیں۔ یہ نظم جذبات کے اظہار سے  
 معور ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب بادشاہ اور اس کی سہیلیاں بسنت کھیلتی تو  
 تو سطر بان محوش گلو اس نظم کو گاتی رہتی تھیں۔ وہ لکھتا ہے :-  
 ”اے پیارے! آؤ عشق کی بسنت کھیلیں کیونکہ تم چاند ہو اور میں نارا ہوں۔  
 میرا جسم خالص کندن کی طرح چمک رہا ہے اور میں سنگار کر کے اور ہر طرح کے  
 چھند بند کے ساتھ تیار ہوں۔

ہم اور ہمارا ساجن اس طرح بسنت کا رنگ کھیلیں جیسے آسمان شفق کی  
 وجہ سے رنگِ رنگ ہو جاتا ہو۔



شفق کے رنگ کے پیچھے سے جس طرح تارے بھٹکنے لگتے ہیں اسی طرح  
 ہمارا سورج کی کرتوں جیسے زر کے تاروں سے بنا ہوا لباس بھٹکنے لگا۔  
 پیاری بخت کو پیالے کے قدموں سے مل کر لے آئی اور کچھ اس طرح  
 بخت کھلی کے رنگ رنگ کو سنگار حاصل ہو گیا۔  
 اپنے جوین کے خوض خانوں میں عشق کا رنگ بھر کر جسم کے رویں رویں میں  
 بجلی کی رود وڑا دیتی ہے۔

رنگ سے بھگی ہوئی چولی میں سے سرپٹیاں رات کی نشانی بن کر  
 سیاہ نظر آتی ہے اور اس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ سورج (جیسے پستان) کے  
 بیچ میں رات کو کیسی جگہ مل گئی۔

بختی رنگ کے جسموں اور کندنی گالوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 کیسر کی آگ کی بہار پھل پھل رہی ہے۔

نئی کے صدقے میں قطب شاہ نے ایسی دھوم دھام کی بخت کھلی  
 کہ تینوں عالم رنگیلے ہو رہے۔

---

بعد کی دونوں نظموں کے بعض مصرعے پڑھے نہیں گئے۔ ان نظموں میں محمد قلی

لکھا ہے کہ بسنت کی ہوا آئی اور سکیوں کے تن مشک و زعفران کی خوشبو سے معطر ہو گئے۔  
 چاروں طرف ہرے رنگ کی ہوا چھا گئی۔ کوئیں نغمے گانے لگیں۔ سور کی اچھے رس  
 دالی آواز عالم کا دل بھانے لگی۔ طرح طرح کے گلابی رنگ کے لباس رنگیلی پھیلیوں  
 کے قد پر زیب دینے لگے۔ اور مونیوں کی بارش عجیب منظر دکھانے لگی۔ پیپہا  
 میٹھے میٹھے گیت گانے لگی۔ پھول جیسے ہونٹوں کے پیالوں سے شہد جیسا رس  
 ملنے لگا۔ پیاری اور پیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سرو کے بن میں گلاب کے پھولوں کی مالا  
 پہن کر نکلے۔ کوئیوں کے گلے اچھے اچھے نغمے الاپنے لگے کہ تن تن تن تن تن تن  
 تلالا۔ ایسے گوسائیں کی ہمیشہ سیوا کرنا چاہئے جو نحوست کو دور کر کے نہال کر دیتا ہو۔  
 قطب شاہ کو بسنت کھیلنا اور عیش منانا ہوا دیکھ کر کیا تعجب کہ دشمنوں کے سینوں  
 میں دکھ کے بجائے سلتے ہوں۔

پانچویں اور چھٹی نظمیں مکمل ہیں اور ان میں بھی بسنت کی مصروفیتوں کو بڑی  
 خوبی اور صفائی سے بیان کیا ہے۔ ساتویں نظم بڑی طویل بحر میں اور بہت پر زور  
 لکھی ہے۔ اس کے چند اشعار کا خلاصہ یہ ہے :-

بادشاہ کے مندر میں بسنت سعادت کی خبر لے کر آیا۔ بسنت کے آنے

کی وجہ سے آنکھوں کی پتلیوں کا چمن پھولوں اور پھولوں سے معمور ہو گیا۔

بنت کے پھول نے تمام پھولوں کو ہمان بن کر آنے کی دعوت دی  
 اور اس دعوت میں گلاب کو پیالہ بنا کر خدمت کرنے کی عرض سے لے آیا۔  
 بنت کی روشنی سے تمام دنیا میں پھول کھل گئے اور آسمان پر لال  
 رنگ چھا گیا۔ سورج کی دھوپ میں بنت ہی کا رنگ نور بن کر بھلکتا ہے  
 اور چاند کے عرض کو بنت نے چندن بھر کے ہکا دیا ہے۔

بنت کی وجہ سے ہر گھر میں بیویوں اور باؤقوں کے انبار لگ گئے۔ ایسا  
 معلوم ہوتا ہے کہ بنت نے ہر گدا کو خاقان کے ہم پلہ بنا دیا۔  
 اے معافی خدا کا شکر بجا لا کر تیرے مندر میں رات اور دن خوش  
 اور آسند کے ساتھ بنت منایا جاتا ہے۔

ان سات نظموں اور قصیدے کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ نے ایک نظم بقرعید  
 اور بنت کے ایک ساتھ آنے پر بھی لکھی تھی یہ بڑی اچھی نظم ہے اور اس میں بادشاہ  
 نے بقرعید اور بنت دونوں کی مسرت کی ترجمانی کی ہے۔ دو موضوعوں پر ایک ساتھ  
 خیال آرائی کرنے میں محمد قلی کو بڑا کمال حاصل تھا۔ اس کی اس قسم کی نظمیں اردو شاعری  
 میں بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جائیں گی۔ اس کا نوروز اور روز عید کا قصیدہ  
 اردو زبان میں اپنی آپ نظیر ہے۔ اسی طرح بقرعید اور بنت کی نظمیں بھی نہایت ہی

پر لطف اور بلند پایہ ہے وہ لکھتا ہے :-

”بنت بکرید کے ساتھ مل کر عشرت کے پھولوں کی بہار لے آیا اور  
اور بنت کا بکرید کے ساتھ آنا میری تمام رنگ بھری پہیلیوں کے دل کو بہت بھایا۔  
اس کی خوشبو کی ہسکاٹ سے اس جگ میں بہار آگئی۔ بنت اور بکرید کی وجہ  
سے عیش کے پھول باغ عالم میں چھا گئے۔

تمام شگل آسمان کی طرح ہنر ہو گئے جن پر ناروں کی مانند پھول کھلنے لگے  
بنت نے بکرید کے ساتھ زہرا کو مجبور کر دیا کہ وہ منگل کے ساز پر گائے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھلتی ہوئی کلیوں کے نازک ہونٹ کچھ بھید بیان  
کرنے کے لیے مل رہے ہیں۔ کیونکہ بنت بکرید کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ  
دونوں مل کر بادشاہ کی تعریف بیان کریں۔ (جو ایک ہی کے بس کی بات تھی)  
جب بادشاہ خوبصورت سکیوں کے چہروں پر رنگ تھا یا ڈالتا ہے تو  
ان کی آنکھوں کی تلیں ایسی جھلکتی نظر آتی ہیں جیسے سورج نے رات میں ناروں  
پر اپنی کرنیں ڈالی ہوں۔

ہماری بزم میں عشرت کے بادل اور آب حیات کی پھواریا جھڑی برسے  
لگتی ہے کیونکہ بنت نے بکرید کے ساتھ آکر میرے دل کے چمن میں سکھ کی

کو نہیں اگائی ہیں۔

بہنت اور بکرید دونوں حضرت نبیؐ کی نظر کرم کی وجہ سے ایک جگہ مل کر آئے

ہیں اور قطبِ زمان آئند اور سکھ پارہا ہے۔

**مرگ سال یا آمد  
برسات**

اس کا تذکرہ بھی نوروز اور بہنت کے بعد ضروری ہے۔ یہ

یہ اصل میں عوام کی عید ہے۔ اور خورداد اور تیر کی چلیلائی گرمیوں کے بعد جب موسم

بدلتا ہے اور بارش شروع ہونے لگتی ہے تو زمین کے ذرہ ذرہ میں جان پڑ جاتی

ہے۔ پھر انسانوں کا کیا پوچھنا! اور دکن میں تو موسمِ باراں ہی اصل میں موسم

بہار ہے یہی وجہ ہے کہ محمدؐ قلی نے بارش کے آغاز کو بڑی اہمیت دی اور جس روز

مرگ لگتا یا برسات کا موسم شروع ہوتا وہ بڑی دھوم دھام سے مجلس آرائی کرتا۔

شراب کے دور چلتے۔ سطر بان خوش نوا رقص و سرود کے کمال دکھاتے۔ یاغوں میں

جھولے ڈالے جاتے عشق و شفیقگی کے جذبات براگینٹہ ہونے لگتے۔ ہیلیاں مشک و

زعفران و عنبر مل کر اپنے جسم کو مہر بنائیں اور بیر بہوٹی کے رنگ کے سرخ

کپڑے زیب تن کرتیں۔ پھول اور پان کے طبق تقسیم کیے جاتے۔ تمام محلات شاہی

میں زمردی رنگ کی مندیں بچھا دی جاتیں اور ہر طرف خوشی و خرمی کا اظہار کیا جاتا۔

محمد قلی نے اپنے شاعرانہ کمال کا بہترین اظہار اس موضوع سے متعلقہ  
 نظموں میں بھی کیا ہے۔ اس نے موسمِ باراں کی آمد پر پندرہ نفیس نظمیں لکھیں  
 اور گرمیوں کے بعد موسم کی تبدیلی کی وجہ سے کائنات جس طرح متاثر ہوتی ہے  
 اُس کے ایسے پاکیزہ مرقعے چھوڑ گیا ہے جو اردو شاعری کے شاہکار سمجھے جاسکتے  
 ہیں۔ ان نظموں میں منظر نگاری کے بہترین نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔ اس کی  
 یہ نظمیں زیادہ تر گائی جاتی ہوں گی کیونکہ ان میں موسیقیت کا بہت خیال رکھا  
 گیا ہے۔ اور قافیے اور ردیفیں ایسی استعمال کی ہیں جو لے کے ساتھ پڑھنے میں بڑا  
 اثر پیدا کرتی ہیں۔

پہلی نظم میں وہ کہتا ہے :-

بارش کا موسم آیا اور کلیوں کا راج شروع ہو گیا۔ کیونکہ اب ہری ہری  
 ڈالیوں کے سروں پر پھولوں کے تاج پہنائے جائیں گے۔  
 مینہ کی بوندوں کا پیالہ ہاتھ میں لے لو کیونکہ ہر زمین بڑھ چڑھ کر  
 سچ دہج کر رہی ہے۔

جسم ٹھنڈ کی وجہ سے لرز رہے ہیں اور جو بن کپکپا رہے ہیں۔ پیا  
 کا چہرہ دیکھتے ہی چولی خود بخود پھٹی جا رہی ہے۔

نازنین کا چہرہ بجلی کی طرح چمکنے لگا جب وہ شرم کے مارے انجل  
ہٹا کر پھر چہرے پر ڈال لینے لگی۔

اس کے بالوں میں پھول ایسے نظر آنے لگے جیسے آسمان پر تارے۔  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس عہد کی پدینی ہے۔

چاروں طرف گرج کی آواز سنائی دیتی ہے اور مینہ برستا ہے۔  
عشق کے ترانوں سے موروں نے چمنوں کو معمور کر دیا۔

اے قطب شاہ حضرت مصطفیٰ کے صدقے سے برسات آئی ہے  
اس دن عشق و عاشقی کے ساتھ حکومت کرو۔

آمد برسات کی بعض نظموں میں بادشاہ نے اپنی فتح مندی اور خوش طالعی پر  
بھی بڑی مسرت کا اظہار کیا ہے اور اپنی تعریف میں اننا زیادہ لکھا ہے کہ  
خود ستائی تک پہنچ گیا ہے۔ ساتھ ہی بعض دشمنوں کی بڑی مذمت کی ہے اور  
ان کی ذلت و رسوائی اور ناکامی کا تلخی کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ اس سے پتہ  
چلتا ہے کہ اس نے بارش سے قبل بعض اہم لڑائیوں میں فتح پائی تھی۔ چنانچہ  
مدعیان سلطنت عبدالقادر عرف شاہ صاحب اور خدا بندہ (برادران محمد قلی)  
کی بغاوت کے تذکرے میں بارش سے متعلق انہی نظموں میں سے ایک کا ذکر

کیا جا چکا ہے۔

بارش کی دوسری نظم میں اس نے جس طرح خود تائی کی ہے اس کا اظہار پہلے کیا جا چکا ہے کیونکہ اس نظم کے بعض شعروں کا خلاصہ اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ پر درج ہو چکا ہے۔

مرگ سال کی پانچویں نظم تو صرف نام کو بارش سے متعلق ہے۔ ورنہ پوری نظم بادشاہ کی فحتمندی اور دشمنوں کی شکست کی خوشی سے معمور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عین بارش کے آغاز کے وقت اس کو کوئی بڑی فتح نصیب ہوئی تھی۔ یہ نظم اور اس کا خلاصہ اس کتاب کے صفحات ۱۰۳ و ۱۰۴ درج ہے۔

اسی طرح آٹھویں نظم کے خاتمہ پر بھی کسی کامیابی کی طرف اشارہ کیا ہے جب کہ کہتا ہے :-

اے محمد قطب شاہ خوشی کی خبریں آئی ہیں۔ اس لئے مرگ کے ساتھ فتح و کامرانی کی تقریب بھی منعقد کرو۔

خیر یہ تو ایک ضمنی بحث تھی لیکن اس کا تذکرہ اس لیے چھیڑا گیا کہ گو لکندہ میں محمد قلی کے عہد حکومت میں جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ملک کے حالات کے پیش نظر بارش سے قبل فتح حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس طرح



عہد محمد قلی کی لڑائیوں کے ہینوں کا تعین کرنے میں ان نظموں سے مورخ کو بڑی مدد مل جاتی ہے۔

اصل موضوع یعنی آمد ہر سات کی رنگ ریلیوں کا بھی خود محمد قلی کی زبان سے کچھ حال معلوم کر لینا دیکھی سے خالی نہیں۔  
گیارہویں نظم میں وہ مرگ کی تقریب منانے کے لئے اپنی سکیوں کو یوں دعوت دیتا ہے۔۔

مرگ کے بادل گرج رہے ہیں اے سکیو آؤ اور سنگار کرو۔ بارش کے  
قطرے آہستہ آہستہ گرنے لگے تم ان سے اپنی چلی بھگالو۔ دنا کہ تمہارے  
جوبن کی بہار نظر آئے۔

عطارد نے ہواؤں کے جنگل میں پھولوں کے ٹبل سکھول کر خوشبو کی جھکا  
اٹھا دی ہے اس لیے تم پھر میرے دل میں چلے آؤ۔

جس طرح ڈالیوں پر سرخ پھول نکل آئے ہیں اسی طرح تم اپنے  
بازوؤں پر بازو بند کے سرخ پھندوں کی بہار دکھاؤ۔

بادلوں کی وجہ سے آسمان اور زمین کا ایک رنگ ہو جانا !  
بڑا اچھا منظر دکھائی دے رہا ہے۔ آج عیش کا دن ہے اس لیے

اے سکیو ہمارا گاؤ۔

تم سب سر سے پاؤں تک پر تکلف اور چکدار سرخ لباس پہن لو۔  
جس طرح سورج شفق میں چمکتا ہے اس طرح اے سکیو تم میں سے ہر ایک  
چمکے۔

ہونٹوں کی یا قوتی پیالیوں سے شراب محبت بھر کے نئے بادشاہ  
محمد کو بھی پلاؤ۔ ناپچنے والیوں کو اپنی آنکھوں کی پتلیوں سے شراب پلا کر  
مست بنا دو تاکہ وہ شاہی مندر کے صحن میں نٹوں کی طرح ناپچنے لگیں۔

یہ نظم محمد قلی کے تخت نشین ہونے کے بعد ہی جب پہلی دفعہ مرگ لگا ہے اس وقت  
یعنی ۱۸۸۶ء کی برسات کے آغاز میں لکھی گئی تھی۔ کیونکہ اس نے خود کو اس نظم میں نئے  
بادشاہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اس طرح گویا وہ سو پھوین سال میں نوجا جب یہ نظم  
لکھی گئی ہے۔ اور دراصل یہی نظم گوکنڈے میں مرگ کی تقریب منانے کا آغاز کرتی  
ایک اور بہت اچھی نظم جو غالباً بہت بعد لکھی گئی اس سلسلہ کی نویں نظم ہے۔  
اس کی تصنیف کے وقت اس تقریب کو رائج ہوئے عرصہ گزر چکا تھا کیونکہ اس میں  
وہ آمد برسات کی خوشیوں کا تذکرہ اس طرح کرتا ہے جیسے کوئی بارہا ان تقریبوں سے  
مخطوط ہو چکا ہو اور اب اپنے گزشتہ کے تجربے بیان کر رہا ہے۔ اس نظم کی

بحر طویل اور زمین بڑی پر لطف اختیار کی گئی ہے۔ اس میں کہتا ہے :-  
 مرگ کے باروں کو گرختا ہوا دیکھ کر بالیاں دوشیزائیں چاروں طرف  
 سے آئیں اور فوجوں کی طرح ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ اور اپنے زرق برق  
 لباس سے زمین پر پھلیاں چکانے لگیں۔

ان نئی نئی اور شوخ دوشیزاؤں نے اپنی چولیاں پانی کی بوندوں سے  
 بھگالی ہیں اور جھولوں میں پیچ کر چھل رہی ہیں۔

شراب عشق کے پیالوں، غزوہ کرنے والی آنکھوں کی چالوں، اور جوانی  
 کے اُلاؤں (ترنگوں) سے مست ہو کر یہ دوشیزائیں آپس میں میٹھ منا  
 رہی ہیں۔

ان جھیلی پتلیوں جیسی دوشیزاؤں کے جوں چولیوں کے بندے آزاد  
 ہو کر نکل پڑے ہیں، ان کے جسم سے شراب عشق ابل رہا ہے، اور وہ  
 اپنی آنکھوں سے فریفتہ بنا رہی ہیں۔

اپنے زرق برق لباس کی وجہ سے ہر لمحہ جگمگا رہی ہیں، رہ رہ کر بادشاہ کے  
 گلے لگ رہی ہیں، اور چال میں ایسی دگمگا رہی ہیں جیسی کہ باولی لڑکیاں ہیں۔  
 ایک سے زیادہ دوسری چمک دمک دکھاتی ہیں جس کو دیکھ کر دنیا کے

بڑے بڑے سیالے راہ بھٹک جائیں۔ جب یہ چلی لڑکیاں مت حرام  
ہوتی ہیں تو ڈھلے ہوئے سوتی بھی ان کو دیکھ کر مارے شرم کے پانی پانی  
ہو جاتے ہیں۔

نبی کے صدقے میں یہ پاک و صاف دوشیزائیں ناز و انداز کے ساتھ  
رات اور دن قطب شاہ کے ساتھ رہتی ہیں اور اپنا من بھاتا سکھ حاصل  
کرتی ہیں۔

اس نظم کی ردیف لفظ بابائاں (یعنی دوشیزائیں) ہے۔ اور قافیہ چلبلیاں،  
پتلیاں، نرلیاں، بجلیاں، ملیاں، اور بابولیاں وغیرہ۔  
ایک اور نظم نمبر ۱۱۲ کی ردیف میں "اور قافیہ گلناں، چنناں، اور چوہناں  
وغیرہ ہیں۔ اس کی بحر بھی خاص ہے۔ چونکہ اس میں بارسش کے مناظر کے لیے  
بڑی اچھی تشبیہیں استعمال کی ہیں اس لئے اس کے چند اشعار کا خلاصہ بھی درج  
کیا جاتا ہے:-

آسمان پر فرشتوں نے مرگ کے ہینے کو دعوت دی اور اس خوشی میں  
سمندر کے موتیوں کو آسمان سے برسیا جن سے ہمارے صحن بھر گئے۔  
زمین نے سریرِ جواہر کی پگڑی باندھ لی اور آنگ میں کانچ کے رنگ

کی چولی پہن لی۔ اور رسل بین جیسی بیرہوٹیاں تمام ملکوں میں نکل آئیں۔  
 ہر طرف ہرے بھرے جنگل دیکھ کر چاروں طرف سے موز کوک رہے  
 اور رنگ برنگ کے پرندے چمنوں میں مست ہو کر نغمے گارہے ہیں۔  
 ہرے جنگل میں لال لال پھول نہیں ہیں بلکہ زمرود کی لگنوں میں شبنمی  
 تیل سے شمعیں جل رہی ہیں۔

اس نازگی اور طراوت کو دیکھ کر مونیوں اپنے خوش رنگ جسموں  
 پر رنگ برنگ کے لباس پہنی، اپنے جوہنوں کی پہار دکھاتی ہوئی 'ناز و  
 انداز کے ساتھ محو خرام ہیں۔

ان کے آب حیات جیسے صاف و شفاف پتھروں کے ساتھ سیاہ  
 بھیشتیں دسریستانِ عظمت کی طرح لگی ہوئی ہیں۔ یا جو بن کے پاک و صاف  
 آسمانوں پر ڈوکالے کالے بادل چڑھ آئے ہیں۔

ہو کا نظارہ کرنے کے لیے مست ہیلیوں نے شراب پی لی ہے  
 اور چنبیلی کے پھولوں میں بھنورے ملہار کے گیت گاتے پھر رہے ہیں۔  
 یہ مشک جیسے سیاہ بھنورے نہیں ہیں جو پھولوں کو اپنا وطن بنائے  
 ہوئے ہیں بلکہ چنبیلی جیسی نرل تھوڑیوں کی کالی کالی تلیں ہیں۔

زرینے کے لباس میں سکیاں سرسے پاؤں تک زرق برق نظر آ رہی ہیں اور  
 اُن کے گھنگرؤوں اور میچوں نے میرے دل کو بھرا کر پھلی کی طرح بے تاب بنا دیا۔  
 آخرین ایک اور نظم کے تذکرے کے بعد اس موضوع کو ختم کیا جاتا ہے یہ نظم ایک ایسے  
 وقت لکھی گئی تھی جب کہ عید میلاد نبی کے زمانے میں یعنی وسط ماہ ربیع الاول میں دھوپ کا اختتام  
 ہو کر بارش کا آغاز ہو رہا تھا۔ بادشاہ اس سال آمد برسات کو خاص اہمیت دیتا ہے اور کہتا ہے:-  
 یوم میلاد نبی میں آنے کی وجہ سے مرگ سال کو وہ وہ لطف حاصل ہوا جو عام طور پر دنیا میں نہیں ملتا۔  
 مرگ سال نے یوم نبی کی خوشی میں چاروں طرف بادل کے منڈپ تان دیئے  
 ہیں اور بجلیوں کے تار منڈل کر ج رہے ہیں۔  
 اس دفعہ کچھ ایسے طریقے سے مرگ سال فضا پر چھایا ہوا ہے کہ زمین  
 تازہ ہو کر مارے خوشی کے ہنس رہی ہے۔  
 ہرے ہرے فرش پر مرگ سال نے خود فرش بن کر مونیوں کے بچھونے پچھاؤں میں  
 اور دنیا میں جملہ مخلوق کو (ساوی طور پر فیض پہنچا کر ایک طرح سے عیش  
 کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور پاک و صاف بارش کے قطروں کو گلاب بنا کر عالم کے سینے پر چھڑک رہا ہے  
 قطب شاہ کو عید میلاد نبی منانا ہوا دیکھ کر مرگ بھی بڑے شوق سے نبی کا  
 سہیل گار رہا ہے۔

# رسم و رواج اور دیگر مصروفیتیں



عیدوں اور تہواروں کی دھوم دھام اور مصروفیتیں معلوم کرنے کے بعد ہمارا خیال محمد قلی قطب شاہ کی خانگی دلچسپیوں اور روزمرہ کی مصروفیتوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس موضوع کی خاطر تاریخوں اور کلیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ امر یا یہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ محمد قلی گولکنڈہ یا قطب شاہی تمدن و معاشرت کا سب سے بڑا تعمیر کار تھا۔ اس کے عہد میں جو رسم و رواج چل پڑے وہ اس کے بعد بھی صدیوں تک باقی رہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جس کو آج دکنی تہذیب و معاشرت کہا جاتا ہے وہ زیادہ تر محمد قلی ہی کی مرہون منت ہے۔

دکن میں شادیوں کے سلسلے میں جو رسم اب تک رائج تھے ان میں سے اکثر محمد قلی کے رائج کردہ ہیں۔ یہ معلوم کر کے حیرت ہوتی ہے کہ حیدر آباد اور مضافات میں اب تک (یعنی ساڑھے تین سو سال گزر جانے کے بعد بھی) جلوہ کے وقت محمد قلی قطب شاہ ہی کے لکھے ہوئے گیت گائے جاتے ہیں ہندی اور ساچن کے رسوم بھی

اس نے بڑی دھوم دھام سے جاری کئے تھے۔ اور ساگرہ کی تقریب منانے پر تو اس نے خاص طور پر توجہ کی تھی۔

اس باب میں پہلے انہی مذکورہ رسوم سے متعلق معلومات پیش کرنے کے بعد محمد قلی کی دوسری روزمرہ کی مصروفیتوں اور دلچسپیوں کے متعلق اجمال کے ساتھ لکھا جائیگا۔

## ساگرہ

محمد قلی اپنی ساگرہ کی تقریب بھی عیدوں اور تہواروں کی طرح بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ مناتا تھا۔ یہ اگرچہ اس کا خانگی کاج تھا لیکن ہر طبقہ اور ہر قوم کی رعایا کے لیے یہ ایک مشترکہ قومی تقریب بن گئی تھی۔ خود بادشاہ نے اس کو تمام اہل ملک کے لئے ایک سرکاری عید کے طور پر رائج کر دیا۔ یوں تو محمد قلی قطب شاہ ۴۴۱ھ رمضان کو جمعہ کے دن پہلے پہر میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس کی ساگرہ کی تقریب ہر سال اسی تاریخ کو نہیں منائی جاتی تھی بلکہ رمضان کا چاند دیکھنے کے ساتھ ہی ماہرین نجوم کے مشورہ سے ستاروں کو دیکھ کر مبارک ساعت اور اچھی گھڑی کا تعین کر کے بادشاہ کی ساگرہ منانے کا دن تاریخ اور وقت مقرر کیا جاتا تھا۔

دن اور وقت کا تعین ہوتے ہی تمام محلات شاہی کو آراستہ کیا جاتا بڑے بڑے شامیانے یا منڈپ اور آسمان گیریاں تانی جاتیں جن کے اونچے اونچے



تھموں کے کلس چاند اور سورج کی طرح چمکتے رہتے تھے۔ خوشی کے دماے پہننے لگتے۔ ٹیٹیاں بجائی جاتیں اور تارا منڈل چھوڑے جاتے۔

جہاں ساگرہ کے پھول پہنائے جاتے تھے اس جگہ نیلگوں رنگ (جو طبیبوں کا سرکاری رنگ تھا) کا چتر لگایا جاتا۔ اور جب بادشاہ مرصع لباس زیب تن کیے اور سر پر شاہی تاج رکھے اس چتر کے نیچے مندر پر بیٹھا تو سات ہیلیاں پھولوں کا منڈپ کڑی کھڑی رہتیں۔ یہ منڈپ نیشکر یعنی گتے کی چھڑیوں پر باندھا جاتا تھا۔ اور گتے کی ان چھڑیوں کو یہ سات نائینیں تمھاری رہتی تھیں۔

بڑے بڑے طبقوں میں مشک و زعفران بھر کر لایا جاتا تھا جو بادشاہ کے ساتھ تمام حاضرین محفل کو بھی لگایا جاتا۔ اس دعوت میں ربانی میں اتنے لوگ جمع ہوتے کہ رات دہرنے کو جگہ نہ رہتی۔ بادشاہ قبلہ رو بیٹھا تھا۔ اور چودہ ائمہ معصومین کے نام لے کر سہرا باندھتے۔ حضرت علیؑ کا نام لے کر گتے میں ہار پٹاتے اور مصری چبانے کے لئے پیش کیجاتی۔ اس کے بعد نظر اتاری جاتی اور زروجاہرات شمار کئے جاتے۔

بادشاہ کے مصری چبانے کے ساتھ ہی تمام مخلوق میں مصری تقسیم کی جاتی تھی اس اثنا میں گانے اور ناچنے والیاں اپنے اپنے کمال دکھاتی رہتیں دعوت میں ربانی کے آخر میں اتنے پھول پان تقسیم ہوتے کہ ان کا خرچ لکھنا مشکل تھا۔

جس روز بادشاہ کی سالگرہ منائی جاتی تمام ملک میں ہر مذہب و ملت کے لوگ سجدے کر کے یا ہاتھ اٹھا اٹھا کر بادشاہ کی درازئی عمر کے لئے دعا کرتے شاہی باورچی خانوں سے لال لال طباقوں میں الوان نعمت کی تقسیم عمل میں آتی۔ یہ تمام معلومات تاریخوں سے نہیں بلکہ خود محمد علی قطب شاہ کے کلام سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس نے اپنی سالگرہ سے متعلق ہر سال ایک نہ ایک نظم ضرور لکھی تھی جن میں دس کلیات میں شائع ہوئی ہیں ان نظموں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان میں اس نے خدائے تعالیٰ کی عنایتوں کا بڑی عاجزی سے اعتراف کیا ہے۔ اس کے احسان مندی کے جذبات جتنے ان نظموں میں نمایاں ہیں کہیں اور نہیں۔ وہ ہر سالگرہ کے وقت سر تاپا عجز و انکسار کا پتلا اور خدا کا سپاس گزار بندہ بن جاتا تھا۔ وہ اپنی درازئی اور ترقی اقبال کے لئے بڑے عجز و الحاج کے ساتھ دعائیں مانگتا ہے اور اس کو نشین تھا کہ وہ اپنی ہر سالگرہ محض نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ کے ہر و کرم کی وجہ سے دیکھ سکتا ہے۔ اس لیے وہ ان سب کی مدح و منقبت میں رطب اللساں ہے۔ ان نظموں میں اس نے خود ستائی بھی کی ہے لیکن اس میں بھی اس کو نبیؐ و آل نبیؐ ہی کی توصیف و حمد مقصود تھی مثلاً تیسری نظم میں لکھا ہے :-

خدا کی رضا سے سالگرہ آئی ہے۔ اس لئے تو اس کا ہزار بار شکر ادا کر۔

میرا راج اماموں کی دعا کی وجہ سے قائم ہے اور اسی لیے خدا نے گویا آبِ حیات پلا دیا۔

نبی کی دعا میرے سر پر ایک منڈپ کی طرح ہے اور اس منڈپ کی طہیں اماموں کی

دعائیں ہیں۔

تیسرے جسم کا ہر رواں ایک زبان ہے اور تو ان تمام زبانوں سے شکر ادا کر کہ

تیری قسمت کے تارے کو شرف بخشا گیا۔

اے معافی تو محمد پر صلوٰۃ بھیج کیونکہ انہی کی وجہ سے تو بچپن سے دنیا میں سرخرو ہے۔

اس سلسلے کی پانچویں نظم بہت اچھی اور اعلیٰ پائے کی ہے اس میں محمد قلی قلی شاہ کہتا ہے :-

حبیب حق کی عنایت سے میری ساگرہ کے دن آئے ہیں اور علی کی محبت

کی وجہ سے میری محفل معمور ہے۔

محمد قلی کے سر پر پھولوں کا منڈپ اس طرح اٹھائے کھڑے ہیں گویا خدا نے آسمان کو نثار دیا۔

میرے سر پر محمد کا نام لے کر ہر باندھا گیا اور گلے میں علی کے نام سے حایل پہن گئے۔

سیکوں نے اس تقرب میں اپنے سینے کے صدر پر جو نیوں کو پھولوں کی گیندوں

کی طرح ہزاروں پھند بند سے سجایا ہے۔

سہیل ساقی بن کر سبیل کی صراحی سے شہری کے پیالے میں شراب پلانے کے لیے آیا۔

فرشتے مجھے چکانے کے لیے آسمان کے طبق میں نثاروں کے نقل بھر کر اپنے ساتھ لائے ہیں

سکیاں سرخ رخساروں کے طبق میں عشق و محبت کی نعمت رکھ کر اپنے  
پیارے بادشاہ کو بڑے انداز سے کھلا رہی ہیں۔

آسمان کے طبق میں سورج اور چاند کے کاسے رکھ کر ان کو زعفران اور مشک  
سے بھر دیا گیا ہے تاکہ میری محفل میں کام آئیں۔

آسمان نے بادلوں کے منڈل اور فرشتوں نے چاند اور سورج سے تالییاں  
بجا کر میری دلچسپی کے لئے سکیوں کو نچایا ہے۔

محفل <sup>حاصل کیا۔</sup> فی ہیشہ محمد کا غلام ہے اور اس نے آج علی کی ہرمانی کی وجہ سے سکھ اور لہند

نبی کے مدتے میں اے قطب شاہ علی سے مدد مانگ تاکہ تو آج کے دن لاکھ برس

تک سالگرہ مناتا رہے۔

اسی طرح جلاظوں میں خوشی کے لہار کے ساتھ ساتھ خدا نبی اور اہل بیت نبی کی منقبت  
بڑی پاکیزگی سے قلمبند کی گئی ہے۔ یوں تو سالگرہ کی اکثر نظمیں اس قابل ہیں کہ ان کو پڑھ کر بادشاہ  
کے خلوص اور تخیل کی صفائی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں لیکن یہاں ایک اور نظم کا خلاصہ درج  
کر کے بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔ ساتویں نظم میں لکھا ہے :-

فرشتے عرش کے اوپر بادشاہ کی سالگرہ مناتے ہیں اور ساتوں آسمان کے مخلوق

ہیں بادل فراش بن کر فرش بچھاتے ہیں۔

پنجتن بارہ اماموں اور چودہ معصوموں کے کرم کی وجہ سے بادشاہ کو آج لاکھ  
برس کی سالگرہ بڑی آرزو اور ارمان سے حاصل ہو رہی ہے۔

تمام خوروں نے سجدہ کیا تاکہ بادشاہ ہمیشہ زندہ رہے اور فرشتے ہاتھ اٹھا کر  
اس دعا میں آمین کہہ رہے ہیں۔

آسمان پر غریبوں کے چہروں کے افشاں کی طرح تارے نہیں ہیں بلکہ بادشاہ  
کی سالگرہوں کی گریں میں جو دو عالم کے لئے باعثِ زینت بن گئی ہیں۔

بادشاہ کے گھر میں ہمائی دعوتِ ہوتی دیکھ کر سورج اور چاند بھی جہان بن کر  
آئے ہیں بجائیاں خوشی سے ناچ رہی ہیں اور عشرت کے بادل چھا رہے ہیں۔

چاروں طرف سے بادل مل کر دوڑے آ رہے ہیں گویا فرشتے اس تقریب میں  
آسمان کے سینے کو لٹنے کے لیے منک لے آئے ہیں۔

پنجتن پاک قلب شاہ کو اپنی غایت سے حیات اور نعت و دولت و کبر و فقر کی طرح جلا کر  
دیں۔

ہندی ساگرہ کے بیان کے ساتھ ہی ہندی کے رسم کی تفصیل بھی قابل ذکر ہے۔

اس موضوع پر ایک ہی نظم سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ یہ۔

خوشیوں کے طبل بجائے جا رہے ہیں اور قلبِ زمان کو طرح طرح سے آبِ حیات پلایا جا رہا ہے۔

مجھے اس بارگاہ میں بھجایا جا رہا ہے جہاں کارنگ بڑا ہمایا ہے اور جہاں نبی کا نام

کے کر سورج جیسی شمعیں لگائی گئی ہیں۔

وہاں کی مندیں زرنگار ہیں جس کے کندن میں تارے جڑے ہوئے ہیں۔ اور وہاں  
سونے سے بنائے ہوئے سرو کے درخت خاص آرائش و زیبائش کے ساتھ سجائے گئے ہیں۔  
اس بارگاہ کے صحن میں زہرو کی طرح زرق برق محافے روشن ہیں اور ایسا معلوم  
ہوتا ہے کہ سورج کی کرنیں چمک دمک کے ساتھ سر اٹھائی کھڑی ہیں۔

ایک خوبصورت رنگیلی بڑی نزاکت و رنگینی کے ساتھ بہت سے رنگ لاکر ہندی  
بادشاہ کے پاؤں کو کئی ایک چاؤوں کے ساتھ لگاتی ہے۔

ہندی لگانے کے بعد تمام پیارے یکے بعد دیگرے بادشاہ پر سے بل بل جاتے ہیں  
(بلائیں لیتے ہیں) اور خوش بخت سندریاں رنگ اور برس کے ساتھ ناپختی ہیں۔

بچی کے صدقے میں قطب شاہ کو یہ خوشیاں زیب دیتی ہیں کیونکہ وہ ان خوشیوں اور  
انند میں تمام دنیا کو شریک کر کے اپنا فریفتہ بنالیتا ہے۔

قطب شاہ  
اس خلاصے کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ہندی کے رسم سے متعلق اور کچھ لکھا جائے یہ محمد قلی  
کے شاعرانہ کمال کا طفیل ہے کہ اس کی زندگی کے اکثر واقعات کے نہایت نفیس اور مکمل مرقعے ہمارے محفوظ رکھے۔

جلوہ | اس موضوع سے متعلق محمد قلی نے جو نظمیں لکھی ہیں وہ بڑی دلاور ہیں۔ چچہ  
نظمیں تو محض جلوہ پر ہیں اور ایک جلوہ کی گھڑیوں اور پہروں سے متعلق ہے جو تقسیم ارتقا کے عنوان سے درج کلیات

یہ تقریبیں سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سب نظمیں محمد قلی نے اپنی شادیوں کی تقریب میں لکھی ہوں گی البتہ  
 متناظر ہے کہ ان میں سے اکثر خود اس کی زندگی سے متعلق ہیں۔ محمد قلی نے دو تین شادیاں دھوم دھام  
 شرعی طریقے پر کی تھیں جن کا ذکر تامل اور اولاد کے عنوان پر درج ہے۔ لیکن ان باضابطہ لکھنؤ کے  
 علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کئی نازنینوں سے جملہ رسوم کے ساتھ شادیاں رچائیں اور جلوہ کی نظمیں  
 زیادہ تر انہی تقریبوں میں لکھی گئی ہوں گی۔ اس کی بارہ پیاریوں کا تذکرہ گذر چکا ہے چنانچہ ان پیاریوں  
 میں سے بعض کے نام بھی ان نظموں میں اس نے لکھ دیے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری 'پوتھی'  
 'پانچویں' اور چھٹی نظم علی السریب کتولی 'پیری' موہن اور ننھی کے جلوے کی تقریب  
 میں لکھی گئی تھی۔

ان نظموں کے مطالعے سے اس عہد کی دلہنوں کے بناؤ سنگھار اور رسم جلوہ کے طریقے  
 واضح ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف بڑے اہتمام سے جلوے کا تخت سجایا جاتا تھا  
 اور چوکی کو چاروں طرف سے موتیوں سے آراتہ کرتے تھے۔ اور دوسری طرف مشاطائیں دلہن کے  
 ہاتھوں اور پاؤں کو ہندی لگائیں کندی ملیوں کے ہار گوند ہے جاتے۔ تمام عورتوں کو اس تقریب  
 میں موتیوں کے کناروں کی ساڑیاں بند ہوائی جاتیں۔

سات ہہائیں مل کر دلہن کے بالوں میں تیل لگائیں گنگھی کرتیں، چوٹی گوند تیں۔ ماگت میں  
 موتی پروئے جاتے۔ مشاطہ ہاتھوں کا بناؤ سنگھار کرتی پیشانی پر چاندی کی لکڑی لگایا جاتا۔ آنکھوں میں

کا حل اور سرے کے خط بکھینچے جاتے۔ ایسے ہمیں کپڑے کا زرین لباس پہنایا جاتا کہ دلہن کا تمام جسم اس میں سے جھلکنے لگتا اور اس کے جوہن ایسے نظر آتے جیسے کہ سونے کے طبق میں پھولوں کی گیندیں کھڑی گئی ہوں اور ان پر دو کالے کالے بھونرے میٹھے ہوں۔ اس طرح آراستہ و پیراستہ کر کے ساتوں سہیلیاں دلہن کو جلوے کے تخت پر لا کر بٹھاتیں اور اس کے سر پر سہرا اور گلے میں پھولوں کے ہار پہناتیں۔ اس وقت اگرچہ دلہن کے جسم اور سر پر جلوے کی چادر یا انچل اوڑھایا جاتا تھا لیکن وہ بھی اتنے ہمیں کپڑے کا ہوتا سہرا اور گلے کے ہاروں کے علاوہ جگہ جگہ سے اس کا جسم ایسا جھلکنے لگتا جیسے کہ بجلیاں ابر میں چمک رہی ہوں۔ پھول پہنانے کے بعد دلہا اور دلہن دونوں کو شرٹ پلایا جاتا اور دونوں کے ہاتھوں میں پان کے بیڑے دئے جاتے تاکہ ایک دوسرے کو کھلائیں۔

اس تفصیل کے بعد مونے کے طور پر جلوے کی صرف ایک نظم یہاں نقل کر دی جاتی ہے جو اس سلسلے کی پہلی نظم ہے۔

پریم پیاری کا جلوہ گاؤ سارے	اسے چند سورسوں پر یاں لگا رہے
سہاگاں بھاگ بھل منک کھلے ہیں	سہیلیاں آرتی تارے نوارے
رچا و تخت جلوے کا خوشی سوں	کہ چوند ہر چوک موتیاں سوں سنوارے
چڑا و تیل اب ساتوں سہاگان	مشاطہ ہو کے زہرہ ہت لگا رہے
پلا شرٹ دیو و ہاتاں میں بیڑے	بند اووسا ریاں موتیاں کنارے
محمد قطب شاہ ہو اس پر ہی کوں	خدا یا رکھ جداں لک ہیں ناک



جلوہ کی نظموں کے سلسلے میں ایک اور طویل نظم کا تذکرہ ضروری ہے جو جلوے کی گھڑیوں

اور پہروں کی مصرعیتوں پر قلبند کی گئی ہے اس میں محمد قلی لکھتا ہے :-

مازنین پہلی گھڑی میں سانس کی باریش کے موتی جیسے قطروں سے غسل کرتی ہے اور دوسری

گھڑی میں عشق کی چادر اڑھتی ہے ۔

تیسری گھڑی میں اپنے گلے میں بریم کی گسرا باندھتی ہے اور چوتھی گھڑی میں پوکی پریم کو مجھ کو

شراب حیدری پلاتی ہے ۔

پانچویں گھڑی میں پانچویں رنگوں کو آگ کی طرح نمنوں سے روشن کرتی ہے اور

اور چھٹی گھڑی میں اپنی چھاتی کی غنبری خوشبوئیں نکھاتی ہے ۔

ساتویں گھڑی میں ساتوں سکیاں مل کر مجھے حیرا باندھتی ہیں اور آٹھویں

گھڑی میں بڑے پھندوں کے ساتھ ہوا کی چادر اڑھتی ہے ۔

گھڑیوں کو گنا چھوڑ کر میں اب پہروں کو گنتا ہوں پہلے پہر میں کنوئی کے

بالوں میں کیوڑے کے پھولوں کی خوشبو ہکتی ہے ۔

دوسرے پہروں کی اپنے کان میں دوپہری پھول لگاتی ہے ۔ یہ شراب بیر

کس کام کی مجھے تو شراب کو تر پلانا چاہئے ۔

تیسرے پہر عبادت اور اللہ و محمد علی کے ذکر کے لیے ہے جب کہ

غلامِ قنبر خوشبوئیں کے پیالوں کی طرح بچنے لگتا ہے ۔

چوتھے پہر میں اپنی قطب زماں سے آکر لیتی ہے کیونکہ نبی کے صدقہ میں قطب

اس عہد کا نورانی ہے ۔

۱۹۲۰ء

اس نظم کے ہم معنی اور ہم قافیہ ایک نظم جلوہ کی گھڑیوں پر سالہ سب رس بابتہ جولائی

میں شائع ہوئی ہے جس کو ایک صاحب جمال الدین جید نے اسی سال جگتیاں (ضلع غازی)

میں جلوہ کی رسم میں عورتوں کو گاتے ہوئے سنا تھا۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی محمد قلی ہی کی لکھی ہوئی ہوگی یا اس کے قریبی زمانے میں کسی نے اس کی نظموں کی تقلید میں نظم لکھی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مروریام کی وجہ سے اس نظم میں چند الفاظ بدل گئے ہیں تاہم اس کا محمد قلی کی اس نظم سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی شخص یا ایک ہی زمانے کی تحریر ہیں۔ یہاں ہم ان دونوں نظموں کے چند شعر پہلو پہلو پیش کرتے ہیں تاکہ محمد قلی کے کلام کی مقبولیت کا اندازہ ہو سکے

### محمد قلی کی نظم

### عہد حاضر میں مستعملہ نظم

پہلی گھڑی سانس کی مینہ موتیاں ستی نہاتی پری	پہلی گھڑی سر نہاد ہو کر پھول بہنی جو نازاں کر
دوسری گھڑی میں شش چادر اوڑھے ہے اوستری	تن سینے خوشنواؤں کر پھول بہنی چند امشتری
تیسری گھڑی باندھے پریم کی گلہری اپ کنٹھ میں	دوسری گھڑی پاؤں پانچا گھنگرو جو بختے رم جھما
چوتھی گھڑی چوکاں پرے پلاتی منج مد حیدری	گھنگرو کی صنعت کیا کہوں پاؤں بہنی چند امشتری
ساتویں گھڑی ساتوں سکیاں مل کر بندادو چہر منج	تیسری گھڑی داندے کرے ناگی کے موٹیوں جو
آٹھویں گھڑی چھداں ستی اوڑھے پون کا چادری	چونسراراں یوں گھڑے اس مول اس کا بن دھری

### کھیل کود اور دوسری مصرفیتیں

ساگرہ، ہندی، اور جلوہ وغیرہ کی رسموں اور مصروفیتوں کے بعد اب ہم محمد قلی قطب شاہ کی دوسری مصروفیتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم نمٹوں اور بھاندوں کی ایک مغل کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ

اس عہد میں ہر محفل اور ہر تقریب میں رقص و سرود ضروری تھا چنانچہ عیدوں اور تہواروں اور رسوم کی جگہ محفلوں میں محمد قلی نے تاج اور گائے کا التزام سے تذکرہ کیا ہے لیکن رقصاء کے علاوہ ایک اور طبقہ نٹوں یا نٹوں کا تھا جو اپنے اعضا کی حرکتوں اور پھر نٹی اداکاری کے ذریعے سے عجیب عجیب کرتب دکھاتے تھے۔ جن کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے جسم میں ہڈی ہی نہیں ہے۔

**نانک یا نٹوں کے کرتب** | محمد قلی کے عہد میں بڑے باکمال نٹ یا نٹوں موجود تھے۔

اور وہ نانک کی طرح ایک محفل نر ترتیب دیا کرتا تھا جس میں یہ باکمال اپنی اداکاری کے جوہر دکھاتے تھے۔ اس موضوع پر اس نے ایک اعلیٰ پائے کی نظم لکھی ہے جس کے حسب ذیل خلاصے سے اس محفل کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

آج بادشاہ زرین پر تکلف لباس سے آراستہ ہوا ہے اور اس کے جسم اور چہرہ کا نور موتیوں کی طرح چاروں طرف جھلک رہا ہے۔

دنیا کے تمام باکمال رخواں ایشاد کے دربار میں خدمت گزاری کے لئے موجود ہیں چاروں طرف یہ صفت جیسی صورت والے اوزنا زک اور کم عمر حسین ایشاد ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں موتی جڑے ہوئے لکشاں جیسے ڈانڈے (عصا) ہیں جن کے کھس سورج جیسے چکدار اور جیم سونے کی طرح ہیں۔

زرتار کی ڈوریاں کرنوں کی طرح اور نٹوں درمیان میں تاروں کی طرح تھلاں ہیں یہ تارے (نٹیاں) ایسا چکدار لباس پہنے ہوئے ہیں کہ ان کا نور سورج سے زیادہ چمک رہا ہے۔ ان کو جب دور سے فرشتے دیکھتے ہیں تو بیچارے حیران ہو جاتے ہیں۔ ان کے کانوں میں بیللیوں کے ٹکڑوں کی طرح آویزے چمکتے ہیں۔ اور یہ کئی طرح

کے چھند بند کر کے کو لائنٹ کھیلنے، کو لائیاں یا قلابازیاں کھاتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ ہمہ پارے کیسے شوخ ہیں!

ان نٹوں نے اپنے چہروں کو اس طرح بنایا ہے کہ ان کی آنکھوں کے قریب سو کہ یا خط سربراہی نظر آتا ہے جیسے بھوجنگ (اژدہا) زبانیں نکالے کھڑے ہوں۔ آنکھوں کے لال رنگ کے ڈورے جنگاریاں ہیں اور رخسار سعلے کی طرح دکھتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں جگہ جگہ ہندی کے بوند ایسے نظر آتے ہیں جیسے ہرے ہرے پتوں میں لال پھول ہوں۔ اداکاری کے ساتھ ساتھ یہ ایسی اچھی گفتگو بھی کرتے ہیں کہ گویا موقتہ چھڑ رہے ہیں جن کے رشک سے سمندر کھارے ہو گئے ہیں۔

طرح طرح سے چہرے بنا کر یہ نٹوے ایسی قلابازیاں کھاتے ہیں کہ ان کی پتلی کمر دیکھ کر دنیا والے جینے کی کمر بھول جاتے ہیں۔

یہ بھاری بھر کم ہاتھیوں کی طرح مٹی اور تو مندی دکھاتے ہیں اور ان کے فدا ایسے سیدھے ہیں جیسے تیر۔ جب یہ آہستہ چلتے ہیں تو پانی کی طرح اوتیزی میں آتے ہیں تو وہاں جاتے ہیں۔ نٹ ناک میں ایسا گالتے ہیں کہ سب خوش ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ بٹنورے اور زمال بچتے رہتے ہیں اور ڈھول کے دھماکوں کی آوازیں آتی ہیں۔

یہ ایسے خچل، چنتر، باکمال اور صاحب فن ہیں کہ لاکھوں لک ان کے درشن کرنے والے ہیں۔ انہی نمائشوں نے قطب شاہ کو تمام عالم کے دل کا پیارا بنادیا ہے۔

ناٹک کے بعد قطب شاہ کے کلام سے میدانی اور خانگی کھیلوں

**کھیل**

کی نسبت بھی کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ایک نظم اس نے چوگان کھیلنے کے متعلق لکھی ہے لیکن اصل میں چوگان بازی کا امتحانہ قرار دے کر عشق بازی کی طرف توجہ کی ہے۔ تاہم

اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اچھے موسم میں چوگان ضرور کھیلا کرتا تھا وہ کہتا ہے سہ  
 ہر طرف رنگاں سیٹی کھلے ہیں پھول کھیلو چوگان اب کہ ہے بستان خوش  
 یعنی ہر طرف رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں اور بستان اچھا نظر آ رہا ہے  
 اس لئے چوگان کھیلو۔ یہ نظم کلیات کے ساتھ پرشایع ہوئی اور قابل مطالعہ ہے۔ اس میں  
 گھوڑے کی سواری، گیند، میدان، اور زور کے چند سے کھیل جیتنے کا تذکرہ کیا ہے۔  
 چوگان کے ساتھ ان دو کھیلوں کا تذکرہ بھی ایک نظم میں  
 پھو کڑی پھو اور ڈھان ڈھکنی  
 لٹا ہے۔ جس کا مطلع ہے۔

سکی تال دے منجھکنی کھڑی کہ ڈھان ڈھکنی کھیل کر ڈھکنی کھڑی  
 پھر کہتا ہے کہ اس نے ابھی پھو کڑی پھو کھیلنا نہیں سیکھا اور ڈھان ڈھکنی کھیلنے آئی  
 ہے۔ اول الذکر کھیل اب تک دکن میں لڑکیوں کا مشہور و مقبول کھیل ہے۔

حقہ اسی نظم سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ محمد قلی حقہ بھی پیا کرتا تھا

اس میں اس نے سکی کے حقہ بھر بھر کے دینے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## تدبر و سیاست

محمد قلی قطب شاہ ایک اقبال مند بادشاہ تھا، لیکن اس کی اقبال مندی کی تعبیر میں اسکے قلب و دماغ کی صلاحیتوں کا بڑا حصہ ہے۔ اس کی سلامتی طبع اس کی صلح جوئی اس کی بہادری بروقت کام کرنا، باوجود عیش و عشرت کی فراوانی کے جملہ حالات ملک اور ہر سازش اور خفیہ کارروائی سے واقف ہو جانا اس کی دریا دلی اور رعایا پروری۔ وہ خصوصیتیں ہیں جو ایک شخص میں کم جمع ہو سکتی ہیں۔

اس کی معرکہ آرائیوں کے حالات معلوم کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ ایک اعلیٰ مدبر اور سیاست داں بھی تھا۔ لڑائیوں کے اسباب، ان کا آغاز، مقابلے کے لئے جلد از جلد تیاری اور آشنائے جنگ میں بروقت فوجی کمکوں کا انتظام سپہ سالار اور سرداروں کا انتخاب نیز لڑائیوں کے اختتام کے طریقے اور مفتوحین کے ساتھ برتاؤ۔ یہ سب ایسے امور ہیں جن پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ محمد قلی نے کبھی افراط و تفریط سے کام نہیں لیا۔ نہ وہ کبھی مغلوب انصاف ہوا، نہ اسے ملک گیری کی ہوس تھی، نہ اس نے لوٹ مار کی خاطر کہیں

چڑھائی کی یا مقتومین کے قلعوں اور شہروں کو تباہ و برباد کر دیتے کا حکم دیا۔ حالانکہ اس کا ایک میر حیلہ ملک امین الملک بڑا سخت گیر اور خشنک سپاہی تھا لیکن وہ خود ہمیشہ سلامت روی کو پسند کرتا تھا اور اکثر یہ تاکید کرتا تھا کہ دشمن باغیوں کو پہلے پوری طرح سے سمجھا منا کر لڑائی سے باز رکھنا چاہئے۔ چنانچہ کندراج کے مقابلے میں فوجوں کو بھیجتے وقت اس نے اس کی بڑی سخت تاکید کی اور آخر میں اسی خیال سے کہ شاید اس کے سپہ سالار اسکی اس حکمت عملی کا خیال نہ کریں گے وہ خود لڑائی کے میدان میں نکلنا چاہتا ہے۔ یہ طرح اس کا ایک دوسرا میر حیلہ مرزا محمد امین اپنے پیشرو ملک امین الملک کے مقابلے میں ایک بہت بڑا عشرت پسند اور امن دوست امیر تھا لیکن محمد قلی کو لڑائی کے حالات میں ایسی سستی اور غفلت بھی پسند نہ تھی چنانچہ جب فتنہ انگیزی کی اطلاع ملتی ہے تو میرزا محمد امین کو تاکید کرتا ہے کہ باغیوں کی طرف سے پہلے متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ دوسری تمام مہمات سے اہم ترین مہم ہے۔

محمد قلی قطب شاہ کے تدبیر اور اعلیٰ فہم و فراست کا اندازہ کرنے کے لئے حسب ذیل موضوعوں پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس زمانے کے حالات اور سیاست کے مطابق محمد قلی نے ان کو اس خوبی سے سر انجام کیا کہ شاید ہی اس کی جگہ کوئی دوسرا بادشاہ کر سکتا۔

۱۔ وکن کے سیاسی توازن کا خیال۔ ۲۔ بیرونی تعلقات۔ ۳۔ ہندو رعایا کی سرپرستی

۴۔ ایرانیوں اور حبشیوں کی نگہداشت۔

در اصل یہی وہ اہم کام ہیں جن کی طرف ہمیشہ خوش اسلوبی اور کمال ہنرمندی کیسے متوجہ رہنے کی وجہ سے محمد قلی نے ایک کامیاب بادشاہت کی اور اپنی سلطنت کو ایک عرصے تک امن و امان اور ترقی کی شاہراہ پر چلا مارا۔

(۱)۔

## دکن کی سیاسی توازن کا خیال

اس بارے میں محمد قلی نے اپنے پیشرو ابراہیم قلی

کی حکمت عملی کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس سلسلے میں بعض ایسے کام کیے کہ وہ بہت مستحکم ہو گئی۔ تالیکوٹ کی لڑائی کے بعد سے دکن کی مسلمان سلطنتیں ایک دوسرے سے درت گیریا ہو گئی تھیں۔ اور اس طرح فتح تالیکوٹ سے فائدہ اٹھانے کے مواقع ہاتھ سے نکلے جا رہے تھے۔ یہ طوائف الملوک جاری ہی تھی کہ یہی پور کے علی عادل شاہ اور گولکنڈہ کے ابراہیم قلی قطب شاہ کا انتقال ہو جاتا ہے اور حسن اتفاق سے ان دونوں کے جانشین یعنی ابراہیم عادل شاہ نورس اور محمد قلی قطب شاہ ملک گیری اور جنگجوئی سے زیادہ امن و امان اور صلح پسندی کی طرف مائل تھے۔ اور دونوں میں تدبیر و فرست کی کمی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ کے بعد سے دکن کی تہذیب و شائستگی کے جوہر چمکے جاری ہوئے وہ عرصے تک قائم رہے۔

پہلے پہل محمد قلی نے باپ کی حکمت عملی کے مطابق اور

چاند بی بی ہمیشہ محمد قلی کی  
شاہی



افتقار وقت کے لحاظ سے نظام شاہیوں کی مدد کے لئے اپنی فوجیں روانہ کیں اور  
 خود بھی میدان جنگ میں نکل آیا۔ لیکن جب عین میدان کارزار میں ابراہیم عادل شاہ کا  
 مکتوب صلح وصول ہوا تو اس نے لڑائی سے ہاتھ دھو کر گوکنڈہ کا رخ کیا اور نظام شاہیوں  
 کو بھی واپس چلے جانے کی ترغیب دی۔ اس طرح سے بیجاپور کے ساتھ گوکنڈہ کے  
 تعلقات جو عرصے سے خراب تھے پھر تے خوشگوار ہو گئے کہ اس واقعہ کے تین چار سال بعد  
 بیجاپور کی طرف سے ملک التجار خواجہ علی شیرازی گوکنڈہ آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن  
 شہزادی چاند بی بی کو بیجاپور کے نوجوان حکمران ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عقد نکاح میں لے گئے  
 پیام لے آیا۔ اس پیام مواصلت کی سب سے بڑی وجہ جیسا کہ تاریخوں میں لکھا ہے  
 یہی تھی کہ بیجاپوری سلطنت قطب شاہیوں کی مخالفت سے محفوظ رہنا چاہتی تھی چنانچہ  
 اس گفت و شنید کی خبر معلوم کر کے نظام شاہی وکیل السلطنت صلاحت خاں بہت چراغ پا ہوا  
 اور اس نے کنوش بھی کی کہ پیام و سلام کا یہ سلسلہ منقطع ہو جائے لیکن اس کو ناکامی ہوئی۔  
 غرض ۹۹۵ھ میں خواجہ علی ملک التجار بیجاپور کے چند اعیان سلطنت کے ساتھ منعقد  
 تحائف و ہدایا لے کر محمد قلی کے دربار میں حاضر ہوا۔ محمد قلی نے دکن کے سیاسی توازن کیلئے  
 اس نئے رشتے کو مناسب خیال کیا اور رفیع کے ذریعہ تصفیہ کرایا کے خود ابراہیم عادل شاہ  
 گوکنڈہ کی سرحد پر قلعہ مندرگ تک آ کر دہن کا استقبال کرے اور وہاں عقد نکاح کے مراسم

طے پائیں۔ چنانچہ اس تصفیہ کے مطابق جب ابراہیم عادل شاہ کے قلعہ ندرگ کے پاس پہنچنے کی اطلاع ملی تو محمد قلی قطب شاہ نے میر امیر زبیل مصطفیٰ خاں اتہر آبادی ملک ابن اعتبار خاں یزدی ملک فخر الملک اور ابن خاں دبیر کو ۹۹۶ھ میں شہزادی کی پاکلی کیساتھ ندرگ کی طرف روانہ کیا۔ جب ابراہیم عادل شاہ کو شہزادی کی آمد آمد کی اطلاع ملی تو اس نے مقربان خاص کو انتقال کے لیے بھیجا اس کے بعد شریعت کے مطابق نکاح پڑھا گیا اور بادشاہ نے شاہ درگ پہنچ کر ایک ہفتے تک جشن شادمانہ منایا جس کے بعد قطب شاہی امر کو تشریف فاخرہ کے ساتھ گولکنڈہ کو واپس کیا اور ضلع مصطفیٰ خاں کو بارہ ہانچی اور بارہ ہزار ہون اور دیگر تحفہ دہایا کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ گولکنڈہ کی طرف سے بھی عادل شاہی امر کے لئے خلعتیں روانہ کی گئی تھیں۔

عادل شاہی شہزادہ اسماعیل	قطب شاہی شہزادی کے بچا پور جانے کے بعد
کی بغاوت	عادل شاہیوں اور قطب شاہیوں کے تعلقات بہت

منتحکم ہو گئے۔ حالانکہ اس قسم کی سیاسی شادیاں دکن میں بھی ناکام ثابت ہوئی ہیں اور جہیز یا کسی اور مسئلہ سے متعلق ایسے جھگڑے کھڑے ہو گئے ہیں کہ اتحاد و یکجہتی کی جگہ الٹی لڑائی لڑنی پڑی ہے۔ لیکن محمد قلی نے اس شہنشاہ کو بڑی خوبی سے نباہا۔ چنانچہ اس شادی کے چند

سے سو فرشتے لکھتا ہے کہ ابراہیم عادل شاہ ندرگ تک نہیں گیا بلکہ امراء عادل شاہی گئے تھے۔

بعد ہی جب ابراہیم عادل شاہ کا چھوٹا بھائی اسماعیل تخت بیجا پور کا دعویدار ہوا اور بھائی کے خلاف برصغیر میں علم بغاوت بلند کر کے بہت سے عادل شاہی امرا کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ساتھ ہی برہان نظام شاہ والی احمد نگر کو بھی مدد کے لیے طلب کیا تو یہ ابراہیم کے لیے بڑا نازک وقت تھا اس کے بڑے بڑے امرا و عمائدین مثلاً عین الملک، الیاس خاں، رومی خاں، دیونا نک، اور پنڈت آپا جی وغیرہ کے علاوہ خاص خاص ملازمین بھی غداری پر تلے ہوئے تھے۔ اور شمال سے شاہ احمد نگر ایک جرار فوج کے ساتھ بیجا پور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان پریشانیوں میں ابراہیم کو محمد قلی یاد آیا اور اس نے فوراً اپنے ایک امیر شاہ توار خاں کو اس کی خدمت میں روانہ کر کے مدد طلب کی۔ محمد قلی امداد روانہ کر رہا تھا کہ ۶ ربیع الثانی ۱۰۳۰ کو شاہزادہ اسماعیل کو شکست ہوئی اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سن کر برہان نظام شاہ احمد نگر کی طرف واپس ہو گیا اور محمد قلی کو فوجی امداد دینے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

علی برید پیر حیدر علی  
اسی طرح محمد قلی نے ایک اور دفعہ ابراہیم عادل شاہ کی خاطر

نظام شاہیوں کے خلاف اپنی فوجیں روانہ کیں۔ برہان نظام شاہ شاہزادہ اسماعیل کی شکست سے مایوس ہو کر واپس ہوا تھا کہ علی برید والی بیدار نے اس کو اپنی "اُمید میں بیجا پور پر حملہ کرنے کے لئے مدعو کیا۔ علی برید نے ابراہیم کو اسے قندھار اور کلہاٹی

دینے کا وعدہ کر کے بیدر پر دوبارہ قبضہ حاصل کیا تھا اور اب اس ڈر سے کہ کہیں ابراہیم ان قلعوں کو طلب نہ کرے برہان کی مدد چاہی۔ چنانچہ پہلی جمادی الاول ۱۱۳۰ء کو دس بارہ ہزار سواروں کی فوج روانہ کی۔ اب ابراہیم نے دکن کے سیاسی توازن کو برقرار رکھنے کے لئے محمد قلی سے مدد مانگی اور چونکہ وہ اسی حکمت عملی پر کاربند تھا اس لیے بیدر پر حملہ ہوا۔ لیکن بعد کو جب علی برید کے ایما سے وینکٹا داری نے قطب شاہی سلطنت پر حملہ کیا تو محمد قلی کی فوجیں بیدر کا رخ چھوڑ کر کرناٹک کی طرف روانہ ہو گئیں۔

مغلوں کے مقابلے میں احمد نگر کی امداد

ان واقعات سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ محمد قلی نظام شاہیوں کا دشمن ہی بن گیا تھا۔ اب تک اس نے

ان کے خلاف جو کچھ بھی کیا وہ محض سیاسی توازن کے برقرار رکھنے کے لئے تھا۔ لیکن جب اس کے بعد ہی احمد نگر مغلوں نے حملہ کیا تو وہ گزشتہ چند سال کے ناخوشگوار تعلقات کو بالکل بھول گیا اور اپنے ایک ترکمان بہادر مہدی قلی سلطان کے ساتھ چھ سات ہزار سوار اور ہزار ہا پیادے نظام شاہیوں کی مدد کے لیے روانہ کیے حالانکہ قطب شاہی سلطنت کے لیے خطرناک تھا کیونکہ وینکٹا پتی رائے پینکٹہ اس کی سرحد پر موقع کا منظر بیٹھا تھا۔ چنانچہ اس وقت اس نے فوراً حملہ بھی کر دیا تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کی اس کمک کی وجہ سے مغلوں کے مقابلے کیلئے ساٹھ تترنہار کی ایک ایسی بڑی فوج جمع ہو گئی جو جنگ تالیکوٹ کے بعد سے سرزمین دکن میں

کبھی جمع نہ ہوئی تھی۔ لیکن اس عظیم الشان فوج کے احمد گھر پہنچنے سے قبل ہی مغلوں نے چاندنی سے صلح کر لی کیونکہ وہ اتنی بڑی لڑائی کے لیے تیار نہ تھے۔ اس طرح لکھنؤ میں محمد قلی کا سپہ سالار ہندی قلی سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ حیدر آباد واپس آ گیا۔

اس وقت اگر ملکہ چاند سلطانہ دکنی فوج کی آمد کا انتظار کرتی اور مغلوں سے صلح نہ کرتی تو شاید دکن کی تاریخ بدل جاتی۔ کیونکہ برار کا علاقہ مغلوں کو تقویت کے صلح کر لینے میں سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ مغلوں کے قدم دکن میں جم گئے اور وہ دکن کی ان زمین باقی ماندہ سلطنتوں (نظام شاہی، عادل شاہی، اور قطب شاہی) کی سرحد پر بیٹھے ہوئے تاک میں گلے رہے کہ جہاں موقع ملے ان زمینوں میں سے کسی پر حملہ کر دیں۔

مغلوں سے لڑائی | چنانچہ اس صلح کے ایک سال کے اندر ہی مغلوں نے نقش عہد کیا اور اکبر اعظم کی فوجوں نے قصبہ پاتری پر قبضہ کر لیا جو علاقہ برار کے حدود میں نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چاند سلطانہ نے ابراہیم عادل شاہ اور محمد قلی قطب شاہ کو صورت حال سے مطلع کر کے مدد طلب کی۔ دونوں نے فوراً فوجیں روانہ کیں۔ جوہا جادی <sup>اشافی</sup> شہزادہ کو علی الصباح اندیر کے قریب دریائے گو داوری کے کنارے مغلوں کے مقابلے میں صف آرا ہوئیں۔ عادل شاہی فوجیں وسط میں اور میمنہ پر نظام شاہی اور میرہ تر شاہی

۱۔ صاحب برہان مائر نے اس قطب شاہی فوج کی تعداد نو ہزار پاد اور دس ہزار سوار بتائی ہے صفحہ ۶۱۴

فوجیں جم گئیں۔

عصر کے قریب لڑائی شروع ہوئی اور سہیل خاں سپہ سالار بیجا پور کی بہادری کی وجہ سے  
مغلوں کو شکست ہوئی۔ ان کے چار ہزار آدمی مارے گئے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ  
ان کی طرف کے دو بڑے سردار یعنی راجہ علی خاں والی برہان پور اور راجہ رام چند بھی میدان  
میں کام آئے۔ لیکن دوسرے روز مغلوں نے پھر نئی منتشر فوجوں کو جمع کر کے قبل از طلوع آفتاب  
دکنی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس وقت طرفین نے دل توڑ کر ایک ایک پنج زمین کے لئے جان دی۔  
اسی مقابلے میں خود سہیل خاں سپہ سالار فوج دکن زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا اور اس کی فوج میں  
سے سپاہی ہو کر شاہ درگ چلی آئیں۔ اور قطب شاہی فوج حیدرآباد واپس ہو گئی۔

امیر برید والی بید کی | اگرچہ والی بید سے سلطان محمد قلی کے تعلقات کچھ اچھے نہ تھے  
پناہ گزینی | لیکن اس خاندان کے آخری حکمران امیر برید ثانی کو جب شاہ

میں اپنے ایک باغی مرزا علی کی سازش سے اپنا پایہ تخت چھوڑنا پڑا تو وہ محمد قلی کے رحم و کرم کو پیش نظر  
رکھ کر برید حیدرآباد چلا آیا۔ یہاں محمد قلی نے اس کے ساتھ بڑی ہمدردی کی اور اس کو اپنے  
دربار میں شریک کر لیا۔ اس کی آمد کے سال ڈیڑھ سال بعد ہی محمد قلی قطب شاہ کا انتقال ہو گیا  
ورنہ کیا تعجب کہ وہ امیر برید ثانی کو دوبارہ بیدر کا تخت و تاج حاصل کرنے میں مدد بھی دیتا  
تاکہ دکن کا سیاسی توازن برابر باقی رہے۔

## بیرونی تعلقات

محمد قلی کا اعلیٰ تدبیر و سیاست بیرونی ممالک سے اس کے خوشگوار

تعلقات سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مثل چونکہ دکن پر حملہ آور ہونے لگے تھے اور احمد نگر کی سلطنت ان کا نشانہ بن چکی تھی اس لئے محمد قلی قطب شاہ نے اندازہ لگایا تھا کہ اس سلطنت کے ساتھ تعلقات پیدا کرنا دکنی سیاست کو کمزور کرنا ہے اس لئے ان کے برخلاف اس نے شاہ ایران اور دکن کے ہمسایہ سلاطین کے ساتھ رشتہ مودت باندھنے کی کوشش کی یہ خیال پوری طرح صحیح نہیں ہے کہ وہ شاہ ایران کو اپنا ہم مذہب سمجھ کر اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور مغلوں کا اس لئے مخالف تھا کہ وہ دکنی تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مغلوں کے ہوس ملک گیری کی اس نے پیش قیاسی کر لی تھی اور سمجھتا تھا کہ اگر احمد نگر ختم ہو گیا تو دکن کی آزادی باقی نہ رہے گی۔ اس لئے وہ ہمیشہ احمد نگر کی مدد کے لئے فوجیں بھیجتا رہا۔ اور ایران سے اس نے تعلقات بڑھانے کی کوشش کی کہ شاید کسی روز اس کو یا اس کے جانشینوں کو مغلوں کے مقابلے میں شاہ ایران کی مدد کی ضرورت پڑے۔

اعز لو سلطان | اسی حکمت کے پیش نظر جب ۱۱۲۰ھ میں ابوالنظر شاہ عباس

صفوی نے اعز لو سلطان کو اپنا سفیر بنا کر محمد قلی قطب شاہ کی بارگاہ

سفر ایران | میں روانہ کیا اور یہ ایرانی ایلچی بندر گوا تک پہنچ گیا تو محمد قلی قطب شاہ نے امیر فیاض الدین محمد نیشاپوری

کو تشریف شاہانہ کے علاوہ سفیر ایران کو اپنے ساتھ لائے کے اخراجات دے کر روانہ کیا۔ امیر ضیا الدین کی شائستگی اور فہم و فراست کا محمد قلی بہت قدر دان تھا۔ چنانچہ یہ امیر کو پہنچ کر اغزلو سلطان سے بڑے نزک و احتشام سے ملا۔ اور مرہم تعظیم و لوازم مکرم بجا لا کر اپنے ساتھ گولکنڈہ لے آیا۔ راتے میں بہ منزل اور بہ مقام پر محمد قلی کے حسب ایما ضیافت کی گئی اور جب یہ سفیر قطب شاہی سرحد کے قریب پہنچا تو محمد قلی قطب شاہ نے اپنے خاص امر و خواتین کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ عرض ایران کا یہ سفیر بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ جب دار السلطنت حیدرآباد کے قریب پہنچا تو محمد قلی قطب شاہ خود قلعہ محمد نگر تک آگے بڑھ کر کالا چوتھرہ کے پاس اغزلو سلطان کو اپنے حضور میں باریاب کیا۔ اغزلو سلطان نے شاہ ایران کی طرف سے موافقت و مصداقت کا پیام پہنچانے کے بعد مکتوب شاہی اور بہت سے تحفے پیش کئے۔ ان تحفوں میں حسب ذیل زیور قابل ذکر تھے۔ اچھے چکرار موتیوں کا ایک تاج، نفیس جواہر سے مرصع خنجر اور چالیس عربی گھوڑے جن کی لگام اور زین مرصع اور عبا زربفتی تھے۔

اغزلو سلطان کے ساتھ اس ایرانی سفارت میں اور سوا صاحب بھی شامل تھے۔ محمد قلی قطب شاہ نے ان سب کو خلعت ہائے فاخرہ سے سرفراز کیا اور ہر ایک کے شایان شان دلکش انعامات سکونت کے لئے معین کیے۔ کالا ڈیرہ میں ایرانی تحف و تحائف اور مکتوب شاہی ملاحظہ کرنے کے بعد بادشاہ نے دربار برخواست کیا اور حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا یہاں



شاہ عباس کا ایرانی سفیر پانچ سال کے طویل عرصے تک مقیم رہا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اس زمانے میں مغلوں نے احمد نگر پر پوشش کی تھی اور واپسی کا راستہ صاف نہ تھا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ شاہ عباس نے اظہار موت و یگانگت کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ کی دختر جیات بخشی بیگم کی شادی اپنے لڑکے کے ساتھ کر دینے کی بابت پیام بھی روانہ کیا تھا۔ اور شاہ محمد قلی عرصے تک اسی پس و پیش میں رہا کہ کیا جواب دیا جائے۔ تاہم فرشتہ اس کو ایک ہندوستانی بادشاہ کے لئے بہت بڑا اعزاز قرار دیتا ہے اور اس نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ محمد قلی نے اس پیام کو قبول کر لیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو اس نے زیادہ تر حضرت میر مومن کے مشورے سے یہ رائے بدل دی اور اپنی اکلوتی لڑکی کی شادی فوراً اپنے نوجوان بھتیجے شہزادہ سلطان مرزا ابن مرزا محمد امین سے بڑی شان و شوکت اور خاص اہتمام کے ساتھ کر دی حضرت میر مومن اس جوان صالح کے بڑے مداح و قدردان تھے کچھ ان کی خاطر اور کچھ اس لیے کہ شہزادی جیات بخشی بیگم کی شادی کا سفیر ایران کی روانگی سے قبل ہو جانا ضروری تھا محمد قلی نے اس تقریب کو بہت محبت کے ساتھ اور بڑے اہتمام سے انجام دیا چنانچہ اغزلو سلطان سفیر ایران نے بھی اس میں شرکت کی۔ اس طرح شاہ عباس صفوی کے پیام کا جواب دینے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ اور کوئی بدنامی بھی پیدا نہ ہو سکی کیونکہ یہ بیان کیا گیا کہ یہ شہزادی بچپن ہی سے شہزادہ سلطان مرزا سے منسوب تھی اور اسی لیے

بادشاہ نے اس شہزادہ کی تربیت خاص اپنی نگرانی میں کی تھی، اور ظل اللہ کا لقب عنایت کر کے اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔ اس تدبیر سے اگرچہ شاہ ایران کے پیام کا خود بخود جواب مل گیا لیکن بادشاہ کے حقیقی بھائی خدا بندہ کی دل شکنی ہوئی جو بعد میں بغاوت کی شکل میں رونما ہوئی۔

غرض بغیر ایران اس شادی کے بعد ہی شاہ ایران میں حیدرآباد سے ایران کی طرف روانہ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض اس مقصد کے لئے حیدرآباد میں اتنے عرصے تک ٹہرایا گیا تھا۔ لیکن جتنے دن وہ حیدرآباد میں رہا اس کی آؤ بھگت اور خاطر داری میں کس طرح کی کمی نہ کی گئی۔ کیونکہ موقع بہ موقع انعامات کے علاوہ دو ہزار تومان سالانہ اس کے عطا کئے جاتے تھے۔ اس طرح جلد سولہ ہزار تومان تو بطور منصب یا سالانہ تنخواہ کے عطا کئے گئے اور ہر درباریانہ تقریب میں محمد قلی جیسے فیاض بادشاہ نے جس بیش بہا انعام و اکرام سے سرفراز کیا ہوگا اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔

ایلمچی کے واپس ہونے سے قبل محمد قلی نے ایک اور تدبیر یہ کی کہ اپنے متعہ خاص حاجی قنبر علی کو شاہانہ تحفہ و ہدایا کے ساتھ شاہ ایران کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ اغر لوسطان کی واپسی کی تعویق وغیرہ سے متعلق اگر شاہ عباس کے دل میں کوئی شبہات پیدا ہوئے ہوں تو ان کو رفع کرے۔ اس وقت جو تحفے روانہ کئے گئے ان میں جو لہر آبدار اور ہندوستان کی نفیس ترین

اشیا شامل تھیں۔

جب انگریز سلطان واپس ہونے لگا تو محمد قلی قطب شاہ نے اپنے دربار کے ایک بڑے امیر ہمدی قلی سلطان کو اس کا رفیق سفر اور ایرانی دربار میں اپنا ایلچی بنا کر روانہ کیا۔ اس وقت شاہ عباس کے لئے کئی اعلیٰ اور نادر تحفے مثلاً گراں قیمت جواہر سے مرصع طرح طرح کے آلات اور پٹن کے بنائے ہوئے نقیس کپڑے جو خاص شاہ ایران کے لیے پانچ سال سے بنائے جا رہے تھے، بھجوائے گئے۔ لیکن ہمدی قلی سلطان کی ایران سے واپسی میں اتنی تعویق ہوئی کہ اس اثنا میں خود محمد قلی قطب شاہ کا انتقال ہو گیا۔ اور سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی کے بعد پھر شاہ ایران نے مرحوم بادشاہ کی تعزیت اور نئے بادشاہ کے جلوس کی مبارکباد دینے کے لئے اپنا سفیر روانہ کیا۔ اس طرح محمد قلی نے ایران کے ساتھ جو تعلقاں مستحکم کئے تھیں وہ باقی رہے اور اس کے جانشینوں نے اس کی حکمت عملی سے ایک گونہ فائدہ اٹھایا۔

ایران کے اس ایلچی کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ کی بارگاہ میں دکن کی ہمایہ سلطنتوں کے سفیر بھی کئی وقت حاضر ہوئے تھے اور ان سب کے ساتھ بادشاہ نے بڑے حسن سلوک اور فیاضی کے ساتھ برتاؤ کیا۔

## میرک معین بنزواری سفیر احمد نگر

محمد قلی کے تخت نشین ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد احمد نگر کی طرف سے  
میرک معین بنزواری جیسے مشہور و معروف شاعر کو سفیر بنا کر  
گوکندہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس وقت احمد نگر اور گوکندہ کی سلطنتیں ایک دوسرے کی حلیف  
تھیں اور دونوں کی فوجیں بجا پور کے مقابلے میں میدان کارزار میں مصروف پیکار۔  
میرک معین کی آمد کاسب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ دکن کا سیاسی توازن برقرار رکھنے کے لئے  
احمد نگر کی امداد اور رفاقت کی جس حکمت عملی پر محمد قلی کا باپ ابراہیم قلی کا رہند تھا اسکو  
جاری رکھنے کی اس نوجوان حکمران سے استدعا کی جائے۔

محمد قلی میں شروع ہی سے تدبیر و فرات کی کمی نہ تھی۔ چنانچہ وہ تخت نشینی کے  
ساتھ ہی اپنے باپ کے مجرب اصول پر کاربند ہو گیا تھا۔ اس لیے اس نے اس سفیر کی  
بڑی ادبگت کی۔ میرک معین اپنے اس سفر میں اتنا کامیاب رہا کہ بعد کوئی دفعہ گوکندہ  
آیا۔ اور مہینوں قیام پذیر رہ کر محمد قلی قطب شاہ کے بدل نوال سے شاد کام ہوا۔ چنانچہ  
جب اغرلو سلطان حاجب ایران کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو میرک معین بھی گوکندہ آیا۔  
اور ماہ ربیع الاول ۱۰۱۷ء میں محمد قلی قطب شاہ کی اکلوتی لڑکی کی شادی کی  
تقریب میں شرکت کی۔ اس موقع پر متعدد شعرا نے مبارکباد کی نظمیں اور قصیدے سلطان  
محمد قلی کی بارگاہ میں پیش کئے تھے۔ اور میرک معین نے بھی ذیل کا قطعہ تاریخ لکھ کر پیش کیا تھا جو

تاریخوں میں محفوظ ہے۔

دوش سرگردہ خیالم رہے چو بہشت ✽ اہل آں بزم چو حوران ہمہ لورانی چہر  
بزم عیشی کہ ملائک بہ تماشا شد چشم ✽ سر برول کرد چو انجم ہمہ از جیب سپہ  
گفتم ایں بزم کہ عیش چہ تا بخش حیت ✽ کہ از افلاک بر ایام ہی بارد ہر  
عقل کو بود چوں مت رہے حیرت گفت ✽ عید مولودی و بزم شہ و عقد ہر و ہر  
چارہتی مکن ایں قطعہ معین می شاید ✽ در چمن نظم ترا بر گذر و قاف، سحر  
اس واقعہ کے دو تین سال بعد جب ۱۰۱۹ھ میں خداداد محل کی تعمیر مکمل ہوئی  
اور بادشاہ نے اس جیش خروانہ ترتیب دے کر ارکان مملکت اعیان دربار، اصرار مقربین  
اور علما و شعرا کو طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز کیا تو اس مجلس عیش و طرب میں میر  
سنہ داری بھی موجود تھا اس نے فی البدیہہ قطعہ تاریخ لکھ کر پیش کیا اور بہت بڑا انعام  
حاصل کیا۔ قطعہ

این قصر کہ بہت رشک فرمائے بہشت ✽ ایام آب زندگانش سرشت  
تاریخ مرتب شدش کلک قضا ✽ بر لوح بقا بنائے جاں بخش نوشت

۱۔ مولف تاریخ کن حصہ دوم سلسلہ آصفیہ نے ۱۰۱۹ھ لکھا ہے جو غلط ہے۔ (صفحہ ۳۳۱)  
۲۔ مولف تاریخ ظفر نے قافیہ سرشت لکھا ہے (ص ۱) لیکن تاریخ قطب شاہی اور حلیۃ السلاطین  
میں نوشت لکھا ہے جو ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

## خواجہ علی شیرازی سفیر بجاپور

۱۹۵ء میں ملک انجارجولجہ علی شیرازی بجاپور سے محمد قلی قطب شاہ کے دربار میں آیا تھا تاکہ اس کی ہمیشہ چاند سلطانہ کو ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عقد نکاح

میں لائے کے لیے درخواست کرے۔ یہ عمارت بھی کامیاب رہی۔ کیونکہ محمد قلی کے تدبیر و سیاست کا اقتضایہ تھا کہ کسی سلطنتیں آپس میں متفق ہوں۔ اس سٹار اوٹھنرہوی چاند سلطانہ کی شادی کا تذکرہ اوپر مذکور ہے (صفحہ ۱۲۴)

## شہنواز خاں سفیر بجاپور

اس سفیر کی آمد کا ذکر بھی گذشتہ صفحات میں قلمبند کیا جا چکا ہے۔ دیکھو

صفحات (۲۴۵-۲۴۶)

دوسری سلطنتوں کے سفیروں کی آمد کے سلسلہ میں ضروری ہے کہ خود محمد قلی قطب شاہ نے اپنی طرف سے جو سفیران سلطنتوں کو روانہ کئے ان کا بھی کچھ ذکر کر دیا جائے۔

## محمد قلی قطب شاہ کے سفیر

کیونکہ مالی ہمیشہ دو ہاتھوں سے بچی ہے۔ اور اعلیٰ تدبیر کا اقتضایہ تھا کہ کئی سیاست کے توازن کو برقرار رکھنے کیلئے خود محمد قلی بھی موقعہ بہ موقع اپنے سفیر دوسری سلطنتوں کے یہاں روانہ کرتا۔

مولنا حاجی محمد اصفہانی ایک متبحر عالم و فاضل تھا جس کو محمد قلی نے احمد نگر کے دربار میں روانہ کیا۔

چنانچہ جس وقت مغلوں نے نظام شاہی حکومت پر حملے شروع کئے تو یہ وہاں موجود تھا صاحب برہان آثار جو احمد نگر میں اسے مل چکا تھا۔ اس کا ذکر ان القاب کے ساتھ کرتا ہے۔

افادت و افاضت اتباہ تخایق و معارف آگاہ مقرب درگاہ ربانی حاجی محمد اصفہانی (صفحہ ۵۹)

دوسری جگہ بھی اسی تعظیم و تکریم سے نام لکھا ہے۔

زبدۃ اصحاب صدق و ایقان مولانا محمد (صفحہ ۶۱۷)

۱۰۰۳ء میں جب احمد نگر میں تخت سلطنت کے لیے کئی دعویدار کھڑے کر دیے گئے تھے اور میراں منجھو اور چاند بی بی کے آپس میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا تو محمد قلی قطب شاہ کے اس حاجی نے چاند بی بی کا ساتھ دیا اور میراں منجھو کی مخالفت کی۔

اس طرح جب معلوم ہو گیا کہ قطب شاہ احمد نگر کی تفصیل میں رخنہ ڈال دیا اور اس کے ذریعہ سے انکی فوجیں قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگیں تو چاند سلطانہ نے نفس نفسی اس نازک مقام پر کھڑی ہو گئی اور مروانہ وار مقابلہ کرنے لگی جب اس خطرناک حالت کی خبر احمد نگر میں ہو رہی تو حاجی محمد اصفہانی بھی اپنے ملازمین کو لے کر چاند بی بی کی مدد کے لئے اس رخنہ پر پہنچ گیا اور اگرچہ وہ ایک عالم و فاضل بزرگ تھا لیکن وقت پر بوجہادوں کی طرح سرفروشی کے لیے تیار ہو گیا اس واقعہ کی نسبت برہان ماثر میں لکھ ہے کہ:۔۔

”زبدۃ اصحاب صدق و ایقان مولانا حاجی محمد حاجی علی حضرت سلطنت نصرت پناہ گروں

محمد قلی قطب شاہ..... در منازل فویش ازین واقعہ خبر یافتند سرعت برق و باد بموس خنہ

شناختند۔ و بفریب بیکان خارا گزرا رہ آمد و شد بر جنود اعدا و مدد و مساعدتند“ (صفحہ ۶۱۷)

اس سہ پہلے چلتا ہے کہ محمد قلی نعمات کی خدمت کے لئے نہایت وفادار و قابل اصحاب کا انتخاب کرنا تھا جو سہ

پر وہی کام کرنے جو محمد قلی کے حسب نشانہ ہوتا تھا۔

یہ بہت بڑا پر سالار اور مدبر تھا چنانچہ معلوموں کے مقابلے میں جب محمد قلی نے اپنی

ہمدی قلی سلطان

فوجیں روانہ کیں تو اسی کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ اس کی شجاعت و بہادری کی نسبت اس کے ایک ہم عصر علی بن عزیر اللہ طباطبائی اتنی اچھی رائے تھی کہ وہ اس کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے :-

”امارت و ایالت پناہ شجاعت و جلالت و شگاہ ہمدی قلی سلطان طاش کہ در روم

دلاوری و مردانگی ناسخ داستان رستان بود“ (برہان ماثر صفحہ ۶۱۲)

احمد نگر کے مورخ کے یہ الفاظ حقیقت پر مبنی ہوں گے جب ہی تو محمد قلی نے ایک زبردست دشمن کے مقابلہ میں اس کو دو دفعہ روانہ کیا تھا لیکن ہمدی قلی صرف ایک بہادری نہیں بلکہ اعلیٰ مدبر بھی تھا کیونکہ اس کو <sup>۱۰۱۸</sup> میں ایران کا سفیر بنا کر روانہ کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ اس خدمت کے لئے اسے بہتر امیر محمد قلی کے یہاں کوئی نہ ہوگا۔ ورنہ وہ اس کو روانہ نہ کرتا جب کہ اس کو معلوم تھا کہ احمد نگر پر اچھی مغلوں کے حملے کا اندیشہ موجود ہے۔ ہمدی قلی سلطان کے ساتھ سلطان محمد قلی نے شاہ ایران کو جویش بہا تھے روانہ کئے تھے ان کا تذکرہ ابھی ابھی گذر چکا ہے۔

**جنوب کی ریاستیں** | محمد قلی قطب شاہ کے بیرونی تعلقات کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ جہاں اس نے شمال کی طرف مغلوں کے تنگ و تاز پر نظر رکھی اپنی سلطنت کے جنوب کی طرف سجا کر اور کرناٹک کے ہندو حکمرانوں کو بھی ابھرنے نہ دیا۔ چنانچہ وجیانگر کے جاشین بینکٹ <sup>۱۰۱۸</sup> کی حکومت اس کے عہد میں جو طویل معرکہ ہوتے رہے وہ اسی حکمت عملی کا نتیجہ تھے۔ اس نے ہمیشہ بینکٹ <sup>۱۰۱۸</sup> کے حکمران وینکٹ پتی کے ساتھ صلح و انتہائی کوالرائٹی پر ترجیح دی لیکن جب دیکھا کہ وہ اس کے باغیوں مثلاً



علی خاں ارستانی، علم خاں پٹھان، اور کندراج والی کشمکوٹ کو پناہ دیتا یا ان کی مدد کے لیے فوجیں بھیجتا ہے تو برابر اس سے مقابلہ کرتا اور اس کی سازشوں کو اپنے ملک سے باہر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ <sup>وقت</sup> اس کو ایسے مواقع بھی دستیاب ہوئے کہ اس کی فوجیں دوڑ تک پٹنڈہ اور وچیا نگر کے علاقوں پر حملہ کرتی ہوئی گھس گئیں اور وہ چاہتا تو مزید جلوں کے ذریعہ سے اس سلطنت کو ختم کر سکتا لیکن اس نے ویکٹ پی کی صلح کی درخواستوں کو قبول کر کے اپنی فوجوں کو واپس بلا لیا۔

اسی طرح بعض دیگر راجاؤں کو بھی ان کی بغاوتوں اور نافرمانیوں کے باوجود اس نے برقرار رکھا اور تہ رنجیدہ والی پناہ اور بھائی بلند والی کشم کوٹ کو وہ پہلے ہی ختم کر کے ان کے علاقے اپنی سلطنت میں شامل کر لیتا۔ اسی طرح رویو اور قوم کی اسندھ پر اس نے اپنی فوجوں کو ان کے بالکل تباہ و برباد کرنے سے منع کر دیا۔ یہ اس کے اعلیٰ تدبیر کا نتیجہ تھا کہ اس نے ان ہندو ریاستوں کو قائم رکھا اور اس طرح اپنی ہندو رعایا کو اپنی سلطنت کے بدطن اور کڑے خاطر نہ ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آخر تک گولکنڈہ کی سلطنت کے استحکام و بقا کے لئے دکن کے ہندوؤں نے جان و مال کو کوششیں کیں اور اس سلطنت کو اپنی سلطنت سمجھ کر مغلوں کے مقابلے میں اس کا ساتھ دیا۔

(۳)

## ہندو رعایا کی سرپرستی

اگرچہ محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں اکثر ہندو راجاؤں سے معرکہ آرائیاں رہیں اور بعض ہندو امرا نے بغاوت بھی کی لیکن یہ اس کے اعلیٰ تدبیر کا نتیجہ تھا کہ اس کے عائدین سلطنت اور مقررہ دھرم و ملازمان خاص میں ہمیشہ بہت سے ہندو شامل رہے۔ اور ان میں سے بعض تو اپنی فہم و فراست اور بہادری کی وجہ سے ایسے بلند مرتبے پر پہنچ گئے تھے کہ بادشاہ کو ان پر بڑا اعتماد تھا اور ان کی رائے اور اشارے سے بڑے بڑے مسلمان امیر اور سپہ سالار بھی بدل دیے جاتے تھے۔

محمد قلی نے اپنی ہندو رعایا اور امیروں کے ساتھ ہر وقت فراخ دلی اور لطف و کرم کا برتاؤ کیا۔ بعض موقعوں پر نواہیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤں اور ملتانوں میں تیار ہی نہ کرتا تھا۔ اور ہمیشہ دونوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتا۔ عجیب بات ہے کہ اکثر ہندو راجاؤں اور باغیوں کے مقابلے میں اس اپنے ہندو امیر اور بہادروں ہی کو روانہ کیا جنھوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ بڑے سخت مقابلے کئے اور ان کی حکومتوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ ہر مذہب و ملت کی رعایا کے ساتھ یکساں شفقت سے پیش آنے اور ان پر اعتماد کرنے میں محمد قلی نے کس اعلیٰ تدبیر سے کام لیا تھا۔ یہاں ہم نمونے کے طور پر اس کے دشمن و مقتدر ہندو امرا و عمائد کا تفصیلی اور نقیبہ کا سرسری ذکر کرتے ہیں جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ محمد قلی کے حسن اخلاق اور مذہبی رواداری نے گو گنڈہ کے ہندوؤں میں بھی کیسے کیسے جاں نثار سورا اور اعلیٰ پایہ کے امیر پیدا کر دیے تھے۔

## آسیراؤ

محمد قلی کے ان مقربین خاص میں تھا جنہوں نے آئندہ زمانے تک اس کے دست بازو کا کام دیا اس پر بادشاہ کو اتنا اعتماد تھا کہ کشتیہ میں خود محمد قلی میدان جنگ میں نکلا تو یہ اس کے ساتھ تھا اور مسکورگ نندیاں، کلکوری کندی کوٹ، اور پٹیکینڈہ کی لڑائیوں میں برابر دادرانگی دیتا رہا۔ آخر کار جب پٹیکینڈہ کا محاصرہ اٹھا کر محمد قلی دارالسلطنت کی طرف واپس ہونے لگا اور واپسی سے قبل اپنے مفتوحہ علاقوں کا انتظام کرنا شروع کیا تو قلعہ مسکورگ پر آسیراؤ کو حاکم بنا کر اطراف و اکناف کا علاقہ اس کے تفویض کر گیا۔

آسیراؤ نے اس علاقہ میں ڈیڑھ دو سال تک قیام کر کے ہاں قطیشاہی حکومت کو اتنا مستحکم کر دیا کہ پھر مسکورگ میں کوئی اندیشہ باقی نہ رہا۔ اس اثنا میں شہسہ میں جب مکندر راج والی کشم کوٹ نے بغاوت کی تو آسیراؤ کو بھی اپنی فوج کے ساتھ امین الملک میر حیلہ کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ کشم کوٹ، سیکا کون، دواڑہ، اور پتیا پور پر حملہ آور ہوا۔ اور جب پتیا پور کا راجہ راجندر مطیع و منقاد ہو گیا اور اس کے بعض علاقے قطیشاہی سرحد میں شامل ہو گئے تو ان علاقوں کے انتظام کے لئے آسیراؤ اور ملک نائب کو وہیں چھوڑ کر ملک امین الملک کشم کوٹ کی طرف واپس ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے علاوہ وزیر اعظم کو بھی اس پر پورا بھروسہ تھا۔ شہسہ میں جب کشم راج ولد راوت راؤ کے اکسانے سے مکندر راج بنگالے کی طرف سے واپس ہو کر کشم کوٹ پر حملہ آور ہوا تو آسیراؤ کو زین العابدین پیر سالار کی مدد کے لئے روانہ کیا گیا۔

اور اس کی فوجیں کندراج کو شکست دینے میں قطب شاہی لشکر کے پہلو بہ پہلو رہیں۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آسیراؤ شاہی دربار میں نسلک اور زیادہ تر جہد آبادی میں قیام پذیر رہا کیونکہ اس کے بعد تاریخوں میں آسیراؤ کا نام پھر اس وقت آتا ہے جب کہ محمد قلی کا عہد حکومت ختم ہو رہا تھا اس اثنا میں کئی میر جلا اور سپہ سالار بدل چکے تھے۔ اور عرصے کے امن و امان کے بعد قطب شاہی میں پرنسپل شاہی والی دستر نے قطب شاہی حدود میں دست اندازی شروع کی تھی۔ اس وقت جب عمال شاہی نے پانچ تخت کو اطلاع بھیجی تو مہرز احمد امین جملہ الملک نے اس مہم کو سر کرنے کے لیے قدیم جانا آسیراؤ ہی کا انتخاب کیا اور اس کو سپہ سالار بنا کر سید حیدر اور امجد الملک کو اس کے ماتحت روانہ کیا۔ اس وقت تک آسیراؤ بڑا مقتدر اور صاحب جاہ و جلال امیر بن گیا تھا۔ اور خود اس کی اپنی فوجیں نہایت کثیر التعداد تھیں۔ اس وقت اس کو شریف شاہانہ سے سرفراز کر کے روانہ کیا گیا تھا یا آخری خلعت تھی جو آسیراؤ کو محمد قلی قطب شاہ کے دربار سے عطا ہوئی تھی کیونکہ اس کے میدان جنگ سے واپس آنے سے قبل ہی یہ فرض لیا بادشاہ انتقال کر گیا۔

غرض آسیراؤ ۱۰۳۰ھ سے ۱۰۳۱ھ تک مسلسل، اسال محمد قلی کی فوجوں کا سردار رہا اور آخر کار ۱۰۳۱ھ میں تو سپہ سالار بھی بنا گیا یہ بہت بڑا اعزاز تھا کہ مسلمان امرا و عہدہ داروں نے امجد الملک اور سید حیدر وغیرہ اس کے ماتحت میدان جنگ میں روانہ کئے گئے۔

دہر ماراؤ | یہ ابتدا میں ایک معمولی شہر تھا چنانچہ ۱۰۳۱ھ میں جب روڈیو ات قوم نے قطب شاہی حکومت

کے خلاف بغاوت کی اور راجمندی کا علاقہ خلی پا کر دیوڑنرول اور بھارلی میں ہنگامہ آرا ہو گئے  
تو محمد قلی قطب شاہ نے رنچی نگر کے سپہ سالار عادل خاں اور سرنوبت چنگیز خاں کو حکم دیا کہ فوراً راجمندی اور  
کا مورم کے علاقہ میں پہنچ کر مخالفین کو سزا دیں۔ اور بعد کو میرزین العابدین اور عبدالکریم والد ارکوبھی انکی  
مدد کے لئے راجمندی سے روانہ کیا گیا تاہا اسی فوج کے سرداروں میں دہراراؤ بھی شامل تھا۔ اس وقت  
باغی دریا کے ایسے حصہ پر قابض تھے جہاں سے شاہی فوجوں کو عبور کرنا تھا۔ لیکن مخالفوں کی نڈرت  
کی وجہ سے اس جگہ عبور کرنا مشکل ہو گیا اور کئی روز ناسی پریشانی میں گزر گئے تو سپہ سالار نے دہراراؤ کو روانہ کیا تاکہ  
کوئی دوسرا عبور کرنے کے قابل مقام تلاش کر آئے۔ چنانچہ دہراراؤ نے دس بارہ کوس تک ندی کے کنارے  
کناسے سفر کر کے ایک رات نہ نکال ہی لیا جہاں سے چنگیز خاں اور دیگر سردار دریا کو عبور کر کے باغیوں کے  
سپر پہنچے غرض دیوار قوم کو مطیع کرنے میں دہراراؤ کی بہادری اور فرست کا بھی کچھ حصہ ضرور تھا۔  
اس کے بعد سے زین العابدین کی نظر خاص دہراراؤ پر پڑنے لگی جس کو اس نے اپنے ساتھ ہی میلن  
میں رکھا۔ اس اثنا میں شہر میں جب رات کو لوٹا گیا تو ملک امین الملک سے ناراض ہو کر حکومت کے خلاف  
بغاوت کی اور ہری چندر کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تو ہری چندر نے دنادیو کو اپنی مدد پر بلایا۔ دنادیو بڑا  
مدبر اور طاقتور دشمن تھا جس نے نہایت ہوشیاری اور فن حرب کی پوری ہمار کے ساتھ قطب شاہیوں کا مقابلہ  
کیا اور جگہ جگہ ان کو پریشان کیا۔ اس وقت زین العابدین نے دہراراؤ سے کام لیا جس نے دوسرے سرداروں  
نندو عبدالکریم چنگیز خاں اور بھالے راؤ کے ساتھ قلعہ عبور کا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ دنادیو کو قلعہ والوں کی مدد کیلئے

ایک زبردست فوج روانہ کرنی پڑی لیکن دہراؤ اور اس کے ساتھیوں نے ایسا مردانہ دانت بلیا لیا کہ بہت سے دشمن یا تو قید ہو گئے یا فرار ہو گئے۔ ان مسلسل ناکامیوں کو دیکھ کر دنا دیو نے دہراؤ سے پناہ مانگی اور اس کے توسط سے سپاس نہراہمون اور سپاس ہاتھی سپرالا کے یہاں روانہ کیے اور انتہائی خراج ہرسال ادا کرنے اور اٹل گزار رہنے کا وعدہ کیا۔

اس صلح اور اطاعت گزاری میں معلوم ہوتا کہ دہراؤ کا بڑا حصہ تھا۔ وہ بہادر ہوتے کے علاوہ بڑا مدبر بھی تھا اور دشمن بھی اس کی رہنمائی پر بھروسہ کرتے تھے چنانچہ دہراؤ نے نہ صرف دنا دیو کو مطیع و متقاعد بنایا بلکہ ہری چند کے پیچھے بول بائو کو جو بانی فدا تھا دنا دیو ہی کے ذریعے سے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بدلے میں دنا دیو کے اعزہ و اقربا کو آزاد کر دیا۔ یہ ایک ایسی سیاسی چال تھی جس کی وجہ سلطنت میں بڑا امن و امان قائم ہو گیا۔ اس خدمت کی بنا پر مہتملی نے دہراؤ کی جو قدر افزائی کی انیسویں کہ اس کا ذکر تاریخوں میں درج نہیں لیکن آنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ روز بروز دہراؤ کی شخصیت اور اہمیت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا چنانچہ اس کے بعد ہی سن ۱۸۴۷ء میں جب کشمیر کا راج دلدراوت راؤ نے بغاوت کی تو اس وقت بھی دہراؤ میدان جنگ میں اس کے مقابلے کے لئے موجود تھا۔ اور اب کے اس کی شخصیت اور اثر خود میزین العابدین سالار سے زیادہ اہم ہو گئی تھی۔ چونکہ کشمیر کوٹ کے علاقہ پر قبضہ کر لینے کے بعد سے سل لڑائیاں جاری تھیں اور سمت مرتضیٰ لکڑی قطب شاہی فوج کا ان چین غائب ہو گیا تھا اس لئے اس موقع پر دہراؤ کی یہ رائے تھی کہ قلعہ داوڑہ کے فتح کرنے کی جتنیں اٹھانے کی جگہ بہتر یہ ہے کہ کشمیر کوٹ کے بعض علاقے وہاں کے سابق دلی بھائی

کو عطا کر دیے جائیں اور اس سے مطیع و فرماں بردار رہنے اور سال بسال خراج روانہ کرنے کا وعدہ لیا جائے  
میرزین العابدین ایک جنگجو سپاہی لڑا تھا۔ وہ اس قسم کی مصلحت اندیشیوں کا قائل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ  
جب عرصہ سے ہم اس ہم میں سرگرم ہیں تو پورے ملک کو فتنہ و فساد سے پاک کرنے کے بعد ہی دم لینا چاہیے  
معلوم ہوتا ہے کہ دہراراؤ نے اس کو بہت کچھ سمجھا یا لیکن جب وہ اپنے خیال پر اڑا رہا تو سلطان محمد قلی  
قطب شاہ کی بارگاہ میں عریضہ روانہ کیا کہ عرصے سے شاہی لشکر باغیوں کا مقابلہ کر رہا ہے اور اب صورت حال  
اس امر کی منتقاضی ہے کہ بھائی بلند کو پہلے کی طرح ایک باگدار راجہ بنا کر کچھ علاقے اس کے سپرد کر دیے جائیں۔  
دہراراؤ بادشاہ کی طبیعت سے واقف تھا اور اسی لیے سپاہیوں سے مایوس ہو کر اس کے خلاف  
اپنے اپنی رائے راسخ بارگاہ عالی میں روانہ کی۔ محمد قلی نے اس خط سے اتنا اثر لیا کہ زرین العابدین کو  
سپاہیوں سے ہٹا کر واپس بلا لیا اور حسین ابن مصطفیٰ خاں کو روانہ کیا۔ یہ منہا لہ کم عمر تھا اور چونکہ اس کو  
شاہی خاندان سے قربت تھی اس لیے دہراراؤ نے اس خفیہ اور سپاہیوں کی تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر بھائی  
کے بھتیجے ہری چند کو معافی مانگ لینے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ ہری چند اس علاقے کے بہت سے بہادر  
کے ساتھ دہراراؤ سے آملا۔ اور بھائی بلند کے بالکل تہ تیغ میں اس کا مددگار ثابت ہوا۔ غرض دہراراؤ  
کی ہوشیاری سے شرم کوٹ کا علاقہ پھر باغیوں کی حالت ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد آٹھ نو سال تک قطب شاہی سلطنت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور دہراراؤ دربار  
میں باریاب رہا۔ آخر کار اس نے جب و سنا و دیو نے کشم کوٹ کے علاقے میں داخل ہو کر تاخت مارا تو

شروع کیا تو محمد قلی قطیشاہ نے دہراراؤ اور چکیرخان کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے بہت فوج کے ڈر سے ونا دیو قلعوں میں محصور ہو گیا اور اس کے علاقوں کو شاہی فوج نے پامال کرنا شروع کیا۔ اس موقع پر بھی دہراراؤ کی سیاسی جوڑ توڑ نے اپنا رنگ دکھایا یعنی جس طرح پہلے بھائی بلند کے پیچھے ہری چند کو اس نے نیا نصیب سے توڑ لیا اسی طرح ونا دیو کا بھی کٹنا راج بھی اس جنگ میں شاہی لشکر سے آٹا۔ اس دفعہ بھی نصیباً دہراراؤ کا ہاتھ ہو گا۔ وہ خفیہ مراسلت اور نامہ و پیام کے ذریعے سے لوگوں کا دل موہ لینے میں اتنا دھما غرض جب کٹنا راج قطیشاہی لشکر کی طرف آیا تو دہراراؤ اور حسین پٹالا دونوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا۔ اس قدر افزائی کا حال سن کر اور بہت سے ہندو بہادر بھی کٹنا راج اور دہراراؤ سے آئے۔ اس واقعہ کا ونا دیو پر اتنا اثر پڑا کہ وہ بیمار ہو گیا اور آخر کار وفات پائی۔

اب دہراراؤ کے تدبیر سیاست کے لئے ایک نئی جولانگہ نکل آئی۔ اس نے ایک طرف تو ونا دیو کے اعیان سلطنت کو کچھ بھیجا کہ اب لڑنا ہے سو رہے اس لیے اطاعت قبول کر لیں۔ اور دوسری طرف کٹنا راج کو وہاں کا راجہ بنانے کے امکانات پر غور کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ونا دیو کے کمر

۱۔ دہراراؤ کے خط کے الفاظ مایخوں میں اس طرح مرقوم ہیں :-

”خسرو زمان خان اعظم چکیرخان را بالشکر عظیم بجزم تسخیر آن بلاد روانہ فرمودہ است۔ باید کہ بدستور جمیع راجہاں بلاد مطیع و متفاد گردیدہ الگزار شوید۔ والا خان اعظم مملکت موروثی را

از دست تصرف شما استراغ خواہد کرد“ تاریخ قطیشاہی ورق (۲۵۸) تاریخ حلیۃ العالم صفحہ (۲۵۳)



لے کر شہنشاہ کو جانشین بنانے کی استدعا کی۔ اور دہراؤ نے کٹنا راج سے کہا کہ اگر تم کو ونا دیو کا جانشین بنائیں تو بادشاہ کی خدمت میں کیا مذروگے اور ہر سال کتنے باج روانہ کرو گے۔ کٹنا راج کے لیے تو یہ ایک غیر متوقعہ خبر تھی اس نے جی بھول کر وعدہ کر لئے اور ان کے ایذا کے لئے بڑی بڑی قسمیں کھائیں۔ غرض دہراؤ نے ہر طرح سے میٹھن کو کٹنا راج کو خود اپنے سامنے راجہ بنا کر ونا دیو کے پائے تخت کی طرح روانہ کیا۔ "سانج کے حسبِ قیل جملہ سے کہ"۔

"بنتِ شریفاتِ شاہانہ وارپ با زین زرد کلاہ و کمر از جامدار خانہ بادشاہی ہمارو خود داشت سفر از شس گردانیدہ باشوکت تمام بجاہ متعہ ونا دیو روانہ کر دیا۔ پتہ چلتا ہے کہ دہراؤ پہلے سے یہ سوچ کر نکلا تھا کہ کٹنا راج کو ونا دیو سے توڑ لوں گا اور اس کو راجہ بنا کر روانہ کروں گا۔ ورنہ ان تمام لوازمات کے جامدار خانہ شاہی لے کر نکلنے کا کیا موقع تھا۔ اور نہ کسی دوسری لڑائی کے وقت فوج کے ساتھ ایسے لوازم کے روانہ کرنے کا تابیخوں میں ذکر ملتا ہے۔ غرض دہراؤ اپنے منصوبے میں کامیاب رہا اور کٹنا راج سے ایک سو پچاس ہزار ہون اور ایک سو پچاس ہاتھی وصول کر کے محمد قلی قطب شاہ کی بارگاہ میں روانہ کیے۔ اس کے بعد اگرچہ بقیہ نصف رقم اور ہاتھیوں کے دینے میں کٹنا راج نے کچھ عرصے تک غدر کیا لیکن آخر کار وہ پوری طرح مطیع و متقا ہو گیا۔ اور پھر کبھی بغاوت نہ کی۔ اس طرح دہراؤ کے تدبیر نے محمد قلی قطب شاہ کے تحت ایک نئے

باجنار راجہ کا اضافہ کیا۔

دوسرے سندھ و امیر

آسیراؤ اور دوسرا راف کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ کے اور بیس حبیبیہ سندھ  
امرا و عمائد بھی قابل ذکر ہیں۔ (۱) جگیت راؤ (۲) سری راؤ (۳) ساباجی

(۴) بھالے راؤ (۵) کندراج (۶) تنکر راج (۷) ہری چندر (۸) رام چندر (۹) راوت راؤ (۱۰) کرشن راج  
جگیت راؤ وہ قطب شاہی امیر ہے جس کو محمد قلی نے ۱۰۳۰ء میں قلعہ ننڈیال اور اس کے

اطراف و اکٹاف کی حکومت سپرد کی۔ یہ قلعہ خود بادشاہ نے بڑے سخت مقابلے کے بعد فتح کیا تھا۔  
سری راؤ ۱۰۰۹ء میں قلعہ کشم کوٹ اور اس کے اطراف کے علاقوں کا حاکم بنایا گیا

تھا۔ یہ قلعہ ساہا سال کی لڑائیوں اور تباہیوں کے بعد فتح ہوا تھا اور جب اس کی فتح کی اطلاع سیرین  
سپہ سالار نے بادشاہ کے یہاں روانہ کی تو اس کی حکومت کے لئے اس نے فوراً اپنے اس امیر سری راؤ کو نامزد کیا۔

ساباجی قطب شاہی لشکر میں سرنوبت کے عہدہ پر فائز تھا اور جب محمد قلی ۱۰۳۰ء میں

موسلموگرا ننڈیال، کندی کوٹ اور پٹیکندہ وغیرہ قلعوں پر مکرر آرا ہوا تو یہ اس کے ساتھ تھا۔ اور جب بادشاہ  
پایتخت واپس آنے لگا تو اس کو دوسرے سرداروں کے ساتھ نئے مفتوحہ علاقے کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

اس کے بعد جب ڈیکٹ پتی نے قطب شاہی علاقے میں ریشہ دوانی شروع کی تو ساباجی کو بادشاہ نے حکم دیا کہ  
اقتدار خاں یزدی کے ساتھ سچا کر کے علاقہ پر حملہ کرے چنانچہ ساباجی کی فوجوں نے سچا کر میں گھس کر قصبوں اور

دیہاتوں کو تباہ و برباد کیا۔ اس اثنا میں جب راجہ اوگیر مقابلے کے لئے نکلا تو ساباجی کو دوسرے سرداروں

کے ساتھ روانہ کیا گیا جنہوں نے ایسا دل توڑ کر مقابلہ کیا کہ دشمن کے تین چار ہزار سپاہی مارے گئے۔ اس فتح کے بعد ساجی قطب شاہی فوج کے ساتھ بیجا نگر کی سرحدیں ایک ہفتہ کا راستہ طے کر کے شہر کالیہر چلاؤڑ اور اس دو تہہ شہر کو لوٹ لیا۔

ان کامیابیوں کے کچھ عرصہ بعد جب سلسلہ میں ساجی کے بعض ساتھی مثلاً بھالے راؤ خانناں اور علم خاں مین الملک کی سختی سے تنگ کر قطب شاہی حکومت کے خلاف بغاوت کی تو غالباً یہی ان میں سے تھے اور بعد کو سانی مانگ لی چنانچہ سلسلہ میں جب راجندر پری میں دیوار قوم کی بغاوت کے لئے ترقی کر رہے تھے تو ان کی گتیں قسما ساجی بھی ان کے ساتھ تھیں اور ان سے لالہ میر زین العابدین کی خواہش پر دہرا کے ساتھ دریائے کرشنا کو عبور کرنے کا ایک نیا راستہ ڈھونڈ نکالا اور قطب شاہی فوج کو بنیادی سے بچا لیا۔

**بھالے راؤ** | ساجی کا دوست اور رفیق کار تھا اور اپنی جاگیر وقع مرتضیٰ نگر سے باؤنا کے حکم پر پینکٹہ پر چکر کرنے کے لئے اعتبار خاں کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ اور جب یہ ہم فتح ہو گئی تو مرتضیٰ نگر ہی کے علاقے میں مقیم تھا کہ علم خاں غیر کے ساتھ بغاوت میں شریک ہو کر بیجا نگر کی طرف بھاگ گیا بعد شاید معذرت خواہ ہو کر پھر محمد قلی کی ملازمت اختیار کر لی تھی کیونکہ سلسلہ میں جب راؤ راؤ کو دہرا کے ساتھ بغاوت کی تو بھالے راؤ کو دہرا راؤ عبدالکریم اور چنگیز خاں کے ساتھ قلعہ جلا کے محاصرے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ جہاں اس نے دو مہینوں تک ہل قلعہ کا مقابلہ کیا۔

ساجی اور بھالے راؤ کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی کے لطف کرم کے بھروسے پر



کندر راج نے امین الملک کی پسند و نصیحت کی بھی کوئی پروا نہ کی اور آخر کار تمام عمر پریشان بادشاہ نے کٹم کوٹ کے علاقہ کو پوری طرح سے فتح کر کے اپنے ایک امیر سری راؤ کے سپرد کر دیا۔

**شکر راج** | بھائی بلند راج کا بھتیجا اور کندر راج کا عم زاد بھائی تھا۔ یہ اپنے چچا کے

زمانے ہی سے محمد قلی قطب شاہ کے دربار کے عمائدین میں شامل تھا جب کم عمر کندر راج بغاوت پر اُٹھ گیا تو بادشاہ نے اس کے اس چچے بھائی کو علی خاں اور مجاہد خاں کے ساتھ ملک امین الملک کے ماتحت روانہ کیا تاکہ راج کو محض اس لئے روانہ کیا گیا تھا کہ کندر راج کم از کم اس کے اثر سے بغاوت سے باز آئے لیکن جب شکر راج نے دیکھا کہ وہ کسی طرح باز نہیں آتا تو اس کے خلاف صف آرا ہوا اور میدان کارزار میں اس جانبازی کے ساتھ کندر راج کی فوجوں میں گھس پڑا کہ آخر کار وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں لیکن افسوس کہ خود شکر راج اس لڑائی میں شہید ہو گیا۔

**ہری چندر** | یہ بھی بھائی بلند راج کا بھتیجا اور غالباً شکر راج کا حقیقی بھائی تھا۔ اور اسی کے

ساتھ محمد قلی قطب شاہ کے دربار میں مسلک تھا۔ اس نے بھی شکر راج کے ساتھ کندر راج کے مقابلے میں کار نمایاں انجام دیئے تھے۔ اور اپنے بھائی کے مرنے کے بعد محمد قلی ہی کے دربار میں محرز و منحصر تھا۔ لیکن شہنشاہ میں جب راوت راو ملک امین الملک کے برتاؤ سے ناراض ہو کر قطب شاہ ہی فوج سے اُٹھ گیا اور حکومت کے خلاف بغاوت کی تو اس نے ہری چندر کو بھی بغاوت پر آمادہ کیا۔ اور خفیہ طور پر لکھ بھیا کہ اگر اس وقت تم میرا ساتھ دو تو میں تمھیں کٹم کوٹ کا راجہ بننے میں مدد دوں گا۔

حکومت کا لالچ بڑا ہوتا ہے۔ ہری چند محلہ قلی جیسے ہریان بادشاہ کے خلاف راؤت راہ کے ساتھ  
 شریک ہو گیا۔ اور عرصہ تک شاہی فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار فتنہ میں جب دھرم راؤ کی  
 شکایت پر یحییٰ پٹیل اور مقرر ہو کر آیا اور زمین العابدین واپس لایا گیا تو اس تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر  
 غالباً دھرم راؤ کے اشارے سے ہری چند بہت سے بہادروں کے ساتھ قطب شاہی لشکر میں آلا۔  
 اور گزشتہ بغاوت کی تلافی کرنے کے لئے یہ رائے دی کہ بھائی بلند کا اتصال اس طرح ہو سکتا ہے کہ  
 سرحد پر اور بعض رتوں پر چہاں سے دو بھاگ سکتا ہے یا چہاں سے اس کو رد مل سکتی ہے  
 چند قلعوں کو مستحکم کیا جائے اور بڑی بڑی فوجیں متعین کی جائیں۔ ہری چند کی یہ رائے بڑی  
 مقبول تھی اور اس پر عمل کر کے حیدر نے تین قلعے مصطفیٰ آباد شاہ آباد اور محمد آباد بنائے اور ان میں  
 زبردست فوجیں ملک نائب کی نگرانی میں متعین کیں۔ اس طرح سے باغیوں کی آمد و رفت اور رسد کی فوجی  
 مشکل ہو گئی۔ آخر کار قلعہ ششم کو قطب شاہی فوج کا قبضہ ہو گیا اور سری راؤ کو وہاں کی حکومت سپرد  
 کر دی گئی۔ اس طرح ششم کوٹ کی بغاوت کے اتصال اور تین مشہور قطب شاہی قلعوں کی تعمیر میں  
 ہری چند نے بہت بڑا حصہ لیا۔

راحم چندر پتا پور کا راجہ تھا جو ششم کوٹ کی سرحد پر ایک چھوٹی سی ریاست تھی

اس نے سکندر راج کی مدد کے لئے فتنہ میں قطب شاہی سلطنت سے لڑائی مول لی جس کی وجہ سے  
 امین الملک اس کے ملک پر حملہ آور ہوا اور راتوں کے پورے جنگ کو آگ لگا دی۔ امین الملک کی فوج کا

آتنا عیب پڑا کہ آخر کار رام چند نے اطاعت قبول کر لی اور سال بسال خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا اس طرح سے اس کا ملک تباہی سے بچ گیا اور وہ قطب شاہی باجگزار راجاؤں میں شامل ہو کر امن و امان سے زندگی بسر کرنے لگا۔

**راوت راؤ** بڑا زبردست ہندو سردار تھا جو اپنی کثیر التعداد پیادہ فوج اور

بہادری و جاہ و جلال کی وجہ سے ممتاز تھا۔ اور عرصہ تک محمد قلی قطب شاہ کی فوج کے ساتھ اخلاص اور دولت خواہی کی خدمات انجام دیتا رہا۔ آخر کار سن ۱۵۸۷ء میں میر جیلہ میں ہلاک کے بعض احکام سے ناراض ہو کر رات کے وقت فوج شاہی سے علیحدہ ہو گیا اور ہری چندر کو بھی بغاوت پر آمادہ کر لیا۔ لیکن بہت جلد قطب شاہی فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔

**کرشناج** دنا دیو کا بھتیجا تھا اور سن ۱۵۸۷ء میں اپنے چچا سے کسی بات پر

ناراض ہو کر دہراراؤ کے اشارے سے میں میدان جنگ میں

قطب شاہی فوج سے آگلا اور اس کے بعد جب دنا دیو کا انتقال ہو گیا تو دہراراؤ نے اس کو راجہ بنا کر روانہ کیا۔ اس کا حال دہراراؤ کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔ یہ محمد قلی قطب شاہ کا ایک باجگزار راجہ مذکورہ بالا خاص شخصیتوں کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ کے دربار میں اور متعدد دیگر ناکام

مقدم اور ردیوار قوم کے ہندو سردار بھی موجود تھے جن پر اس کو کمال اغما د تھا اور جو مسلمانوں کے

دش بدویش قطب شاہی سلطنت کے احکام اور ترقی میں کوشاں رہتے تھے۔

## ایرانیوں اور اجنبیوں کی گشت و قدم فراموشی

بعض مورخوں نے سلطان محمد ظلی پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ مذہبی تعصب کی وجہ سے ملک کے سنی باشندوں کے مقابلے میں ہمیشہ ایرانیوں اور غیر ملکیوں کی سرپرستی کیا کرتا تھا۔ لیکن یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو اس کے امرا و عمائدین میں امین الملک، فتح الملک، خدا بندہ خاں، خیرات خاں، عبدالکریم، حسن علی، اور انور خاں وغیرہ جیسے بڑے بڑے دکنی اور سنی شامل تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ ایرانی نوواردوں کی سرپرستی اور قدر افزائی مذہبی سے زیادہ سیاسی اسباب کا نتیجہ تھی۔ سب سے پہلا اور سب سے اہم سبب تو یہ تھا کہ شہرہی حکومت میں بادشاہ اپنی حفاظت اور احکام کے لئے بالعموم نئے نئے ملازمین کو مامور کرتا ہے اور بعض وقت قدیم ملازمین کو ہٹانا بھی ضروری سمجھتا ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ مہ

لہ نکل تاریخ دکن، سلسلہ اصفیہ، جلد دوم صفحہ ۲۹۴ پر لکھا ہے :-  
 ”محمد ظلی بھی چکا شیعہ تھا اس لئے اس سلطنت میں تمام سرکاردار بائیں شیعہ اور تھے۔ اور اس لیے وہ کسی سنی کو برگزائن اور ان سلطنت میں خیل نہیں ہونے دیتے تھے۔ مگر چونکہ شیعہ آدمی اس کثرت سے نہیں مل سکتے تھے کہ جو تمام مورت سلطنت کا بندوبست کر سکیں اس لیے تمام مالگاری کے اور نیز تنفق کام ہندوؤں کے ہاتھ میں رہتے تھے۔“  
 اسی قسم کا خیال تقریباً انہی الفاظ میں تاریخ دربار اصف، گلزار دوم صفحہ ۹۱ پر بھی درج ہے۔



## ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت

نئے ملازموں اور مددگاروں میں بھی باہر سے آئے ہوئے یا غیر ملکی اشخاص کا تقرر اور بھی زیادہ  
 قریب مصلحت سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ملک اور اہل ملک کی دیرینہ خوبیوں یا خرابیوں سے ناواقف  
 ہوتے ہیں اور جو کوئی ان کی سرپرستی کرتا ہے وہ اس کے دست گرفتہ ہونے کی وجہ سے اسی کی خدمت  
 کو اپنا فرض منصفی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے آقا کے کام میں خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق اپنی جان تک  
 دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ملک کے موروثی امرا اور قدیم محاشدار اور جاگیردار لوگ جہاں اکثر سلطنت کی قوت  
 نہایت ہوتے ہیں بعض وقت کسی ملک یا بادشاہ کے لئے خطرناک بھی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی  
 جڑیں ملک میں دور ووزنک گڑھی ہوتی ہیں اور ان کا اثر و اقتدار جس وقت چاہے بادشاہ کی  
 ذات کے خلاف کام کر سکتا ہے۔ چنانچہ اکثر بادشاہوں کی جانشینی کے مسائل ایسے ہی امرا کی مصلحتوں  
 اور دیگر اغراض کی وجہ سے الجھنوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ جب کبھی اپنے بادشاہ سے کسی وجہ  
 سے ناراض ہو جاتے ہیں تو اس کے بھائی یا قریبندار کو تخت کا دعویدار بنا کر بادشاہ کے خلاف  
 سازش کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ خود محمد علی کی زندگی میں ایسا واقعہ دو دفعہ پیش آچکا ہے کہ ملک کے  
 قدیم امرا شاہ عبدالغفار اور شہزادہ خدا بندہ کو اس کے متقابل میں کھڑا کر کے اس کی زندگی  
 کے لئے خطرہ کا باعث بن گئے تھے۔

اسی وجہ سے ہر ملک کے خود مختار بادشاہ ہمیشہ اجنبیوں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کر کے انہی سے اپنی حفاظت کا کام لیتے رہے ہیں۔ اور محمد قلی قطب شاہ بھی اسی حکمت عملی پر کاربند تھا۔ بادشاہوں اور ذریعوں کی یہ سیاسی چال تھی جس کی بنا پر دکن میں ہمیشہ ملکی اور غیر ملکی جھگڑا پیدا ہوتا رہا۔ ہر بادشاہ یا مقتدر امیر نے نئے نئے اور زیادہ تر غیر ملکی لوگوں کو اپنا مشیر و مددگار بنانے کی کوشش کی اور اس طرح جو لوگ پہلے سے ملک میں موجود تھے وہ ہمیشہ ان نو واردوں سے رشک و حسد اور ان کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ اور اگرچہ بعض وقت وہ اپنی کوششوں میں کامیاب بھی رہے لیکن اکثر ناکام ہونا پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اور ان کی اولاد نافذری اور ذلت کی زندگی گزارتے گذارتے اپنی اکثر اعلیٰ صلاحیتوں کو بھی کھو بیٹھی۔

غرض محمد قلی قطب شاہ بھی ایک مطلق العنان بادشاہ تھا اور اگر اس نے اپنے پیشروؤں کی دیرینہ سنت پر شدت سے عمل کیا تو کوئی تعجب کا مقام نہ تھا۔ رہا شیعوں کی سرپرستی کرنا تو اس پر بھی وہ مجبور تھا کیونکہ اس زمانے میں جتنے لوگ دہلی آگرہ بیجا پور کا رخ کر کے گولکنڈہ آتے تھے وہ زیادہ تر شیعہ ہی ہوتے تھے۔ اس لیے کہ محمد قلی کے مذہبی عقائد اور خاص کر حب اہل بیتؑ کا دور دور تک چرچا تھا۔ چنانچہ اس کی زندگی ہی میں جب کہ وہ حیدرآباد کا شہر بنا اور بسا رہا تھا احمد نگر میں ایک تاریخ برہان اثر لکھی جا رہی تھی۔ اس کا مصنف جب محمد قلی کا نام لیتا ہے تو اس کی اسی خصوصیت پر زور دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

”عالی حضرت اعظم ہمایون سلیمان ظل سبحانی المؤمنین ایدہ اللہ عنہ خادم اہل بیت رسول اللہ

محمد قلی قطب شاہ“ صفحہ ۵۹۸

”عالی حضرت سلطنت و جہت پناہ نصفت و نعدت و سنگاہ خادم اہل بیت رسول اللہ

محمد قلی قطب شاہ“ صفحہ ۶۲۵

حالات اس کتاب میں دوسرے محاصرہ بادشاہوں خاص کر ابراہیم عادل شاہ ثانی کا نام بھی کئی جگہ بڑے ادب و احترام سے لکھا گیا ہے لیکن ابراہیم کو یا کسی اور بادشاہ کو کسی جگہ خادم اہل بیت رسول اللہ نہیں لکھا گیا۔

اس کے علاوہ محمد قلی کے سنی امراء عمائدین نے چونکہ دو تین وقت اس کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا تھا اس لیے وہ حق بجانب تھا اگر اس کو سنیوں پر کوئی اعتماد باقی نہ رہا اور اس نے عمائد شیعوں اور ایرانیوں کی سرپرستی شروع کر دی تھی۔

ان حالات کے تحت حیدر آباد میں کثرت سے اہل ایران جمع ہو گئے۔ جو لوگ محمد قلی کے عہد سے پہلے ہی یہاں موجود تھے ان میں میر شاہ میر صفہانی، امیر زبیل استر آبادی، محمد قلی سلطان، اور اعتبار خاں یزدی بہت بڑے امیر اور عمائدین سلطنت میں شمار کیے جاتے تھے۔ اس کے عہد میں جو ایرانی حیدر آباد آئے ان میں میر مومن استر آبادی، میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری، علی بن عزیز اللہ طباطبائی اور مرزا محمد امین بہت مشہور ہوئے۔ خاص کر میر مومن اور مرزا محمد امین

نے تو وہ رتبہ حاصل کیا کہ شاید ہی کسی بادشاہ کے زمانے میں کسی نووارد کو حاصل ہوا ہو۔ چونکہ ان دونوں کو محمد قلی سے خاص تعلق رہا ہے اس لئے ان سے متعلق چند امور کی یہاں درج کرنا ضروری ہے۔

### میر میرمن

استرآباد کے شاہی رسادات میں سید شرف الدین سماکی کے فرزند

اور سید فخر الدین سماکی کے خواہن زادے اور شاگرد تھے۔ سو خزانہ کریمہ غیاث الدین منصور کے عظم تلامذہ میں شمار کیا جاتا تھا اور اسی کے ساتھ میرمن شاہ ہلماسپ کے دربار میں آئے اور شاہزادہ سلطان حیدر مرزا کی تعلیم اور انالیقی کی خدمت پر مامور ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب شاہزادہ کا انتقال ہو گیا اور میر صاحب کے مخالفین اور حاسدین نے ان کے خلاف دہریت اور الحاد کا الزام لگا کر ان کو خارج البلد کرنے کی کوشش کی تو وہ خود قزاقوں سے ۱۸۶۷ء میں عراق و عرب کے سفر پر نکل پڑے اور حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد محرم ۱۲۸۹ء میں گولکنڈہ پہنچے۔

چونکہ بڑے عالم و فاضل اور مدبر و دانشمند اور خلیق و منکر مزاج تھے اس لئے یہاں رفتہ رفتہ ان کی شہرت پھیلنے لگی۔ ان کو درس و تدریس کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اکثر طلبہ اور علماء ان سے استفادہ کرتے تھے۔ آخر کار پانچ چھ سال کے عرصے میں اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ

۱۔ حضرت میرمن کے تفصیلی حالات زندگی پر راقم نے ایک علیحدہ مسموع کتاب لکھ کر شائع کی ہے اس لیے یہاں صرف مختصر اور ضروری باتیں درج ہیں۔

کی وجہ سے محمد قلی قطب شاہ کو اپنا آئنا زیادہ معتقد بنا لیا کہ وہ ان کو اپنی سرکار و ریاست  
 رخیل کے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ پیشوائے سلطنت جیسی اہم خدمت ان کے سپرد کی یہ عہدہ نائب بادشاہ  
 کی حیثیت رکھتا ہے اور سلطنت میں سب سے بڑا عہدہ سمجھا جاتا تھا۔

میر مومن کے پیشوائے سلطنت بننے کے بعد ہی تاریخ دکن میں دو اہم واقعات ظہور پذیر  
 ہوئے۔ یعنی شہر حیدرآباد کی بنا اور شہداء کے گرا کے نام کے علم مبارک کی اسنادگی۔ اور ان دونوں  
 امور میں میر صاحب کی دلچسپی کو بھی دخل تھا۔ اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کیا جاسکتا کہ محمد قلی نے  
 اپنے عقائد میں جو خشکی پیدا کی اور خادم اہل بیت رسول اللہ کا لقب حاصل کیا اس کا سہرا  
 میر مومن ہی کے سر ہے۔ حیدرآباد میں شیعہ عقائد کی عام طور پر ترویج اور عاشور خانوں اور  
 علموں کا قیام اور دیگر مذہبی مراسم کا آغاز محمد قلی نے شہداء کے لگ بھگ کیا تھا جس سے  
 ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امور میر صاحب کے عہدہ پیشوائی کے اولین ثمرات ہیں۔

اس پیشوائی کے قیام کے بعد دوسرا اہم واقعہ جو پہلے کے ساتھ ساتھ یعنی تقریباً ایک ہی  
 زمانے میں وقوع پذیر ہوا شہر حیدرآباد کی بنا تھا۔ اس وقت محمد قلی نے ایک متمدن اور ترقی یافتہ  
 شہر کا جو نقشہ ڈالا اس کے بنانے میں میر مومن پیشوائے سلطنت کی رائے بھی ضرور شامل ہوگی۔  
 چارینار کی وجہ تعمیر میں تعزیر کو دخل ہو یا نہ ہو اس کا روضہ حضرت امام رضا کی طرح شہر کے  
 درمیان میں بنایا جانا اور اس کے چاروں طرف بڑی بڑی سڑکوں کی تعمیر حضرت میر مومن کی

شورہ ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اہم واقعہ جس میں میر صاحب نے ذاتی دلچسپی لی یہ تھا کہ شہر کے بازاروں، محلوں، مسجدوں، عاشور خانوں اور حماموں کے ساتھ ساتھ اہل شہر کے لئے ایک پاک صاف نہر تان کی جگہ کا تعین بھی پہلے ہی سے کر لیا گیا۔

اس کام کے لئے میر صاحب نے جس مقام کا انتخاب کیا اس میں کوئی خوبیاں پیش نظر نہیں اس کا تفصیلی بیان ہم نے سوانح میر میں دہج کر دیا ہے اس لئے یہاں اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ انہوں نے اپنے صرفے سے اس قبرستان کو چغتائی کی طرح آراستہ کیا اور اس میں کربلائے معلیٰ سے خاک پاک منگو کر بچھوائی۔

میر میں صاحب اگرچہ بظاہر مولوی اور دیندار آدمی تھے لیکن محمد قلی قطب شاہ اور اس کے جانشین سلطان محمد کے عہد میں جملہ امور سلطنت انہی کی رائے اور شورے سے انجام پاتے تھے۔ چنانچہ سلسلہ میں شہزادی حیات بخش بیگم کی شادی اور اس کے مرزا محمد امین میر جگہ کا تقرر انہی کی رائے سے انجام پایا۔ اس زمانے میں بیرون ہند سے جتنے عالم اور قابل لوگ آتے وہ میر صاحب ہی کی سعی و سفارش سے دربار قطب شاہ میں یار یا بی پاتے تھے۔ چنانچہ علامہ محمد ابن خاتون انہی کا شاگرد اور فیض یافتہ تھا جو بعد کو سلطان محمد کے عہد میں ایران کی سفارت پر بھیجا گیا اور سلطان عبداللہ کے عہد میں پیشوائے سلطنت بنایا گیا۔

وہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ چنانچہ جب سلسلہ میں سلطان محمد قطب شاہ پیدا ہوا تو

انہوں نے حسبِ قسطہ نایخ لکھ کر محمد قلی کے حضور پیش کیا تھا۔

باز عالم ابتداءے کامرانی کردہ است	صد بشیر کامرانی می برو ہر خوشبر
دودمانِ ترکماں را خوش چراغی بر فروخت	پرنوٹ ہزارہ بر چرخ می تابد دگر
رونقِ عز و تنہفِ سلطانِ محمزاں گزشت	ہر دو عالم یک صد فزا بہر اعلیٰ گہر
خاتمِ نایخ آں فرخندہ کو ہر عقل گشت	اول کامست فیروز و اقبالِ فطہر
چوں دعا بہ نرسِ نمی دانم از اں می گزشت	سرور عالم شوی در سلِ اقبالِ پدر

معلوم ہوتا ہے کہ اس ہزارہ کی تعلیم و تربیت میں میر یون نے خاص حصہ لیا تھا جب تو وہ ایسا زاہد و مناض اور پاک باز بادشاہ ثابت ہوا۔ میر یون اس کو بہت چاہتے تھے۔ چنانچہ ہزارہ کی ساتھ اس کی شادی انہی کی ایسا سے کی گئی اور محمد قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد سلطان محمد کی تخت نشینی کے وقت بھی میر یون نے ذاتی دلچسپی اور متعہ دی سے کام لیا تھا۔ میر صاحب کی بقیہ زندگی سے متعلق تہ تبیل معلومات ان کے سوانح حیات میں دیج ہیں یہاں نایخ فرشتہ کا یہ خیال نکال کر دینا ضروری ہے کہ وہ محمد قلی قطب شاہ کے تذکرے کے آخر میں اس کی تین خوش قسمتیوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سب سے پہلی اور سب سے اہم خوش قسمتی فرشتہ کی نظر میں یہی تھی کہ میر یون جیسا متعہ علیہ اور مختار کل محمد قلی کو ملا تھا جس نے اپنی دانشمندی اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے محمد قلی کے دو کو غلطی

بشاریا۔

مرزا محمد امین صفہانی | شہرستانی الاصل تھا۔ اور بقول علی بن طیفور "ورنہ انتقاد لیاقت

بہتر ہمارت داشت کہ بیچ کس از بنائے روزگار باوے خیال مساوات بر لوح ضمیر نمی توانست  
رگاشت" عرض وہ بڑا عالم دفاصل اور صاحب فہم و فراست تھا۔

جس وقت مرزا محمد امین حیدر آباد آیا ہے تو محمد قلی قطب شاہ کا عہد حکومت ہے چہتی ترقیوں کے  
لحاظ سے معراج کمال پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس کے میر حیدر ملک امین الملک الف خاں کو بھی انتقال  
کیے ہوئے دو تین سال گزر چکے تھے۔ یہ عہدہ خالی تھا اور یورپ اور شاہد منصرمانہ طور پر یہ خدمت  
انجام دیر ہا تھا۔ لیکن بقول تاریخ قطب شاہی جیسا کہ چاہئے مملکت کا انتظام نہیں ہو رہا تھا اور  
محمد قلی کسی قابل آدمی کی تلاش میں تھا۔

اس موقع پر جیسا کہ ہمیشہ ہوتا ہے حلا اعیان دربار اپنے اپنے دوستوں اور محسنوں کے لیے کوشش  
کر رہے تھے۔ لیکن میر موسیٰ شیوائے سلطنت نے مرزا محمد امین کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا اور  
محمد قلی نے یہ فائز قبول کر کے اس میں مرزا کو اپنا جملۃ الملک اور وزیر مختار بنالیا۔ اور اس کے لئے  
ایک ایسا پیش بہا قلمدان وزارت روانہ کیا جو اعلیٰ درجے کے جواہر سے مرصع تھا۔ ایسا قلمدان اس وقت  
کسی بادشاہ نے اپنے وزیر کو عطا نہیں کیا تھا۔ چنانچہ مرزا محمد امین کے بعد بھی یہ قلمدان ہر صفیہ تک کسی کو  
نہ ملا اور آخر کار جب ۱۱۸۳ھ میں سلطان عبداللہ قطب شاہ نے محمد قلی کو شریف الملک کا خطاب دیکر



سرخیل بنایا تو کمال مہربانی سے یہی قلمدان اس کو عطا کیا تھا۔

مرزا محمد امین کی سالانہ خواہ دو لاکھ ہون یعنی زمانہ حال کے نو لاکھ روپے مقرر کی گئی تھی۔

اور اس مقررہ رقم کے علاوہ موقع بہ موقع بقول تاریخ قطب شاہی ۱۔۔۔

”بالنوع تشریفات شہانہ و اسپان با زین زر و فیضان کوہ بیکر مغرور و ممتاز گردید“

جس غنائیوں سے مرزا محمد امین کو سرفراز کیا جاتا تھا۔ یہ اتنی بڑی قمیں اور اعزاز تھا کہ آج ہندوستان کے دیگر کسی کو بھی شاید نصیب ہو۔ اس سے محمد علی کے جاہ و جلال اور شانہ و فیاضی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

محمد امین نے خدمت پر فائز ہونے ہی زور و شور کے ساتھ مہمات مملکت کو سرانجام کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے سوری راؤ پرمن جو عرصہ سے بادشاہ کا منہ چڑھاتا تھا اس کی تحقیقات کی زور میں آیا اور کثیر رقم اس کے ذمے بقایا نکلی۔ اس طرح کئی ہندو عہدہ داروں کا زور کم ہو گیا اور بڑی بڑی قمیں وصول ہوئیں۔ وہ بادشاہ کے مزاج میں بڑا خیل ہو گیا تھا اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ شانہ میں جب ایک رات چند غیر ملکی اوباشوں نے محل بنات گھاٹ میں جبراً داخل ہو کر جلسہ منایا اور دوسرے روز صبح بادشاہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے غصہ میں آ کر ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس حکم کی خبر جب اہل حیدر آباد کو ہوئی تو ان کی سالہا سال کی امید برائی کیونکہ وہ غیر ملکیوں کے اقتدار اور غرور سے تنگ آچکے تھے۔ اب انھوں نے کوٹوالی کے ملازمین کے سامنے مل کر خود بھی غیر ملکیوں کو لوٹنا اور تباہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سوامی قتل کر دیے گئے

اور تمام شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اس وقت مرزا محمد امین جامدار خانہ عامرہ میں مصروف کار تھا۔ جب اس کو اس بدامنی کی اطلاع ملی تو فوراً محمد قلی کی بارگاہ میں حاضر ہوا بادشاہ آرام کر رہا تھا اور ملازمین درگاہ نے اس کو بیدار کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا محمد امین نے دیکھا کہ جتنی دیر ہوتی جائے گی اتنا ہی زیادہ کشت و خون ہوگا اس لئے آداب شاہی کے خلاف دروازہ کو زور سے کھٹکھٹایا جس کی آواز سے محمد قلی قطب شاہ بیدار ہو گیا اور وجہ دریافت کی۔ مرزا محمد امین نے بڑی عاجزی کے ساتھ حقیقت حال سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ بادشاہ خود اپنی خواہ گاہ کی کھڑکیوں سے بازار کی طرف نظر ڈالے۔ جب محمد قلی نے اس فتنہ و فساد کو دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ چنانچہ علی آقا کو نوال پر عتاب نازل ہوا اور مرزا محمد امین نے اہل شہر کو سخت سزا دوائی جن جن لوگوں نے غیر ملکیتوں کو لوٹنے اور قتل کرنے میں حصہ لیا تھا ان کو ہاتھیوں کے پاؤں سے بندھوا دیا گیا اور بہت سے اہل شہر قتل بھی کرا دیے گئے۔

اس واقعہ کے چند ماہ بعد شاہیہ میں مرزا محمد امین نے محمد قلی قطب شاہ کو اپنے محل میں مدعو کیا۔ اور اس دھوم دھام کے ساتھ دعوت کی کہ تاریخیں اس کے بیان میں خاص طور پر طلب ہیں اس دعوت کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مرزا محمد امین وہ تمام ترک و خشم اور مال و دولت اپنے بادشاہ کو دکھانا چاہتا تھا جو شاہانہ عنایتوں کی وجہ سے اس کو سات سال کے عرصہ میں حاصل ہوئی تھی اس موقع پر اس نے اپنے تمام محل کو سات رنگ کے دیبا سے سجایا تھا۔ اور جملہ راستے

غیر گلاب و مشک سے خوشبودار بنائے گئے تھے۔

بادشاہ صبح کے وقت جب اس کے محل میں داخل ہوا تو مرزا محمد امین نے زربفت، اطلس، نخل اور شجر کو پائندہ ذکر کے اپنی ڈیوڑھی کو رشک گلستان ارم بنا دیا۔ بادشاہ کی آمد سے قبل ہی حیدرآباد کے تمام امرا اعیان دولت، سلاحدار اور قدیم الخدمت ملازمین وزیر اعظم کے محل میں جمع ہو کر اپنی اپنی جگہ پر ٹہرے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے انشا پرداز اور شاعروں نے اس مجلس میں بادشاہ کی مدح میں قصیدے اور مضامین نثر پڑھ کر سنائے جن میں وزیر کو اس اعزاز و افتخار پر مبارکباد دی گئی تھی۔ اس کے بعد ماہرین قص و سرود نے اپنے اپنے کمال فن کے اظہار سے مجلس کو سرور کیا پھر مرزا محمد امین نے اس سرفرازی کی نذر کے طور پر قسم قسم کی نادر و نیش بہاوشیا بادشاہ کی خدمت میں پیش کیں۔ مثلاً

(۱) تین عربی نسل کے گھوڑے جن میں سے ہر ایک کی زین اور لگام مرصع تھی۔

(۲) بیس ہاتھی۔ (۳) ایک سونے کا مکہ بند جس میں ۱۴ جواہر چڑے ہوئے تھے۔ (۴) اصف بلور کا ایک گول آئینہ جس کے اطراف جواہر اور آبدار موتی چڑے ہوئے تھے اور جس کا چوکھٹا سونے کا تھا اور اس میں بھی جواہر لگے ہوئے تھے۔ (۵) قرآن شریف اور دوسری کتابوں کی چودہ خوشخط و مظلّاتہب جلدیں (۶) دو عجیب و غریب سنکری غوری (۷) دو ٹوبار ایک اور نفیس کشمیری شال (۸) زربفت، نخل، کتاب، شجر اور اطلس کے چودہ چودہ تحفان

(۹) خوشقانی قابلیتوں کی تین جڑیاں (۱۰) تین عدد دند کرمانی خوش رنگ و خوش قماش کافی طویل و عریض (۱۱) چند سونے کی کشتیاں جن میں قسم قسم کے جواہر اور ثنا جہائے غیر تھے۔  
(۱۲) ان کے علاوہ اور بہت سے بری اور بھری تھیں۔

اس عالیشان نذر کے بعد دسترخوان چٹا گیا جس پر اتنی قسم کے کھانوں، شربتوں، اور میوؤں کے خوان جمائے گئے کہ مورخوں نے لکھا ہے کہ ”تخیلہ نہ گنجد و شمار نیاید“ یعنی کسی کے قیاس میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد محمد امین نے جلد میوؤں، قصبات و شاعروں، اور اہل نغمہ کو جو اس مجلس میں موجود تھے تشریفات فاخرہ سے سرفراز کر کے پچاس ہون انعام عطا کیا۔

اس دعوت کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد عہد محمد قلی قطب شاہ کی فراغ بالی اور عیش و کامرانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے اپنے میر حلقہ کی پیش کی ہوئی نذر کو پسند کر کے قبول کیا۔ ان اشیاء کی قیمت کا اندازہ ایک سو پچاس ہزار ہون بتایا جاتا ہے۔ نذر قبول کر کے جب بادشاہ واپس ہونے لگا تو ازراہ مرحمت اپنے کندھوں سے زرین چادر نکال کر مرزا محمد امین کو غنایات کی یہ آئینہ درجے کی سرفرازی سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ زرنگار خلعت ہائے فاخرہ، پانچ ہاتھی اور پانچ عربی گھوڑے بھی جن کی زین اور لگام مرصع تھے، مرحمت کیے گئے اور آخر کار انہار پسندیدگی کے طور پر مرزا محمد امین کے پیش کیے ہوئے گھوڑوں میں سے ایک پر سوار ہو کر

محمد قلی قطب شاہ دولت خانہ عالی کو واپس ہوا۔

مرزا محمد امین نے ہمت سلطنت میں کیا حصہ لیا اور کون کون سے کام انجام دیئے ان کے ذکر سے تاریخوں کے اوراق خالی ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب ۱۱۹۰ھ میں پرتاب شاہ نے بغاوت کی اور بادشاہ نے اس کے فرو کرنے کے لئے مرزا کو متوجہ کیا تو اس نے آسیراؤ کو سپہ سالار بنا کر حیدرآباد سے ایک فوج روانہ کی۔ اور اس کے بعد جب معلوم ہوا کہ یہ بغاوت فرو نہیں ہو رہی ہے تو محمد قلی قطب شاہ کے حکم سے خود مرزا محمد امین حیدرآباد سے باہر نکلا لیکن وہ بزم آرائی کا جتنا دلدادہ تھا میدان جنگ سے اتنا ہی گریزاں رہتا تھا۔ یہ پہلا اور آخری موقع تھا کہ وہ لڑائی کے لئے نکلا تھا۔ لیکن اس وقت بھی اس نے جس حزم و احتیاط سے کام لیا اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اس میدان کا مرد ہی نہ تھا۔ چنانچہ جب وہ حیدرآباد سے نکلا تو پرتاب شاہ پر حملہ کرنے کی جگہ قطب شاہی حدود پر جا کر ٹھہر گیا۔ آخر کار جب کت خاں، زبردست خاں، خیرات خاں، اعتبار خاں اور امجد الملک وغیرہ جیسے سپہ سالار اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کے لئے پہنچ گئے اس وقت دہلی کے علاقے میں داخل ہو کر چند مقامات پر قبضہ کر لیا لیکن پرتاب شاہ والی دہلی نے اتنا بتایا کہ مرزا محمد امین اپنی سرحد میں واپس چلا آیا اور بادشاہ کو اطلاع دی۔ محمد قلی اسید ہونے والا شخص نہ تھا اس نے مالک پرت خاں کو ایک فوج کے ساتھ مرزا کی مدد کے لئے روانہ کیا لیکن اس اتنا نہیں جب خود محمد قلی کی طبیعت بے حد ناساز ہو گئی تو مرزا محمد امین

لڑائی کا خیال ترک کر کے حیدر آباد چلا آیا۔ اس کے بعد تو محمد قلی کا انتقال ہی ہو گیا۔ اور سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ میر علی کی ناکام واپسی اس نوجوان بادشاہ کی ناخوشی کا باعث ہوئی۔ اور اس کے علاوہ نہ معلوم اور کیا اسباب ہوئے کہ مرزا محمد امین خود کو محفوظ نہ پا کر سلطان محمد قطب شاہ کی خدمت میں حضرت کی درخواست پیش کی۔ وہ تو پہلے ہی سے ناراض تھا فوراً درخواست قبول کر لی لیکن اپنی نیک نفسی کی وجہ سے مرزا محمد امین کو اپنے پورے مال و متاع کے ساتھ حیدر آباد سے چلے جانے کی اجازت دے دی بلکہ ویش ہزار ہون او بھی اپنی طرف سے خرچ راہ کے لئے عطا کئے۔ برہان آثار میں لکھا ہے کہ :-

”فتوے در مرتبہ استقلال خود شاید نمودار ہوئے حرم و عاقبت اندیشی انتہائی  
خدمت کردہ استدعاے خدمت مراجعت بوطن مالوف نمود۔ اما از فرط ہمت بلند نظر  
بمال و منال او نگردند“

اسے اس کا اسکان ہے کہ مرزا محمد امین محمد قلی قطب شاہ کی جانشینی کے مسئلے میں میر یون کا ہم خیال نہ ہو۔ کیونکہ بادشاہ کی نازک حالت کی خبر سنتے ہی اس کا میدان جنگ چھوڑ کر حیدر آباد چلا آنا اور پھر سلطان محمد کی تخت نشینی میں میر یون صاحب کا غیر معمولی دلچسپی اور استعداد سے کام لینا ظاہر کرتا ہے۔ ان کو ضرور کوئی اندیشہ تھا۔ ورنہ ہزار بج میں اس واقعہ پر زور نہ دیا جاتا۔ اور ایک بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ اس تخت نشینی کے واقعات میں کہیں مرزا محمد امین کا نام نہیں آتا۔

۳۱۸ گزرا آصفی صفحہ ۳۰ - ۳۱ حقیقۃ السلاطین ورق ۱۸۲

یہ عجیب بات ہے کہ بالکل اس طرح کا واقعہ سلطان محمد کے پیشرو محمد قلی قطب شاہ کی  
نہایت نشینی کے وقت بھی پیش آیا تھا جب کہ ابراہیم قطب شاہ کا وزیر مختار میر شاہ میر اپنے  
وطن کو بھیجا دیا گیا تھا۔

محمد امین ربیع الاول ۱۰۲۱ھ میں بہت بڑا خزانہ لے کر نکلا اور سیدھا بیجا پور کا رخ کیا لیکن  
ابراہیم عادل شاہ حکمران تھا جس نے اپنی ایک حلیف سلطنت کے معزول میر حملہ کو  
اپنے یہاں معزول و ممتاز کرنا سیاسی مصلحت کے خلاف سمجھا جس کی وجہ سے مرزا محمد امین کو  
مجبوراً ایران کا سفر کرنا پڑا۔ وہاں شاہ عباس کی خدمت میں اس نے اپنے حیدر آبادی خزانے  
میں سے ایک لاکھ روپے کے ہواہرات بطور نذر پیش کئے لیکن وہاں بھی اس کی وہ قدر  
و منزلت نہ ہو سکی جو محمد قلی جیسا لکھ لٹ بادشاہ ہی کر سکتا تھا۔ آخر کار دوبارہ ہندوستان  
آیا اور ۱۰۲۳ھ میں جہاں گیر بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہو کر حیدر آباد سے کمائی ہوئی  
دولت میں سے سچاس ہزار روپے نذر دیے۔ جہاں گیر اس کے ساتھ ہربانی سے پیش آیا۔  
اور شاہ جہاں کے عہد میں وہ پنجپوری امیر اور منیر بخشی بنا دیا گیا۔ آخر کار ۱۰۴۶ھ میں  
فالج و لقوہ سے انتقال کیا۔

مرزا محمد امین کو شعر و سخن کا بھی بڑا اچھا ذوق تھا۔ اس کے متعدد شعر حقائق السلاطین میں  
بطور نمونہ نقل کیے گئے ہیں۔ اس کی طبیعت میں شان و شوکت اور نزک و احتشام کی بڑی

صلاحیت تھی۔ حیدرآباد کے قیام کے زمانے میں اس نے ندی کے کنارے ایک عالی شان باغ بنایا تھا جو عرصے تک باقی رہا اور اس کے چلے جانے کے بعد شاہی تفریح گاہ اور سلطنت کے بہترین ہمان خانے کے طور پر کام آتا تھا۔ یہاں باغ اب تک حیدرآباد میں موجود ہے اور اس میں اب زمانہ ہسپتال یا زچہ خانہ بنا دیا گیا ہے۔ کتاب مآثر دکن میں اس کو سہواً الملک الف خاں کا بنایا ہوا قرار دیا گیا ہے۔ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں اس باغ کی بڑی تعریف کی گئی ہے چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے:

”باغ میرزا محمد امین میرجلہ ماضی کہ قطعہ است از بہشت بریں“

ایک اور جگہ نظام الدین احمد اس باغ کو شہر حیدرآباد کے بہترین مقامات میں سے قرار دیتا ہے وہ کہتا ہے۔

”باغ مرزا محمد امین میرجلہ ماضی را کہ بہترین مقامات و منازل دارالسلطنت است۔“

یہ باغ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد تک ایسا آراستہ و پیراستہ تھا کہ اس سے بہتر تفریح کا مقام شہر میں کوئی نہ تھا۔ چنانچہ جب شاہ جہاں نے اس میں شیخ محی الدین پیرزاوہ اجپن کو ایچی بنا کر حیدرآباد روانہ کیا تو عبداللہ نے اس کو اسی باغ میں فروکش ہونے کا حکم دیا۔ اور اسی طرح اسکے ایک عرصہ بعد جب اس میں شاہ ایران کا سفیر امام قلی بیگ

۱۔ دیکھو صفحہ ۱۷

۲۔ دیکھو صفحہ ۶۲

۳۔ دیکھو صفحہ ۱۳۳



شاہلو حیدر آباد آیا تو پھر عبداللہ قطب شاہ نے اسی باغ کو اپنے اس مہمان کی قیام گاہ بنانے کا حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ باغ اور اس کی عمارتیں ایسی اعلیٰ پایہ کی تھیں کہ جب کبھی کسی بڑی سلطنت کا ایلچی آتا تو اس کو وہیں ٹھہرایا جاتا۔ غرض محمد قلی قطب شاہ نے اپنے اس ایرانی وزیر اعظم کو جس کیشمال و دولت سے سرفراز کیا تھا وہ بالکل بیکار نہیں گئی۔ کیونکہ اس دولت میں سے کچھ نہ کچھ رقم تو اس میر حملہ نے حیدر آباد ہی میں امین باغ کی تزیین و آرائش میں صرف کی۔ اور اس طرح محمد قلی کے جانشین مدت دراز تک اس باغ سے مستفید ہوتے رہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس باغ کی بہار اب تک باقی ہے جب کہ خود محمد قلی قطب شاہ کی نسل بھی دنیا سے نیست و نابود ہو چکی۔

**بعض غیر ملکیوں پر پختا** ایرانیوں اور غیر ملکیوں کی سپرنٹی کی ایسی اعلیٰ مثالیں دیکھ کر یہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ ان کے ساتھ اندھا دہند رعایت کیا کرتا تھا۔ اس نے جہاں ملکیوں اور سنیوں کے ساتھ ان کی بے وفائیوں کی وجہ سے خراب برتاؤ کیا، ایرانیوں اور غیر ملکیوں کو بھی اپنی یاسر کے تحت برابر سزا دی۔ وہ صحیح معنوں میں ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر اور سیاست دان تھا اور جس کی لے اس کی ذات کے خلاف سازش یا اس کی حکمت عملی اور اس کے قانون کی خلاف ورزی کی وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ سنیوں کی ناقدری یا سنی امر و عدم کا کو اس کے بھائیوں کے ساتھ مل کر بغاوت کرنے کی پاداش میں جو سزائیں دی گئیں ان کا

تذکرہ نوگز چکا ہے۔ اس لئے یہاں صرف ایسے چند واقعات کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے جن سے معلوم ہوگا کہ اس نے ایرانیوں اور غیر ملکیوں کے ساتھ ہر وقت ہمت اور زہمت کا برتاؤ نہیں کیا۔

اس قسم کے ایک واقعہ کا ذکر ابھی مزار محمد امین کے بیان میں گزر چکا ہے۔ یعنی جب چند غیر ملکی لوگ اس کے محل بنات گھاٹ میں اجازت کے بغیر داخل ہو کر بے ادبی فریب ہوئے تو اس نے ان کو سزا دینے کے احکام جاری کئے جن کی بنا پر تقریباً سو ایرانی اور غیر ملکی مار ڈالے گئے اور بہت سے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

دوسرا واقعہ رستم خاں کو بے عزتی کے ساتھ قطب شاہی لشکر سے نکلوا دینے سے متعلق ہے۔ شخص نیانیا حیدر آباد آیا تھا اور سنہ ۹۸۵ء میں جب وٹکٹ پتی کے مقابلے کے لئے فوج روانہ کیا جا رہی تھی تو اس نے محمد قلی قطب شاہ کے دربار میں ایسی باتیں بنائیں کہ بادشاہ نے اس کو پہلا لار بنا دیا لیکن جب لڑائی کے میدان میں وہ مخالفین سے ڈر کر بھاگ نکلا تو محمد قلی نے اس کے چہرے کو رنگ کر اور زمانہ لباس پہنا کر قطب شاہی سرحد سے باہر نکلوا دیا۔

علی بن عسکریٰ طباطبائی بھی ایک اور شہوراءیب اور مورخ تھا اور زنگی کے محاصرے کے وقت ۹۸۵ء میں ایران آ کر محمد قلی قطب شاہ کا ملازم ہوا تھا۔ لیکن بعد کو

یہ معلوم کیا واقعہ پیش آیا کہ محمد قلی کی سرپرستی سے محروم ہو گیا اور نظام شاہیوں کی ملازمت اختیار کر لی۔

اس قسم کا سب سے اہم واقعہ امیر شاہ میر کی برطرفی سے متعلق ہے۔ یہ امیر سلطان محمد قطب شاہ کا وزیر مختار اور نہایت وفادار دوست تھا۔ اور محمد قلی قطب شاہ ہی اس کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ چنانچہ اس کی تخت نشینی کے بعد جب امیر تلدرگ سے آیا ہے تو بادشاہ اس کے استقبال کے لیے نکلا اور احترام کے خیال سے گھوڑے پر سے اتر گیا۔ بعد کو اس کی لڑائی سے بڑی دھوم دھام سے شادی بھی کی۔ لیکن آخر میں امیر شاہ میر سرور دغاب ہوا اور اس کو سلطنت سے باہر بھجوا دیا گیا۔ اس کے اباب وغیرہ آئندہ محمد قلی قطب شاہ کی شادی کے بیان میں درج ہیں۔ یہ شادی بھی محمد قلی کے اعلیٰ تدبیر کا پہلا کارنامہ ہے کیونکہ امیر شاہ میر کی لڑائی اس میں محمد قلی کے بڑے بھائی حسین قلی سے منسوب تھی اور جیب سخت و اتفاق سے حسین قلی کی جگہ محمد قلی تخت نشین ہو گیا تو اس نے امیر شاہ میر کو اپنا طرفدار بنالینے کے لیے خود ہی اس کی لڑائی سے شادی کر لی۔

ایرانیوں اور غیر ملکیوں کے تعلقات کے تذکرے میں اس امر

دکن کی محبت

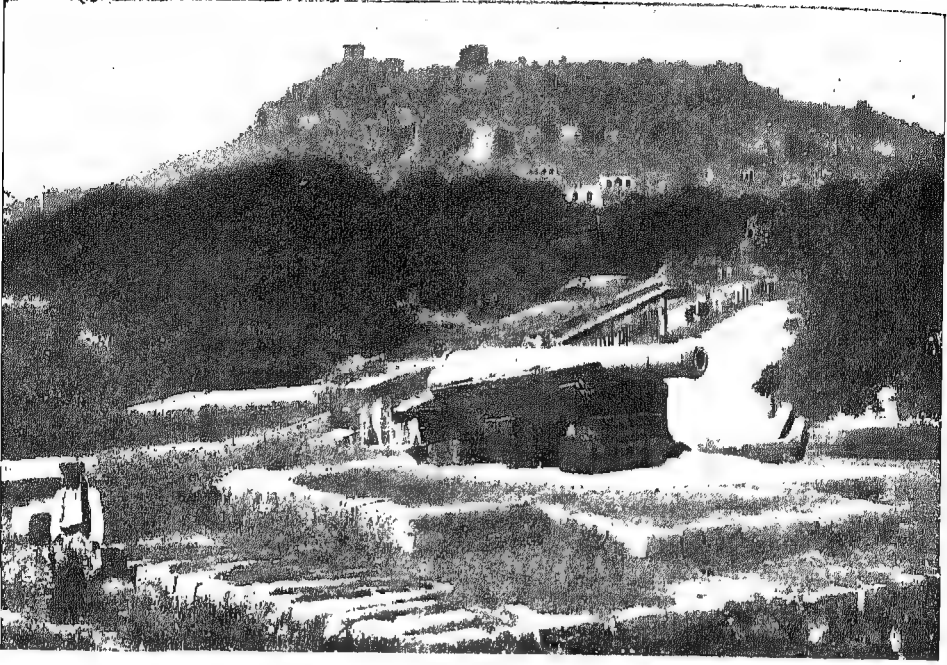
کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سیاسی حالات اور مجبوریوں کو چھوڑ کر باقی تمام معاملات میں محمد قلی قطب شاہ ایک ٹھیک و کفی حکمران تھا۔ وہ اور اس کا باپ ابراہیم دونوں دکن میں

پیدا ہوئے تھے اور محمد قلی نے تو پوری طرح کئی لباس اور وضع قطع اختیار کر لی تھی۔ اگر اس کے والد چچا اور دادا کی تصویروں سے اس کی تصویر کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کا حلیہ اور لباس اس کے پیشرووں سے کتنا مختلف تھا۔ وہ پہلا قطب شاہی حکمران تھا جس نے ڈاٹھی بندوٹی تھی۔ وہ اہل دکن کی طرح کاندھے پر چادر اوڑھتا تھا اور ایرانی وضع کے کوٹوں، بنچوں اور شملوں کا استعمال چھوڑ کر اپنے ملک کی آب و ہوا کے مطابق ہلکے پھلکے اور ہمیں کپڑوں کے لباس کی ترویج کی طرف مائل تھا۔

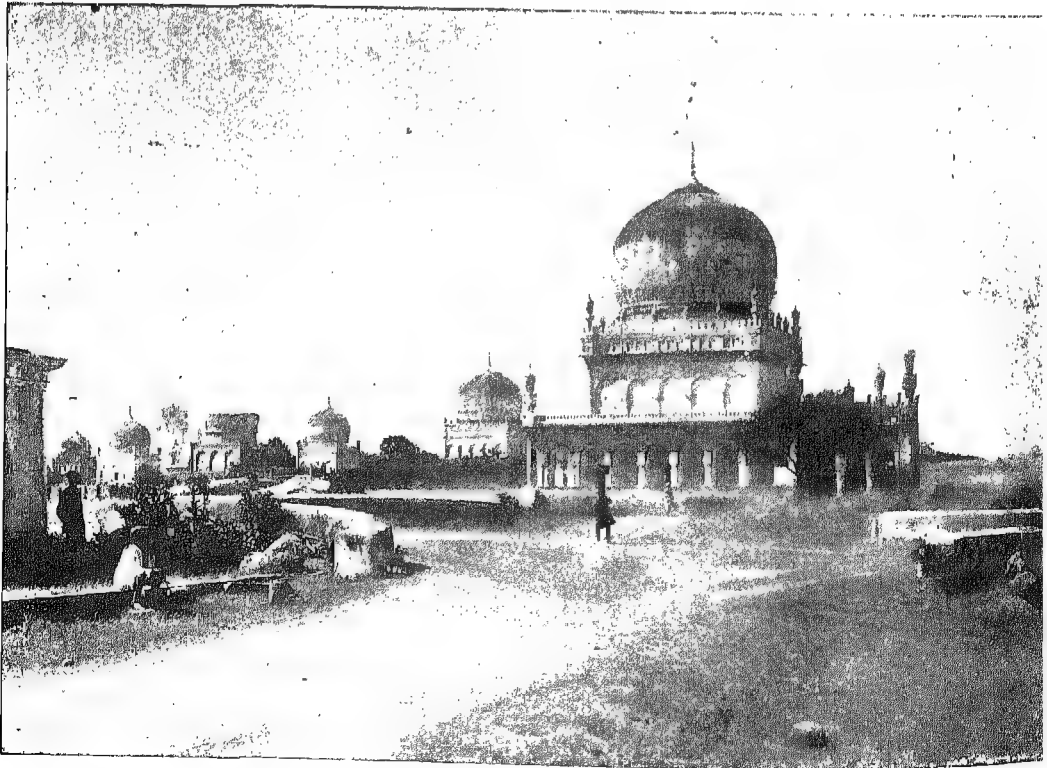
وہ دکن کو اپنا ملک اور وطن سمجھ کر اپنے کلام میں جگہ جگہ اس کا ذکر کرتا ہے۔ اگر ماہ نامے کی روایت صحیح ہے تو اس کی ماں بھاگ رتی ایک تلنگن ہی تھی۔ اور ایسی صورت میں تو دکن اور تلنگانہ سے اس کو خونی بھی محبت ہوتی کم تھی۔ اگرچہ اس کا تلنگی کلام ایک دستیاب نہ ہوا لیکن اس کے اردو اشعار میں چند تلنگی لفظ مثلاً دُررا (آقا) ایم رے ایم (کیا ہے کیا) موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تلنگی بول چال سے واقف تھا۔ اس نے متعدد اشعار میں دکن کا ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

کالیاں گوریاں سکیاں کوں جگ میں نہیں سولہا  
کھوئی سکی کوں دیکھت میں سد بھویا دکھن میں  
بھونیک میا سینے اپن دیتا قطب کوں دکن  
سیوں نبی کانت چرن جب لک ہے تن میں بیاجیا  
سو بارہ اماں مدو ہے قطب کوں  
اسی تھے یوسا را دکن ہے نتائج

نبی صدقے ترکماں کوں بیاتھے دیتے دکن کی شاہی بختیں خاص  
 اسی طرح کلیات محمد قلی کی تین نظمیں فتنہ دکن (صفحہ ۳۲۱) - ایک سنگن (صفحہ ۳۲۲)  
 اور دکن کی پتلی (صفحہ ۳۲۳) ظاہر کرتی ہیں کہ اس کو اپنے وطن سے کتنی محبت تھی۔  
 اسی طرح حیدرآباد کی آبادی اور تہواروں کے ذکر میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ کس طرح  
 وہ اپنے ملک کو آباد اور خوشحال دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اہل ملک کی ترقی اور فارغ البالی کے  
 لیے وہ کیا کیا جتن کرتا تھا اس کا ایک شعر ہے۔  
 مرا شہر لوگاں سوں معمور کر رکھیا جوں توں دریا میں مین یا سمیع  
 یعنی اے خدا تو میرے شہر کو لوگوں سے اسی طرح معمور کر دے جس طرح تو نے  
 دریا میں مچھلیاں بھر دی ہیں۔



میڈ قلی قطب شاہ کے وطن گولکنڈہ کا عام منظر



میڈ قلی قطب شاہ کے اہل خاندان کے مقابر (گولکنڈہ)



# تہاں اولاد اور وفا

— — — — —

محمد قلی قطب شاہ کی سیارت اور تدبر کے بیان میں اس امر کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اس نے میر شاہ میر کی دختر سے جو شادی کی وہ اصل میں سیاسی اسباب کی بنا پر تھی۔ اس کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے شاہ میر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جائے۔ اور چونکہ وہ محمد قلی قطب شاہ کا پہلا وزیر مختار یا میر حلقہ بھی تھا اس لئے اس کی نسبت محمد قلی کی تاریخ میں تفصیل سے کچھ لکھنا مناسب نہ ہوگا۔

<p>اس کا اصل نام میر شاہ تہاں تھا۔ اور اس کی نسبت اس کے ایک ہم عصر علی ابن عزیز اللہ نے (جو احمد نگر کا مشہور مورخ تھا) لکھا ہے کہ —</p> <p>”از شاہ میر فضائل زماں و مہارت طرفانے دوران بود“</p> <p>ایک اور جگہ لکھا ہے —</p>	<p>میر شاہ میر طباطبائی محمد قلی کا خنسر اور پہلا میر حلقہ</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------

”از جہان نداد و فضلہ دوران بہ بلاغت بیان و طلاقت لسان امتیاز تمام داشت“

۱۔ حدیقۃ السلاطین جلد اول صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے — ”زبدۃ آل ظلّ و الشیخ میر شاہ تہاں معروف بہ میر شاہ میر“  
۲۔ برہان ماثر صفحہ ۴۵۱ ۳۔ برہان ماثر صفحہ ۴۶۶۔



اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عالم و فاضل ہونے کے علاوہ اچھا منقرض اندیم اور ظریف بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان ابراہیم نے اس کو اپنا میر حلہ بنا کر اکثر جماعت سلطنت میں اس سے کام لیا تھا۔ عظیم فضل اور آداب مجلس کے علاوہ وہ بہادر ہی اور سپہ سالاری میں بھی ممتاز تھا۔ اور ساتھ ہی وفادار ایسا تھا کہ نازک سے نازک موقعوں پر بھی ابراہیم قلب شاہ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ چنانچہ برہان ماثر میں اس کی وفاداری اور رفاقت کا ایک دلچسپ واقعہ درج ہے جس کو مورخ نے شاہ میر کی زبان سے سنا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک وقت جب ابراہیم کی فوج نظام شاہیوں سے شکست کھا کر بھاگ نکلی اور قطب شاہی خیمہ و ستر گاہ پر آگھمروالوں کا قبضہ ہو گیا تو ابراہیم قطب شاہ کو بھی مجبوراً راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس وقت شاہ میر کے سوا اور کوئی اس کے ساتھ نہ تھا اور بادشاہ اپنے ملازموں اور دونوں کی بیوفائی پر بہت ماسف کر رہا تھا۔ اتنا لگے گفتگو میں اس نے شاہ میر سے کہا :-

”اے گروہ کہ با اہد و ثبات را بقض ہمان و نفاق بدل ساختند یا شامت خلف ایمان  
بر روزگار شاہان عائد نخواہد شد“

شاہ میر نے دلیری سے جواب دیا :-

”حال آنکہ آں با عائد شدہ۔ زودتر خود را ازین دربط بکنار باید کشید۔ مبادا کہ بوفات

آں گرفتار شویم۔“ (برہان ماثر صفحہ ۴۵۲)

اے چنانچہ شاہ میر کہتا ہے کہ ”در روز فرار قطب شاہ از پادہ ظریف ہ از حلقہ مقربان در گاہ جز سن دیگرے با  
نہایت شاہ ہم عثمان و ہمدرد نبود“ (برہان ماثر صفحہ ۴۵۲) -

## شاہ میر کی سفارتیں

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد جب نظام شاہ اودگیر میں قیام پذیر ہوا تو ابراہیم قطب شاہ نے میر شاہ میر کی کو سفیر بنا کر اس کے یہاں روانہ کیا تاکہ آئندہ دونوں سلطنتوں میں صلح و اتفاق قائم ہو جائے۔ جب نظام شاہ کو شاہ میر کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ اپنے سرداروں مثلاً چنگین خاں، خان زماں، جمشید خاں، خداوند خاں، اور بھوئی خاں وغیرہ کو ساتھ لے کر اپنے شکر سے باہر آیا اور اس قطب شاہی سفیر سے ملاقات کی۔ آخر کار میر شاہ میر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر واپس لوٹا۔

ایک اور دفعہ بھی شاہ میر کو نظام شاہ کی بارگاہ میں سفارت کی خدمت انجام دینی پڑی۔ چنانچہ برہان آثار میں لکھا ہے کہ جب نظام شاہ بالاپور پہنچا تو ابراہیم قطب شاہ نے شاہ میر کو شاہانہ منہجوں کے ساتھ اس کے یہاں روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر قطب شاہ کی تائید میں نظام شاہ قلعہ بیجا پور پر حملہ کرے گا تو ہنزہل میں پانچ ہزار ہون بطور ہجرہ خرچ کے ادا کئے جائیں گے اور اسی طرح بیجا نگر کی طرف سے ساتھ لاکھ ہون نعل بہا کے طور پر دلوائے جائیں گے۔

## شاہ میر کی فتوحات

یہ تو سفارت کی خدمات کا ذکر تھا۔ شاہ میر کی بہادری اور سپہ سالاری کے سلسلے میں صرف اس واقعہ کا ذکر کافی ہے کہ جب ابراہیم قطب شاہ قلعہ کوٹہ میر فتح کرنے کے لئے شاہ میر کو روانہ کیا تو اس نے حیدری اور حنفی توپوں سے اس قلعہ پر اتنا سخت حملہ کیا کہ فیسل ٹوٹ گئی

اور ایک جدا حصہ میں یہ قلعہ قطب شاہیوں کے قبضہ میں آگیا۔ شاہ میر تقی میر براج داماد رام راج کو قید کر کے اپنے ساتھ سلطان ابراہیم قلی قطب شاہ کی بارگاہ میں لے آیا اور عواطف خسروی سے سرفراز ہوا۔ اس کا بیابی کے بعد سلطان ابراہیم نے شاہ میر کو نذرگ کے محاصرہ کے لئے بھیجا۔ اس وقت اس کے ساتھ دس ہزار جوارو اوروں کی فوج روانہ کی گئی تھی۔ اور اس فوج نے شاہ میر کی سرداری میں بڑی دلیری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ نظام شاہی مورخ لکھتا ہے :-

”دیران شکر قطب شاہی درآں روز داورودی و دلاوری دادہ رانان نیم داتاں رانوخ

ساختند۔ و چند مرتبہ بگڑے مروانہ تیر تفرقہ در صغوف پیاہ کینہ خواہ عادل شاہ انداختند

اسی طرح بجا پوری فوجیں شکر تیر شکر ت کھانے لگیں تو اب انھوں نے اس امر کی کوشش کی کہ

نظام شاہیوں اور قطب شاہیوں میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ چنانچہ سید مرتضیٰ امیر الامرائے نظام شاہی کو انھوں نے ہموار کر کے قطب شاہی فوج کو دھوکے سے سے نباہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ لیکن شاہ میر بھی غافل نہیں تھا۔ اس کو اس غیہ معاہدے کی اطلاع مل گئی۔ اس نے بھی جوابی کارروائی کی اور فوراً

امرائے بجا پور سے مراسلت شروع کر دی اور بہت جلد سید مرتضیٰ کی طرف سے ان کے دل میں شبہات پیدا کر دیئے۔ اس کے بعد وہ سید معاہدہ سید مرتضیٰ کے خیمہ میں پہنچا اور خلوت میں لیجا کر اس کا مذاق معاہدہ کا حال دریافت کیا۔ سید مرتضیٰ کو مجبوراً سب باتیں کہنی پڑیں۔

اس وقت شاہ میر ہی کی فرست و تدبیر تھا جس نے میر تقی کو بیجا پوریوں سے دوبارہ  
تڑوا لیا۔ چنانچہ مورخ لکھتا ہے کہ ۱۔

”چوں مید شاہ میر حسین تقریر و لطف کلام شہور و معروف و عام بود مومن تدبیر و کمال  
را عبارات و لہجہ ریاض طریشان میر تقی خود و خامت و ندامت عاقبت آن را بدلائل  
و براہین مبین و مبرہن ساخت تا یہ میر تقی از معاہدہ اعدا پشیمان گشتہ بہ تجدید عہد و پیمان  
شاہ میر و قطب شاہ پرداخت“

غرض اوہ میدان جنگ میں شاہ میر ابراہیم قطب شاہ کی حکمت علی پر کار بند ہو کر نظام شاہیوں  
کو اپنے موافق رکھنے کی ترکیبیں کر رہا تھا کہ ادھر گوکنڈہ میں خود ابراہیم قطب شاہ نے میدان ہتھی کو خیر باد  
کہا۔ اور اس کا دوسرا کاکا محمد قلی تخت نشین کر دیا گیا۔ اگر ابراہیم کے انتقال کے وقت شاہ میر گوکنڈہ میں  
موجود رہتا تو کیا تعجب کہ ابراہیم کا بڑا فرزند حسین قلی قطب شاہی تخت و تاج کا مالک ہوتا کیونکہ شاہ میر نے  
اس کو ولی عہد سلطنت سمجھ کر اپنی لڑکی اس سے منسوب کر دی تھی۔

شاہ میر کی گوکنڈہ کو	بہر حال وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ محمد قلی قطب شاہ نے تخت نشین ہوتے
واپسی اور محمد قلی سے	ہی پہلا کام یہ کیا کہ اپنے باپ کے پرانے رفیق کار و وزیر مطلق اور پسر سالار
ملاقات	میر شاہ میر کے یہاں ابراہیم قلی کے انتقال اور اپنی تخت نشینی کی اطلاع

روانہ کی۔ یہ دونوں خبریں اس بوڑھے مدبر اور میر جگہ کے لئے غیر متوقع تھیں۔ وہ بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ علی بن عزیز اللہ طباطبائی جو اس کا دورت تھا اور اس واقعہ کے چند روز بعد ہی اسی میدان جنگ میں شاہ میر سے اس کی دوستی ہوئی تھی (لکھتا ہے کہ)۔

”ایں خبر در مقام ناند گام نزدیک قلعه ندرگ بہ شاہ میر رسیدہ موجب از یاد دوا و خوف

و ہراسش گردید“ (ج۔ ۳ صفحہ ۵۲۸)

لیکن شاہ میر بڑا عقلمند اور فیرس تھا اس نے سید مرتضیٰ اور دیگر امراء نظام شاہی سے مواضع و وفات کا عہد و پیمان لے کر سید کا گوگنڈہ کا رخ کیا۔ اور اپنی روانگی سے قبل نظام شاہیوں کی طرف سے میرک معین سہروردی اور خواجہ محمد سمنانی کو مراہم تخریت اور مبارکباد جلوس ادا کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔ اس سفارت سے شاہ میر کا ایک مقصد یہ بھی ہو گا کہ یہ لوگ نئے بادشاہ کو میدان جنگ میں شاہ میر کی اعلیٰ خدمات سے آگاہ کریں۔ بہر حال ان کے پہنچ جانے کے بعد خود شاہ میر بھی گوگنڈہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ حوالی گوگنڈہ میں پہنچا تو محمد قلی قطب شاہ نے نام خیل و سپاہ کے ساتھ باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور قریب پہنچنے کے بعد گھوڑے سے اتر کر سپاہ چلتا ہوا شاہ میر سے پہلے گئے۔ اس کے بعد جب قلعه گوگنڈہ میں داخل ہوئے تو خلعت خاص عنایت کر کے حلاوت سلطنت کا اس کو تختہ یعنی میر تلہ بنا دیا اور ہر معاملے میں اس کی رائے و مشورہ پر عمل کرنے لگا۔

یہ سب اصل میں محمد قلی کی شاہانہ تدبیر و فراست تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شاہ میرنظر تاجین قلی کا طہنہ دار ہے۔ اور اگر اس وقت وہ ناراض ہو جائے تو اس کی بادشاہت میں خلل ڈال سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب شاہ میر نے رائے دی کہ محمد قلی کو نفیس نفیس میدان جنگ میں بھلنا چاہئے تو وہ بخوشی گولکنڈہ سے نکل کھڑا ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو گی کہ میدان جنگ میں گولکنڈہ کی بہت بڑی فوج مصروف سپہ سالاری اور محمد قلی اپنی اس اہم فوج کی باگ خود اپنے ہی ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کے باپ کی بھی ہوئی یہی فوج اس کی مخالفت اور حین قلی کی موافقت کے لیے بھی آمادہ کر لی جاسکتی تھی۔

محمد قلی کے محاصرہ نندرگ اور پھر گولکنڈہ کو واپسی کے حالات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں اس سفر میں شاہ میر نے محمد قلی کو اپنا دوست بنانے میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ اگرچہ اس کے مخالفین اور خاص کر امرائے بیجا پور نے بہت کوشش کی کہ محمد قلی قطب شاہ اس سے بدظن ہو جائے اور نندرگ کے محاصرے میں جو ناکامی اور ندامت ہوئی تھی اس کا باعث شاہ میر ہی کو قرار دیا جائے۔

شاہ میر کی دختر سے | گولکنڈہ واپس ہونے کے بعد محمد قلی قطب شاہ نے شاہ میر کے ساتھ اپنے تعلقات اور زیادہ استوار کرنے کے لئے اس کی لڑکی سے جو

شادی

اصل میں اس کے بڑے بھائی حسین قلی سے شوب تھی ۹۹ء میں بڑی دھوم دھام سے

شادی رچائی۔ نظام شاہی مورخ لکھتا ہے :-

” قطب شاہ چون بہت قدر سلطنت خود پروردہ برسد کامرانی تکید فرمودہ مخدومہ جملہ سعادت

یہ شاہ میرا کہ نامزد برادر بزرگش بود خطبہ نمودہ طوع بادشاہانہ ترتیب داد۔ و انرا

مست و حضور پروردے آتشنا و بیگانہ کشاد“ ب۔ ہر۔ صفحہ ۵۳۵

”نایب قطب شاہی اور بعد کی تاریخوں میں اس شادی کے تفصیلی واقعات درج ہیں۔

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہینے تک اس کے جشن منائے گئے۔ اور دعوتیں ہوتی رہیں مہجوں

نے نیک ساعت دیکھ کر عقد نکاح کی تاریخ اور وقت مقرر کیا۔ جس کی بنا پر اصحاب علم و فضل

جمع ہوئے اور مجلس نکاح منعقد ہوئی جشن کے اختتام پر بادشاہ نے شادی کی مسرت میں بڑی

دیادلی کے ساتھ اعیان و ارکان اور جملہ خدم و خشم کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا اور مقربان

خاص کو شاہانہ خلعتیں اور مناصب ارجمند و کیران کے اعزاز میں اضافہ کیا۔

شاہ میر برغخاب | لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس شادی کے بعد بھی محمد قلی کو شاہ میر کے حرکت

و سکنت پر اطمینان نہ ہوا۔ وہ اتنا ہوشیار اور فرس اور با اقتدار تھا کہ محمد قلی اس سے ہمیشہ چوکنا

رہتا۔ یوں بھی امیر شاہ میر کے بہت سے مخالف اور حاسد تھے جو برابر اس کی ٹوہ میں لگے ہوئے

تھے۔ اور بادشاہ کو اس سے بدظن کرتے رہتے تھے۔ آخر کار وہ اپنے مقصد میں آنے کا میا

ہو گئے کہ بقول صاحب برہان مآثر شاہ میر کی طرف سے ایک جلی خط امراء عادل شاہ کی نام

لکھ کر محمد قلی قطب شاہ کی بارگاہ میں پیش کیا مورخ لکھتا ہے۔

”دریں اثنا جیسے از حسا کہ بامیر شاہ میر در مقام عناد پوزند فرصت یافته و نہیج مادہ  
فتنہ و فساد سعی نمودند و مکتوب مزور از زبان شاہ میر بامراء پناہ عادل شاہ  
محتوی بر ترغیب و تحریص بجماریہ و اظہار اتفاق غریباں با ایشان دریں منازعہ  
ساختہ بنظر قطب شاہ درآوردند تیسرے تدبیر بآب فساد و عناد ہدف مراد  
رسیدہ دیدن آن کتابت موجب تغیر مزاج قطب شاہ بر شاہ میر کہ رکن اعظم  
آن دولت بود گردید۔ و بسبیل انتہال بگرفتار آن سید عظیم المثال مثال راہ

شبیوہ ثانی و ثانیہ در آن قضیہ عملی در دنیاورد“ (ج - م صفحہ ۵۲۶)

افسوس ہے کہ قطب شاہی تاریخ میں اس جعلی خط کے واقعہ کی طرف کوئی اشارہ بھی  
نہیں کیا گیا۔ چونکہ برہان مآثر کا مصنف میر شاہ میر کا بہت دوست تھا اس لیے اس کے بیان  
پوری طرح بھروسہ کرنا مشکل ہے جب کہ اس امر کا امکان موجود ہے کہ شاہ میر نے محمد قلی کی  
کسی بات سے ناراض ہو کر اس کے خلاف امرائے عادل شاہی سے ساز باز کرنی چاہی ہو۔  
چونکہ وہ اس سے قبل دوسرے حالات میں اسی قسم کی سیاسی چالیں چل چکا تھا اس لیے  
ممکن ہے کہ اب بھی کوئی ایسی ہی ترکیب کی ہو۔ ورنہ محمد قلی قطب شاہ اپنے خسر اور مقتدر  
میر جگہ کو محض شک و شبہ پر گرفتار کر کے قید نہ کر دیتا۔ اور اگر شاہ میر واقعی بے قصور تھا تو



اس کی گرفتاری کا سبب خود محمد قلی قطب شاہ کی سیاست و تدبیر ہو گا۔ یعنی شاید وہ اپنے حریف سلطنت حسین قلی کے قدیم طرہ دار کے کھٹکے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ بہر حال اس اہم واقعہ کا ذمہ دار بادشاہ اور وزیر دونوں میں سے کوئی ایک ضرور تھلا۔ محض حاسدوں کی سازش کی وجہ سے محمد قلی ایسا قدم نہ اٹھاتا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ برہان آثار کے بیان کے مطابق شاہ میر کی گرفتاری کی خبر سن کر قطب شاہی فوج بدول ہو گئی اور عادل شاہیوں کے مقابلے میں امیر زبیل کو تنہا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔ علی بن عزیز اللہ کے بیان سے تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شاہ میر کے زوال میں دکن کے ویریتہ ملکی اور غیر ملکی جھگڑے کو بھی دخل تھا۔ چونکہ شاہ میر زیادہ تر اجنبیوں اور غریبوں (غیر ملکیوں) کی قدر و منزلت کرتا تھا اس لئے اہل ملک کا اس کے خلاف ہوجانا ضروری تھا۔ اور جب ان کی سیاست کی وجہ سے شاہ میر شکست کھا گیا تو قطب شاہی فوج میں جتنے غیر ملکی لوگ تھے وہ سب برخاستہ خاطر ہو گئے کیونکہ شاہ میر کی حکمرانی علی کی وجہ سے قطب شاہی فوج میں ایسے ہی لوگوں سے معمور تھیں چنانچہ مورخ کہتا ہے :-

”چون خبر رفتن شاہ میر صافی ضمیر دشکر منتشر شد ز لزل در اساس صبر و تحمل غریباں کہ

روے ز درہ سپاہ قطب شاہ بودند راہ یافتہ پائے ثبات و قرار شاں از جانی برفت

..... چون اکثر دلیران سپاہ قطب شاہ غریب بودند و اگر رفتن میر شاہ میر

پریشان خاطر..... در دفع اعدا سی نمودند (ج ۳ - ص ۵۳۶)

عجیب بات یہ ہے کہ قطب شاہی تاریخیں میر شاہ میر کے انجام سے متعلق خاموش ہیں البتہ تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد قلی نے چند ماہ بعد شاہ میر کو معاف کر دیا لیکن ایسے شخص کا گو گلندہ میں رہنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ اس لئے نوجوان بادشاہ نے حکم دیا کہ ضروری مال و اسباب کے ساتھ کشتی میں سوار کر کے شاہ میر کو اصفہان روانہ کر دیا جائے جو اس کا وطن تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ شاہ میر سفر کی صعوبت برداشت نہ کر سکا اور کشتی ہی میں بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔ فرشتہ کے الفاظ ہیں :-

”بعد از چند ماہ از سرگناہ او گزشتہ حکم فرمود کے اور کشتی سوار کردہ با مال و اسباب ضروری باصفہان کہ وطن مالوش بود روانہ سازند و شاہ مرزا کشتی بیمار شد و پیش از آنکہ بمنزل مراد رس دفوت شد۔“ فرشتہ ص ۱۸۸ جلد دوم صفحہ ۲۷۱

میر شاہ میر کی دختر کا جس سے محمد قلی قطب شاہ نے اس تزک و احتشام کے ساتھ شادی کی تھی اور جو اصل میں اس کی ملکہ تھی کو فی حال معلوم نہ ہو سکا۔ تاریخیں اس بارے میں اتنی سکت ہیں کہ محمد قلی کی حیات میں اس ملکہ کا عدم وجود برابر معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ یہ لڑکی بھی شاہ میر کے ساتھ ایران روانہ کر دی گئی ہو۔ کیونکہ محمد قلی تو عام روایت کے مطابق ایام شہزادگی ہی سے بھاگ نئی پر فریفتہ تھا۔ اور اس کے والد ابراہیم قلی قطب شاہ نے

بڑی کوشش کی تھی کہ اس کا دل اس باکمال رفاقت کی طرف سے پلٹ جائے اور ان حسین  
دوشیزاؤں میں سے کسی پر مائل ہو جائے جو نوجوان ننہ زادہ کا دل پہلانے کی خاطر اس کے  
محل میں مختلف حاکم سے بلوا کر جمع کر دی گئیں تھیں۔ لیکن محمد قلی تو بقول وحشی اس خیال  
پر اڑا ہوا تھا کہ

یک ٹھائیں پہلی مرزا دل وویچے پرنا و ہرنا      اُس پیو کوں اپنا کرنا اس پانی جو کوں کھوے کر  
دینی اے پہلی ایک ہی پرنا چاہیے اور دوسرے کو دل نہ دینا کسی طرح اسی  
محبوب کو اپنا بنا لینا چاہیے خواہ اس میں اپنے پانی جی کو کھو دینا ہی کیوں نہ پڑے  
یہ شعر اس غزل کا ہے جو شاعر نے اپنی مشہور مثنوی قطب مشتری میں محمد قلی کی زبان سے  
بھاگ تہی کے فراق میں کہلوائی تھی۔

بھاگ متی یا حیدر محل  
غرض بھاگ متی کی موجودگی میں شاہ میر کی دختر کا عروج نہ تھا  
اس لئے یا تو وہ باپ کے ساتھ ایران بھجوا دی گئی تھی یا اگر کو لکندہ  
ہی میں رہی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بہت گمنام زندگی بسر کی۔  
کیونکہ اس کی شادی کے پانچ سات سال بعد جب محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدر آباد بنایا  
تو اس کا نام اپنی اسی قدیم محبوبہ کے نام پر بھاگ نگر رکھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس رفاقت  
کے ساتھ اس کی محبت چند روزہ نہ تھی۔ بلکہ جب تک وہ زندہ رہی محمد قلی قطب شاہ اس کا

دیوانہ رہا۔ چنانچہ شہر بھاگ نگر کی تعمیر کے چند سال بعد جب اس کو حیدر محل کا خطاب دیا گیا۔  
 تو اس کی مناسبت سے بھاگ نگر کا نام پہلے حیدر نگر اور پھر شہر حیدر یا حیدر آباد سے بدل  
 دیا گیا۔ محمد قلی قطب شاہ نے اپنے دیوان میں یہ سب نام استعمال کئے ہیں مثلاً  
 زن قطبا کے میں زمول نہیں کہ شہر میں مول اس لئے کراؤں جو بکھر ہوئے اس کا شہر حیدر میں  
 بریاں نظراں تھے اس پسند تارو کہ حیدر نگر ان اتناں بھر آیا  
 دوسرے شعریں صاف ظاہر کر دیا ہے کہ حیدر نگر اس کی خاطر امن و اطمینان سے  
 معمور کر دیا گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس محبوب کو نظر لگے اس لئے نظر بد سے بچانے اس پر سے پسند تارو  
 اسی طرح ایک اور شعر میں کہتا ہے کہ قطب شاہ نے تیری محبت میں جو شہر آباد کیا ہے  
 اسی میں وہ قیام پذیر بھی ہے کیونکہ اس کی نظریں اس شہر سے ہنر اور پر لطف شہر کوٹی او نہیں سے  
 نبی صدقے تجھ نبیہ شہر میں ہے قطب نہیں کوئی شہر اس شہر تھے الذ  
 محمد قلی قطب شاہ کی تخت نشینی کے بعد بھی بھاگ نگر میں عرصے تک اپنے قدیم مکان ہی میں  
 قیام پذیر رہی جو ایک چھوٹے سے گاؤں چلم میں واقع تھا۔ یہ گاؤں اس جگہ آباد تھا جہاں اب  
 چارمنار کے مسجد، منیلپورہ اور مہاراجہ شن پرشاد کی ڈیوڑھی واقع ہے اسی گاؤں سے ایک ہزار  
 سواروں کے جلوس کے ساتھ وہ محمد قلی کے دربار میں شریک ہونے کے لئے کوکنڈہ جایا کرتی تھی۔  
 چنانچہ اس کے ترک و اختتام کا ذکر بعض تاریخوں میں نظر سے گزرتا ہے اور بہت سی روایتیں بانی

سننے میں آتی ہیں۔ لیکن انہوں نے کہ قطب شاہی تاریخیں اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔ البتہ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے محمد قلی قطب شاہ نے اپنے ظلم میں اس محبوبہ کی طرف ہلکا اشارہ کیا ہے۔

بھاگ تہی سے ملنے کے لئے خود محمد قلی بھی اس کے مکان کو چایا کرتا تھا اور اس آمد و رفت کے سلسلے میں بھی موضعِ چلیم کے اطراف و اکناف کا پُر فضا میدان اس کو اُٹنا بھایا کہ یہاں ایک عایشہ شہر کی تعمیر کا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا، اور جب شہر اور محلات شاہی بن گئے تو اس وقت غالباً بھاگ تہی بھی "دولت خانہ عالی" میں منتقل ہو گئی جس کے ایک آدھ سال بعد ہی اس کے بطن سے شہزادی حیات بخشی بیگم پیدا ہوئی۔ اس وقت یا اس سے قبل ہی شاید جلوہ کے وقت بھاگ تہی حیدر محل کا خطاب دیا گیا ہوگا۔

ان دو شادیوں کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ نے کئی اور حینوں کے ساتھ شادیاں کیں اور ہر وقت دھوم دھام سے جلوہ ہندی اور دیگر روم مناکر لطف اندوز ہوا۔ ان سب کا تذکرہ محمد قلی کی معشوقاؤں اور اس کے رسم و رواج کے بیانات میں کر دیا گیا ہے۔

اولاد | محمد قلی قطب شاہ کو عرصے تک کوئی اولاد نہ ہوئی کسی تاریخ میں اس کی

اولاد کی پیدائش یا موت کا تذکرہ نہیں ہے۔ حالانکہ دوسرے بادشاہوں مثلاً ابراہیم قلی قطب شاہ میر قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کے ذکر میں مورخوں نے شہزادوں اور شہزادیوں کی ولادت کا تذکرہ

اور قطعاتِ تابخی وغیرہ دیکھیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ محمد قلی کو پہلے تو اولاد ہوئی ہی نہیں اور اگر ہوئی  
بھی تو جلد انتقال کر گئی جس کی وجہ سے خوشی کے جشن منانے اور شاعروں کو مبارکباد پیش کرنے کا موقع  
نہ ملا۔ اس لئے خود محمد قلی قطب شاہ نے ایک موقع پر دعائی نہیں کہ سے

باروے میرے جھاڑ کوں یارب پھول چل ہوئے تا بہی گلزار  
یہ شعر اس کے دیوان میں موجود ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا میرے درختِ زندگی  
کو با ثمر بنانا کہ اس کی وجہ سے ملک بارونقی ہو جائے۔

عجیب بات یہ ہے کہ حیدر آباد کی تعمیر کے بعد اس کی اکلوتی شہزادی جیانت بخشی بیگم پیدا ہوئی  
تھی لیکن مورخوں نے اس واقعہ کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ وہ لڑکی تھی اور  
دوسرے یہ کہ وہ بھاگ تھی کے بطن سے پیدا ہوئی تھی جو اس وقت شاہی رفاقت تھی اور ابھی حیدر محل  
کے خطاب سے سرفراز نہ ہوئی ہوگی۔

لیکن مورخوں کے اس سکوت کے باوجود خود محمد قلی قطب شاہ اپنے کلام میں اس امر کا ثبوت  
چھوڑ گیا ہے کہ اس کے یہاں کسی وقت ایک سے زیادہ بچے موجود تھے چنانچہ وہ کہتا ہے  
راکھو تمھارے چھا توئل دایم خوشیاں سوں قطب کوں  
قطب ہو رقرزند قطب کے بندے تمھارے ہیں علیؑ  
یعنی اے علی! قطب شاہ اور اس کے فرزند تمھارے بندے ہیں اس لئے ان کو اپنے  
سایہ میں خوش و خرم رکھئے۔

مکن ہے کہ محمد قلی نے اس شعر میں اپنی دختر حیات بخشی بیگم کے علاوہ اپنے برادر زادہ شہزادہ مرزا محمد سلطان فرزند مرزا محمد امین کو بھی اپنا ہی لڑکا سمجھ کر صیغہ جمع یعنی قطب کے فرزند استعمال کیا ہو۔ یا اس کا بھی امکان ہے کہ جس وقت محمد قلی نے یہ شعر لکھا حیات بخشی بیگم کے علاوہ اور بھی اس کے بچے زندہ ہوں۔

شہزادہ مرزا محمد امین حیدر آباد کی تعمیر کے بعد بروز چہار شنبہ ۲۳ رجب ۱۱۸۵ء میں پیدا ہوا تھا اور حیات بخشی بیگم اس سے تین سال بعد پیدا ہوئی۔ کیونکہ جب ۱۱۸۵ء میں ایران کا سفیر حیدر آباد آیا تو اس وقت اس کی عمر دس سال سے کم تھی جب ہی تو شاہ ایران نے اپنے فرزند کے ساتھ شادی کے لئے پیام بھیجا تھا۔ لیکن اس لڑکی کی قسمت میں تو حیدر آباد کی ملکہ بننا اور تین بادشاہوں (یعنی باپ محمد قلی، شوہر سلطان محمد اور فرزند سلطان عبداللہ) کے زمانے میں حیدر آباد کی بیست میں خیل ہونا لکھا تھا۔

غرض حیات بخشی بیگم کی شادی ہوئی تو اس کی عمر پندرہ سال زیادہ کی نہ تھی کیونکہ وہ ۱۱۸۵ء کے بعد پیدا ہوئی تھی اور ۱۱۸۶ء

حیات بخشی بیگم کی  
شادی

میں شاہزادہ مرزا محمد سلطان کے ساتھ بیاہ دی گئی۔ اس بیاہ کے کچھ سیاسی اسباب بھی جن کا تذکرہ محمد قلی قطب شاہ کے تدبیر و سیاست اور سفیر ایران کی آمد کے سلسلے میں کر دیا گیا ہے۔

محمد قلی کی زندگی میں خود اس کی شادی کے علاوہ اتنی بڑی تقریب اور کوئی نہیں منائی گئی۔ اس لئے اس وقت اس نے دل کھول کر اپنی شاہانہ فیاضیوں اور شان و شکوہ کا مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر وہ جو بھی اہتمام کرتا کم تھا۔ کیونکہ پہلے تو یہ اس کی اکلوتی اولاد کی شادی تھی اور دوسرے اس کے چہیتے بھتیجے کے ساتھ ہو رہی تھی۔ تیسرے یہ کہ اس زمانے میں شاہ ایران کا ایلچی بھی حیدرآباد میں موجود اور اس تقریب میں مدعو تھا جس کو قطب شاہی شان دکھانا ضروری تھا۔ اور چوتھے یہ کہ شادی کے ساتھ ہی مرزا محمد سلطان کو ولیعہد سلطنت بنانا مقصود تھا۔

یہ تقریب ماہ ربیع الاول میں منائی گئی جس کے لئے پہلے ہی سے حکم دے دیا گیا تھا کہ تمام شہر حیدرآباد کی آئین بندی کی جائے اور محلات شاہی کو آرائش و پیرائش کر کے مغل نشاط و شادی کے قابل بنایا جائے۔ غرض پوری تیاریاں ہو جانے کے بعد ایک جہتے تک شاہانہ جشن منائے گئے اور محمد قلی قطب شاہ اپنے بے انتہا انعام و اکرام سے خاص و عام دونوں کو شاد کام کیا۔ بخششوں اور نوازشوں کا اندازہ صرف اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ اس جشن میں امراء و اکابر اور شرفاء و سلاطین کو تیس ہزار خلعت تقسیم کئے گئے تھے۔

بعض تاریخوں میں تو لکھا ہے کہ نظام شاہ عادل شاہ اور عا شاہ بھی اس تقریب میں شریک تھے مجبوزمین جلد دوم صفحہ ۴۸۔ ۲۔ تاریخ قطب شاہی ورق ۲۶۴ ج۔ ۳۔ بعض تاریخوں میں چالیس ہزار خلعتوں کی تعداد بتائی گئی ہے۔ دربار آصف۔ گلزار دوم صفحہ ۱۹۵۔



جب شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو بھومیوں نے دن تالیخ اور نیک ساعت کا تعین کیا۔ اور علمائے معتد کلاچ پڑھایا۔ دلہا اور دلہن پر سے زر و جواہر نثار کئے گئے۔ اس موقع پر شعر اے مبارک باد کے قصیدے اور تاریخی قطعے بھی پیش کئے تھے جن میں میرک معین بہن واری کا قطعہ بہت مشہور ہوا جو گزشتہ صفحات میں محمد قلی کے تدبیر و یارت اور میرک معین کی سفارت کے بیان میں درج کیا جا چکا ہے۔ مبارکیا ویوں کے علاوہ امراء نے شہزادے کی خدمت میں ولیعهدی کی نذریں بھی پیش کیں۔

شادی کے بعد بیٹی اور داماد کے رہنے کے لئے محمد قلی قطب شاہ نے ایک عظیم الشان محل کو پہلے ہی سے آراستہ و ہیرا ستہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جلوہ کے بعد اس شاہی برات کو اسی محل میں بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آمارا گیا۔ افسوس ہے کہ مورخ نے اس محل کا نام نہیں لکھا۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ محل دولت خانہ عالی کی جانب جنوب اسی جگہ بنایا گیا تھا جہاں اب ”محلا ٹی کاشیر“ اور قلعہ قطب شاہی مسجد واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد حیات بخشی بیگم کے محل میں واقع تھی اور جہاں اب ایام عاشورہ میں ٹی کاشیر اور تعزیر بٹھایا جاتا ہے اسی جگہ اس محل کا عاشور خانہ تھا۔

حیات بخشی بیگم اپنے شوہر کی وفات ۱۰۳۷ھ تک اسی محل میں قیام پذیر رہی۔ اس اثنا میں جب سلطان محمد نے موجودہ سرور نگر کی جانب مشرق ایک عظیم الشان قلعہ سلطان نگر بنانا شروع کیا تو اس ملک نے بھی اپنے لئے اس قلعہ سے آگے ایک محل ”مسجد“ اور شہر حیات نگر یا حیات آباد

بنایا تھا جواب تک موجود ہے۔ اسکے فرزند سلطان عبداللہ کے عہد میں حیات بخشی بیگم کا زیادہ تر قیام اسی حیات آباد میں رہتا تھا۔ چنانچہ وہیں اس نے عبداللہ قطب شاہ کی موت رانی کی تقریب بڑی شان و شوکت سے انجام دی تھی۔

عبداللہ قطب شاہ کے آخر عہد میں جب اورنگ زیب نے حیدرآباد پر حملہ کیا تو حیات بخشی بیگم فلو گولکنڈہ کے شاہی محلات میں سے اس خاص محل میں قیام پذیر رہی جو اس احاطہ ”محلات“ کے بالکل اندرونی حصہ میں واقع ہے اور جس کی چھتیں مسج گولکنڈہ کے بعد خزانوں کی تلاش میں اڑادی گئی تھیں۔ لیکن اس کی دیواروں کے اعلیٰ نقش و نگار اور خوبصورت طاقے اب بھی باقی ہیں۔

اورنگ زیب سے صلح کرانے میں حیات بخشی بیگم کا بہت بڑا حصہ ہے چنانچہ وہ خود اس سے ملنے کے لئے مغلیہ شکر میں گئی اور شہر اُردو صلح کے طے کرنے میں مردانہ و آگوشکوئی۔ آخر کار ۱۰۷۱ھ میں ۸ شعبان ۱۰۷۱ھ کے روز محمد قلی قطب شاہ کی اس واحد یادگار نے تقریباً پچھتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اسی کے ساتھ اس کے والد سلطان محمد قلی کی عظیم شان سلطنت کا وقار اور شان و شوکت بھی دفن ہو گئی۔ محمد قلی کا اکلوتا نواسہ سلطان عبداللہ بھی اپنی ماں حیات بخشی بیگم کے انتقال کے صرف پانچ سال بعد ہی ۱۰۸۳-۱۰۸۱ھ میں اس دنیا سے بغیر اولاد نرینہ چھوڑے کوچ کر گیا۔

حیاتِ بخشیمکیم کے لطن سے غالباً دو ہی بچے پیدا ہوئے ایک عبداللہ قطب شاہ جو محمد قلی قطب شاہ کی وفات کے تین برس بعد دوشنبہ ۱۰۲۰ شوال ۱۰۲۱ء میں عالم وجود میں آیا اور دوسری خدیجہ سلطان شہر بانو یکم جو اپنے بھائی کے دو تین سال بعد پیدا ہوئی اور جبکی شادی ۱۰۲۱ء میں سلطان محمد عادل شاہ والی بیجا پور سے ہوئی۔ خدیجہ سلطان نے بھی اپنی ماں کی طرح طویل عمر پائی۔ یہ بیجا پور میں اپنے فرزند علی عادل شاہ ثانی کے دور میں حاجی بڑے صاحب کے نام سے مشہور و معروف تھی۔

**محمد قلی قطب شاہ کی علالت**  
 محمد قلی قطب شاہ کی اولاد کے مختصر سے تذکرے کے ساتھ خود محمد قلی قطب شاہ کا بیان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس عظیم الشان فرما کو اپنے آباد اجداد کے مقابلے میں بہت کم عمر ملی تھی۔ اگرچہ دوسری تمام باتوں میں قدرت نے اس کے ساتھ بڑی فیاضی سے کام لیا۔ قلب و دماغ کی خفگی اعلیٰ قوتیں اس کو عطا کی گئی تھیں اس کے کسی پیشیر کو نصیب نہ ہوئیں مال و دولت، عیش و عشرت، مہر و ج و اقبال، فتح و کامرانی اور اس راہنماں جتنا اس کو حاصل ہوا کسی قطب شاہی حکمران کو نہ ملا۔ لیکن ایک ہی شخص کو دنیا کے تمام کمالات اور قدرت کے جملہ عطیے نہیں بخش دیے جاسکتے۔ یہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ اور محمد قلی کی ذات اس سے متفتنی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی عیش و عشرت کی زندگی نے اس کی صحت پر برا اثر ڈالا اور اس کی زندگی و بے باکی نے اس کو اپنی صحت کی طرف سے

ہمیشہ لاپرواہ رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کثرت عشرت و شراب نوشی کی وجہ سے کمزور ہو گیا۔ اور کمزوری بیماریوں کی میزبان ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آبا و اجداد کے متعالیٰ میں لاغر و نحیف نظر آتا ہے۔ اگرچہ تاریخیں اس کی بیماریوں کے تذکرے سے خالی ہیں لیکن اس نے اپنے کلام میں کئی جگہ اپنی علالت کا ذکر کیا ہے اور شفا کے کلی نصیب ہونے کیلئے دعائیں کی ہیں۔ کبھی وہ کہتا ہے کہ ”اے خدا اپنے نبی کے صدقے میں قطب شاہ پر لطف و کرم کر کے اس کے دکھ دور کر اور آرام اور شفا بخش“

ایک وقت وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہے کہ اے قطب شاہ تجھے کسی اور دیر سے تو شفا ہوتی نظر نہیں آتی اس لئے تو بتی کے لنگر میں لنگر دار بن جا کیونکہ شاید اسی کے طفیل میں تجھ کو ایسی شفا حاصل ہو جائے جو دوسرے علاجوں کے ذریعے سے حاصل کی ہوئی ہزاروں اور لاکھوں شفاؤں کے برابر ہو۔

ایک اور موقع پر وہ حضرت علی کی مدح میں لکھتا ہے کہ اے امیر المومنین تمہارے اوصاف بچا رہے شاعروں کی شاعری کے ذریعے سے کیا ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اور میں تو شاعر سے زیادہ تمہارا بند ہوں تم اپنے کرم سے میرا علاج کرو۔

مجموعی کے دیوان میں جو غزل سب پہلے مدح ہے اس میں بھی اس نے اپنی اسی صحت سے مرضی کا بڑی حسرت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ غزل حمد باری تعالیٰ میں لکھی گئی ہے اور اس کے ایک شعر سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اپنی صحت سے ایک گونہ مایوسی ہو چکی تھی اور ہر طرح کی کامکاریوں اور خوشیوں کے باوجود  
 علالت کی وجہ سے وہ اپنی قسمت کو حقیر سمجھنے لگا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔  
 اپن بخت حقیر نہ تھے کہ میں دل میں نہ کر غم تجھے داروئے صحت سول نفا جام دیوے گا  
 یعنی اے محمد علی تو اپنی اس بدبختی کی وجہ سے اپنے دل کو غمزدہ نہ مولے دے کیونکہ خدا میں  
 بڑی قدرت ہے وہ ضرور داروئے صحت بھر کر تجھ کو شفا کا پیالہ پلائے گا۔

اس کے دوسرے شعر یہ ہیں۔  
 صدقے نبی کے قطب کوں اپ لطف مہیا تھے دکھ در وہی دور کر ہو رسکھ شفا بخشش  
 نبی سنگرمیں سنگردار ہو کر رہ مہمانی کہ سنگرداری میں تیج کوں ہزاراں لک شفا  
 شاعران بیچارے تیرا وصف کہنے کاں سکیں میں بند عاجز ہوں تم دارو کر و درماں سیتی  
 بیماری کے اسی احساس کی بنا پر وہ بار بار اپنی درازی عمر کی دعا کیا کرتا تھا اس کا کلیتہ  
 اس قسم کی دعاؤں سے بھرا پڑا ہے۔ اس نے اپنی متعدد نظموں کے آخری شعر صحت و عمر ہی کی دعا  
 کے لئے وقف کر دیے ہیں۔ یہاں نمونے کے طور پر صرف چند شعر دیے گئے جاتے ہیں۔  
 سدا توں راج کر قطب انند کا سا ج کر قطبا نبی کا کاج کر قطب کہ تیج بخشنا نہارے ہیں  
 نبی کی دعا تھے قیامت تلک تم گنا دو نبی کے سو مولود لاکھاں  
 صدقے نبی کے قطب جہم خوشی انند سوں لک سال اچھ کہ اس تھے ہے عیش شمع روشن

صدقے نبی کے سورچند رہتا اچھے لگن  
پتہ سیرت سوں قطب کرو مولاکہ سال عید  
نبی صدقے قطب لک برس جی توں  
کہ تیج تھے پاوے نت جیو دان بکرید  
سدا جگ میں جیو شہ کر کل حوراں کیاں سجدہ  
ملک آین کہہ کہہ رب دعا سوں ہت اچا ہیں  
قطب شہ کون میا کر دیا سون بختن دایم  
حیات ہو بخت و دولت سوں خضر نے جلائی  
ابادان کر ملک میسر اسو توں  
بسا سوتوں دے میرا سن یا سمیع  
مہر قطب شہ ہو اس پری کوں  
خدا یا رکھ جداں لک میں تبارے  
صدقے نبی اعلیٰ محل میں قطب شہ جم اچھو  
جب لک اچھے اسمان پر چند سور زہر و شتر  
ان منتہی اشعار کے علاوہ ایک مکمل نظم درازی عمر کے لئے دعا کے طور پر لکھی گئی ہے  
جس کا پہلا شعر یہ ہے

سبحان کہ ہومان سوں جیو دتیں راجے سدا  
جم جم جیو دپت مت سوں آنند خوشیاں نکاسدا  
آخر وہ روز آہی گیا جس کو دور سے دور تر رکھنے کے لئے محمد قلی قطب شاہ

### وفات

دعائیں مانگا کرتا تھا۔ کثرت شراب نوشی کی وجہ سے اس کے جسم کو گھن سا لگ گیا تھا۔ آخر کا  
ماہ رمضان ۱۲۰۲ھ میں وہ بیمار پڑا۔ اور دعائی ہیبت تک بنجار کا سلسلہ جاری رہا۔ روز بروز  
اس میں شدت ہوتی گئی۔ بادشاہ کی علالت اور نزاکت مزاج کا حال سن کر اس کے حیر و حبلہ

۱۰ محبوب الزمن جلد دوم صفحہ ۴۹ -

۱۱ از سمو حرارت تن بر بستر نالوانی نہاد تاریخ ظفرہ صفحہ ۲۱

مرزا محمد امین نے میدان جنگ کا خیال ترک کر کے حیدرآباد کا رخ کیا۔ لیکن محمد قلی تو دنیا ہی کو ترک کر رہا تھا۔ آخری دوروز میں اس کے مرض نے ایسی شدت اختیار کر لی کہ حد درجہ ضعیف ہو گیا۔ اور پھر وہ منجمل نہ سکا۔ غرض ہفتہ کی صبح میں بتایا، از بقعدہ ۱۲۰۲ھ اس کی آنکھیں سوتیلے کے لئے بند ہو گئیں اور وہ ہفتہ ۷۷ سال کی عمر میں دنیا اور اس کی عشرتوں اور کامرانیوں کو اپنا سوگوار چھوڑ گیا۔ تمام ملک اس جواں مرگ بادشاہ کا ماتم کرنے لگا کہ

درین آں شہنشاہ ہندوستان      جم نایج بخش و مالک ستان  
درین آں کہ دیگر نہ بیند سپہر      نظیرش در آئینہ ماہ و ہر <sup>۲۶۰</sup> صلیقۃ العالم  
**قطعات تاریخی** | ماثردکن میں اس کی وفات کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے۔

محمد رفت چوں از دارفانی      وصال آں شد دیں سال نیاض  
ز قطب فضل و فضل عام جستم      مگر بارہ ز عالی جاہ نیاض <sup>۲۶۰</sup>  
قدیم تاریخوں میں یہ قطعہ تاریخ درج ہے اور اس میں محمد قلی کے شغل مسافرت کی بھی رعایت رکھی گئی ہے۔

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد      آب حیات طلق دیدغا سراب شد  
سروے ز برونشان مسافری فرو شکست      برج ز آسمان مکارم خراب شد <sup>۲۶۰</sup>

۱۔ قدیم دوروز مرض آنچنان قوی گشت کہ مزاج مبارک بضعف کلی گرایید "حدیقۃ العالم صفحہ ۲۶۰  
۲۔ ماثردکن صفحہ ۹۱ ۳۔ تاریخ طغور صفحہ ۲۱ و محبوب الزمن جلد دوم صفحہ ۷۹ -

علی ابن طغفور نے محمد قلی کی تاریخ وفات اس طرح نکالی تھی کہ  
 سال تاریخ فوت اویستم گفت رضواں کہ بادشاہ بہشت  
 عمر انتقال کے وقت محمد قلی قطب شاہ کی عمر صرف تینتالیس سال  
 دو ہینے کی تھی۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ اکثر تاریخوں میں اس کی عمر انچاس سال بتائی گئی  
 ہے۔ وہ ۱۲ رمضان ۹۴۳ھ کو پیدا ہوا اور شرہ ذی قعدہ ۱۰۲۰ھ کو وفات پائی۔ اس طرح  
 ۱۲ رمضان ۹۴۳ھ کو قمری ہینوں کے حساب سے اس نے تینتالیس سال ختم کئے تھے اور  
 اڑتالیسویں میں قدم رکھا تھا کہ بیمار پڑ گیا۔ شمسی ہینوں یعنی عیسوی یا فصلی سال کے لحاظ سے  
 تو محمد قلی کی عمر وفات کے وقت اور بھی کم قرار پاتی ہے۔ اسی طرح زمانہ حکومت بھی اکثر تاریخوں  
 میں غلط ہے یعنی تینتالیس سال آٹھ ماہ اور اس کی قبر کے کتبے پر کتبیں ۳ سال لکھا گیا ہے۔  
 حالانکہ محمد قلی نے صرف تینتالیس سال چھ ہینے اور ۲۶ دن حکومت کی۔

۱۔ حدائق السلاطین ورق ۱۱۴ ج

۲۔ تاریخ قطب شاہی (۲) حدیقۃ العالم صفحہ ۲۶۰ - (۳) تاریخ ظفر صفحہ ۲۱ - (۴) گلزار صفحہ ۲۹  
 (۵) تاریخ دکن حصہ دوم سلسلہ آصفیہ صفحہ ۳۲۲ - (۶) مائتروکن صفحہ ۹۱۔

۳۔ کہا جاتا ہے کہ محمد قلی کو شاہی سراپا اور تاج پہنا کر دفن کیا گیا تھا جس کی بنا پر وہینوں اور خزانوں کے  
 بعض شائقین نے اتہ خانی میں اس کی قبر کھولنے کی کوششیں کی تھیں لیکن تعویذ کے نیچے ایسے بڑے بڑے پتھر بٹھائے گئے  
 ہیں جن کا اپنی جگہ سے حرکت کرنا مشکل ہے۔

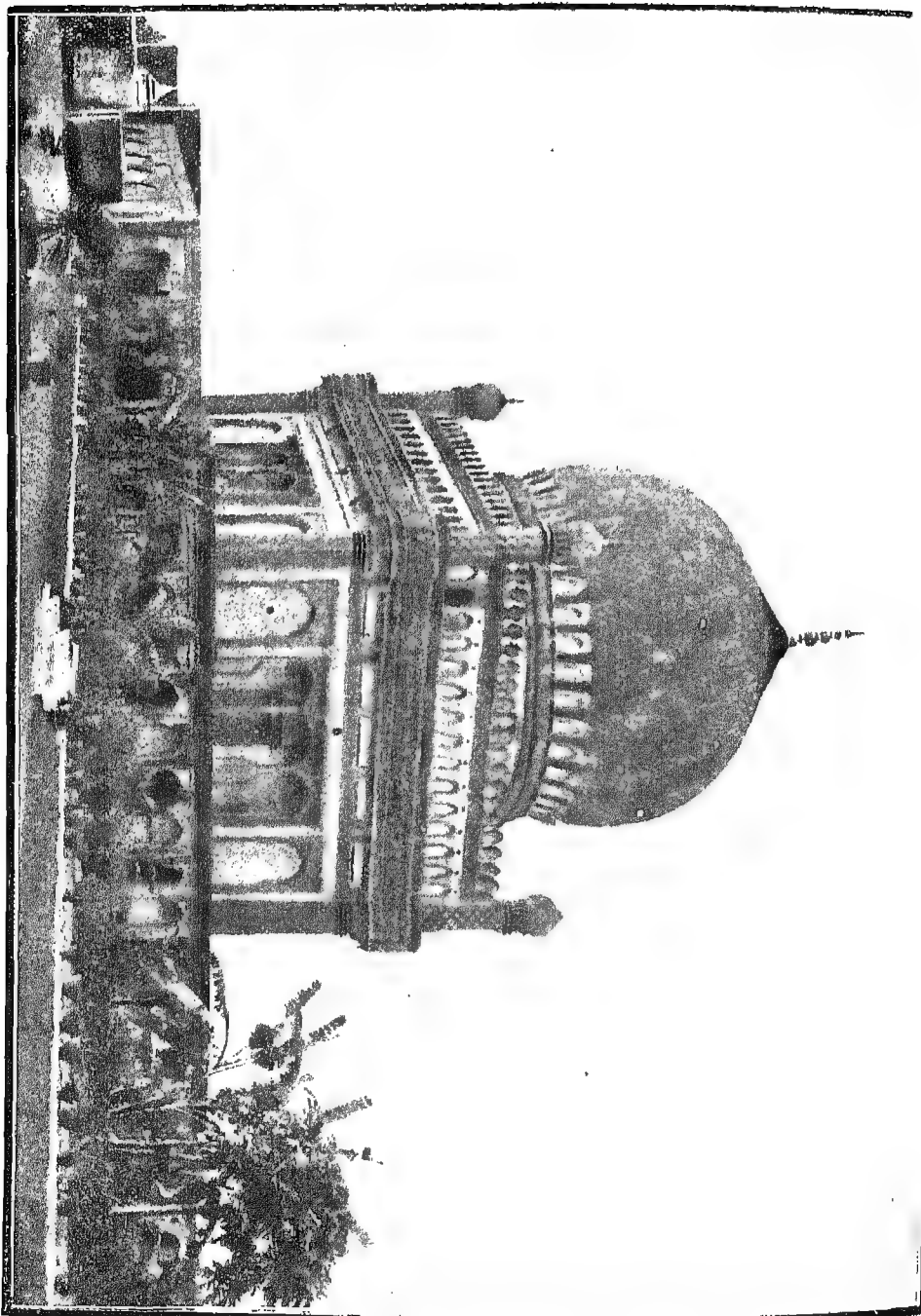


## محمد قلی کا گنبد

محمد قلی نے شہر حیدرآباد کی سب نعلک عمارتوں کے علاوہ اپنے لئے ایک عالیشان گنبد بھی اپنے آباؤ اجداد کے گنبدوں کے قریب بنوایا تھا۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ جس طرح وہ اپنے خاندان میں سب سے بڑے گنبد عظیم المرتبت حکمران تھا اسی طرح اس کا گنبد بھی متغیر سلطان قطب شاہیہ میں سب سے زیادہ عظیم الشان ہے۔ یہ گنبد جس چبوترے پر واقع ہے وہ زمین سے ۱۳ فٹ ۶ انچ بلند ہے۔ اور اس کا ہر ضلع ۲۰۰ فٹ طویل ہے۔ اس چبوترے کے اوپر اور ایک چبوترہ ہے جس کا ہر ضلع ۱۲۶ فٹ ۳ انچ طویل ہے۔ اس اوپر کے چبوترے کے درمیان منفرہ بنایا گیا ہے جس کے بیرونی حصے کا ہر ضلع ۱۴ فٹ ۳ انچ طویل ہے۔ اس کے ستونوں کی بلندی ۲۲ فٹ ہے۔ ماثر دکن میں صفحہ ۹۱ پر اس کی پوری تفصیل درج ہے۔ گنبد میں داخل ہونے کے لئے جنوب و مشرق دونوں طرف دو دروازے ہیں۔ بادشاہ کی اصلی قبر نیچے تہہ خانے میں ہے جہاں تک پہنچنے کے لئے اوپر اور نیچے دونوں طرف سے راستے ہیں۔ دوسرے قطب شاہی بادشاہوں کے تہہ خانے بند ہیں۔ گنبد میں اوپر جو تعویذ رنگ سیاہ کا مصفیٰ بنا ہوا ہے اس پر کلمہ آیت الکرسی اور درود و شریف کے علاوہ حسب ذیل عبارت کندہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ

نماز اللہ برہما فیہما ۔



گنبد سلطان محمد علی قطب شاہ



تاریخ روز شنبہ ہفتم ماہ ذوالقعدہ الحرام سنہ ۱۰۸۰ عشرین و الف ہجری ہجرت  
حق واصل شد۔

سن شریف چل و نہد سال و مدت سلطنت سی و یک سال رحمۃ اللہ تعالیٰ  
رحمۃ کاملت۔

یہ کتبہ محمد قلی کے جانشین سلطان محمد قطب شاہ نے لگوایا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس میں  
محمد قلی قطب شاہ کی عمر اور مدت سلطنت و دنوں تاریخی نقطہ نظر سے غلط ہیں کیونکہ ابراہیم قطب شاہ  
نے ۲۱ ربیع الثانی ۹۸۸ء میں انتقال کیا اور محمد قلی تخت نشین ہوا۔ اس طرح ذوالقعدہ ۱۰۸۰ء  
تک بنائیس سال چھ مہینے پچھلیس دن ہوتے ہیں۔

محمد قلی کا گنبد اس قدر بلند ہے کہ دور دور سے نظر آتا ہے۔ اس کا چوترا نہایت  
وسیع اور پر فضا ہے۔ اور دوسرے گنبدوں کی طرح چاروں طرف سے منبروں اور درختوں سے  
گھرا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ مشرق کی طرف تو اس سے ملحق کئی فرلانگ تک سطح میدان واقع ہے  
جس کی وجہ سے یہ چوترا ایک عام تفریح گاہ بن گیا ہے۔ اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ  
سیر و تفریح کرنے والوں کی ٹولیاں وہاں نہ جمع ہوتی ہوں واقعہ یہ ہے کہ محمد قلی کے گنبد پر  
منبروں جیسی اُڑاسی یا بھیانک پن نظر ہی نہیں آتا۔

کہا جاتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے قلعہ کو لکھنڈہ پر حملہ کیا تو اس گنبد پر بھی توپیں

چڑھا دی تھیں کیونکہ کافی بند اور وسیع ہونے کی وجہ سے یہ ایک اچھے مورچہ کا کام دے سکتا تھا اس گنبد کی توپوں کے گولے جب قلعہ میں پہنچنے لگے تو اہل قلعہ نے بھی ان کا جواب دیا مگر جب محمد قلی کے آخری نام لبوا ابوالحسن تانا شاہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے گنبد کو نشانہ بنانے سے منع کر دیا اور کہا کہ ہم جن کی سلطنت کو سچانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے گنبد کو کیونکر مسمار کر سکتے ہیں۔ یہ روایت صحیح ہو یا نہ ہو اتنا ضرور ہے کہ گنبد محمد قلی کے اس پہلو پر جو قلعہ گوکنڈہ کے مقابل ہے شکست و ریخت کے چند نشانات اب تک پائے جاتے ہیں۔

جب تک قطب شاہی سلطنت باقی رہی محمد قلی کا عرس دھوم دھام سے ہوتا رہا۔ اسکی بڑے اطراف روزانہ متحد و حفاظ تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے تھے۔ قبر پر اطلسی چادر اور پھول چڑھائے جاتے تھے۔ زربغت کا شاہی شامیانہ طلائی ڈنڈوں پر تانا جاتا تھا۔ روشنی کا ایک عالیشان جھاڑو میان میں اور اس کے اطراف کئی چراغ دن رات روشن رہتے۔ بادشاہ کی کتابیں رطلوں پر رکھی رہتیں جن میں سے اکثر قرآن اور تفسیر اور دیگر مذہبی موضوعوں سے متعلق تھیں۔ گنبد میں چاروں طرف قیمتی قالینوں کا فرش ہوتا۔ اور اوپر کمرے زربین ہلال لگا ہوا تھا جو بادشاہ کے گنبد کی علامت تھی۔

گوکنڈہ کے شاہی مقبروں کے تفصیلی حالات مشہور فرانسیسی سیاح موسیو تھیونو نے اپنے سفر نامے میں لکھے ہیں۔ یہ سیاح محمد قلی کی وفات کے پچیس سال بعد حیدرآباد آیا تھا۔ اس سفر نامہ کا ترجمہ سید آصفیہ کی جلد دوم کے طور پر مس العلامید علی ملگرامی کی نگرانی میں کیا گیا اور ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا تھا۔

اگرچہ یہ رونق اور اہتمام اب باقی نہیں رہا لیکن گولکنڈہ کے اطراف و اکناف کے گاؤں کے اکثر لوگ زیادہ تر عورتیں ہر سال خاص خاص دنوں میں محمد قلی قطب شاہ کے مقبرے کی زیارت کو جوق در جوق آتے ہیں۔ اور لمبیدہ اور جلیلیاں اپنے ساتھ لاکر یہاں فاتحہ دلاتے اور تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح تلنگانہ کے اس مشہور سیر و بھاگ مٹی کے سچے عاشق اور دکن کے بین قومی تمدن کے بانی کی یاد اب تک تلنگانہ کے غریبوں کے دل میں باقی ہے۔

**محمد قلی کی نیکیاں** | دنیا کا یہ عجیب دستور ہے کہ کسی کی وفات کے تذکرے کے ساتھ ہی

اس کی خوبیاں یاد آجاتی ہیں۔ محمد قلی قطب شاہ کے بیان کے خاتمے پر بھی تمام مورخوں نے اس کی نیکیوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور چونکہ ان میں سے بعض کا ذکر ہمارے گزشتہ عزائمات کے تحت نہ آسکا تھا اس لیے ہم بھی یہاں قدیم مورخوں کی تقلید پر مجبور ہیں۔

محمد قلی کی سب سے اہم نیکی اس کی فیاضی اور داد و بخشش تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں سب زیادہ رقم عمارتوں کی تعمیر میں صرف کی۔ چنانچہ ناطق الملک میر ابو طالب جو اس کے دربار کا خاص انجمن تھا محمد قلی قطب شاہ کی عمارتوں کے اخراجات نہ لاکھ ہون بتاتا ہے جو عہد حاضر کے تقریباً پانچ کروڑ روپیوں کے برابر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ کی ان تعمیراتی لچپیوں کی وجہ سے رعایا کا وہ طبقہ کتنا خوش حال نہ ہو گیا ہوگا جو ضرور پیشہ تھا۔

ہر سال محرم میں محمد قلی قطب شاہ انکارامہ اثنا عشر کے سلسلے میں ساٹھ ہزار من خرچ کرتا تھا۔

یہ کثیر رقم مجاوروں اور خادموں کے وظائف اور ایام عاشورہ کے پکوان میں صرف ہوتی تھی۔ ہزار ہا غریب اور مفلس لوگ محرم میں ہوشحال ہو جاتے اور سال بھر کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو بھول جاتے تھے۔ اس طرح اس نے اپنے دور حکومت میں صرف محرم کے لنگر میں ایک کروڑ چونتیس لاکھ چالیس ہزار روپے صرف کئے۔ مذکورہ رقم کے علاوہ ایام عاشورہ کے ختم پر مستحقوں اور مسکینوں میں زر عاشوری کے نام سے ہر سال بارہ ہزار ہونے لکھ کر دیے جاتے تھے۔ گویا محمد قلی نے زر عاشوری کے طور پر چھبیس لاکھ انھما میں ہزار روپے غریبوں اور مستحقوں کو عنایت کیے۔

تعمیر محرم کے اخراجات کے علاوہ ہر سال ایک لاکھ ہون عید میلاد النبی کے جشن میں بارہ روز کے اندر صرف ہوتے تھے۔ اس عید کے اہتمام اور شان و شوکت کا بیان گز چکا ہے۔ محمد قلی نے اپنے عہد حکومت میں عید میلاد النبی کے انعامات، لھام اور خوشبود وغیرہ کے سلسلے میں مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے خرچ کئے۔ اور اس کے علاوہ اتنی ہی رقم خیرات اور صدقے کے طور پر مسکینوں اور مستحقوں کو عنایت کی جاتی تھی۔

اس طرح گیارہ کروڑ روپے کا حساب تو تاریخوں میں صاف طور پر درج ہے۔ اس رقم کے علاوہ محمد قلی نے موقع بموقع جو انعامات عطا کئے یا خیرات دی اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ معلوم ہے کہ وہ مقامات مقدسہ مثلاً مکہ، مدینہ، نجف، کربلا، مشہد اور دیگر شہروں کے غربا اور مجاوروں کے لئے التزام کے ساتھ ہر سال کپڑے اور نقد روپیہ روانہ کیا کرتا تھا۔

خود شہر حیدرآباد میں کوئی حاجتمند ایسا نہ تھا جو محمد قلی کی بارگاہ میں پہنچتا اور بے نیل و ملام واپس ہوتا۔ رعایا میں جس کسی کے یہاں شادی اور ختنہ کی تقریب منائی جاتی اگر وہ بادشاہ کو اس کی اطلاع کراتا تو فوراً انعام و اکرام سے سرفراز ہوتا۔ بیرون مملکت سے جو لوگ حیدرآباد آتے ان کو وطن واپس جانے کے لئے کافی رقمیں دی جاتیں اور حسب حیثیت خلعت سے سرفراز کیا جاتا۔

محمد قلی کے عہد میں محصول اجناس کے طور پر دو لاکھ ہون یعنی چودہ لاکھ روپے سالانہ وصول ہوا کرتا تھا اور برہمن اس رقم کی وصولی میں رعایا کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتے تھے اس لئے تخت نشینی کے بعد چند ہی سال کے اندر محمد قلی نے یہ محصول معاف کر دیا اور رعایا برہمنوں کے ظلم و ستم سے محفوظ ہو گئی۔ اس طرح محمد قلی کی دریا دلی اور رعایا پروری نے حکومت کو تقریباً چار کروڑ روپے کی آمدنی سے محروم کر دیا۔

ایک اور خصوصیت یہ بیان کی جاتی ہے کہ محمد قلی نے اپنی تمام زندگی میں کسی کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ اور اگر کبھی کوئی ایسا مقدمہ پیش بھی ہوا تو اس کو دارالقضا کے سپرد کر دیتا کہ احکام شرع کے موافق وہاں سے تصفیہ کر دیا جائے۔



محمد قلی کے دسترخوان کی بھی بڑی شہرت تھی اور کہا جاتا ہے کہ ہر وقت ایک ہزار آدمی اس کے دسترخوان پر موجود ہوتے اور کسی کو روک ٹوک نہ تھی چنانچہ اکثر مسافر اور بیاح اس شاہی دسترخوان سے فیض یاب ہوتے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محمد قلی قطب شاہ نے اپنے قلب و دماغ کی غیر معمولی خوبیوں کی وجہ سے تاریخ عالم میں اپنے لئے ایک خاص جگہ پیدا کر لی ہے۔

————— • —————

# کلیاتِ اردو



مجر قلی قطب شاہ اپنے بعد جو عظیم الشان یادگاریں چھوڑ گیا ان میں سب سے زیادہ اہم اور پائیدار اس کا اردو کلام ہے۔ اس کی بنائی ہوئی تھیں جوڑے اور اینٹ کی اکثر عمارتیں صفحہ ہستی سے نابود ہو گئیں۔ صرف حیدر آباد کا چارمینار، جلو خانہ عالی کی چار کمائیں، بادشاہی عاٹورخا دارالشفاء اور محمد قلی کا گنبد دستبر وایام سے بچ گئے۔ لیکن نہ معلوم ان کی عمر بھی اب کتنی رہ گئی ہے اس کا صرف ایک ہی کارنامہ ایسا ہے جو تہی دنیا تک یادگار رہے گا اور ہر جگہ کے اہل علم اس سے مستفید ہو سکیں گے اور وہ اس کا کلیات ہے۔

یہ گنجینہ ادب بھی عرصہ تک علم و فضل کے خاص خاص خزانوں ہی میں محفوظ رہا لیکن یہ ایسی چیز تھی کہ ہمیشہ چھپی رہتی۔ اردو ادب کی متوالی آنکھیں ہر وقت اس کی تلاش میں رہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جس کو یہ متاع بیش بہا ہاتھ لگی اس نے اس کو ایسا عزیز رکھا کہ دوسروں کی پرچھائیاں بھی پڑنے نہ دیں نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کلیات عوام کی نظروں سے اٹسنا اوجھل ہو گیا کہ شخص اس کے متعلق عجیب عجیب قیاس آرائی کرنے لگا۔ کسی نے اس کو

برج بھاشا زبان کا کلام قرار دیا اور کوئی اس کو محمد قلی کے سوا کسی اور شاعر معانی کا کلام سمجھتا رہا حالانکہ وہ ٹھیکٹ اردو کلام ہے اور خود محمد قلی قطب شاہ کا نتیجہ قلم کیونکہ قطب کے علاوہ محمد قلی کے کوئی اور نخلص بھی تھے جن میں معانی سب سے زیادہ اس نے استعمال کیا ہے۔

محمد قلی کا اردو کلام اس کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی ہمیشہ مقبول رہا۔ لوگوں کو اس کی نظمیں زبانی یا نظمیں اور اب بھی دیہاتی عورتیں مختلف تقریبوں میں اس کے اشعار گاتی ہیں اس کے علاوہ اس کے کلیات کی کئی نقلیں بھی کی گئی تھیں جو بعد کو ہندوستان کے کلیات کے نسخے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئیں چنانچہ اس وقت تک کلیات

محمد قلی کے آٹھ نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔

۱۔ نسخہ کتب خانہ شاہان اودہ لکھنؤ

۲۔ " " ٹیپو سلطان میور

۳۔ " " ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

۴۔ " " آصفیہ حیدر آباد

۵۔ " " نواب سالار جنگ بہادر حیدر آباد

۶۔ " " " " " "

۷۔ ایک قدیم نسخے کے مختلف اوراق

۸۔ نسخہ کتب خانہ آقا حیدر حسن صاحب

ان میں سے موخر الذکر چار نسخے مصنف کے زیر استعمال رہے ہیں۔ ان آٹھوں نسخوں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ نسخہ کتب خانہ شاہان اودہ

اس کتب خانہ کی فہرست اسپرنگر نے مرتب کی تھی جو ۱۸۵۴ء میں شائع ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہان اودہ کو جو نسخہ دستیاب ہوا تھا وہ جملہ تیس سو آٹھ صفحات پر مشتمل تھا۔ جس میں فی صفحہ ۴ سطریں تھیں۔ اور جس کی ترتیب حسب ذیل تھی۔

۱۔ مثنویاں ۳۳۶ صفحات۔ فی صفحہ ۴ بیتیں۔ جملہ چار ہزار چھ سو چوالیس بیتیں۔

۲۔ آغاز صفت کون دکھوں اس یکتا ہے سبحان کا کہ ناطق اپنے جن ہے قرآن کا  
خود جو

۳۔ قصیدے ترجیع بند اور مرثیے۔ ۱۰۰ صفحات

آغاز ج جو بسم اللہ کر مطلع کہیا ہے ذات اس یکتا

۴۔ غزلیں ۸۶۰ صفحات

۵۔ رباعیاں ۱۲ صفحات

آغاز ج ولا سنگ خدا کن کہ خدا کام دوے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلیات نامکمل تھا۔ کیونکہ

۲۔ اس میں زیادہ سے زیادہ ۸۳۱۲ شعر ہوں گے بشرطیکہ فی سطر ایک شعر درج ہو۔  
 حالانکہ سلطان محمد قلی قطب شاہ مرتب کلیات محمد قلی نے پچاس ہزار شعر جمع کئے تھے۔  
 ب۔ کتب خانہ آصفیہ میں جو دیوان موجود تھا وہ اٹھارہ سو صفحات پر مشتمل تھا۔

### ۲۔ نسخہ کتب خانہ ٹیپو سلطان

اس کتب خانہ کی فہرست انٹوارٹ نے مرتب کی تھی۔ یہ نسخہ نوال ٹیپو سلطان کے بعد  
 ایسٹ انڈیا آفس کو منتقل کر دیا گیا۔ اس کے متعلق گارساں دتاسی نے اپنی ساریج زبان و ادب  
 ہندوستانی و ہندوی "جلد اول" صفحہ ۳۹۸ مطبوعہ ۱۸۷۷ء میں لکھا ہے کہ یہ ایک ضخیم  
 خوبصورت جلد ہے جو سلطان محمد قطب شاہ کے لیے ۱۰۲۲ء میں لکھی گئی ہے اس کی ترتیب جرنیلی

۳۳۶ صفحات ثنویوں کے (۴۱۱ ابیات فی صفحہ)

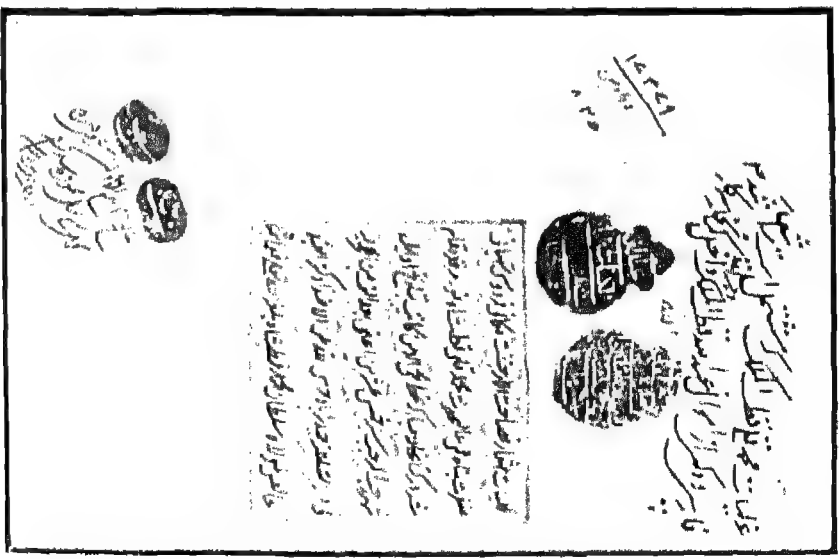
۱۰۰ صفحات قصیدوں (ترجیع بندوں) اور مرثیوں کے

۸۶۱ صفحات غزلوں کے

۱۲ صفحات رباعیوں کے

معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کا نسخہ اور شاہان اودہ کا نسخہ دونوں بالکل ایک دوسرے  
 کی نقل تھے۔ اور یہ ممکن ہے کہ نو سلطان محمد نے ۱۰۲۲ء تک جو کچھ کلام جمع کیا تھا اس کے کئی  
 نسخے نقل کرائے تھے تاکہ اپنے چچا کا کلام تلف نہ ہوتے پائے۔ لیکن ان نسخوں کی ترتیب کے بارے





عکس تحریر سلطان محمد قصب شاه بدین خوان محمد علی و غیره

وہ خاموش نہ رہا بلکہ اور کلام جمع کرتا رہا یہاں تک کہ ۱۰۲۵ء میں ایک مکمل کلیات جمع کر کے اپنے خطبہ کے ساتھ مرتب کر لیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

### ۳۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کانسخہ

اس نسخے کا ذکر اسپرنگر کے لکٹاگ مذکورہ بالا میں ملتا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ ایشیاٹک سوسائٹی میں اس کلیات کا نمبر ۲۱ ہے اور یہ نہایت عالیشان نسخہ ہے جو مصنف کے جانشین کے لئے ۱۰۲۲ء میں لکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی تفصیل نہیں لکھی۔

ممکن ہے کہ یہ نسخہ بھی تذکرہ بالائین نسخوں کے مطابق ہو افسوس ہے کہ اس کے متعلق اور کوئی علم نہ ہو سکا۔

### ۴۔ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد

اس نسخہ پر مولوی عبدالحق صاحب نے ایک تفصیلی مضمون رسالہ اردو بابت ۱۹۲۲ء میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اٹھارہ صنفوں پر مشتمل تھا اور اس پر خود سلطان محمد قطب شاہ کے دستخط تھے۔ یہی نسخہ اس وقت مکمل ترین سمجھا جاسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ اب کتب خانہ آصفیہ میں موجود نہیں ہے۔ اس کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب کی تحریر سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں :-

”یکلیات ایک نہایت قابل قدر اور نادر نسخہ ہے۔ بڑی قلعہ اور اعلیٰ درجہ کے قدیم کاغذ پر



نخط نسخ بہت خوش خط لکھا ہوا ہے۔ کتاب بہت ضخیم ہے۔ تقریباً ٹھارہ سو صفحے ہوں گے۔ اسے محمد قلی قطب شاہ کے جانشین اور بیٹے محمد قطب شاہ نے بڑے اہتمام اور خلوص سے ترتیب دیا ہے۔ یہ نسخہ شاہی کتب خانہ کا ہے اور سرورق پر خود محمد قطب شاہ کے قلم کی لکھی ہوئی تحریر ہے۔ ..... ورق کے سر پر جو عبارت لکھی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ خاص کتب خانہ شاہی کا ہے ان دو عبارتوں کے درمیان محمد قطب شاہ کی ہر ہر تحریر پڑھنا ذرا مشکل ہے۔ ..... کتابت کا نسخہ قطب شاہ نے اپنی تحریر میں منسلک بنا دیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے حیدرآباد فتح کیا تو شاہی کتب خانے سے بعض کتابیں دوسرے مال غنیمت کے ساتھ دل چلی گئیں اور وہاں کے شاہی کتب خانے میں داخل ہو گئیں۔ اور جب دل پر آفت آئی اور وہاں کا کتب خانہ ہرباد و غارت ہوا تو یہ کتاب پھرتے پھرتے کلکتہ پہنچی اور کلکتہ سے آخر پھر اپنے اصل مقام یعنی حیدرآباد پہنچ گئی۔ ..... کلکتہ کے شروع میں سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بیٹے اور جانشین سلطان محمد قطب شاہ نے ایک منظم و بنیاد رکھا۔ اس بنیاد میں اول اس نے بنایا ہے کہ ان خطوط کو کس ترتیب سے رچ کیا گیا ہے یعنی اول متن و پھر تصدیق اس کے بعد ترجیع بند و ترجیع بند کے بعد فارسی مرتبے اس کے بعد کوئی مرتبہ دکنی مرتبوں کے بعد فارسی مرتبے فارسی غزلوں کے بعد کوئی غزلیں اور سب سے آخر میں رباعیات



اعلیٰ علیہ السلام



و لا تترك هذا انك قد سدا كما مرور في  
 كرايج في انك لا تترك باي من يوم  
 و عا لركه انا في كل مبرعش كعنا  
 مني لميرعش على وال على انا  
 ككنا ع مون زمانى كابر اكاه خلك  
 اربى عتره عيون كمين دل من كك  
 من منى كرا دان كى بهرى حاتم  
 برايم من منى كك انك انا مود  
 من كوى منى مرون دل كام و  
 اربى من جكر اربى اكاه و  
 ملك پش منى كك انك انا مود  
 منى اربى منى منى منى منى منى



ارشان كى كك منى منى منى منى



شكرا لربى ارشان كى كك منى منى

## ۵۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر

اس کتب خانے میں جو نسخے ہیں ان میں پہلا نہایت قدیم اور شاہی موصوفی نسخہ ہے اور خود سلطان محمد قلی قطب شاہ کی زندگی میں غالباً اسی کے حکم سے لکھایا گیا تھا۔ اس کے سر لوح پر لکھا ہے :-

دیوان اعلا حضرت سلیٰ فی خلد اللہ ملکہ

اس کے علاوہ جگہ جگہ لکھا ہے :-

ولہ ایضاً مدخلہ العالی

اس لحاظ سے یہ نسخہ دوسرے تمام نسخوں سے زیادہ قدیم معتبر اور اہم ہے۔ لیکن یہ بھی کل نہیں ہے چند دفعیں اس میں شامل نہیں ہیں اور جلد بندی کے وقت اس کے صفحوں کو آگے پیچھے کر کے بغیر کسی ترتیب کے جلد بندی گئی ہے۔ چونکہ صفحوں پر نیروں کا اندراج نہ تھا اس لئے بے ترتیبی پیدا ہو گئی زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ سلسلہ کے بعض صفحات کا پتہ نہیں چلتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے تقریباً ہر دو لک کے چند ورق جلد بندی کے وقت چھوٹ گئے۔ اس دیوان میں سلطان محمد قلی نے اکثر جگہ معافی اور صرف چند جگہ قطب یا قطب شاہ وغیرہ تخلص استعمال کیا ہے۔ چونکہ معافی تخلص سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شاید دوسرا شاعر ہو اس لئے یہاں یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ معافی اور قطب ایک ہی شاعر کا تخلص تھا۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کا ابتدائی تخلص معانی تھا۔ بعد کو اس نے قطب یا قطب شاہ تخلص کو ترجیح دی۔ اس لئے اس زیر نظر دیوان کی ترتیب کے بعد جو دیوان مرتب ہوئے ان میں ہر جگہ معانی کو نکال کر قطب شاہ لکھ دیا گیا ہے۔ اس تبدیلی اور اس کی نوعیت کی بحث اس کتب خانہ کے دوسرے دیوان کے سلسلے میں پیش نظر ہوگی۔

معانی ایک بادشاہ ہی کا تخلص تھا اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اکثر جگہ اس تخلص کے ساتھ بادشاہت اور لوازم شاہی کا ذکر کرتا ہے مثلاً ذیل کے شعر ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جم عیش سوں کر راج کل جگ میں معانی      کیتا ہے ترے دشمنوں کا کام خدا تلخ  
۲۔ پیوستہ باد باتو معانی عروس عیش      قفل کی صوت بختی ہے مجلس شہانہ کر  
۳۔ اے معانی تیرے رازاں تھے ہوئے آگاہ      تاج تو رکھ سر آبرو ہے اماں کا نشان  
۴۔ ہزار شکر الہی کا کرتا ہوں ہر دم      دماے فتح کے بجتے معانی شاہ نشان  
۵۔ کہیا تمھاری بیوا معانی کی دولت ہے      کہئے کہ تم بھی بیوا برابر شہا کرو  
۶۔ فلک قلاب سوں باندھیا ہے سیڑی      معانی تو دے شاہ دیکانہ

معانی نے بعض جگہ اپنے نام محمد قلی کی طرف بھی اپنے مقطعوں میں اشارہ کر دیا ہے مثلاً ذیل کے مقطوعے ملاحظہ ہوں۔ (رواضح ہو کہ محمد قلی کے لفظی معنی غلام محمد کے ہوتے ہیں)۔

۱۔ تم معانی کے گناہاں کا رقم کرتے ہیں کی      میں محمد نانوں تھے دو توں جہاں مینا جلیا  
کیوں

۲۔ معانی تیج کوں محمد غلامی ہے شہی توں غم نہ کر کہ مناجات میں نجات صریح  
 ۳۔ معانی شکر خدا کر نہ کر توں غم ہرگز بنی کے نالو تھے آتا تھے خوشی کا سراغ  
 ۴۔ یہ سرفرازی بس ہے دو جگہ نے معانی بیچ میں پر لکھا ہے اسم محمد اللہ  
 ۵۔ تیج تخلص ہے معانی معنی کے گنج نون یا تو محمد مہم تھے پایا دو عالم کا سریر  
 معانی نے اپنے قصیدوں میں جہاں کافی وضاحت کی گنجائش ہوتی ہے، اپنی بادشاہی  
 اپنے نام اور اپنے تخلص کو مختلف شعروں میں وضع کر دیا ہے۔ مثلاً عید قربان کے قصیدے کے  
 حسب ذیل تین شعر قابل ذکر ہیں ۱۔

تیج محمد نانوں تھے ہتھاپے تاج احمدی دویزرگی دیکھ پک پڑتا ہے خاقان عید کا  
 بخت و دولت تخت چو پھر چوک جوڑ ہے سدا اس خوشی سے رات دن گرچے سوا یوں عید کا  
 اس قصیدے پر معانی عید جم سربان ہے نیک کیا ہے آج لگ یوں کوئی درافشاں عید کا

اسی طرح ایک اور قصیدے کے حسب ذیل شعر بھی قابل مطالعہ ہیں جن میں پہلے  
 قطب شہ کا تخلص استعمال کرتا ہے اور آخر یعنی مقطع میں معانی کا :-

نظر ہے مصطفیٰ ہو مر تفضی کا قطب شہ اوپر کہ دشمن کی پشانی پر لکھے حرفِ پشیمانی  
 انوں کے دشمنوں اوپر ازل سے لعن واجبے اگر ہوئے سمرقندی بخارائی دولتانی  
 نزاکت شعر کے فن میں خدا بخشا ہے توں تیج کوں معانی شعر تیرا ہے کہ یا ہے شعر خاقانی

اب چند ایسے شعر پیش کئے جاتے ہیں جن میں محمد قلی نے اپنے نام یا لفظ قطب کے ساتھ  
لفظ معافی کی قریب ترین شکلیں استعمال کی ہیں مثلاً :-

اب پیچھے کا قطب معنی حال کیوں      قبلہ کوں اس کام میں میخانہ کیتا  
ہر کس میں مست ہر یک دھات ہے      قطبِ معناست از روز الست  
مع محمد نالوں ہے معنی سو بولیا رستی      آؤ خوشش یا ناؤ خوش ہے نام میر آفتاب  
آخر میں ہم ایسے متعلقات پیش کر دیتے ہیں جن میں معافی اور قطب دونوں متخلص ساتھ ساتھ  
استعمال کئے گئے ہیں مثلاً :-

اے قطبِ معافی کہ ترا قطبِ خطاب ہے      کر شکر خدا پر کہ قرار ہے سو ستارا  
فلک سارے کل نارے اپنی غربت ہوں اس میں سب      سدا قطبِ سعادت کا معافی پنج دیبا ہے اب  
سب دہر نہ کہہ تو قطبِ معافی کہ عاشق ہوں      ایسے حال نیز طور سوں فریاد کر نہ ہے  
اماں کی دعا ورد ہے دعا کا کوٹ چو کرو ہے      معافی قطبِ تجہ برو ہے علی کا حبِ حصار ہے  
قطبِ زمانِ معافی بس کر بڑی کی کہانی      شیطان کی ہے ناتی آپس کوں آپ جالی  
معافی قطبِ شکس دہر نہ کہہ رنہاں پیو کا      کہ ہے جو ستر مجلس کا سوچلا حور دستاں  
اس تمام بحث کے بعد اب کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ معافی محمد قلی قطب شاہ  
ہی کا متخلص تھا اور یہ دیوان محمد قلی کا ابتدائی دیوان ہے۔

اس دیوان میں زیادہ تر غزلیں اور مختصر قصیدے درج ہیں جو غزلوں کی شکل میں ردیف وار درج ہیں۔ مثنویاں ترجیح بند مرثیے اس میں شامل نہیں۔ یہ اصل میں دیوان ہے۔ کلیات نہیں ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ کلیات بادشاہ کی زندگی میں مرتب ہی نہ ہو سکیں۔ چونکہ یہ سلطان محمد غلی قطب شاہ کا قدیم ترین دیوان ہے اور خود مصنف کی زندگی میں لکھا گیا ہے اس لئے ہم نے اس کو کلیات کے مقدمے میں یا خود کلیات میں نسخہ قدیم یا حرف ق سے ظاہر کیا ہے اس میں ۲۲۹ غزلیں، قصیدے اور قطفے درج ہیں اور جملہ نسخہ اور اشعار ۹۱۸ ہے۔ یہ دیوان مطلقاً مذہب اور مصور ہونے کی وجہ سے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔

اس دیوان کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کی ردیف و تفصیل اصل ترتیب کے ساتھ معذافہ و ردیف یہاں درج کرتے ہیں۔ (نوٹ صرف پہلے شعر یا مطلع کے قافیہ اور ردیفیں درج ہیں)

۲۶۹ غزلیں وغیرہ - ۲۳۶ اشعار	پایا - بجایا	آئے نا - بائے نا
شاب تاب تھا - آفتاب تھا	آیا - پایا	پائیا - چھائی
کام دیوئے گا - جام دیوئے گا	کناں غم نہ کھا - گلستان غم نہ کھا	پیارا - ادھارا
پیارا - ہمسارا	جای کر نہ کتا - شاہی کر نہ کتا	ٹھارا - ستارا



گلیا - گلیا	چال کیوں؟ - عے خانیکتا	جواب - حجاب
وپایا - پیایا	جام لییا - مدام لییا	بن میں عجب - گلشن میں عجب
موتیں پیا - روتیں پیا	صبا - بلا	آب - شراب
دوا - شفا	کرتوں؟ - سہایا دناقص لادلی	مستجاب - ثواب
دفا - جفا	یابغائی کا - رائزہائی کا	نقاب - یاب
کشارا - ہمارا	سحاب تھا - آفتاب تھا	شراب - کیاب
خدادیتا - نوادیتا	جگت سارا - شرفدارا	شراب آلوداب - شاب آلوداب
پیالا - دالا	یکبارا - ٹھارا	مت
سیوا - نیوا	عالم کا - آدم کا	۱۶ غزلیں وغیرہ ۱۳۵ اشعار
سلطان عید کا - ساماں عید کا	افسانہ کیتا - دیوانہ کیتا	دولت - دولت
عید کا - امید کا	ب	کام دیت - جام دیت
آیا - سنایا	۱۰ غزلیں وغیرہ - ۱۷۸ اشعار	کچن مست پری مت - گلشن مست پری مت
جاں عید کا - گلستان عید کا	کیا ہے اب - ساقیا ہے اب	مست - پرست
بن عید کا - وطن عید کا	اے طالب - دلاے طالب	لیا یا لبنت - آیا لبنت
فوشی کا - علی کا	زور و ستاب - ہور و ستاب	بہشت - کنشت

پرست - دست	دام بحث - کلام بحث	(۲۰ غزلیں - ۱۵ اشعار)
مست - بدست	کھولو حدیث - بولو حدیث	کچ - رچ
ہات - بھلات	کام بحث - دام بحث	ناچ - پاچ
صحبت - قدرت	ج	ح
نکایت - حکایت	(۹ غزلیں وغیرہ - ۱۶ اشعار)	(۸ غزلیں وغیرہ - ۵ اشعار)
رات - بات	نابلوج - نابلوج	مباح - نباح
کھلیا بھنت - چھڑ کیا بھنت	آج - حاج	سوا صبح - دعا صبح
بات - کھلات	آج - تاج	صبح - قبح
ث	جاناں کا اقیاب - رضواں کا اقیاب	بات صبح - مات صبح
(۸ غزلیں وغیرہ - ۱۶ اشعار)	آج - کاج	صبوح - نصوح
بتخانہ ہے باعث - میخانہ ہے باعث	خیال تج - خال تج	دعائے قح - برائے قح
کیا حوادث - ہیا حوادث	بالاں کج - ہلاں کج	سمن مجروح - تن مجروح
اچھو وارث - منو وارث	دکھو رنج - نکور رنج	جیا روج - دواروج
حارث - وارث	رنج - گنج	خ
مے غیاث - لے غیاث	ج	(۵ غزلیں وغیرہ - ۳۶ اشعار)

روے فرخ - موے فرخ	فریاد - افتاد	سنگاراں کر - دھاراں کر
شاخ - سنگلاخ	پدید - عید	پیکر - گھر
ڈانگٹاخ - ہمنگٹاخ	ورو - بیورو	بار - زار
دہن تلخ - سخن تلخ	ر	باہر - ذاکر
نوتلخ - حیاتلخ	۲۳ غزلین وغیرہ - ۴۰ اشعار	غذیر - صفیر
د	منور کر - در کر	نو بہار - اقتیار
راغزلین - ۹۱ اشعار	غذیر - کبیر	نظر - قمر
اسند - بلند	یار - دار	خانہ کر - بہانہ کر
کلمہ قند - بند بند	یار - ولد دار	پیک آبا بھار - جیک آبا بہار
ہلال عید - دھال عید	پرور - سرور	ڈر - گھر
آبا بھول نوا چند - لگا بھول نوا چند	پرکار - کیکار	نور - سنپور
سایا عید بکرید - آبا عید بکرید	منور - بھر	آرام پر - جام پر
فریاد - آنزاد	امیر - کبیر	پور کر - دور کر
بنیاد - فریاد	نظر - خبر	ز
فریاد - داد	اپکمر - زر کر	۴۳ غزلین وغیرہ - ۲۰ اشعار

جانی ہنوز - پہچانی ہنوز	غ	بتایں - رتائیں
خیر - گلریز	۱۸ غزل - ۹ شعر	غفور کوں - انور کوں
درباز - نماز	داغ - باغ	جاں کو کرتے ہیں - فرماں کو کرتے ہیں
جاوداں ہم عید ہم نوروز - عیاں ہم	۴۵	ہندو شاں کوں - ناداں کوں
عید و ہم نوروز	۲۶ غزلیں وغیرہ - ۱۵ شعر	شکر شاں کوں - راساں کوں
س	بھگوارو تم - بھگادو تم	روں روں - گردوں
۲۶ غزلیں - ۱۶ اشعار	نام - کام	بے دیں - آبیں
پاس - الیاس	کام - جام	ارغواں - جواں
کہنا ہوس - سننا ہوس	کرم - علم	چمن - یون
ش	نام - صیام	رتن - جتن
۱۹ غزل - ۱۹ اشعار	دام - نام	کماں - دتاں
سکرش - ترکش	ن	ہنالوں - جانوں
ص	۲۷ غزلیں وغیرہ - ۱۴ شعر	نین - سمن
۱۸ غزل - ۷ شعر	دورتوں - فتھورتوں	خارا چھیں - سرشار چھیں
خاص - اخلاص	آب سوں - شباب سوں	نورائیں - حورائیں

لگاؤ - درگاہ	محبوب دکھو - خوب دکھو	بیابانت بکریڈوں - بھایابنت بکریڈوں
آیا برس گانٹھ - بیابا برس گانٹھ	بو - مو	خوشیاں ستیں - نوراں ستیں
آیا برس گانٹھ - پایا برس گانٹھ	کو - تو	بنوان سوں - پران سوں
آیا برس گانٹھ - سہا یا برس گانٹھ	بناؤ - پلاؤ	خوشیاں سبھی اس عید میں
ی	خوشیاں کرو - ہماں کرو	بھٹیاں سبھی اس عید میں
(۶۰ غزلین وغیرہ - ۴۳ اشعار)	بجاؤ - بجاؤ	پلائی بچ کوں - سہائی بچ کوں
مکھلے - مکھلے	بگاؤ - بجاؤ	ناداں سوں - تانناں سوں
بہاری ہے - ساری ہے	لا	گادیں - بجا دیں
کنٹھاں تھے - بتاں تھے	(۱۰ غزلین وغیرہ - ۱۰ اشعار)	عشرت کیٹے میں - صحبت کیٹے میں
رانی - ہمانی	چروہ - ہروہ	اودھار سوں - نادار سوں
مینہاںی - شہاںی	گاہ - ناہ	اپنے میں - چنے میں
مکھلتی کھڑی - شکنتی کھڑی	الہ - پناہ	و
سجرائی - پھرائی	آگاہ - گراہ	(۹ غزلین وغیرہ - ۶۰ اشعار)
آئی - پلائی	دلخواہ - سحر گاہ	پیری عجائب سوں - تیری عجائب سوں
کھلائی - بھلائی	آشیانہ - خانہ	نوجواں کرو - جاں کرو

ٹے - کھیلے	بھایا دے - سہایا دے	جام لی ئے - مدام لی ئے
لے - رے	کنکھری - گھسری	ناشا د کرتے ہے - بیدا د کرتے ہے
گاتی ہے - سہاتی ہے	ساری - سنگاری	سنگاؤن خواجہ - انگاؤن خواجہ
کھڑی - زرزری	باندے - باندے	یار خوش ندیے - بھار خوش ندیے
آئیا سر نھے - جھکا ئیا سر نھے	مومتاں کا بچہ - دوتناں کا بچہ	نیکا دے - نیکا دے
نین پتلی - یون پتلی	آوے - دکھاوے	گلالی - لالی
گری تھے - کری تھے	لیا یا ہے - آیا ہے	جھلنے - کھلنے
پیری - استری	ہمارے - تمہارے	دوری ہے - صبوری ہے
بھیری - گوری	تمہاری - واری	علم پکڑے - حشم پکڑے
قطب ٹہوں ل رہی ہے وکلی	آئی ہے رے - بھاتی ہے رے	تیری - دیری
بید ہے - خورشید ہے	دھاتی - جگاتی	بدے - پدے
پلائی ہے - دکھائی ہے	بنائی ہے - لکھائی ہے	نگاری لگی دے - رنگاری لگی دے
ساچے - باچے	بھاوے - جاوے	خافانی مجھے - سلطانی مجھے
کھول ساچے - مدن کے باچے	ثوافتی - نہانی	مدعا ہے - روا ہے
دپاے - پلا لے	یہا لے جاے - جا لے جاے	قمر ہے - ثمر ہے

کھلاتے - پلاتے	دور کرساقی - پر نور کرساقی	سات ہے - دھات ہے
تور تھے - پور تھے	دھن کے - من کے	بہانے جائے - جانے جائے

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدیم ترین دیوان میں حروف ذ - ض - ط  
ظ - ع - ف - ق - ک - گ اور ل کی ردیفوں میں غزلیں موجود نہیں ہیں۔ یہ نہیں معلوم  
ہو سکتا کہ ان ردیفوں میں بادشاہ نے اس وقت تک غزلیں لکھی ہی نہ تھیں یا یہ غزلیں  
درج تھیں اور بعد کو جلد سازی کے وقت تلف ہو گئیں۔

### کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر کا دوسرا نسخہ

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا دوسرا نسخہ بھی شاہی ہے اور بادشاہ کی  
وفات کے بعد مرتب ہوا ہے اور بہت ممکن ہے کہ سلطان محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۲ھ  
میں جو نئے مرتب کرائے (اور جو ٹیپو سلطان کے اور دیگر کتب خانوں میں موجود تھے)  
ان کے ساتھ کا ہو۔ یہ ناقص الاول ہے اس لئے ثنویاں، طویل، قصیدے اور ترجیع بند  
اس میں شامل نہیں ہیں البتہ رباعیات مکمل حالت میں موجود ہیں۔ ہمارے مرتب کردہ  
کیلیات میں جن جن نظموں کے آخر میں ج لکھا ہے وہ اسی دیوان سے ماخوذ ہیں اور جو غزلیں  
قدیم دیوان میں نہ مل سکیں وہ اسی سے حاصل ہوئی ہیں۔ چونکہ اس میں قدیم دیوان کے مرتب  
ہونے کے بعد کا کلام بھی درج ہے اور ضعف کے جانشین نے اس کو مرتب کیا ہے اس لئے

ہم نے اس کو مقدمہ میں یا کلیات میں نسخہ جدید یا حرف ج سے یاد کیا ہے۔  
 نسخہ قدیم اور نسخہ جدید کا نمایاں فرق یہ ہے کہ پہلے میں شاعر کا تخلص اکثر معانی  
 درج ہے اور دوسرے میں اکثر قطب شاہ۔ اس وجہ سے ابتدا میں یہ خیال ہوا کہ شاید  
 پہلا سلطان محمد قلی کا کلام ہے اور دوسرا سلطان محمد قطب شاہ کا لیکن بعد میں تحقیق سے پتہ  
 چلا کہ دونوں کلام ایک ہی مصنف کے ہیں کیونکہ نہ صرف متعدد نظمیں اور غزلیں دونوں میں  
 مشترک ملیں بلکہ جن مقطعوں میں پہلے دیوان میں معانی درج ہے انہی میں دوسرے دیوان میں  
 قطب شاہ لکھا گیا ہے مثلاً صرف چند تقطوں کے مصرعے نمونے کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔

### جدید دیوان

قطب شاہ سب شہاں میں ہے شہنشاہی خدا کا  
 قطب شاہ شعر ترا تو لکھے ہیں دست بدست  
 پایا کا حسن معانی ہے جگ میں جیوں اوتار  
 اے قطب شاہ توں چمپا کر کا ہے پتیا ہے شہزاد  
 قطب شاہ ترا زرگری کوئی نہ بوجھیں  
 شکر ایزد کر قطب شاہ رات دن آندھوں  
 قطب شاہ ریا ترک کر خوش اچھیں جم

### قدیم دیوان

معانی سب شہاں میں ہے شہنشاہی خدا کا  
 معانی شعر ترا تو لکھے ہیں دست بدست  
 پایا کا حسن معانی ہے جگ میں جیوں اوتار  
 اے معانی توں چمپا کر کا ہے پتیا ہے شہزاد  
 معانی ترا زرگری کوئی نہ بوجھیں  
 شکر ایزد کر معانی رات دن آندھوں  
 معانی ریا ترک کر عیش سوں اچھیں



معلوم ہوتا ہے کہ خود سلطان محمد قلی نے آخر کو معافی کی جگہ قطب شہ تخلص کو ترجیح دی تھی اس لئے پہلا دیوان مرتب ہونے کے بعد جو کچھ لکھا وہ اسی تخلص سے لکھا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی وفات کے بعد سلطان محمد نے اس کا کلام مرتب کرتے وقت ہر جگہ سے معافی نکال کر قطب شہ ڈال دیا ہو۔

یہاں یہ امر بھی واضح ہو جانا چاہئے کہ سلطان محمد قلی بعض وقت دونوں تخلص استعمال کرتا تھا جس کی مثالیں گزشتہ نسخے کے تذکرے میں لکھی جا چکی ہیں ایسے اشعار جن میں دونوں تخلص استعمال کیے گئے ہیں اس نسخہ میں بعینہ موجود ہیں۔

معافی تخلص کے علاوہ سلطان محمد قلی ایک اور تخلص ترکمان بھی لکھا کرتا تھا اور سلطان محمد قطب شاہ نے ترتیب کلیات کے وقت جہاں لفظ معافی کو قطب شاہ سے بدل دیا ترکمان کے تخلص کو بھی منہ وک کرتے کی کوشش کی ہے چنانچہ قدیم دیوان میں ایک شعر جانتے دار و سکیماں در دکا نیہ دوا ہو سے ترکماں ان کے دست

یہ شعر اس دیوان میں بھی موجود ہے لیکن اس میں لفظ ترکمان موجود نہیں ہے بلکہ مصرعہ ثانی کو یوں بدل دیا گیا ہے ج نیہ دوا ہو سے نہ ہر گزان کے دست

دیوان کے ان دونوں نسخوں کے مشترک کلام میں اگرچہ زیادہ اختلاف نہیں ہے تاہم بعض جگہ کافی فرق پیدا ہو گیا ہے۔ ذیل میں ایک منزل درج کی جاتی ہے جس کے اختلاف بطور نمونہ کام دیکھنے

ہم نے کلیات کی ترتیب کے وقت ان اختلافات کو احتیاط کے ساتھ حاشیوں پر یا الفاظ کے نیچے  
 ہی ظاہر کر دیا ہے۔ اس لیے یہاں صرف یہ ایک منزل کافی ہے۔۔۔

### قدیم دیوان

### جدید دیوان

بعینہ

جن نام و پختہ نابو مجھے ووکاں وکیان کا  
 جے نابو مجھے سو عقل انوں کا بھی ہے خام

بعینہ

و نقش کا نگار کریں میرے دل مدام

بعینہ

جو دیکھ اس پہ بھیجیا ہوں توں آپنا سلام

بعینہ

دوڑا یا ہے عقل جتا ات دوطر یا

بعینہ

اے پند گو قطب شہ کون کیا پند کہتے ہیں

بعینہ

اس سلسلے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تبدیلی خود سلطان محمد قلی نے بعد کو اپنے کلام میں

پیدا کی یا اس کے بعد اس کے جانشین اور مرتب دیوان محمد قطب شاہ نے اپنے چچا کے کلام

پر نظر ثانی کی۔ چند مثالیں ایسی ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شاہ سلطان محمد نے بعض

بدل دئے ہوں۔ چونکہ وہ چچا کے متقابلے میں زیادہ پابند مذہب اور متقی تھا اور عیش و عشرت

بچ شہر کا سو کیا ہے پری بول منج کوں نام

احرام اس کا باندھوں گا ہو پکڑوں گا میام

جن نام و پختہ نابو مجھے دو گن و گین کا

کن نابو مجھے سو عقل انوں کا بھی ہے خام

ایسا پلا شراب کہ سب دل تھے جائے دھوئے

و نقش کا رقوم کریں میرے دل مدام

انگاہ خاک یاد کیا تیج تو جیو دیا

جب تھے دیکھیا ہوں تو تھے کیا ہوں بچے سلام

(اس کے بعد دو شعر بعینہ دونوں نسخوں میں درج ہیں)

دوڑا یا ہے عقل جتا ات دوطر یا

دوڑا نے نا تو بھی دیوے دشنام میرا کام

اے پند گو مافی کو کیا پند کہتے ہیں

اس کام باج آپ پہ کیا ہے سبھی حرام

اس سلسلے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تبدیلی خود سلطان محمد قلی نے بعد کو اپنے کلام میں

پیدا کی یا اس کے بعد اس کے جانشین اور مرتب دیوان محمد قطب شاہ نے اپنے چچا کے کلام

پر نظر ثانی کی۔ چند مثالیں ایسی ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شاہ سلطان محمد نے بعض

بدل دئے ہوں۔ چونکہ وہ چچا کے متقابلے میں زیادہ پابند مذہب اور متقی تھا اور عیش و عشرت

کی طرف مائل نہ تھا اس لئے ممکن ہے ذیل کے مصرعہ میں عیش کو خوشی سے بدل دیا ہے۔  
 عج معافی ریا ترک کر عیش ہوں اچہ کا نسخہ جدید      عجب قلوب شہ ریا ترک کر خوش اچھیں مج  
 بعض اشعار میں تبدیلی کی وجہ سے شعر میں کسی نہ کسی طرح کی خوبی پیدا ہو گئی ہے اس قسم کی  
 چند مثالیں درج ذیل ہیں :-

جدید دیوان	قدیم دیوان
(۱) عاشقاں کے شعر جگ جگ گئے ان اساساں روشنی ہے آفتاب (یعنی عاشقوں کے شعر دنیا میں تیشہ رہتے ہیں اور ان کی آہوں سے آفتاب کو روشنی ملتی ہے)	(۱) عاشقاں کے شعر تھے جگ گئے میری آہ کا آگ جیوں ہے آفتاب (یعنی عاشقوں کے شعر سے جگ اٹھے کیونکہ میری آہ کی آگ آفتاب کی طرح ہے)
(۲) نظر نیچہ ہے کیا تماشا کا حاجت نہیں بنر خط انگے خضر کا حاجت طیباں کریں تس کوں بالی ہوں دار کہ اس بالی کوں نہیں ہے بالاکا حاجت	(۲) نظر نیچہ ہے کیا تماشا کا حاجت نہیں بنر خط آگے چنپا کا حاجت (۳) طیباں کریں منج کوں بالی ہوں دار کہ بالی میں ہو من ہے بالاکا حاجت
(۴) من مدعا مدعی نہ ہو جھے کچ نکو بحث کرنیں ہے غوغا کا حاجت	(۴) من مدعا مدعی نہ ہو جھے کچ نکو بحث کرنیں ہے اعدا کا حاجت

یہ کہا جا چکا ہے کہ ابتدا میں خیال تھا کہ یہ دیوان محمد قطب شاہ کا ہو گا نہ کہ محمد قلی  
 اور اسی خیال سے نمائش یوم ولی میں اس کو سلطان محمد کے دیوان کے نام سے پیش کیا گیا اور  
 مطبوعہ فہرست مخطوطات نمائش ولی میں بھی وہ اسی نام سے درج ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔

مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ ایک اور دلیل بھی ہے جس کی وجہ سے یہ دیوان محمد قلی ہی کا ثابت ہوتا ہے۔  
 قلی کے معنی غلام کے ہیں۔ اور محمد قلی سے مراد غلام محمد۔ چنانچہ سلطان محمد قلی نے اپنی اس  
 غلامی پر ہر جگہ فخر کیا ہے۔ اور اپنے اشعار میں صاف صاف محمد قلی لکھنے کی جگہ ”غلام محمد“ یا محمد کا غلام  
 لکھا ہے۔ اگر یہ دیوان سلطان محمد قطب شاہ کا ہوتا تو وہ اس لفظ غلام پر اتنا زور نہ دیتا کیونکہ اس کا  
 نام محمد سلطان مرزا تھا اور لقب سلطان محمد قطب شاہ۔ اس طرح سے اس کے نام یا لقب کو قلی یا  
 غلام کے لفظ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ خاندان قطب شاہیہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے اپنے  
 نام کے آگے قلی کا استعمال نہیں کیا حالانکہ اس کے جملہ پیش روؤں نے اس کا التزام کیا تھا۔ مثلاً  
 محمد قلی، ابراہیم قلی، سبحان قلی، جمشید قلی اور سلطان قلی سلطان محمد قطب شاہ نے اپنے لقب  
 کے ساتھ لفظ قلی اس لئے استعمال نہیں کیا ہو گا کہ

- ۱۔ اس کے باپ کا نام محمد امین (ابن ابراہیم قلی قطب شاہ تھا) نہ تھا نہ کہ امین قلی
- ۲۔ وہ تخت نشینی کے بعد بھی اپنے پیش روؤں کی طرح اپنے نام محمد یا سلطان کے آگے  
 قلی کا لفظ نہیں بڑھا سکتا تھا کیونکہ خود اس کے پیش رو کا نام محمد قلی تھا اور سلطان قلی بانی سلطنت  
 کا نام تھا۔ اور ممکن ہے کہ اتنا اس سے بچنے اور اپنی انفرادیت قائم رکھنے کے لئے اس نے ان  
 دونوں سے علیحدہ لقب اختیار کیا ہو یا چونکہ اس کی والدہ بیہ نصیب اس لئے خود کو اپنے پیش رو  
 سے مجزئہ کرنے اور اپنے سے ایک نیا سلسلہ شروع کرنے کی خاطر اس نے خود کو بغیر لفظ قلی کے

الترام کے مشہور کیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس کے بعد دونوں بادشاہوں (عبدالغنی قطب شاہ اور ابوالحسن قطب شاہ) نے بھی قلی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

غرض یہ دیوان محمد قلی ہی کا ہے کیونکہ اس میں جگہ جگہ لفظ قلی کی مناسبت سے محمد کی غلامی پر زور دیا گیا ہے نیز ایک شعر میں شاعر نے اپنا پورا نام بھی لکھ دیا ہے یعنی

سدا ہے داس محمد قلی محمد کا

عسلی کی ہرستی سکھ اند پائے آج

۷۔ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں ایک قدیم نسخے کے مختلف اوراق

کلیات محمد قلی پر کام کرنے کے اثنائ میں نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں کلیات محمد قلی

کے چند اوراق داخل ہوئے جو پہلے دیوانوں سے بالکل مختلف تقطیع کے کسی قدیم مخطوط مذہب نسخے

کے منتشر اوراق معلوم ہوتے ہیں۔ ان سے چند نئی غزلیں اور مرثیے دستیاب ہوئے اس واقعہ سے

پتہ چلتا ہے کہ محمد قلی کے دیوان کی کئی نقلیں گئیں تھیں جو اب تک موجود ہیں۔

۸۔ کتب خانہ آغا حیدر حسن صاحب۔

یہ نسخہ حال کا نقل کیا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر ہی کے

پہلے دیوان کی نقل ہے۔ میں آقا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنا نسخہ عرصے تک میرے

استعمال کے لئے وقف کر دیا تھا۔

# کلیات محمد قلی قطب شاہ

پہلا حصہ

نظمیں



# نظموں کی تفصیل

(۲۲۰ نظمیں اور ۱۶۳۹ اشعار)

- (۱) حمد (۵ نظمیں - ۱۳۵ اشعار)
- ۱۔ چند سورتیرے نور تھے نہ دن کوں نورانی کیا دیوان - تعداد اشعار - صفحہ مطبوعہ  
ج - ۵ - ۳
- ۲۔ بنداہوں گنہ گار خدا میرا گنہ بخش ج - ۷ - ۴
- ۳۔ کیا موجود اپنے جو تھے منج جان غور کوں ق - ۹ - ۴
- ۴۔ تہیں جگ کا سامیا یا حفیظ ج - ۷ - ۵
- ۵۔ مناجات میرا تو سن یا سمیع ج - ۷ - ۶
- (۲) نعت (۵ نظمیں - ۴۳ اشعار)
- ۶۔ تیج مکھ اجت کے جوت تھے عالم دینھارا ہوا ج - ۹ - ۹
- ۷۔ اسم محمد تھے اے جگ میں سو خاقانی مجھے ق - ۷ - ۱۰
- ۸۔ چاند سورج روشنی پایا تمارے نور تھے ق - ۱۳ - ۱۱
- نوٹ - ج سے مراد دیوان جدید اور ق سے مراد دیوان قدیم ہے۔



## ب

۹۔ دیابندہ کوں حق نبی کا خطاب ج - ۷ - ۱۳

۱۰۔ خدا منج ہر سوں آپ نبی صدقے کیا رافع ج - ۷ - ۱۳

(۳) منقبت (۶ نظمیں - ۴۰ اشعار)

۱۱۔ کہتے ولیاں شاہ جس سوشہ ہمارے ہیں علی ج - ۷ - ۱۷

۱۲۔ آدھار دے آدھار بچ بن نہیں کوئی یا علی ج - ۷ - ۱۸

۱۳۔ دو جگہ کوں جیو دینے سکے حضرت علی سلطانوں ج - ۵ - ۱۹

۱۴۔ جیو میلے سر و قد کھینچا تارا یا امیر ق - ۷ - ۲۰

۱۵۔ دنیا دین کا حق سنگار یا علی توں ج - ۷ - ۲۲

۱۶۔ ہے امیراں کا شہنشاہ دو جہاں میں یا اللہ ق - ۷ - ۲۳

(۴) ملح حضرت بی بی فاطمہ (۲ نظمیں - ۱۴ اشعار)

۱۷۔ ازل تھے بی بی فاطمہ بھاگ ساجے ج - ۷ - ۲۷

۱۸۔ گرو گھر بند بگھر گھر کرتے اند میں بانی ج - ۷ - ۲۸

(۵) شاعر کا مذہب (۲ نظمیں - ۱۰ اشعار)

۱۹۔ دو جگہ منے منج کوں اے کرتار معاذ ج - ۵ - ۳۱

۲۰۔ محمد دین قائم ہے ہندو بھاراں بھگا دو تم ج - ۵ - ۳۲

(۶) عید میلاد نبی (۶ نظمیں ۵۴ اشعار)

- ۲۱۔ فرشتے سرگ ساؤ کوں تاریاں سوں نوازیں۔ ج - ۷ - ۳۵  
 ۲۲۔ درود لک اس نبی پر جو نہ جن کے پیار سے ہیں۔ ج - ۹ - ۳۶  
 ۲۳۔ خلاق اس دنا خاطر کیا پیدا جلت سارا۔ ق - ۷ - ۳۸  
 ۲۴۔ حضرت نبی مولود بھی سر تھے نوی لیا یا اشد۔ ج - ۷ - ۳۸  
 ۲۵۔ نبی مولود خوشیاں تھے ہوئی دل کی بہار افش۔ ج - ۱۰ - ۳۹  
 ۲۶۔ گناے نبی کے جو مولود اشد۔ ج - ۱۲ - ۴۱

(۷) عید بعثت نبی (۵ نظمیں - ۳۷ اشعار)

- ۲۷۔ خوشیاں کرو موالیاں مبعوث رسول آیا۔ ج - ۷ - ۴۵  
 ۲۸۔ آیا ہے وقت سر تھے مبعوث مصطفیٰ کا۔ ج - ۷ - ۴۵  
 ۲۹۔ مصطفیٰ مبعوث خوشیاں کے عید کا ہے دیر آج۔ ج - ۹ - ۴۶  
 ۳۰۔ نبی مبعوث بھی آکر کیا ہے سب جہاں روشن۔ ج - ۷ - ۴۸  
 ۳۱۔ کہے خوش خبر خوشی سوں اخی کول ادھر خوشی کے۔ ج - ۷ - ۴۹

(۸) شب معراج (ایک نظم - ۵ شعرا)

- ۲۱۔ شاہ مردال محمد ہیں ہمارے مستراح۔ ج - ۱۵ - ۵۲

### (۹) عید سوری (۵ نظمیں - ۳۵ اشعار)

- ۳۳۔ سب ہی عیدوں میں آتم عید سواے عید سوری ہے۔ ج - ۷ - ۵۵  
 ۳۴۔ عید سوری سرس پوروں سنگار آیاں سکیاں بھی۔ ج - ۵ - ۵۶  
 ۳۵۔ بنی کی عید سوری آمندرج سورسوراں کے۔ ج - ۹ - ۵۷  
 ۳۶۔ عید سوری اندلیا یا ہے۔ ج - ۷ - ۵۹  
 ۳۷۔ خوشیاں مول آج جاں تاں سب جہاں معمور دتا ہے۔ ج - ۷ - ۵۹

### (۱۰) عید مولود علی (۹ نظمیں - ۶۶ اشعار)

- ۳۸۔ مومنوں خوشیاں کرو ہے آج دن مولود کا۔ ج - ۷ - ۶۳  
 ۳۹۔ حضرت علی مولود تھے سب مومنوں کا عید ہے۔ ج - ۶ - ۶۵  
 ۴۰۔ موابیاں شیعیاں خوش ہو یہ دن سرجن ہے حیدر کا۔ ج - ۶ - ۶۵  
 ۴۱۔ .... سیتی اماں مولود آیا۔ ج - ۷ - ۶۶  
 ۴۲۔ دیا صبح صادق تیرے روے فرخ۔ ق - ۹ - ۶۷  
 ۴۳۔ مولود علی آوے فلک پر تھے ملک سوں۔ ج - ۷ - ۶۸  
 ۴۴۔ مرتضیٰ مولود آیا ہے بہت نورانی سیتی۔ ق - ۹ - ۶۸  
 ۴۵۔ عرش حق کا لگیا جھلکن ادک مولود حیدر تھے۔ ج - ۷ - ۶۹

۴۶۔ مولود خوشیاں آئیاں مولود کی خوشیاں کرو۔ ق۔ ۴۔ ۷۱

(۱۱) عید غدیر (۸ نظمیں - ۶۲ شعر)

۴۷۔ موالیان سب کرو خوشیاں کہ آیدن خلافت کا۔ ج۔ ۷۔ ۷۵

۴۸۔ شیعیاں کا عید پھر کر آئیاں تم غدیر۔ ق۔ ۷۔ ۷۶

۴۹۔ عید آئیاں اندسوں یاراں مبارکی کا۔ ج۔ ۷۔ ۷۷

۵۰۔ سب کرو دل کر مبارکبادی عید غدیر۔ ق۔ ۱۳۔ ۷۷

۵۱۔ خلافت دے نبی کہے یوں کہ منج بعد از سو حیدر ہے۔ ج۔ ۷۔ ۸۰

۵۲۔ تم غدیر دن تھے دو جگ ہو انورانی۔ ج۔ ۷۔ ۸۱

۵۳۔ سب جگ کرے اند کہ عید غدیر ہے۔ ج۔ ۷۔ ۸۲

۵۴۔ خوشیاں سوں آج کے دن مل ملک چوندر تھے سارے بھی۔ ج۔ ۷۔ ۸۳

(۱۲) شبِ برات (۱۰ نظمیں - ۷۷ اشعار)

۵۵۔ خدا کے کرم سیتے شبِ برات آیا۔ ج۔ ۷۔ ۸۷

۵۶۔ جو شبِ برات ات جھلک سوں جگ میں آیا۔ ج۔ ۷۔ ۸۷

۵۷۔ سکھن رات شبِ برات آبرائیاں لیائی سارپاں کی۔ ج۔ ۹۔ ۸۸

۵۸۔ سہاگن رات شبِ برات آسج گھر آئے بھی سرتے۔ ج۔ ۷۔ ۹۰

- ۵۹۔ مبارک کا خبر شہرت لے کر آیا سر تھے۔ ق۔ ۷۔ ۹۱
- ۶۰۔ کہہ طور تو راجا لالا شہرات اب دپاسے۔ ق۔ ۷۔ ۹۳
- ۶۱۔ شب برات خوشی شادی سوں کیا روشن۔ ق۔ ۶۔ ۹۳
- ۶۲۔ شب رات آکیا ہے سب جگ کے تائیں روشن۔ ج۔ ۷۔ ۹۴
- ۶۳۔ مکھ جوت سوں چند رکھیاں شہرات کوں جھمکائے ہیں۔ ج۔ ۷۔ ۹۵
- ۶۴۔ عشق شہرات سر تھے دھن کری رہے۔ ج۔ ۱۳۔ ۹۷
- (۱۳) ہلال عید و عید رمضان (۱۱ نظمیں - ۸۹ اشعار)
- ۶۵۔ جگ کہتے آج بھن پر دیکھے ہلال ساقی۔ ج۔ ۱۱۔ ۱۰۱
- ۶۶۔ چند امین عیدی بشارت دکھایا۔ ج۔ ۶۔ ۱۰۲
- ۶۷۔ آیا ہے عید کا چند پھر چرخ بام ساقی۔ ج۔ ۹۔ ۱۰۲
- ۶۸۔ ٹھنایا لانا ناز کر آیا جیوں نوا چند۔ ق۔ ۷۔ ۱۰۳
- ۶۹۔ نس عید جلوہ گر ہو گئے دن صیام ساقی۔ ج۔ ۵۔ ۱۰۴
- ۷۰۔ ابرو کا اتم ریگھو عیدی کا ٹہرے۔ ق۔ ۱۰-۱۰۵
- ۷۱۔ انبر سہد وریں منی نوا چند کا شایا عید۔ ج۔ ۸۔ ۱۰۶
- ۷۲۔ خورشید مکھ اُپر د سے ابرو ہلال عید۔ ج۔ ۱۱۔ ۱۰۷

- ۷۳۔ ساقی ہو عید آیا دیکھ خیال موہنیاں کے۔ ج - ۸ - ۱۰۹
- ۷۴۔ عید سیوی لیا بنیا خوشیاں آنند۔ ج - ۷ - ۱۱۰
- ۷۵۔ روزیاں کا عید آیا ہے پہنچاؤ ہو رہنماں سوں ق - ۷ - ۱۱۱
- (۱۱۲) بقصر عید (۹ نظمیں - ۶۸ اشعار)
- ۷۶۔ خبر بکرید خوشیاں ستیں میرے تائیں لیا یا ہے۔ ق - ۷ - ۱۱۵
- ۷۷۔ خوشی خبراں سنایا عید بکرید۔ ق - ۷ - ۱۱۶
- ۷۸۔ ہوید ابھی ہوا جوں جان بکرید۔ ج - ۷ - ۱۱۷
- ۷۹۔ اتم بکرید آیا جگ ہوا خوش اپنے من میا نے۔ ج - ۹ - ۱۱۸
- ۸۰۔ شہا بکرید ہے سالم دُرِ یمن تج پہ قرباں ہے۔ ج - ۱۱ - ۱۱۹
- ۸۱۔ دن آج کی بکرید کا سب جگ میں رجحان ہے۔ ج - ۶ - ۱۲۱
- ۸۲۔ سنگار کرا ضحیٰ چلے سو نور انواراں بھرے۔ ج - ۷ - ۱۲۳
- ۸۳۔ بکرید عید آیا صلوات بر محمد۔ ج - ۷ - ۱۲۴
- ۸۴۔ عشرت کے پھولاں کا یون لیا یا بنت بکرید سوں۔ ق - ۷ - ۱۲۵
- (۱۵) نور روز (۳ نظمیں - ۲۱ شعر)
- ۸۵۔ نورانی نور روز نور اں سوں آیا۔ ج - ۷ - ۱۲۹

۸۶۔ تو انوروز نورنگ جوں کلیاں کلیاں کھلایا ہے۔ ج۔ ۷۔ ۱۲۹

۸۷۔ میر تھے نوروز بشارت لے خوشیاں سویوں گھر آف۔ ج۔ ۷۔ ۱۳۱

### (۱۶) بسنت (۷ نظمیں - ۵۲ اشعار)

۸۸۔ بسنت کھیلیں عشق کی آپیارا۔ ج۔ ۹۔ ۱۳۵

۸۹۔ پیارے بسنت کا ہوا آئیا۔ ج۔ ۴۔ ۱۳۶

۹۰۔ کہ کوئل پر دم ناد اپنا سنایا۔ ج۔ ۷۔ ۱۳۶

۹۱۔ بسنت آیا سکی جوں لال کالا۔ ج۔ ۷۔ ۱۳۶

۹۲۔ پیاری کے مکھ میا نے کھیلیا بسنت۔ ج۔ ۷۔ ۱۳۷

۹۳۔ اوننگاں سوں بسنت آیا نورانی۔ ج۔ ۷۔ ۱۳۸

۹۴۔ شاہ کے مندر سعادت کا خبر لیا یا بسنت۔ ق۔ ج۔ ۱۱۔ ۱۳۹

### (۱۷) دوسری عیدیں (۴ نظمیں - ۲۸ اشعار)

۹۵۔ پوریوں کی عید۔ درشنی ہو آئی ہے پوریاں کی عید۔ ج۔ ۷۔ ۱۴۳

۹۶۔ انتبار عید۔ قربان ہونے شہہ اپرا آئی ہے انتبار عید۔ ج۔ ۷۔ ۱۴۴

۹۷۔ سکھ بلاس کی عید۔ سدا ہوے شہہ بزم میں نیہ اند۔ ج۔ ۷۔ ۱۴۵

۹۸۔ عید۔ عید اں کیاں ہیں خوشیاں سب ہی اس عیدیں۔ ق۔ ۷۔ ۱۴۶

## (۱۸) سالگرہ (۱۰ نظمیں - ۸۶ اشعار)

- ۹۹۔ خدا کی نظر تھے برس گانٹھ آیا۔ ج - ۷ - ۱۴۹
- ۱۰۰۔ بنی کی دعا تھے برس گانٹھ آیا۔ ق - ۷ - ۱۵۰
- ۱۰۱۔ خدا کی رضا سوں برس گانٹھ آیا۔ ق - ۷ - ۱۵۰
- ۱۰۲۔ بنی نانوں تھے پھر برس گانٹھ آیا۔ ق + ج - ۱۲ - ۱۵۱
- ۱۰۳۔ حبیب حق تھے برس گانٹھ دیں نے آج۔ ج - ۱۲ - ۱۵۲
- ۱۰۴۔ گھر ہی امرت سے ساعت سلکھن دیکھ اختر سوں۔ ج - ۷ - ۱۵۲
- ۱۰۵۔ ملائک عرش پر شہ کیا برس گانٹھاں گنا تے ہیں۔ ج - ۷ - ۱۵۵
- ۱۰۶۔ خدا ہور مصطفیٰ کی وشت سوں آیا برس گانٹھ۔ ق - ۷ - ۱۵۷
- ۱۰۷۔ خدا کی رضا سیتی آیا برس گانٹھ۔ ق - ۶ - ۱۵۷
- ۱۰۸۔ بنی کی غلامی تھے آیا برس گانٹھ۔ ق - ۶ - ۱۵۸

## (۱۹) جلوہ اور دیگر رسوم (۸ نظمیں - ۵۲ اشعار)

- ۱۰۹۔ پریم پیاری کا جلوہ گاؤ سارے۔ ق - ۶ - ۱۶۱
- ۱۱۰۔ بنے ہو رہی کوں پلا و وسدا۔ ج - ۷ - ۱۶۱
- ۱۱۱۔ میں تیرے کاج جلوے راگ پایا۔ ج - ۵ - ۱۶۲



- ۱۱۲۔ پیاری کا جلوہ ہن من میں گائے۔ ج۔ ۴۔ ۱۶۳
- ۱۱۳۔ نین پھانسی سب کر موہن من دیجھاوے۔ (مثنوی) ج۔ ۶۔ ۱۶۳
- ۱۱۴۔ بھاگنی بھاگاں کا جلوہ گاؤ تم۔ ج۔ ۴۔ ۱۶۴
- ۱۱۵۔ ہندی۔ امرت گھڑی گھڑی میں خوشیاں مل جائے۔ ج۔ ۴۔ ۱۶۶
- ۱۱۶۔ کتنہ مال۔ نبردھیٹ شوخی سوں آکر گھڑی جب۔ ج۔ ۴۔ ۱۶۸

(۲۰) لوازمات شاہی (۶ نظمیں - ۱۵۲ اشعار)

- ۱۱۷۔ کسوت زرین۔ کسوت مکمل زر زری شلج سنگا لیں۔ ج۔ ۱۱۔ ۱۷۱
- ۱۱۸۔ شاہی ہاتھی۔ خدا کا ہست ہتا ہو رہے ہتا۔ ج۔ ۴۔ ۱۷۳
- ۱۱۹۔ تقسیم اوقات۔ پہلی گھڑی سانتی کے مہوتیاستی ہنپری۔ ق۔ ج۔ ۹۔ ۱۷۴
- ۱۲۰۔ راگ۔ گٹ راگاں پیاری آپ راگے راگ کا قی ہے۔ ج۔ ۴۔ ۱۷۶
- ۱۲۱۔ راج ترانہ۔ سجان کے بھومان سوں جیو تہیں زاسدا۔ ج۔ ۴۔ ۱۷۸
- ۱۲۲۔ ترانہ عیش۔ دیکھ درد گیا عیش کے دن آئے کرو کام۔ ق۔ ج۔ ۱۱۔ ۱۸۰

(۲۲) کھیل (۳ نظمیں - ۱۸ اشعار)

- ۱۲۳۔ چوگان۔ سائیں کیلے نیہ سوں چوگان خوش۔ ج۔ ۴۔ ۱۸۵
- ۱۲۴۔ چوکڑی پو۔ سکی تال دے منج ٹلکتی مگھڑی۔ ق۔ ۴۔ ۱۸۶

## ک

- ۱۲۵۔ کھڑی۔ اپن دل کے انداں کی کریں جگ سرور <sup>کھڑی</sup> ج۔ ۲۔ ۱۸۷
- (۲۲) برسات اور سرما (۱۶ نظمیں۔ ۱۱۴ اشعار)
- ۱۲۶۔ روت آیا کلیاں کا ہواراج۔ ج۔ ۷۔ ۱۹۱
- ۱۲۷۔ مرگ سلطانی سارا جگ میں آیا پھر کہ آج۔ ق۔ ج۔ ۹۔ ۱۹۱
- ۱۲۸۔ پلاساقی مے ہو خوشی بتی ناچ۔ ق۔ ۷۔ ۱۹۲
- ۱۲۹۔ سہیلی بنی نیلی رت میں شوانی۔ ق۔ ۷۔ ۱۹۳
- ۱۳۰۔ انداں بیتے بھی آیا مرگ سال۔ ج۔ ۷۔ ۱۹۴
- ۱۳۱۔ مرگ سال آئیا پھرتے مرگ نگاراں کر۔ ق۔ ۷۔ ۱۹۵
- ۱۳۲۔ سہیلیاں مرگ سال آیا ہوا سوں۔ ج۔ ۷۔ ۱۹۶
- ۱۳۳۔ مرگ آئیا مرگنیاں اب مرگ کو مناؤ۔ ق۔ ۷۔ ۱۹۷
- ۱۳۴۔ گر بقا دیکھ مرگ چونہ ہر تھے فوجاں کر طیاں بالیاں۔ ج۔ ۷۔ ۱۹۸
- ۱۳۵۔ گر جا ہے میگھ سر تھے تازہ ہوا ہے بستیاں۔ ق۔ ۹۔ ۱۹۹
- ۱۳۶۔ گر جیا مرگ خوشیاں سوں نگار و آؤ سکیاں۔ ج۔ ۷۔ ۲۰۱
- ۱۳۷۔ مرگ جھینے کوں ملا لے مکاں مل گئناں ہیں۔ ج۔ ۱۱۔ ۲۰۲
- ۱۳۸۔ سالوں بسال مرگاں آند سوں کجاؤ۔ ق۔ ۵۔ ۲۰۴

- ۱۳۹۔ مرگ رحمت کا گرج انبر پر عنبر رنگ ابھلا لک (نظم)۔ ج۔ ۳ - ۲۰۵  
 ۱۴۰۔ مولود نبی اور بارش۔ نبی مولود میں آیا مرگ سال۔ ج۔ ۴ - ۲۰۴  
 ۱۴۱۔ تھنڈ کالہ۔ ہو آئی ہے لے کے بھی تھنڈ کالہ۔ ج۔ ۴ - ۲۰۸

### (۲۳) محلات شاہی (۶ نظمیں ۵۸ اشعار)

- ۱۴۲۔ خدا داد محل۔ خدا داد محل کوں محمد سنوارے۔ ج۔ ۱۴ - ۲۱۱  
 ۱۴۳۔ سجن محل۔ ساجنی سجن محل میں ساج کر چھنڈاں سوں آئی۔ ق۔ ۴ - ۳۱۳  
 ۱۴۴۔ اعلیٰ محل۔ اعلیٰ محل اعلیٰ سے اعلیٰ خوشیاں ہستہ گھڑی۔ ق۔ ۴ - ۲۱۵  
 ۱۴۵۔ حیدر محل۔ حیدر محل میں دایم حیدر کا جلوہ گاؤ۔ ق۔ ۴ - ۲۱۶  
 ۱۴۶۔ محل کوہ طور۔ کہہ طور پر سدا ہے سجان کا اجالا۔ ج۔ ۱۴ - ۲۱۹  
 ۱۴۷۔ قطب مندر۔ سلکمن سعادت سوں سرج چند اختر خوشیاں۔ ج۔ ۹ - ۲۲۱

### (۲۴) بارہ پیاریاں (۳۸ نظمیں - ۲۶۱ اشعار)

- ۱۴۸۔ نہنئی نہنئی سر تھے آپ کو سنواری عجائب۔ ج۔ ۵ - ۲۲۵  
 ۱۴۹۔ ۵ نظمیں۔ پریم موتی چوایا ہوں سکیاں گند و خوشیاں ستیں۔ ق۔ ۶ - ۲۲۵  
 ۱۵۰۔ نہنئی ہے کھلتی ڈلتی پیالہ پلاتی منج کوں۔ ق۔ ۴ - ۲۲۷  
 ۱۵۱۔ نازک نہنئی بالی محبت میں سونا جانے ہنوز۔ ق۔ ۵ - ۲۲۸

- ۱۵۲۔ دوڑ کر لاج سوں اپیل وونٹی لٹکی چین۔ ق - ۱۱ - ۲۲۹
- ۱۵۳۔ سانولی | میری سانولی من کی پیاری دیے۔ ج - ۷ - ۲۳۲
- ۱۵۴۔ ۳ نظمیں | پیاسا نولاسن ہمارا بھلایا۔ ج - ۷ - ۲۳۳
- ۱۵۵۔ نصفی سانولی پر کیا ہوں نظر۔ ق - ۷ - ۲۳۳
- ۱۵۶۔ کنولی | لے کھڑی کنولی پیاری اپنے بہت میا نے پیالا۔ ق - ۷ - ۲۳۵
- ۱۵۷۔ ۴ نظمیں | تجھ قد دیکھ سرواں ہا کے کئے ہیں بن ہیں۔ ج - ۶ - ۲۳۶
- ۱۵۸۔ تازگی تھے تازہ چھل آئی میرے برتنے۔ ق - ۵ - ۲۳۸
- ۱۵۹۔ پیاری | سکیاں جا منالیا و پیاری کوں آج۔ ج - ۷ - ۲۳۹
- ۱۶۰۔ ۵ نظمیں | پیاری نکر توں سجن سوں منم۔ ج - ۷ - ۲۴۰
- ۱۶۱۔ خوشی دولت گھڑی بابے پلاؤ بلجو نادان سوں۔ ق - ۷ - ۲۴۰
- ۱۶۲۔ پیاری توں بول مارے تج بول نیں پتیارا۔ ج - ۷ - ۲۴۲
- ۱۶۳۔ پیاری تیرے بچھڑے تھے رین منج نیند آوے نا۔ ج - ۷ - ۲۴۳
- ۱۶۴۔ گوری | سہا تارے کچھ حسن گوری کا شاب۔ ج - ۷ - ۲۴۵
- ۱۶۵۔ ۳ نظمیں | عشق کی پتی ہے گوری رنگیلی۔ ج - ۵ - ۲۴۶
- ۱۶۶۔ عشق کی پتی تو میرے دل کھڑی۔ ق - ۷ - ۲۴۶

- ۱۶۷۔ چھیلی چھیلی سوں لگیا ہے من ہمارا۔ ج۔ ۷۔ ۲۴۷
- ۱۶۸۔ لالا لالا { اہلیا من تو بالاسکی من مولالا۔ ج۔ ۷۔ ۲۴۸
- ۱۶۹۔ نظمیں { عشق میں مست متوالی ہوں لالا۔ ج۔ ۷۔ ۲۴۸
- ۱۷۰۔ پیالہ لیو میرے اچھے لالا۔ ج۔ ۷۔ ۲۴۹
- ۱۷۱۔ تیں میرے مندر سو آج آؤ لالا۔ ج۔ ۷۔ ۲۵۰
- ۱۷۲۔ لالہ { چتر ماتی کے ہت تھے لیو پیالا۔ ج۔ ۴۔ ۲۵۱
- ۱۷۳۔ نظمیں { نین پھاندے میں دل رہی ہے ہمارا ج۔ ۷۔ ۲۵۱
- ۱۷۴۔ میرا لالہ ہے لیلی میں ہوں مجنوں۔ ج۔ ۷۔ ۲۵۲
- ۱۷۵۔ موہن { اہو مائی مدن موہن پیارا۔ ج۔ ۶۔ ۲۵۳
- ۱۷۶۔ نظمیں { پرت تازی لگی ہے منج کی موہن پیاری سو۔ ج۔ ۷۔ ۲۵۵
- ۱۷۷۔ ہمن بائیں ہیں حلقہ کان میں ماوے سو اس دھن کے۔ ق۔ ۹۔ ۲۵۶
- ۱۷۸۔ حیدر محل { حیدر محل میا تے ناہات گھول ساچے۔ ق۔ ۷۔ ۲۵۷
- ۱۷۹۔ نظمیں { بھواں ابرو میں ماوے برو باندے۔ ق۔ ۷۔ ۲۵۸
- ۱۸۰۔ حیدر محل میا تے جلوے عشق کے کاویں۔ ق۔ ۴۔ ۲۵۸
- ۱۸۱۔ محبوب۔ دل چن میں اوپری ناز سوں دستی محبوب۔ ج۔ ۵۔ ۲۶۰

- ۱۸۲۔ (دو نظمیں) جگت حسن میں ہے تراجن محبوب۔ ج۔ ۵۔ ۲۶۰۔  
 ۱۸۳۔ مشتری۔ مین پتلی ہم سوں کرے ایک بات۔ ق۔ ۷۔ ۲۶۲۔  
 ۱۸۴۔ (۲ نظمیں) دعا معشوق کا کر کام تج بامدعا ہے۔ ق۔ ۷۔ ۲۶۳۔

### (۲۵) دوسری پیاریاں (۱۰ نظمیں۔ ۷۴ اشعار)

- ۱۸۵۔ بلقیس زمانی۔ عشق بادشاہی سو ہے تج آج۔ ج۔ ۹۔ ۲۶۷۔  
 ۱۸۶۔ حاتم۔ ناری سب سے تجہ اتا لے چالا۔ ج۔ ۷۔ ۲۶۸۔  
 ۱۸۷۔ بہمنی ہندو۔ اس بہمنی ہندو کا کس دھڑ کروں شکا۔ ق۔ ۱۱۔ ۲۶۹۔  
 ۱۸۸۔ ہندو چھوری۔ رنگیلی سائیں تھے توں رنگ بھری۔ ج۔ ۷۔ ۲۷۱۔  
 ۱۸۹۔ پدمنی۔ تج ناک موٹی مکھ اُپر دیتا ہے آب سوں۔ ق۔ ۷۔ ۲۷۲۔  
 ۱۹۰۔ سندھ۔ سندھ مکھ تج لعل لب ہیں دن جوں تیر تار ہیں۔ ج۔ ۷۔ ۲۷۵۔  
 ۱۹۱۔ سجن۔ سجن باہاں پکڑ دیو دادھارا۔ ج۔ ۷۔ ۲۷۶۔  
 ۱۹۲۔ رنگیلی۔ مری ٹٹھ بولنی میٹھائی سوں پیالا پلاتی ہے۔ ق۔ ۷۔ ۲۷۷۔  
 ۱۹۳۔ نور کی مورت۔ کبل آنکھ میں سو ماہی کے مراتب <sup>کبل</sup> نون علم۔ ق۔ ۷۔ ۲۷۹۔  
 ۱۹۴۔ کسین۔ لاج کے نوے بند اُپر رات کا کہنے جواب۔ ج۔ ۵۔ ۲۸۱۔

## (۲۶) ناز (۹ نظمیں ۶۶ اشعار)

- ۱۹۵۔ نازنین۔ دھن دید پر ناوید رکھ سورج نہیں تہا کھڑا۔ ج۔ ۷ - ۲۸۵  
 ۱۹۶۔ اسرار شباب۔ سورج تارے دپائی ہے بند خندِ پشائی۔ ج۔ ۷ - ۲۸۶  
 ۱۹۷۔ انداز شباب۔ یون سیتی بہت رکھی ہے اپ کمر۔ ق۔ ۹ - ۲۸۸  
 ۱۹۸۔ چنچل نین۔ روین تہج ابر و تلیں ہیں نار میرے خواب میں۔ ج۔ ۵ - ۲۸۹  
 ۱۹۹۔ ماہ ابرو۔ تہج ابرو اک کچھ تھے دستاخیل چند عید کا۔ ق۔ ۹ - ۲۹۰  
 ۲۰۰۔ کعبہ رخ۔ سکی کا مکھ مکھ ہو کیس کسوت جوں بنائیں۔ ق+ج۔ ۶ - ۲۹۲  
 ۲۰۱۔ سرو خوش قد۔ سرو خوش قد دیکھا سب سرو کن میں۔ ج۔ ۹ - ۲۹۳  
 ۲۰۲۔ چاندنی اور بچن۔ بچن مکھ کا اجالا چند تھے آلا۔ ج۔ ۷ - ۲۹۵  
 ۲۰۳۔ چاندنی اور پیا۔ چلے چندنی میں جب لٹک پیو ہمارا۔ ج۔ ۷ - ۲۹۶

## (۲۷) نیا (۶ نظمیں ۴۸ اشعار)

- ۲۰۴۔ علم عاشقی۔ جس پیو کوں ڈھونڈتی تھی نا بچ جہاں جہاں۔ ج۔ ۷ - ۲۹۹  
 ۲۰۵۔ رسم عاشقی۔ مین تبخاہ پتلیاں کوں اچھو تاکر تاہوں پیو۔ ق۔ ۷ - ۳۰۰

## ف

- ۲۰۶۔ کتاب عشق۔ کجل آنکھ کے رنگ میں بھید ہے۔ ق۔ ۲ - ۲ - ۳  
 ۲۰۷۔ نقشہ وصال۔ لے ناز میرے نین کوں دے اپنا دیدار عیش۔ ج۔ ۱۳ - ۳ - ۳۰  
 ۲۰۸۔ عیش وصال۔ سدا منج عید سور می ہے کہ میں دھن وصل پایا۔ ج۔ ۵ - ۵ - ۳۰  
 ۲۰۹۔ بعد وصال۔ دین سب شہ سوں مل جاگی سوچ نکلا ہے پیار کا۔ ج۔ ۴ - ۴ - ۳۰

### (۲۸) افسانہ محبت (۷ نظمیں ۵۱ اشعار)

- ۲۱۰۔ پریم کی کہانی۔ سنو لوگ میری پریم کی کہانی۔ ج۔ ۷ - ۱۱ - ۳۱  
 ۲۱۱۔ پریم کے چھتہ بند۔ پرت جل میں جھنے رہے ہو رنہ جانے۔ ج۔ ۷ - ۱۲ - ۳۱  
 ۲۱۲۔ رقیب۔ اے دوستی نرا سی توں ہے سر بسر غلیظ۔ ج۔ ۷ - ۱۳ - ۳۱  
 ۲۱۳۔ رشک رقابت۔ دیکھو ہیلیاں یہ دوتی بایا کوں کج سنائی۔ ج۔ ۸ - ۱۴ - ۳۱  
 ۲۱۴۔ یڈ ہی کی کہانی۔ پریاں کے باغ میں دیکھیا مند ہر گلال۔ ق۔ ۹ - ۱۵ - ۳۱  
 ۲۱۵۔ عشق و عقل۔ پریم اپنا چتر جگ پر سو چھایا۔ ج۔ ۷ - ۱۶ - ۳۱  
 ۲۱۶۔ دنیاے فانی۔ سنو مالاں سب کہ دنیا ہے فانی۔ ج۔ ۶ - ۱۸ - ۳۱

### (۲۹) متفرق (۴ نظمیں - ۲۳ اشعار)

- ۲۱۷۔ قندہ دکھن۔ ہلکے جیواں کوں سکی آپ جوٹی کیرے تائی۔ ج۔ ۵ - ۲۲ - ۳۲



- ۲۱۸۔ ایک تلنگن سے۔ پیاری جو دتی میں پنت نچ پیسم۔ ج۔ ۵۔ ۳۲۲
- ۲۱۹۔ دکن کی پتلی۔ سدا نچ مست کرتی ہے میر، ستین نین پتلی۔ ق۔ ۷۔ ۳۲۳
- ۲۲۰۔ موہن اور حیدرنگر۔ سو حضرت کے گوشاں پہ اپسہ رکھایا۔ ج۔ ۶۔ ۳۲۴

————— ❦ —————

حک



چند سو تیرے نور تھے، رات سے دن کوں نورانی کیا  
 چاند سوچ تیری صفت کن کر سکے، توں آپ ہی میرا ہے جیا  
 کون تو آپ ہی روح  
 منج نام منج آرام ہے، منج جیو سو منج نام ہے  
 تیرا (تجہ)، میرا (محبہ)، میرا روح تیرا  
 سب جگ کوں تجہ کوں کام ہے، تج نام چپ مالا ہوا  
 دنیا سے تیرا  
 تج یادیں جگ موہیا ہے جگ اُپر تیرا میا  
 تیری دنیا فریقہ ہے محبت  
 جو جگ منگے سوتوں دیا، توں ہی جگت کا ہے دیا  
 دنیا مانگے تو  
 جیتا ہوں تیری آس تھے، آیا ہے رحم آکاس تھے  
 جے کج منگوں تج پاس تھے، سو ہے سو منج کوں توں دیا  
 جو کچھ مانگوں تجھ سے  
 بہو تک میا سیلے اپن، دیتا قطب کوں سب دکھن  
 بہت ہی محبت سے خودی  
 سیوں نبی کانت چرن، جب لگ ہے تن میا فی جیا  
 سر پر ہمیشہ قدم تک جسم میں روح

( ۲ )

تج لطف کیرا فیض خدا منج کوں سد بخش  
 آپ <sup>تیرے</sup> حم کے نور ایں <sup>اپنے</sup> سرے دل کوں خدا بخش  
 آپ <sup>اپنے</sup> مہر کے آدھاروں منج فیض خدا بخش  
 منج <sup>اپنے</sup> نین کے درین کوں ایں <sup>تیرے</sup> کھٹے صفائش  
 بھی <sup>میری آنکھ</sup> شکر کرن منج کوں تو تو <sup>میرے</sup> فستق نوازش  
 منج <sup>پھر کرنے کے لئے مجھے</sup> عیش کے سوج کوں دن دن توں ضائش  
 دیکھ <sup>درد برد تو</sup> درد بھی دور کر ہو رستگہ شفا بخش  
 اور آرام (ج)

بند ہوں گندہ گار حسد امیر گندہ بخش  
 تج لطف تھے موجود ہو اجیو سستی میں  
 دھریا ہے دو جگ پر توں مباح عالم <sup>تیرے</sup> لیکن  
 منج <sup>دھرا</sup> جیو کے پھل بن کوں کر <sup>عالم</sup> شوق سوز ناز  
 ایک <sup>میرے دل پہو لین</sup> جیبوں کرتا ہوں تجھے <sup>کے اپنے سے</sup> شکر نزاراں  
 منج <sup>ایک زبان سے</sup> نجات کے مارے کوں سدا رکھ توں جھلکتا  
 صد <sup>میرے</sup> تے نبی کے قطب کوں اپ لطف مہاتھے  
 اپنے <sup>تیرے</sup> نعت

( ۳ )

دیباہ جوت اپنے نور تھے موطن نور کوں  
 دیبا <sup>روشنی</sup> حق روشنی سب جہراں میں <sup>میری</sup> میر جہر کوں

کیا موجود اپنے جو تھے منج جان غم کوں  
 نہ دکھلاؤں اسی جو ہر فردشاں کوں <sup>میری</sup> میر جہر

سو کھ تھے روشنی پایا خبر کرناہ خاور کوں  
 لکھیا تیج ناؤں منج تر پر نہراں شکوہ او کوں  
 ہمیں سجدہ کریں ایم ہمارے من کے سر کوں  
 طرہ اس بھول کا گند کر رکھیں اب یہ سر کوں  
 سدا رکھ اپ .... یار توں اس سر و صوبہ کوں  
 ہوئے ہیں حال کے پیکیے سو دھن تیج حسن کے ز کوں  
 سو کپڑے کاڑ کر دیکھو کہ پڑ پاپے تن در کوں  
 نکال کپڑا ہمارا (ق)

خضر ہو چشمہ حیاں ہمیں رہ نہا میں کا  
 اچھوں .... اچھوں میں پائیر الطف منج  
 کیا تیج نہکا بار منج چونہ صوبہ سب حیراں  
 کھلنا سب بھلاں میں آج تیرے ایک بھل تارا  
 گیا سب بھول کا نوبت سوا اب اس بھول نو بیت  
 صرافاں بیٹھے ہیں صرافی سواں نہہ کی دو کا  
 معافی کے سوسیلے کپڑے ناو دیکھو کہ عاشق ہے

( ۴ )

تہیں جگ کوں سر جا بیا یا حفیظ  
 تہیں کرنے ہمارا دیا یا حفیظ  
 دے منج تین کوں تو تیا یا حفیظ  
 میری آنکھ کو سربہ

تہیں جگ کا سا میا یا حفیظ  
 جو کوئی ہیں ورا تے ان کوں سدا  
 ترے دوست کے باٹ کی گرد تھے  
 راہ سے

جد ہاں لگ ہے جو منج تن منے  
جب تک ہے روح میر جسم میں  
بہو تیک در و مند ہوں منج کھلا  
بہت ہی  
جکج حال تھا سو کھیا ہوں تجھے  
جو کہہ  
بخ علی قطب بندے پیہم  
ہیشہ

چلا منج کوں یا حبیب یا حفیظ  
ترے لطف کا مومیا یا حفیظ  
کھیا مان میرا کھیا یا حفیظ  
کہا  
لیا دھرمیا ہرمیا یا حفیظ  
لا محبت (ج)

(۵)

مناجات میرا تو سن یا سمیع  
بھلا کر بھلا منج سوں جو ہوے گا  
مے دو تن کوں نیت دے جنت  
تو ہیشہ

آبادان کر ملک میرا سوتوں  
سکل تخت پر میرا یوں تخت کر  
مرا شہر لوگاں سوں معمر کر  
لوگوں سے

مراوات کا جم ترنگ سار قطب  
مرادوں ہیشہ گھڑا کل طے

منجے خوش توں کھرات دن یا سمیع  
برا کر برا منج سوں جن یا سمیع  
مے دشمنان کوں اگن یا سمیع  
کو اگ

بسا سوتوں دے میرا سن یا سمیع  
انگوٹی پہ جوں ہے نگین یا سمیع  
انگوٹھی  
رکھیا جوں توں دریا میں من یا سمیع  
رکھا جسطح تو نے

اوسے سار بہت دے غنیمت یا سمیع  
اتھ اگ (ج)

نَعْت





تج مکھ ارجت کے چوب تجھے عالم دنیا ہوا  
تیرے تجھ جوت و روشنی سے روشن  
ایک لک اسی پیغمبریں آپجے جگت میں گولے  
ایک لاکھ پیدا ہوئے دنیا میں لیکن  
انہر ترنگ زیں چند نو اچا ایک رنگ تیری بجلی  
آسمان گھوڑا چاند نیا اسکی بجلی  
توں ڈر کھلا ہے زلا پیا کھرتارے جھمکنے

دھرتی سرنگیں فرش کی چوند صمد جو من  
زمین چاروں طرف سمندر  
جنت کتے ترنگ جس سو یک جن تج باغ کا  
کہتے ہیں عالم تیرے  
بہو نیک نبی کے چاؤسوں کنتی کنڈری بھاؤسوں  
بہت ہی سے کرتی سے  
باتاں کہریاں ملیاں اریا جو تیرے نالوں  
سی پاک و صفا بچھا دے کیا نام

تج دین تجھے اسلام لے مومن جگت سارا ہوا  
تیرے سے عالم  
تج پر نبوت ہے ختم سب تجھ توں ہی پیارا ہوا  
تجھ سے  
سورج کرن پرچم دے غاشا بدل کا راہ ہوا  
بادل نظر آئے  
مورسہ ہی فتراک جوں توں سوں پھراں بار ہوا

چھپیر پلنگ سات آسمان پنکھا سو تج بار ہوا  
تیرا ہوا  
کُرسی عرش تج گھر انگن ہو رلا مکان ٹھارا ہوا  
تیرا صحن اور مقام  
سو تس کندوری لون میں سمد و رکھا را ہوا  
اس نمک تین سمندر  
سو جائے کر آسمان پر ہم یک چمن تارا ہوا  
جا کر

صدقے نبی جم راج کر قطب زماں آندوں  
ان چین سے

قدرت تجھے کہلش آئے کر دنیاں کے سوار ہوا  
کیڑے سے کہکشاں اگر دشمنوں کیلئے

( ۲ )

اسم محمد تھے اے، جگ میں سو خاقانی مجھے  
 سے ہے دنیا  
 بندہ نبی کا جسم رہے، سہتی ہے سلطانی مجھے  
 ہمیشہ ہے زیب دیتی  
 شاہاں غروری ٹھاؤں تھے، کرتے ہیں اپنی دھاؤں تھے  
 جگہ سے  
 مستی مری تیج ناؤں تھے، کبستی ہیں دیوانی مجھے  
 تیرے نام سے کرتی  
 سب جگ جھلے ہیں گیان میں، میں نا بھسلوں لاہان میں  
 عالم بھول گئے عقل  
 لکھئے ازل بھومان میں، ہے راز پہنانی مجھے  
 اس ناؤں کی بڑپن جھلک، عج سسر بلندی مافک  
 نام مجھے  
 آ کہیں سدا سارے ملک، تو یوسف ثانی مجھے  
 ایلئے نبی  
 کیا ڈرتے مجھے فسعون کا، ہور سامری افنون کا  
 اور  
 موسیٰ عصا زیتون کا، ہے تیغ ربانی مجھے

بار اوجہ شیطان میں، سچرے قطب کاں میں

۵۰

امید کے گلدان میں، بار اے رحمانی مجھ

شاہاں منے بھومان تھے، کرتا بڑائی جان تھے  
میں بہت سے سے

انیریا علی کے دان تھے، تشریف شاہانی مجھ  
حاصل ہوا غایت سے خلعت (ق)

( ۳ )

آب کو ترکوں شرف تھدی کے پانی پور تھے  
آب ذوق سے

کیا رضا ہے منج کوں آدن یا نہ آؤں دور تھے  
مجھ کو

کیوں کر باندھے بچار دل تمہارے گھورتھے  
گھوڑا

نیر نہیہ کا منج پلا تیرے ادھر سدا دور تھے  
آب عشق مجھے ہونٹ کے سمندر سے

اس دماغ باورے کوں باس دمسر دور تھے  
دیوانے

نامراداں کوں سرا دجام دے اُس حور تھے  
سے

چاند سوچ روشنی پایا تمہارے نور تھے  
تہا سے

دل پریم جیتے تھے دینا گل صبا کو وصل  
محبت کی یاد سے

نچ نین کی شاب تھے کہہ طور جل سرمہ ہوا  
تیری آنکھ سے کوہ

کھنکھلی دیکھیا بیداری یا کہنے منے  
سوز میں دیکھا

کن طرے کا باس اب باد صبا بہت بھیج منج  
کان کے خوشبو کے ہاتھ سے میرا

جم مرادوں جام ساتی بھرا چھونت بزم میں  
ہمیشہ

دل دریا میں غم کی موجاں آتی ہیں فوج فوج  
 کب نکھلے گا مدعا کا پھول دل گلزار میں  
 عاشقاں تج باٹ میں بسمل ہو ہیں ہشتماں  
 اے صبا توں قول لبیا تب ہو گیا دل کوں قرا  
 دور ہوں فرنگ مد فرنگ تیرے وصل تھے  
 توں سلیمان ثانی تھج برج فیوزی دستخ  
 اے معانی رات دن نام مجھ مل و دکر  
 عشق کے تھنئے اوپر کیا ڈری طوفان دور تھے  
 ناز جیتے سوں مکر کوں ٹوکا تی دور تھے  
 عاشق بیچارہ کوں رکھ پیار کے دستور تھے  
 حق پرستی منج قیدان نا بھیس اب دور تھے  
 میرے دل کا خیال تیرے شوے بن تا دور تھے  
 مشتری پایا شرف تیری نظر منظور تھے  
 تھج دُعا بالمدعا ہے رتبہ منصور تھے  
 (۴)

دیا بندہ کوں حق نبی کا خطاب  
 نبی نانولے کر کسی تھے نہ ڈر  
 محکم دے دیا نور جوں کتاب  
 توں رٹری من و ددیا کوں کتاب  
 جو نسبت کرے گا تو پاوے عتاب  
 حباب

نہ بھائے منجے پیون ہور کج پندائے مجھے پیانے بغیر اور کچھ  
 میں تیری ہوں چیری منجے آپ اب ہیں پیہم میں کوئی شہتہ مثال  
 غلام تجھ سے خود کام لے صحت  
 صحتی مانے یہ بات کوں شیخ و شاب صحت  
 اس پھرے پیہم میداں میں وو شہوا  
 بہیلیاں سچی چو میں اس کا رکاب صحت  
 ہوا دو جگت تب سوال و جواب نبی صدقے ہے ترکماں و اس نام  
 عالم غلام  
 (ج)

( ۵ )

خدا منج ہر سوں آپی تبی صدقے کیا رافع مجھے سے خود ہی کے  
 منجے تخت سلیمان جوں وہی آپی دیا رافع مجھے کا طے خود ہی  
 یقین کر دل میں مانیا ہوں خدا جکوں اپنے بتا مانا خود  
 وہ ہرگز زیر ہو سے تا کیا جس کوں خدا رافع کے  
 جو کوئی دل میں محبت دھر کر رہا ہے ایمان کا وہ  
 سو اس کا بہت پکر کر آپ کرتے مصطفیٰ رافع ہاتھ خود

جو کوئی اُن کی محبت سوں غلام اُن کے کوایا ہے

کہلایا

مدد اس مصطفیٰ ہے ہو رہے گا و صد رافع

مددگار

(سب ۹)

وہ

نبی کا ایک محبت تھا سوس کر باٹ پڑتا تھا

بزاں کر آ پی کیتے ہیں (سب ۹) اکوں ہمارا رفع

بعد از ان خود ہی کرتے

کتنک لوگاں سو منہ تھے ان کی ایک محبت پر

کتنے ایک

ان

کتنک دل کوں حضوراں کے سونڈہ دولت رافع

کتنے ایک

محب اُن کے جو کوئی ہیں اُن کوں کچ دریں ہے اے قطیا

اوسے ہم دین و دنیا میں کیا ہے مرتضیٰ رافع

مَنْقِبُ





کہتے دلیاں میں شاہ جس سوشہ ہمارے ہیں علیؑ  
 دلیوں <sup>جگو</sup>  
 پیارے نبی کے جیو کے سوا و پیارے ہیں علیؑ  
 سورج ولایت کھن کے <sup>دل</sup> ہور صاحب ہود نیا دین کے  
 آسمان <sup>اور</sup>  
 جگ کے سنگار ہور عرش کے اپ گو توارے میں علیؑ  
 آرائش <sup>اور</sup>  
 شیر خدا تم ہیں لکر برحق تمنب مسان کر  
 کھلکے <sup>خود</sup>  
 سارے ملک تمنا آپر جواں سوں وارے ہیں علیؑ  
 تم پر <sup>دل</sup>  
 کرنے تمن مولود کی مہمانی سب رضوانیاں  
 تہارے  
 سب لا مکاں کیرے مکاں سر تھے سنوارے ہیں علیؑ  
 کمرے <sup>پھرتے</sup>  
 جب تھے ہوا جگ میں تمارا نور پر کٹ چورخت  
 دنیائے <sup>تہارا</sup> <sup>ظاہر</sup> <sup>چادوں</sup> <sup>طن</sup>  
 تب تھے سپت کھن جوت پاکر جھلکن ہارے ہیں علیؑ  
 سے رات آسمان روشنی <sup>بھٹکنے</sup> والے

دیے من آن کا جوں لگن دیے سو بج جگتا ہوں  
 چلے دل جھلج آسان چلے  
 جے کوئی تمارا روپ جو من میں چتا رہے ہیں علی  
 جو تہارا دل  
 را کھو تمارا چھا نوتل داہم خوشیاں ہوں قطب کوں  
 رکھو تہارا کتھے  
 قطب ہو فرزند قطب کے بندے نہاے ہیں علی  
 ادہ تہاے

(ج)

(۲)

آدھا دے آدھا راب، تیج بن نہیں کوئی یا علی  
 سہارا  
 منگوں سنبھا لہنار اب، تیج بن نہیں کوئی یا علی  
 تھکوں سنبھالنے والا  
 سب جگ لدا سلطان توں، تو انبراں کا بھان توں  
 عالم آسانوں سورج تو  
 میرا سو پستیوان توں، تیج بن نہیں کوئی یا علی  
 پشتیان تو تیرے بغیر  
 سو یکجہت درین ترا، انبر صمن انگن ترا  
 آسمان آئینہ سورج  
 گھر لا آسمان مسکن ترا، تیج بن نہیں کوئی یا علی  
 تیرے بغیر

بس دن جیوں تجھ دھیا کر، شاہاں میں منج سلطان کر  
 رات زندہ رہو تیرا <sup>میں</sup> مشکل مرا آسان کر، تج بن نہیں کوئی یا علی  
 کھا نشتر اہل رگ منے، جلتے خوار ج اگ <sup>میں</sup> منے  
 منج کوں سود و نو جگ منے، <sup>دک</sup> تج بن نہیں کوئی یا علی  
 میرے لئے <sup>عالم میں</sup> اب پیار تھے اب جم مجھے، غم تھے سو کر بے غم مجھے  
 اپنے سے <sup>ہیشہ</sup> توں ہیں مدد ہر دم مجھے، <sup>نہی</sup> تج بن نہیں کوئی یا علی  
 بند اقرب شہ داس میں، بخشش منگوں تج پاس میں  
 کپڑا <sup>غلام</sup> پکڑ یا ہوں تیری آس میں، <sup>تیرے</sup> تج بن نہیں کوئی یا علی  
 کپڑا <sup>تیرے</sup>

(۳)

دو جگ کوں جو دینے کے حضرت علی سلطان توں  
 عالم کو زندگار دے سکتا ہے  
 یک ہات بر سے ذوالفقار، یک ہات بر سے دان توں  
 ہاتھ <sup>کرم</sup>

کہکش دندے سورج علم آسمان اُس کی چھانوسم  
 کہکشاں ڈنڈا <sup>کے برابر</sup> پھون تہج حکم تن جم کر رکا پردھان توں  
 جو بات سمجھن ہار توں اوتار نور توں .....  
 یک ٹھار نہ ہر ٹھار توں تر لوک کا ایمان توں  
 توں سائیں گنونتس مرا بر لیا سبھی چنست مرا  
 سن سبھو کا کنفتس مرا سبھان تھے سبھان توں  
 حضرت نبی دشی کرے دل قطب نت تہج سونھر  
 ریس دن تر اسیو کرے حق گیان کا سوکھان توں  
 رات <sup>کے عقل</sup> کان <sup>(ج)</sup>

(۴)

جیو میا نے سرو قد کھینچا تمارا یا امیر  
 بات میرے سیں پر رکھ کر رکھو سب میں گنہگار  
 بات <sup>میرے</sup> سیں پر رکھ کر رکھو سب میں گنہگار

تم ہمیں قول کیاں باتاں ہو یاں تھیاں <sup>ہوئی تھیں</sup> راسب  
 رات کیاں باتاں صبا نہیں ہیں تمیں روشن ضمیر  
 بیکس و ناکس ہوں ہیں کس سے کروں پیرت کی بات  
 میرے روں روں خطا کوں پڑتا ہے تمہارا دل و ہیر <sup>پڑتا ہے تمہارا</sup>  
 میں چراکان میں بنداً بندہ ہوں تیرے نہہ کا <sup>عشق</sup>  
 طالبان میں تم کرو منجھ کوں حکومت کا وزیر  
 چو کہ کیا دیکھے کہ بائے لعل ادھر پر دانت دنگ <sup>ڈالے ہونٹ</sup>  
 نکلے ہیں یک کھان تھے یا قوت و نسیم بے نظیر <sup>کان سے</sup>  
 سچ دیا کرتا رجب میں گوہراں کا کھان سب <sup>مچھے خالق</sup>  
 تو ہوئے ہیں سب شہاں رُکوزیں کے تو اسیر  
 سچ تخلص ہے معانی معنی کے گنج سوں بھر یا <sup>تیرے</sup>  
 تو مچھل میم تھے پایا دُعا لہ کا سیر <sup>بھرا ہوا</sup>  
 اگلے کے

( ۵ )

دنیا و دین کا حق سنگار یا علیؑ توں  
 آؤش توں

سب اولیا کے من کا ارادہ یا علیؑ توں  
 توں

سورج توں نوا نبر کا دیو اسودین گھر کا  
 آسمان چرائے (کے)

پیارا سو پیغمبر کا سچ یا علیؑ توں

سب جگہیں نا تو تیرا ہے سب پہ چھا نو تیرا  
 عالم نام

ہر ٹھکانو ٹھکانو تیرا اوتار یا علیؑ توں

غلاماں بشر جمارے قربان نیچ پہ سارے  
 بچے

سب مدعا ہمارے برآر یا علیؑ توں

آدھار سا تو کھن کا جیون توں ترہیون کا  
 سہارا انسان زندگی تو تہیون عالم

جہم پیار ذو المنن کا لینہار یا علیؑ توں  
 لینے والا

۱۱۰

برحق ولی توں رب کا صاحب سچا ہے سب کا

معراج کی سو شب کا جھلکا یا علیؑ توں

قطعا گت یا ہے مولود آج تیسرا  
گواہ

عشرت اندھے ہنست آیا یا علیؑ توں

(ج)

برجستہ اوپر

(۶)

ہے امیراں کا شہنشاہ و جہاں میں یا الہ

ہو قبلہ میں نہ جانوں منج کوں ہے تیرا پناہ  
دوسرا

میرے دل میں بات نہیں کچھ بات تیرے بن اے پیا  
مجھے

منج اوپر سٹ مہر سوں اپ روشنی کا لک نگاہ  
تیرے ہنسنے

میں غلام حیدر کتا د کر سب جانتے  
مجھ سے اپنی ذرا

بادشاہاں کر غوری سود یکھیں گے ہوں گے گاہ  
غور سے



دشمن ار منج پر کرے گا دشمنی کی جب نظر  
 (اگر) تجھ  
 مرضی کے گھر گئے تھے گھر بار اس ہو گا نباہ  
 (کا) ملوار سے  
 دھو گناہاں اپنے مصحف کے تلاوت سستی تو  
 ہے  
 تیج خلاصی تیں کرے حضرت دعائے صیگاہ  
 (کا) کے لئے  
 چتر ترنگ مخروطی کا جولان دے میدان میں  
 چڑا کر گھوڑا  
 دیکھو ٹک چو پھر کہ بیٹھے ہیں تہا سارے او خد  
 ذرا پیار دل طوفان  
 گر کریں گے عدل یک ساعت تیں بر حکم شرع  
 بے حساب ارزاں ہو دے گا تیں کون بخت بجاہ  
 سب معافی کے گناہاں بخش اپنے لطف میں  
 ہے  
 میرے در بن عسا کا در نہیں اے بادشاہ  
 کہ بغیر

روح حضرت بی بی فاطمہؑ



(۱)

ازل تھے بی بی فاطمہ بھاگتا ہے ۱۲۰ کہ جلوے دامے عرش میا نے باجے  
سے (کئے) میں بجے

سہاگاں کا گل سر ازل تھے بندے میں کہ داؤنی کا پھندنا او باہاں پر سا ہے  
سے باندھے ان بازوؤں پر

بی بی فاطمہ تائیں اسمان منجے کہ ناداں لگن کے تو لکھ سال کا ہے  
کے لئے آواز لاکھ

اُجائے عرش چوکی بی بی کئے تائیں کہ حضرت بی بی ہیں بیباں میں تاجے  
اُٹھائے بیبیوں کے نترج

بی بی ناؤں پر سب ہی قربان ہیں جگت کے شہاں میں توں کراچ راجے  
کے نام بادشاہوں اے راجے

بی بی فاطمہ عرش کے تابخ ہیں اُن نور تھے حور جنت کی لاسے  
اُن کے سے شرمائے

قطب شہ نئی داس نن پن تھے ہے  
کا غلام بچپن سے

تواؤ ناؤں کے دھاک تھے ذبے بھالے  
اس نام رعب سے دشمن بھاگے

(۲)

گر دکھ بند سب گھرے گھر کرتے اندیشہ بی  
فاطمہ بی بی دیئے تشبیہ بیج جم جم شہانی  
بخت انوں کے ہیں بڑے الحمد لشکر کر  
چاک نامہ ہوئے تیوں اسند کرے ہندانی  
قدرتی پھولاں کا سہرا باندے میں تیج اور  
دیکھو الیاں تاجوڑے میں سے پھول بوئی  
چاند سورج کے حامل قرص بہتے ہیں نورانی  
مادے منڈ چہن تاریاں سوں سے سجلا سمانی  
عاشقاں مل عاشقی سوں سے بونے دکھاو  
سایاں پھراؤ تم مجلس میں سے ارغوانی  
پاتراں نوناؤ کے غمے دکھاویں گھنگرو  
سماں و ماری کا و نامند دھکاری شامانی

بادشاہاں کرتے ہیں اپنے اپنے پرچک میں بڑائی

بیج چھل نانوں تھے ہتے تاج و دولت خسروانی  
مجھے کے نام سے

شاعر کا مذہب



دو جگ منے منج کوں اے کرتا معاذ  
 میں تھے ہے خالق  
 بند اہوں اسی کا وہی ہر ٹھہار معاذ  
 امت ہوں محمد کا کروں شکر خدا  
 تو ہے منجے جسم احمد مختار معاذ  
 اسلئے تھے ہمیشہ  
 پایا ہوں ملک کوٹ اُن پیار تھے میں  
 قلم ان کے سے  
 منج کوں ہے سدا حیدر کلا سر معاذ  
 پیرے لیے  
 پختن کا منجے واس کیا پیار تھے حق  
 مجھے غلام سے  
 پختن ہیں ازل تھے منجے ہر بار معاذ  
 پیرے لیے سے  
 اللہ محمد علی ہو بارہ امام  
 اور  
 یوسب آہیں قطب کے سو آپار معاذ  
 یہ ہیں اوپر



(۲)

محمد دین قائم ہے ہندو بھاراں بھگادو تم  
 سیاہی کفر کی بھانوا جالا جگت مگاؤ و تم  
 اجالے دین میں فوجاں جو آویں واسٹ کر غم کی  
 ۱۳۰ توحید صاکی کناریاں سوں سیاں کا چراؤ و تم  
 پیئے جے ساتی کوثر کے ہت تھے جام کوثر کا  
 سدا حضرت کیسے رمال شاہاں میں گلوؤ و تم  
 کھیلے ہیں نجات دروازے نبی کے داس پن تھنچ  
 ۱۳۱ مچاں دوستان سارے بل نصرت بجاؤ و تم  
 محمد کی غلامی مج ہے سب دیس ارزانی  
 گھرے گھر یا تراں نٹوے انڈاں سوں نچاؤ و تم  
 خوشی سے غلامی سے





فرشتے سرگ شات کوں ستاریاں سول ہوا نئے ہیں  
 جنت ساتوں ستاروں سے سوائے  
 شہ دنیا و دیں کے تئیں عرش کرسی بنگارے ہیں  
 لے  
 مگر مولود ہے شہ کا عرش اوپر طبل کا بجے  
 شاید  
 مراد اں پاؤ لے سارے جگت اناں پاسے ہیں  
 پائے کے لئے ہاتھ پھیلائے  
 خوشیاں تھے جگ سمانے میں سوائے پیر میں مہمانے  
 سے نہیں ہیں  
 سرہ جگ اپنا تین من شہنشاہ پر سارے ہیں  
 تین نہار کے  
 محمد قطب شہ غازی کرے مولود بھو چند سول  
 بہت سے  
 تو اس کی عمر و دولت میں دعا صف صف ہوٹھا ہیں  
 کے لئے  
 ملک ہو رجن نسب کرتے دعا شہ کا صدق سیتے  
 اور  
 دنیا ہو ر دین میں ایسا سو شہ نہیں کر چکے ہیں  
 اور نہیں ہے

صدق..... کاری آپ اچا پانا نو دو جگ میں

بلند کیا نام  
طبق نوراں کے لے حوراں سوشہ پر تھے نثارے ہیں

نئی صدقے گنایا ہے ترکماں آج میزوانی

۱۵۰  
کرایا  
علی صدقے سے دو جگ میں بلند اس کے تارے ہیں  
میزبانی

(ج)

( ۲ )

دردہ لک اس نبی پر جو زنجن رب کے پیارے ہیں  
درد لاکھ

جو فیروزی ہماڑیاں نو جتن کے تیں سنگارے ہیں  
(نورسانہ) جن کا خاطر

اُن دن مولود آئے خوش خبر قدسی یو پائے خوش

اُن کے  
پھر مولود گناے خوش جنت آٹو سنوارے ہیں  
گوائے آٹھوں

فلک سرمائی نخل کے ملک درزیاں ستاواں لے

شفق کی گوٹ لالے منڈپ لوری..... ہیں

چند غوام ہو آیا لگن سمندر بھتر و صایا  
چاند <sup>آسمان سمندر میں</sup>

نبی پر واسنے لیا یا ڈھلک موتیاں ہوتا رہیں  
لا

سُرج افشان گر ہو کر نبی صند ہر دواراں پر  
سوج <sup>کراہ گالنگ کے دروازوں</sup>

زرافشانی کی یکم سو جگ میں جھلکائے ہیں

جنت حوراں ہویاں یک دل نبی مند ہر خوند صرل  
ہو میں <sup>کے پہاڑ چاروں طرف سے ہو کر</sup>

تنگند بالاں سوں اپنے کھل کہ جھاڑا لگن نکارے ہیں  
خوشبودار بالوں سے <sup>کھول کر جھاڑ کر سمن کوں سنوائے ہیں</sup>

ہرے جھاڑاں جو ہارے ہو پتیاں پاچے طبق لے بھر

سو بھر شبنم جو اہر سو نبی کے دار ٹھارے ہیں  
دروازہ پر رکھے

جگت سب جگ گایا بھی خوشیاں کا غل چنایا بھی

عالم <sup>پھر</sup> اُجلا دین پایا بھی تو پھانکے کفر اندھا ہے ہیں  
اٹھایا پھر

ساتوں راج کر قطبا اند کا ساج کر قطبا

نبی کا کاج کر قطبا کہ تج بخشا نہارے ہیں  
نکھے نٹھالنے والے

( ۳ )

۱۶. خلاق اس دنیا خاطر کیا پیدا جگت سارا  
 دن کی اسے مولود کی خاطر سکل کا فرقت کیا  
 یقیناً تو سکل دن میں ہی نہ ہی شرفدار  
 ازل و ن تھے نبی کا نور کتنا عرش پر بھارا  
 حلقے نوری بہشتیاں تھیں بنائے توجہ را  
 لباس کو پہنائے چاند نظر  
 فلک مجھیں کے دو پار ہوئیں تو بھی ہو کہ دشوار  
 زمین ہوں  
 کیا راز تہاں ظاہر ہو حاصل معمار  
 فقیر و شاہ سب ملکر کرو دکھ عرض کیا را  
 تو شاہان کے تاریاں ہیں تہن نور سے سحر سارا  
 تمہارا سوج کے تہن  
 محمد قطب حج متک لکھے ہیں اس پیغمبر  
 تیری پیشانی پر غلام

( ۴ )

حضرت نبی مولود بھی سر تھے نوی لیا یا اند  
 پھر از سر نوئی لیا  
 گھر گھر بدوا کاج بھی بھو ساج ہوں دن آج کے  
 بہت سجاد سے  
 تو اس مبارک دین تھے ترک لوک سب پایا اند  
 دنیا سے عالم  
 سب جگ پر بادل ہو کر چوند میر تھے چھایا اند  
 عالم پر چاروں طرف سے عیش

خوش ہو خوشی منہتی ہے عیش متوالا ہوا  
 عشرت لکیات ناپے آلاب جب گایا اند  
 جیسے آند منگتے اتھے اُس تھے آلاک لاک  
 کرتار اپنے پیارتھے ہمنائ کون دکھلا اند  
 جھاڑاں چمن کے آج مت جھولنا سو جھلے ہو  
 لالے کے پیالے بھر گر دیا و پیلایا اند  
 مقصود کے غنچے مئے مولو دتھے پھل پھل ہو  
 امید کی برانت کا جھڑپو جھولایا اند  
 قسمت کر نہارا اپن جس دیں تھے قسمت کیا  
 اُس میں تھے اے قطب تقسیم حج آیا اند  
 بنائے والا خودی دن سے (۵) دن سے حصہ میں تیرے (ج)

نئی مولو د خوثیاں تھے ہوی دل کی بہاراں خوش  
 عشق خوشیاں و شادی تھے ہوئے ہیں روز گاراں خوش  
 مبارک منج اچھو اے عید ہوز مولو د پیغمبر  
 ملے ہیں قطب سوں بارہ اماں ہوز نگاراں خوش  
 کریں عیداں خوشیاں عشرت ولے اس عید سم ناوین  
 علی مستی کے جولاں تھے ہوئے ہیں شہواراں خوش



عشق کی سرفرازی اس کے گیسو میں تھے پہنچا ہے

تو اس کے ہاتھ تھے اُچھے محبت کے نگاراں خوش

تجے..... چاند کہوں یا کیا کہوں تج کوں

ہمن دل تخت پر بیٹھا ہے نت نت روزگاراں خوش

جو کوئی تج یاد عشقاں سول رکھے سر سجدہ یک چہت سول

اُسے دلوں جگت میا نے سرا ہے افتخاراں خوش

عشق کی آرسی او پر غباراں کد نکو یا رب

اوسی کی آرزو تھے دام میں ہیں گلزاراں خوش

عشق مولود میں پیالے یو د شرطاں سول بھر بھر کر

پلا منج یاد کی مستی نہیں ہے منج خماراں خوش

سے ہیں خوب عید ہو خوب بار ہو خوب پیرت منج

ہمن میا نے ان میا نے پرت کی ہے لہاراں خوش

ہم میں ان میں محبت لہراں

خدا کا چھانول ہے منج پر تو منج ہے فسرزدانی  
نبی صدقے قطب <sup>سایہ</sup> انگے رکھیں سرکاراں خوش  
(ج) کے آگے

(۶)

گناے نبی کے جو مولودانمداں <sup>گوائے خوشی سے</sup>  
سنوائے جلالت سب جنت جوں چرت سول <sup>جنت کا طبع سے</sup>  
سنگار آویں حوراں من ہر طرف تھے <sup>درکے حوروں کا طبع سے</sup>  
منڈپ تل ہوا کے سوا کسے تھے آویں <sup>شامیاز کے نیچے سے</sup>  
سودھن جو رنماں رست کنین کران حمل <sup>ناذنین کے دگرہ کی طرح سے</sup>  
سو منس کو یلاں جو کریں تحفہ اپنے <sup>دل</sup>  
تخت پر جوشہ بیس رائے جلالت سب ۱۹۰  
دھریں سب ذکی وقت پیش کوں نہریں <sup>بیٹھ کر</sup>  
ہم سائیوں محمد قطب شہ ترکماں  
نگارے سوباز اقصراں محلاں  
مرصع میں ڈب سر تھے یک نوری ناں <sup>ڈوب سر سے پائیک</sup>  
پریم مدنی لک چھند سول شاہ پریاں <sup>نعت کا شہزاد لک سے</sup>  
سوچک ویسی کج دیکھ ہو ویں جلالت <sup>نزد پستان دیکھ کر</sup>  
سو منس کچھ ہنسلیاں کے دیکھ چھند بنداں <sup>عشوہ دناز</sup>  
دیکھت چتر سرمائی شہ کا جوں آسماں <sup>دیکھ کر</sup>  
ہرے لال برداں کے ہر یک ملوکاں <sup>شیل</sup>

زمین پر

جب آتش لوکاں سوں مجلس بھرا دیں  
بادشاہوں سے

بدخشی لعل حوض خالے میں بھرتے

عجب نہیں جوئے نازوسن کر دھلے کھم  
کانام

دیکھیں شہ بزم کی تماشا رواں ہو  
دیکھنے کیلئے

دیکھتے شہ کی عشرت دعا کر کوں تب  
دیکھ کر

نبی کے دیا تھے قیامت تلک تم  
کہو ہیں

کرم سے

کھڑے ہوئیں دوست چور بہت ہندو راجاں  
دونوں طرف ہاتھ

آجرت جوت جوں جام ویشے بھی رختاں

لے پیالے اوپی پیالے مے پیتے مسناں  
بہت

ملک لک لک اخلاک تھے آویں شاداں  
لاکھ لاکھ

گمورات دن قطب شہ نیت انداں  
بر کرد

گنا و نہی کے سومو لود لاکھ سال  
گواؤ

لاکھوں

(ج)

بسم الله الرحمن الرحيم



( ۱ )

خوشیاں کرو موالیاں مبعوث رسول آیا

اول برات روزی روزید ( ہے ) فیروز

شاہاں میں رتبہ عالی قطب شہسہ مولیٰ

اُس شاہ کی سود درانِ نیا دین کس بھجا

اللہ رضاوں جگ میں تمہیں لواندا

مبعوث کی خوشیاں تھے حواں کئے جو خوشیاں

صدقہ نبی ترکمان جم راج کرتوں عیشا

بہودھا آند سوراں عیناں سنگات لیا یا

اس بعد عید قربان جس تھی دو جگ کھایا

مبعوث رسول اعلیٰ چھند بند سوں گنایا

خوانِ جلیلی احساں اپ ہمہ دین کھایا

غم کا نشان کہیں کوئی جتنا دھوٹا نہ پایا

جنت کی خوشبو یاں تھے دو جگ مگ مگایا

شاہ علی نبی تھے منگ تہج شہسہ لایا

( ۲ )

آیا ہے وقت سر تھے مبعوث مصطفیٰ کا

چھایا ہے حق کی رحمت کے چھاؤں دو جہاں

پایا ہے نور اک بھی عالمِ سکل خد کا

بھایا ہے دو جہاں کس چھانو حق عطا کا

لیائے ہر وحی جبریل حق کے حبیب کو تب  
 کے پاس  
 پیغمبری تخت پر بیٹھے ہیں جنتِ ہمیں  
 عالم ہوا ہے خرم فردوس باغ کی سم  
 برابر  
 انبر ہوا منور درین من ہوا دھڑ  
 آسمان آئینہ کے مانند زمانہ  
 قطبِ بندا ہے تیرا دو جگ میں یا محمد  
 بندہ  
 اتر اک توں ہے خاتمِ عالم سوا نبی کا  
 جملہ  
 تب پگ لگے نواں بریں شمس الضحیٰ کا  
 آسمان قدم  
 من جو سدا ہے بے غم شاہ ہو رگد اکا  
 دل روح اور  
 ہوے سور چند کے سر پر تارا ہر اک سما کا  
 سوج چاند  
 دایم نظر رکھ اُس پر اپنا ادک دیا کا  
 زیادہ کرم  
 (ج)

(۳)

مصطفیٰ ابعت خوشیاں کے عید کا ہے ویس آج  
 دن  
 صدقے حضرت شیعہ کرتے ہیں گھرے گھریش کاج  
 حق رضا سیتی خبر لے آئی ہے جبریل  
 سب نبیاں کے میانے دیئے ہیں تمیں آج لاج  
 درمیان  
 عرش پایا ہے تم چنچ گوہراں تھے روشنی  
 تہاے  
 نیں فرشتیاں کوں رضا صلوات بھیجیں تمنے باج  
 کو اجازت کہ تہاے علاوہ

پیاروں حضرت کہے بیٹھو انجی کہ جسیریل  
 نب کہے خدمت تمہیں کرنے تھے پاؤں کا رواج  
 مسجدوں کو باند کر بت خانہ کے سب بت تیرا  
 مصطفیٰ ہو مرتضیٰ کے مانگ تھے پیادیں رواج  
 جسیریل لے آئے سوپ دو تال کو کئے خبر  
 جسے تبولے نور پائے، نافتہ لال مکھ سو رواج  
 دن ازل تھے مرتضیٰ کو کہتے ہیں نائب تمہیں  
 ذوالفقار اب کافسراں کو مار کر لیو خسراج  
 ناسکے جسیریل کچ کہنے تمہارے وصف کو  
 بندہ خدمت میں جو کیا کرب بندیاں میں پیر لاج  
 دو جہاں میں حق حبیب اپنا میں مانیسا  
 قطب شمسین کو دیوہت پیر شاہاں میں تاج  
 ہاتھ پکڑ کر



( ۴ )

نبی مبعوث بھی آکر کیا ہے سب جہاں روشن  
 ہوا اس دن کے نور <sup>پھر</sup> اں تھے مگلا ہور <sup>اور</sup> لکھاں روشن  
 عجب دن ہور گھڑی ہے اے نہیں کوئی دن اس <sup>اور</sup> سم  
 کہ اس دن تھے لگن پر سور مکھ ہے ہر زماں روشن <sup>کے بار</sup>  
 ہوا ہے آشکارا دین و ایماں آج کے دن تھے <sup>کادوئے آسمان سوج کا چہرہ</sup>  
 کیا ہے فیض اس دن کا سکل امت کا جاں روشن <sup>سے</sup>  
 نبی کے نور تھے روشن ہوئے ہیں عرش ہو کر سی <sup>ب</sup>  
 ان نور اں تھے ہیں چند سور تارے آسمان روشن <sup>اور</sup>  
 ہمارے ہیں نبی سر تاج سارے انبیا کے تو <sup>ان کے سے چاند سوج</sup>  
 نین اس نور تھے کتنے ہیں سب پیغمبراں روشن <sup>سے کرتے</sup>  
 آنکھیں

نبی مبعوث جو کوئی کیسا ہے یک چیت ہو ریک دل سول  
 کرتا (منانا) کیسول اور سے  
 سو اُس کے دل اوپر ہوتا ہے طلہ کا بیاں روشن  
 نبی صدقہ کہیا ہے قطب مبعوث کا غزل رنگیں  
 کہ اُس کی تازگی ہو رو روشنی تھے ہے جہاں روشن  
 اور سے

(ج)

(۵)

کہے خوش خبر خوشی سوں انھی کھول ادھر خوشی کے  
 ہونٹ سے  
 کہ ہے مبعوث آج دن کرنے کے دد اچھر خوشی کے  
 حرف  
 سب ہمیں انبیاں میں تم سر ہے تاج سروری کو  
 سب ہی تمہاری تعریف کئے  
 خوشی سات آملایک تانے سر چھتر خوشی کے  
 کے ماتہ  
 جو خبر خوشی کی پر گٹ ہوئی جب تھے دو جگت تو  
 ظاہر  
 ملک اچھر بیاں بشر دل بسے دل نگر خوشی کے  
 پریاں

کریں شوق اندو دو جگ خوشی عیش عشرتوں  
 نئی کے محبت نگریں بند کر سو گھر خوشی کے  
 بلی جائے کر دیکھا میں عمنہ ترین بلاد صوویں کے  
 چھہ بند سوں بھید لچنے کرسات انہر خوشی کے  
 جب یہ خوشی کنا یا حضرت رسولؐ کی میں  
 پھرتیاں سو وال سکیاں جو لہے لک قمر خوشی کے  
 بھو شوق سیتی آکر رٹ دشت تن یک اوپر  
 روشن کئے خوشی سوں قطب انص خوشی کے  
 (ج)

شیرین

تھا مرداں و محمل ہیں ہمارے سرتاج

خدا با آں حبیب اپنے سوں کیا شب معراج

چاند ہو رُسور اُن نور تھے پیدا ہوئے  
اور سوچ انکے سے

دین ہو رُ دنیا اُن اسلام تھے پایا رواج  
اور انکے سے

قدرت حق دیکھو اُن ہیں و سبھی نچو نگت  
(۹)

خدا اُن دونوں کوں دیتا ہر دو عالم کالج

یک کرامت انوکا نہیں کسی پیغمبر میں  
ان نہیں

سب نبیاں میا لے ہمارے ہی سہی سہتے سراج  
نبیوں میں

سد ابالہ اماں میرے نگہ دارا ہیں  
زیرِ پتہ

ہوا ہوں اُن کی غلامی تھے قطب راج دھراج  
ہیں

سے شاہنشاہ (ج)

عمید پوری



سب ہی عیدیاں ہیں اتم عید سوائے عید پوری ہے

نئی صحت جو پائے عید میں او عید پوری ہے  
۲۲۰

ملا ایک دور فرماتے حوراں غلماں منگل گاتے

خوشی کہتے ہیں ساتھ آسمان جب تے جو پوری ہے  
سے کرتے ساتوں

اے دن کا بھید اُن بوجھے کا جس کا دل اے دن  
اس وہ سمجھے

کہ اس دن کی خوشی ہو ریش میں لذت حضوری ہے  
اور

نئی ہو مر تضحیٰ کے نور تھے یا یا چندا جھکھن  
اور سے روشنی

تو اُس کوں سب تار یا میں کلا چودہ سن پوری ہے

بہوت آند ہو عشرت خوشیاں لوک دھج کیا  
بہت چین اور غلوک عالم کی

اہیں اس عید کے جوتی منے جھلکار پوری ہے  
جھلک میں



ہیلیاں سب اپس سنگا کر ہو رہا رشتیاں لو  
 خود یا آپہی اور زینتی اٹھ  
 بہوت سرخاں ملے یک ٹھارا آن کارنگ لوری ہے  
 محل مصطفیٰ صدقہ محمد قطب شاہ

کہ گھر میں نت محل کی سوختیاں کا سوری ہے  
 (ج)

(۳)

عید سوری سرسودوں سنگا ریاں سکیاں بھی  
 سنتوں اداک اس عید تھے پھر پیاں سکیاں بھی  
 جو بن پوریاں سینے کے طبقہ میں بھر  
 موتیاں جالبیاں روٹا سون ہانپ لیا سکیاں بھی  
 موتیوں کا جالی کے سروپش ڈھانپ کر لائی ہیں پھر  
 رت جوانی میں آپ کی مدد پیا لے مستان ہو  
 چمک پھند سوں جگت جو کوں الجھایاں سکیاں بھی  
 عالم کے دل کو پھر

موتیاں نور تن ہارسوں پھل ماک کلی کھال

۲۵۰

اپ روپ چند سور تھے جھلکایاں سکیاں بھی  
اپنے چاند سورج سے

صدقہ نبی کے قطب کے چھنداں کے بچن سن

لک دھات سوں ہر تل میں سو پھل آیاں سکیاں بھی  
لاکھ طرح سے لحو

( ۳ )

نبی کی عید سوری آمد رچ سور سوراں کے

مکان میرے آفتاب آفتاباں  
دیکھائے عیش کے کھن پر سماں سورج نئے نوراں کے

آسمان  
بھرتیں چھندوں سوں لاش دن نیلو میں ہیر کنکالاں میں  
عشوں سے رات

سمو کر سور نہرے چند نہ حملے من سوراں کے  
عشق چاند

سوطا سک سور کا لیکر چلیاں چند رکھیاں لٹکت  
سورج چاند

زمین پر دیکھ حیراں ہو مکن جو ملے حوراں کے  
سورج چاند

مچل مصطفیٰ بیٹے شفا پیا بختن سو خوش  
 صفا کے تحت پر لیا یا امین خلعت حنوراں کے  
 سلا ماں سات لکھ لیا یا خضر مینے مچل تیں  
 دنیا میں رُوسلامت کر ذکر لایا شکوراں کے  
 مچل کی جیتا نیکی کے خوش بیاں مچل جب  
 فلک سن دھرت پرتارے آماے کاتے سوراں کے  
 طنبور کے مشتری جوزا کے دندے سنبلاں کوں لا  
 نوز ہرہ چنگ لے ناچیں سو جھن جھن پر طنبوراں کے  
 سنگ ہو ر مطہنجی پوریاں تلمیا چند سور کے چھند سوں  
 انندوں آشفق شعلے سلے دے کھن تنوراں کے  
 مچل صد تے قطبا کی غزل سوری کی پوری سن  
 سکیاں متاں ہویاں یوں جوں ثرا باں پی غبوراں کے

( ۴ )

عید سوری انت دلایا ہے	جگت اب نورسوں پنا یا ہے
نیہہ پون سیتی عیش کی کلیاں <sup>لایا</sup>	دل کے چنناں منے کھلایا ہے <sup>پنایا</sup>
مدرت کا سکیاں رنگیلیاں کوں <sup>ہوائے عشق سے</sup>	عید ساقی ہو کر پلا یا ہے <sup>میں</sup>
شہ کی مجلس میں مطہنی ہو فلک <sup>شراب عشق</sup>	رنگ رنگ سیتی خواں چلایا ہے
نیر پیوئے پیالے بھر بھر کر	شعبیاں کوں خضر پلا یا ہے
زہرہ اس عید کی امنگاں کوں <sup>پانی پینے کے لئے</sup>	شہ کے گن آسماں پہ گایا ہے
حق نبی صدقے قطب کوں مدا	عید تھے عیش ادک لایا ہے <sup>سے زیادہ</sup>

( ۵ )

خوشیاں سوں آج جاں تاں ب جہاں ہو رہا ہے <sup>نظر آتا</sup>

نہی کی عید سوری کی کلامیں نور دستا ہے <sup>جہاں تہاں سے</sup>

گھرے گھر آج دن کا جاں پہ کا جاں ہوتے ہیں خوش

کہ یوں سب دنیاں میں آنے اور کہ منصور دہتا ہے

میں زیادہ نظر آتا ہے

ہزاراں شکر ہے جو آج دن بخت کے صدقے تھے

ہر ایک مومن کے من کے مہانے پہلے تہتا سور دہتا ہے

۲۷۰

دل میں سوچ

انبر سفرے میں قدسی جو چندر سور کیاں پوریاں

آسمان

رچے نعمت تھے قدرت کے سوچندہ نور دہتا ہے

پاروں طرف سے

شرق تھے غرب تاکہ راں ملک ضوان نوری سب

۷

صفاں کرل کے بیٹھے سوا جبالا دور دہتا ہے

جدھر دیکھے تدھر سا تو انبر ہور سا تو دھرتی

ساتوں آسمان اور ساتوں اقلیس

سبھی کا آج دل بھر پور جوں سمند و دہتا ہے

سمند

نبی صدقے قطب جم کاج کرتا ہے کہ بخت کے

سکھ شاہاں کا سوسر تاج ہوشہور دہتا ہے

سب





مومنان خوشیاں کرو ہے آج دن مولود کا  
 مصطفیٰ ہو مرتضیٰ اس دن میں کہتے ہیں ظہور  
 اور  
 جب وہاں رحمت اس جگہ پر ہوا فیض  
 عالم  
 جب نبوت کا علم پیدا ہوا تب بت جھڑکا  
 آئندہ  
 فارس کے آگن بجھا جب میگاہِ رحمت برپا  
 آگ  
 چاروہ مصوم کے ہیں اس جتنے تھے نبی  
 غلام  
 جب نبی صدقے ہوا ہے اس قنبر کا قطب  
 غلام  
 مرتضیٰ بارہ ماہ عید ہے مجھو د کا  
 جن کرے یہ عید ہے دو طالع مسعود کا  
 جو  
 شعیباں کے تئیں اتھا وہ دن گھر ہو د کا  
 لئے تھا  
 طاق کسری تب نشاں لیتا عدم منقود کا  
 سرگ بن کیتا جگت کے تئیں آگن نرود کا  
 جنت کا بن کرنا عالم کو آگ  
 پیشوا حضرت نبی کا تھا سوتن داؤد کا  
 ۲۸  
 دو جگت میں ہیں ترکماں عاقبت محمود کا  
 نو عالم  
 (ج)

( ۲ )

حضرت علی مولود تھے سب مومنان کا عید ہے  
 یاراں خوشیاں گھر گھر کروائے دونان کا عید ہے



حضرت علیؑ مولود کن علماں منگیں بھیکاں سبھی  
 علماں مانگے  
 سب سلم میں فضل اس نو فاضلاں کا عید ہے

سارے نبیاں مولود پر ہے عزت اس مولود کوں  
 شیعہ منگیں اس فیض کوں تو شیعیان کا عید ہے

حضرت تولد تھے شرف پایا ہے کعبہ جگ منے  
 میں  
 سجدہ کر دوں سسوں لے طاہراں کا عید ہے  
 اور سرے یہ

منکر جو کوئی ہوتا ہے اس عید کے مولود تھے  
 جنت میں نہیں ہے ٹھاوٹ اس اکابر کا عید ہے  
 نہیں جگ

نور و زہور سورج شرف پا دیں حمل کے برج میں  
 اور  
 گناہیں ہیں زہر و مشتری کی صالحاں کا عید ہے

صدقے مولود کے نین میں جس دیا ہے منج خدا  
 حضرت مجاہد میں سدا قطب زماں کا عید ہے

(۳)

موا لیاں شیعیاں خوش ہو یہ دن سحر جن ہے حیدر کا  
 کہ وہ حیدر <sup>پیدائش</sup> کیا جس کوں خدا وارث ہمیں کر

علیؑ مولود دن جھلکا جگ میں جب ہوا گر گٹ  
 ۲۹. تو اس جھلکا رتھے چھپیا جھلک خورشید خاور کا  
 سے چھپ گیا

علیؑ جس دن تھے سر سے ہیں سو اس دن تھے <sup>پیدا ہوتے</sup> <sup>ظاہر</sup> <sup>تھے</sup> <sup>طراوت</sup>  
 ہوا گلشن ادک تازہ سرا سر سپر خ اخضر کا  
 زیادہ

چھڑا و نہار دوجگ کے ایں سج منقش میرے  
 ان کا و در جس دل میں سو کیا ڈاس کوں محشر کا  
 ان

علیؑ جس رات گئے معراج لکر مصطفیٰ <sup>کے ساتھ</sup> سبتے

تو ان گت تل کیا روح الایں فرش آپ شہیر کا  
 ان کے زیر قدم

نبی ہو رآل کے صدقے علی کا داس ہے قطباً

توجک میں پایا رتنا سو جم خاقان سکندر کا  
(ج) غلام پایا موتی

(۳)

دو جگ کے من کوں لے مولود بھایا

سیتی اماں مولود آیا

دل کو یہ  
سرج چند شمع سوں مجلس سہایا  
سورج چاند کی شمع سے کونیا دیا  
مگر وکنتھ بن پھل بار آیا  
جنت پھول

بدھاوے پر بدھاوے لائے خوشیاں

سنوارے پھل نہالاں رنگ رنگاں  
پھول رنگارنگ

سونر مل گوسراں سوں گلجگایا  
صاف

صدر مندر رنگارے جڑت سیتے  
جڑاو سے

سجن کے من کوں و سنگار بھایا

سہیلیاں سب سنگاریاں سات ہوئی  
اور

سبھا آئین بندی سوں سنوار یا ۳۰ (کرم خوردہ)

سنوارا  
نبی کا داس ہے یک چت سوں قطباً

( ۵ )

دو میا صبح صادق تمن روئے فرخ	خوشی کے درود ان بھجھوئے فرخ
چمکا تھارا	
تولد ہوئے آج کے دن امام	دیے جنوں نو اچند ابروئے فرخ
	چمکے نکل نئے چاند کے
میں اپنے چھوڑ کر یا اس دین کا مار	پناتے اچھوں موکوں ہندوئے فرخ
اپنا چھوڑ کر کپڑا راندہ	اب تک بھجھ
کھولے عنبریں بال جب کرنے لنگھی	کہ صلوات بھجھو او گیسوئے فرخ
	اس
ہو اسحر باطل سبھی ساحراں کا	فسوں پڑتے ہیں من جادوئے فرخ
	پڑھتے آتھیں
نہ آوئے اتر ہم کوں نتجے تھی ساقی	جڑی مست ہم سر میں بوئے فرخ
تیرا ہے	چڑھی ہمارے وہ
ہم میل باندھے تمن میل سستی	اسی تھے ہم میلے بوئے فرخ
ہم	اسی لیے ہمارا میلان
نہیں لیتے ہیں مشک تا مار کوئی	کہ آتا ہے اس اس بوئے فرخ

رقیبیاں بڑائی تمن تم اچھو نت

۳۱۰

نہاری تھیں تاک ہے ہمیشہ

دیبا حق معانی کے تنیں خومے فرخ

( ق )

(۶)

تو آگے نورانی کرے جگ اپنے جھلک سوں  
 پھرتے ہیں ملک بات لے طبقاں کے فلک سوں  
 خشاں و انداز کرے یک لاک دو لاک سوں  
 لاک ملک سکے لینے اشارت کے ملک سوں

جو بھیری کوں جم راکھے زکاری فلک سوں  
 کہتا ہے سنگن سچ جو سن جو سے پیک سوں  
 کاں ہو سکے سم و منگری سوار و ملک سوں  
 کہاں مقابل (ج)

مولود علیؑ آوے فلک پر تھے ملک سوں  
 پیلا ہے چند پھولان تارے ہیں زل کے  
 لے ناؤں علیؑ کا کرے مولود قطب  
 جم ہے توں قطبے کی تھے شاہ مدد  
 نیچ دھاک کا پرواہ ہے یو ورج کے نکھیاں  
 مشرق تھے جو مغرب لکوں فی ہوشہ کی  
 قطبا کی بخشش کا کریں سم کتنے سن کر  
 برابر تھینے

(۷)

جبریل نے وار نے طبقاں لیا حور استی  
 کوئی نبی ناپایا اے حرمت اتے چاواں استی

مرضیؑ مولود آیا ہے بہت نوران استی  
 کعبہ میں ہوئے تولد مرضیؑ شیر خدا

مصطفیٰ آئے علی کوں دیکھنے کہے فاطمہ ۳۲۰ بیچہ گستاخی سوں ٹٹتے ہیں بہت نا دل سیتی  
 تب کہے حضرت کر میں منج سوا یکے کم کہ  
 دین قوت پایا ان کے تولد تھے گٹ  
 ان کے نور ان تھے جو میرین میا نے روشنی  
 کافراں کا شب دہی بھاگتا اس عہد میں  
 شاعراں یچارے تیرا وصف کہنے کاں کہیں  
 قطب تھے غلاماں میں غلام کہتے ہیں  
 گرا کر گئے تو کریں گے کفر کے شاہاں سیتی  
 منج کوں کیا ڈر ہے کہو کفار کے کا با سیتی  
 شہ کے بندیاں میں رہا ہو بند ہو قریا سیتی  
 میزبان فی مل کرنا و دوستان خوشاں سیتی  
 میں بند عاجز ہوں تم دارو کرد و ماں سیتی  
 دیو میرا مت پکڑا جلوا کل شاہاں سیتی

(۸)

عرش حق کا لگیا جھلکن ادک مولود حیدر تھے  
 لگا جھلکنے زیادہ

گلن ہو رد صہرت پائے میں جھلکات سو چند تھے  
 آسمان اور زمین زیادہ سورج چاند سے  
 جگت جنت تھے خوش آیا ہے نعمت آج قدرت سوں  
 دنیا  
 لگیا ہے نور کا برسن برسنے ساتوں انہر تھے  
 آسمان سے

ملک ساؤ فلک تھے آج آئے طواف کرنے نہیں  
کے لئے

جو حق کا نور آ آیا ہے کعبے میں عرش پر تھے

نجلی مومنوں کے سوداں اس دن تھے یوں پائے

۲۲۰

کہ پاوے صبح صادق روشنی جوں سور نور تھے

جس طرح سورج سے

سکل نبیاں سوں باطن تھے علی بن مصطفیٰ سوں حق

کیا ظاہر جو دو جگہ تائیں نیٹ ان دو نور ہر تھے

علی بن کن بئی کا جانشین ہے جو علیؑ کے کوں حق

نبی کا جانشین کر پیار سوں بھیجا اپنے گھر تھے

ہزاراں حسرت پہنچ پر جو حیدر کا دھرا یا دامن

و قطب شد دو جگہ میں سروری پہنچ دوسرے تھے

(ج)

نہجے اس

(۹)

مولود خوشیاں آئیاں مولود کی خوشیاں کرو  
آئی ہیں

خوشیاں کے ناداں باجئے اس کوں منجے ہماں کرو  
آواز بجئے میرے پاس

چوند میر گرچے سب خوشیاں ہو رہاں ہے ہمار کا  
چاروں طرف اور  
رنگاں میں رنگ با کر کیتے رنگاں ستی ناداں کرو

جھکے گلالی گال میں اوہ نپولا چھپند کا

منج دل کے تیں اس دل پر سب مل کے قریباں کرو  
میرے

اس نور کے اوتار کو میں رات دن سیوا کروں

نبی و علیؑ دولت ستی دم دم سمجی ایماں کرو

نانگی نمازاں ناداب سب نار کو ہسراں

اوناد بھر پاکن منے دشمن اپر بھاراں کرو  
دہ آواز کان میں



اب تال مندل عیش سوں مولود کا گرجت اوتھم

ساتو سرائ کے نادموں داؤد کا الحساں کرو  
ساتوں

صدقہ تہی کے قطب شہ جم جم کرو مولود تم

۳۴۰ حیدر کی برکت تھے سد اسب جگ پر فرماں کرو

(ق)

— ( ❖ ) —

عَلَّمَ



موالیاں سب کرو خوشیاں کہ آیا دن خلافت کا

خلافت دے رسول آپ بیباں کیتے شرافت کا  
آپ ہی کرتے

سنوارے سب ملائیک اور نٹ زیناں میں منبر انبر  
کی سیڑھی سے اٹھان

دیئے ہیں داد پیغمبر منبر پر چہرے فصاحت کا  
چراغ

کہے من گنت مولا تفضی کوں شاہ دو جگ کے

بیباں کیتے فصاحت مات رتبہ ابلاغت کا  
کے ساتھ رتبہ کرتے

کنائے ہیں ملک مشک عرش پر کاجتے منڈل  
کرائے یا گوائے

غیر ختم ہے یہ دن اگر شاہ ولایت کا

جہاں لگ ہے جگت رب عید کرتے شش دین کا  
نہد

کیا افضل سو شہ تب سب میں دے فیض عنایت کا

نبی کوں حق کہیا یا علیؑ ناد علیؑ سوں کر

علیؑ منظرِ امولکِ تن میری سو قدرت کا

کہا

نبی صدقے علیؑ کا منقبتِ قطبِ زماں کہیا

کہ ہے دنیا و دیں میں اے نشانِ منجوں سعادت کا

میرے لئے (ج)

(۲)

بیچیاں کا عید پھر کر آیا ختم غدیر

ایہ قرآن نازل جوں ہوا حضرت کے تنیں

انبیاء ہوا رو لیا میں حق کیا تمنا بڑا

مصطفیٰ کے امر پر سر بھینچ دینا آجندا

دینِ دنیا و دنی میں حضرت تھے قائم نا ابد

کلِ عالم سب تم خدمت کو بائند ہیں کہ

تہاے

دو جہاں سب دشمنی پایا ہواں عید کبیر

مرفعی ہیں لڑیں جگ میں جوں ہواں منظر

سچ تمہیں داما منجیب سر میں غلامِ الخیر

مرتضیٰ فرماں سو پھر کر آیا ہر منبر

دو جہاں کی حکمتاں میں ہے نبی روشن ضمیر

منج بندے بچاؤ کوں باندھو کمزور و شکیر

جج

از ازل تھے غلام مصطفیٰ قطب زباں

منج غلام کتریں کن دست بکڑیا میر

(۲)

عید آئیا اندھوں یاراں مبارکی کا

خوشیاں دن و نیاں کن غمِ سبِ ارجی کا

پھل بھاگ سب پھلے ہیں دیکھو کچلے

کلیاں اندھ کھلے ہیں روت یوں سکی کا

شاویاں کل کھاؤ خوشبوی کدم کلاؤ

چوہ میر عود جلاؤ دھکا رہ برمی کا

پیلا لا ادھر چکا نا ساجن وقت پلانا

لالن کوں سیج لیانا ہر وقت خوشی کی کا

ٹیل سوتج پشانی ات بھاگ کی نشانی

کن موتی ہے نورانی زہرا و شتری کا

بالی تو چھند بھری ہے یا حوریا پیری ہے

بھورپ سندی ہر دھرتی ہے سن نیکا

صدقہ نبی ملاوے تل تل قطب جھاو

ات چھند بندی ہما و سار یا میں سنی کا

(۴)

سب کرو مل کر مبارکبادی عید غدیر

اس خوشی انگے سبھی خوشیاں دیں دایمِ صغیر

(ج)

مومنوں کو شادی ہو خوشیاں کا آتا ہے خبر

تو خوشی کے بحر کوں پھر آسیا..... کبیر

میز بانی عید کا جگ میں گنا و عیش سوں

مطر باں لا کر گواؤ راگ ہو رلاؤ عبیر

اور

بھائی پن کے صیغے پڑتے مومنوں اس عید میں

تو لکھے سُننے کے پانی سوں عطار و خوش دیر

ساری عیدوں کا خوشی سنو رہے اس عید تھے

تو اسی عیدوں میں دستا ہے بڑائی بے نظیر

نظر آتا

مومنوں اس عید تھے پائے ہیں جنت کا پون

ہوا

جن شرف اس عید کا یا سوا وہے جگ میں بر

جاتے اس عید کے جلال میرگ سا تو منے

چاند سورج تو ہوئے ہیں دو جگت میا نے منیر

تس دن ابن کوئی دن ناہیں دعا منگئے کتنے  
ان دنوں کے بغیر

مر تھی تیں مصطفیٰ ہیں عید میں دیتے سریر  
کو

مدح کہتے مر تھی کے تائیں پیغمبر ہیں  
خود کرتے

نو ہوا حضرت کی برکت دین ایماں جگ بنی ہیر

رکھ منجے حضرت کے صدقے یا الہی ان میں

ہو رہا کھوا میاں درست دوجک میں ہو منج نصیر  
اور

مدح کہتا کون کہ آپ کی مدح کوں پایاں نہیں  
کہوں

گرد آنو کی نعل کا سر ما کریں شاہ و وزیر  
ان

کرد عاتوں بھیج صلواتاں محل پر سدا

اس صلوات تھے ہو گا تجھے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ اماں کا غلام

میں جو عاجز داس تیرا یا علی منج و سنگیر



( ۵ )

خلافت دے نبی کریم یوں کہ منج بھار سو جی رہے

سکل ہومن مسلماناں کوں دو جگ میں سو رہ رہے

خلافت حق تھے آیا آج مہراں میں علی کے تئیں

سوسات آسمان عرش کرسی کہ تو کھن کا جو منبر ہے  
آسمانعلی سے کفر بھجن تھے تو تھا بنیادین کا پایا  
سے اعلیٰ تھا

علیؑ سودین رکھنا را حمل دین کا گھر ہے

ولیاں سب ایک پت ہو کر رہے سب معتقد ہو کر  
دل

کہے سب سے اس کے اوپر ولایت کا سو چھپتا ہے

ہوا پر گٹ جہاں سیتھے دنیا ہو ردین قدرت ہو

ظاہر جب سے اور سے

سکل اپت میں توں فاضل نہ کوئی تیرے برابر ہے  
سب

عطار دلیج لکھیا ہے سو کیش کلک سول تیری

سو آسماں کے ورق اوپر بدل رکھیاں سو سطرے  
۲۸۰  
بادل کی لکیروں سے

نبی صدفِ قطب نے علی کا پکڑا ہے دامن

کہ او منج کوں چھڑاؤ نہار ہو رب ٹھار رہبر ہے  
(ج)  
اور مجھ

(۶)

عالم مکمل ہوا ہے جوں بہشت جاودانی	نغم غدیر دن تھے دو جگ ہوا نورانی
پنچا ہے آج کے دن تھے عیش کا مرانی	سب دس تھے بڑا ہے بودیں کا مراتب
تب مومنان خوشیاں مں گسوت کے شہانی	حق تھے نبی علی کوں اپ جانش کے آج
پائے ہیں شعیباں سب اس ن تھو زندگانی	بیٹھے علی تخت پر دن آج حق حکم تھے
راکھیا علی کے پگ تل جب عرش اپ پشانی	ایتا بڑا مراتب تب عرش کوں دیا حق
دو جگ میں عیش اندھے کرنے کا آسانی	جو کوئی کرے گا اس دن داجاں سو عیش عشت

( ۵ )

خلافت دے نبی کے یوں کہ منج بجاز سو حید ہے

میرے <sup>سکھ</sup> مومن مسلمانوں کوں دو جنگ میں سو رہے

خلافت حق تھے آیا آج جہاں میں علی کے تئیں <sup>سے</sup>

سوسات آسمان عرش کرسی کہ نوکھن کا جو منبر ہے <sup>آسمان</sup>

علی سے کفر بھجن تھے تو تھا بنیادین کا پایا <sup>سے اللہ تھا</sup>

علیؑ سودین رکھنا را حمل دین کا گھر ہے

ولیاں سب ایک چہرے ہو کر رہے سب معتقد ہو کر <sup>دل</sup>

کہے سب سے کہے اوپر ولایت کا سو چھپتا ہے

ہوا پر گٹ جہاں سے تھے دنیا ہو دین قدرت ہو <sup>سے</sup>

ظاہر جب سے اور <sup>سے</sup> سکھ اپیت میں توں فاضل نہ کوئی تیرے برابر ہے <sup>سب</sup>

عطار دلیج لکھیا ہے سو کھش کلک سو تیری

سو آسماں کے ورق اوپر بدل رکھیاں سو سطرے  
۳۸۰  
بادل کی لکیروں سے

نبی صدقہ قطب نے علی کا پکڑا ہے دامن

کہ او منج کوں چھڑا نہار ہو رب ٹھار رہے  
(ج)  
اور جگہ

(۶)

عالم سکل ہوا ہے جوں بہشت جاودانی	خیم غدیر دن تھے دو جگہ ہوا نورانی
پنچا ہے آج کے دن تھے عیش کا مرانی	سب دیں تھے بڑا ہے بودیں کا مراتب
تب مومنان خوشیاں سوں گوت کے شہانی	حق تھے نبی علی کوں اپ جانش کے آج
پائے میں شعیباں سب اس نے تھوڑنگانی	بیٹھے علی تخت پر دن آج حق حکم تھے
راکھیا علی کے پگ تل جب عرش اپیشانی	ایسا بڑا مراتب تب عرش کوں دیا حق
دو جگہ میں عیش اندھے کرنے کا آسانی	جو کوئی کرے گا اس دن دل جان سو عیش عشرت

حق کی نظر تھے قطبا تیرا بڑا ہے ترسا

صدقہ نبی علیؑ ہے تجب باعث ہو ربانی

(ج)

تیرا

( ۷ )

سب جگ کرے آند کہ عید غدیر ہے عیداں منے یو عید بڑا ات گھنیر ہے

روشن ہوا ہے دین دنیا آج کی دینا ۳۹۰ دو جگ اپرا میر سو حضرت امیر ہے

تج سیو..... سماں سدا دھیان ہوں پھر تیج دھاک تھے زمین سو یک ٹھارا تھیر ہے

سلطان دین ہو ر دنیا کا علی سچا تر لوک لوگ اُس کے سو گھر کا فقیر ہے

تلوا ہوا ہے سور بدل کا پکڑ سپر کککش نیر لے ہات چند محبوبا ہیر ہے

سب شعیبا کو آج تختیاں پر تختیاں ہیں سب خاجیاں کوں آج دلاں میانے تیر ہے

صدقہ نبی کے دو نو جہاں میانے یا علیؑ

قطبا بندے کینے کا توں تنگیر ہے

(ج)

تو

( ۸ )

خوشیاں سوں آج کے دن مل ملک چونکہ ہر تھے سارے بھی  
 چاروں طرف سے پھر  
 کرن عید غدیرات چپاؤ محلاں مل سنگاے بھی  
 کرنے  
 مقرب فرشتے چار و ربی کن تھے علی کے تبیں  
 کے پاس سے  
 لے آئے دبدبے سیسی ولایت کے پھراے بھی  
 کرن رشت علی شاہ ولایت کا سوہر ٹھارا  
 جگہ  
 کھڑے قطار کر رضواں استت کر نہا رے بھی  
 جنت کے حور ہو ر غلمان کر سب کسوتاں نوری  
 علی کے چرن دیکھے کر علی کے دار ٹھاپے بھی  
 دروازہ پر پہرے  
 سیت گھن پھر نہاے سودھرے چونکہ ہر تھے نہ نہیں  
 ۲۰۰ سات ۲۰۱ سان پھر نواے  
 چاروں طرف سے زمین پر  
 ہوئے مل سب علی پر تھے فدا چند سورتاے بھی  
 ۲۰۲ چاند سوچ پھر

علی شیر خدا کا چھانوا چھو کر <sup>رہے ہیں</sup> اُپر سر پر  
 ملک پیغمبرِ اراں پیراں دعا کرتے پیارے بھی  
 نبی صدقے قطب عید غدیر آئندہ سوں کرتا دیکھ <sup>پھر</sup>  
 سکل ہاتھ سو رحمت تجھ کو قطبا کر پکارے بھی <sup>پھر</sup>

(ج)



شبِ بَرکت





( ۱ )

خدا کے کرم سے شبرات آیا  
 براتوں لیکر آیا ساریاں میں خوش ہو  
 امامانِ مہیا ہے محمد قطب پر  
 خوشیاں عشرتِ اذوقِ دایم سو نیت  
 خوشیاں کا آجا لا جگت میں دکھایا  
 خوشیاں عشرتِ نازوں کے جگ جگ دکھایا  
 نبی ہو علی کے دیا سوں شہدایا  
 شہا کے مندر ٹٹمیاں بجایا  
 سوسارے جگت میں دُرا می پھرایا  
 سونا بود کر کر جگت نغھے گنوا یا  
 سوساتی کوثر پیالے پلایا  
 خدا قطب شہ کوں شہنشاہ کر کر  
 محمد قطب کے سارے زندیاں کوں  
 نبی صدقہ امت سرِ اقطاب کوں  
 آبِ حیات کی شراب

( ۲ )

جو شبرات ات جھلک سوں جگ میں آیا  
 شرف شبرات تھے سب رات پائے  
 تو سب جگ اس جھلک نغھے جگ جگایا  
 شرف سب رات تے شبرات پایا

لگن درین نمِ جھکُن لگیں ات  
 آسمان آئینہ کرماندہ روشن ہو گیا  
 آجبت اس رین کے ات لاج بیتے  
 رات سے  
 رین ظلمات میں جوں خضر کا بنیر  
 رات کی شکل پانی  
 سُرج چند تار پھل بازیاں تھے رہی دھڑ  
 سوچ چاند پھول بازی سے زمین  
 رین روشن سُرج بن دین گنویا  
 رات سوچ بغیر  
 کدھیں آپ مکھ رین میں نہیں دکھایا  
 کبھی اپنا رخ رات نہیں  
 ہنہ ہمت اباں کی تا اباں کا سمایا  
 انہر گلشن تھے روشن جھلک پایا  
 آسمان سے  
 تجلی یوں دیا حق قطب شہ کوں

(ج)

کہ نس کوں دن تھے روشن کر دپایا  
 رات سے زیادہ کر کے چکایا

(۳)

سُلکھن رات شبِ برات آبرائیاں لبائی ساریاں کی  
 مبارک لائی سب  
 لکھیا نوش عیش اندِ عشرت سوزے کھا ہاریاں کی  
 کھائے والوں

محمد متح کیتے ہیں اُحد جگر اعلیٰ سوں مل  
 کو مانتے کر  
 تو تن کے کھرگ اُچا لیا تھے گئی جھک فوج اندھاریاں کی  
 اُن تلوار کے سے جھاک

دہن پستے، نین شکر اومر بند گھر کیے نازک

کہ جوں خوش منن باریک ہے خے مکھ پیداریاں کی  
کجل نیناں ہیلیاں کے سو پر تل سیام باداں  
کجل

تھوڑی ہے سبب دسان جوں کچاڑ لیا ہیں چارباں کی  
برن اسمانی پانیاں تس منے والاں ہوا یاں کے  
جم

سورج مشعل چندر جوتاں ستارے چونکہ گلیراں  
دیسائی تنکوں مکھ پیشانی خویاں آکنواریاں کی  
یوحاجب ہو رکھڑی بازی نلی پھل جگ میں گرٹ سو  
جوا برو ہو جو بن مگٹ تھے سچے گلعداریاں کی  
نچھل بیالے جو میریاں کے کمال ہاں میں لے سکیاں  
کرن بھجن اودھرے سوں خماراں سب خماریاں کی

چو سر تھے پگ لگوں موتیاں میں پ پ نور جو ہر یار یا  
سے پاؤں تک <sup>مکھی اور</sup>

سبھیں تو ہے نبی صدقے قطب صاحب جہار یا کی  
(ج)

(۴)

سہاگن رات شبرات آسجن گھر آئے بھی سر تھے

جھلک جوتاں کے ابرن تن چڑا جھلکائے بھی سر تھے  
<sup>پھرا ز سرنو</sup>

چندر سورج آتن دونوں بچاریاں کا و ہا دن لچ  
<sup>پھرا ز سرنو</sup>

اوک جھلکار کے چند سور لاکھاں لیائے بھی سر تھے  
<sup>چاند</sup>

عجب کیا ہے جو دھرتی آج مارے لاف آسمان پر  
<sup>زیادہ روشنی چاند سورج لائے پھرا ز سرنو</sup>

کہ دھرتی کون بھیل آسمان کر جھلکائے بھی سر تھے  
<sup>زمین</sup>

سکیاں جی سکھ بدھاوا جو آپس ہوناں کہ منگتیاں تھیاں  
<sup>پھرا ز سرنو</sup>

آئن کے من کے چنیے تیوں خ نکھ و کھ لائے بھی سر تھے  
<sup>خود کو مانگتی تھیں</sup>

آن دل آرام

۴۳۰

جگت سارا برس دن تھے جو تھا مشاق درسن کا

سو درسن دیکھلا میسر جگت ریجھائے بھی سرتھے

سجن کے پھول سے تن کوں لٹاپٹ ہوا ندول سول

عروسانی سو باساں میں ادک ہکائے بھی سرتھے

نبی صدقے قطب ہو کے سول کر سنبھوگ بھاگوں ٹل

قطب کی داس ہوں سچ کر اپس کہوائے بھی سرتھے

(ج) غلام خود کو پھرا زسرو

( ۵ )

مبارک کا خبر شبرات لیکر آ بیسا سرتھے

کہ میسرے بخت کا طالع سوچ جھمکایا سرتھے

اُجالا عید کا لاجے سکی کھ روشنی آنکے

اندکا نور منج پر چستر تہنے چھایا سرتھے

نچ کاطے پھرتے

دنیا آروس اند بالیاں سوں عشرت مے پلاتی دے

ہسٹلا شاہ کا الحاح سوں زہرہ گائیاسر تھے  
عروس  
نغمہ

دکھائی عیش شبرات آکے اپنے حسن جھلکاراں

جیون کا جوت جگ کے جیویں اُپجائیاسر تھے  
زندگی نور دنیا پیدا کیا

پیاریاں شاہ کیاں مل عید کا سنگار کتال ہیں

اکیں تھے ایک کا سنگار تہ کوں بھائیاسر تھے  
کر تہ

پیاری من منے کھلئی اند کے بھید چاواں سوں  
دل میں کھل گئی  
پند آیا پھر سے

کہ اپ جو بن جمن میں باں خوش مہر کائیاسر تھے  
خوشبو ہکائی پھر سے

نئی صدقے قطب کوں جم اچھو لک عید ار زانی

کہ عیسیٰ کا دُعا کھ پھول باساں لائیاسر تھے  
کو ہمیشہ رہے لاکھ  
کے کا خوشبو لایا پھر سے

( ۶ )

کہہ طور نور اُجا لا شبرات اب دپائے <sup>مہم</sup> آج حیات منج کوں اپ برت خضر ملائے  
 شبرات اب برابر لیا یا خوشی براتاں <sup>کے</sup> <sup>چمکائے</sup>  
 ہے سرو قد موئی بھلبازی ناگ بھلڑی <sup>لایا</sup>  
 نس کیس میانے کیوٹے دستے میں بہرے کسوں <sup>رات جیسے بالوں میں</sup>  
 چوٹی کا پھندا ہے طاوس کا ملا جیوں <sup>نظر آئے بھونے کی طرح</sup>  
 کھوپڑی کے بھل لڑیاں ہیں جوں لو کر یا کے <sup>چھلے</sup>  
 صدقے نبی قطب پیا بڑی پیاری <sup>کے</sup>

آج حیات منج کوں اپ برت خضر ملائے <sup>مہم</sup>  
 قطبا برات لیکر نس دن اند گنوائے <sup>اچھے اچھے سے</sup>  
 مہتاب ٹیلہ لائے رنگ سورا و دھڑرائے <sup>رات</sup>  
 تالاں پھٹاک ناداں آند گن گجائے <sup>کرائے</sup>  
 حاجب موئی سنتیں اپنا دور لی پھرائے <sup>کے ذریعے اپنی ماکھی کا اعلان کرے</sup>  
 منج شمع مجلس او پر شمع کوں ہوائے <sup>اس</sup>  
 پیالہ پلا پیاریاں پیاروں سنتیں پلائے <sup>یہ</sup>  
 (ق)

( ۷ )

شب برات خوشی شادیوں کیا روشن <sup>دل چراغ</sup>  
 شب برات روزی کا برات پھر لایا <sup>لایا</sup>

موالیاں کا ہوا جیو کا دیار روشن  
 پیسا کا مکھ کا عرق دیکھ مے پیار روشن



شبِ برات دکھاوے ہر کس کو یک نش ہو  
بھنواں ہلال تھے نس من ہے ہو جی روشن  
چندر جو مال کا اجالا پڑیا ہے لگناں میں ۴۵  
چاند کی روشنی آسماں  
نکلی کے جھاڑتے جھڑتے ہیں دھوئیں کے پھول  
نہیں ہوائی تھے ہوتا ہے سب ہوا روشن  
کیا بچن کے پھلاں اگلے نہیں سدا روشن  
پتوں کے مقابل  
دندیاں کے سینے پھوئیں موزن خیر جن جھانکا  
خدا معافی کوں فتح و ظفر دیا روشن  
دشمنوں اور مثل (ق)

( ۸ )

شبِ رات آکیا ہے سب جگ کتے تائیں روشن  
سب رات

جوں نور موسوی تھے روشن ہوا ہے این  
جھلکاؤ آب مکھ کا دکھلاک عاشقاں کے  
جھلکے

نہاں کتے تئیں کیا ہے اُس نور سینے گلشن  
خواباں کے زلف سینے نسبت ہے اس رین کوں  
آئینوں کو  
کے ساتھ

تو اُس کوں سوہتا ہے سب تن پہ نور ابھرن  
زیب و تیا

اُس کے سوناب تھے ہے مہتاب کا اُجالا

اُس جوت تھے ہے روشن چندر جوتان درپن

بھڑتے ہیں بھول گلرِ بزاں کی میٹھی منہی تھے

تو چند سورج تارے اُس تائیں کھولے دامن

اس عید کے ہوس تھے دھڑرتی اسے ہوائی

نیہ کا ہوا اُپس میں تو دے ہوا کون تن من

صدقے نبی کے قطبِ اجم جم خوشی اندسوں

لک سال اچھے کہ اُس تھے ہے عیش شمع روشن

لاکھ ہے لاکھ (کے) (کے) (کے)

(ج)

(۹)

مکے جوت سوں چند رکھیاں شبرات کون جھمکائے ہیں

۴۶۰

چندر سورج تارے دیکھتے ہیں جھلک کو جھلکائے ہیں

رات کی

چاند

ہر ایک دھن ہر ایک کدھن پین نورتن کے ابرہن  
 ایک عورت پین باں  
 پی مددن جھکا بدن شہ پک چمن کوں آئے ہیں  
 شہاب قدم  
 کچھ شاب کے رنگ آب کوں افتاب جوں تاب سوں  
 تین  
 دکھلائے کرتاب کوں بے تاب کر پگلائے ہیں  
 سودھن لٹاکے جب جھلک دو نو الاک کے سوہک  
 حین زلفوں  
 چمکیا فلک پر تھے ملک بے سد ہو لک لک آئے ہیں  
 لاکھ لاکھ کی تعداد میں  
 چھاتی اُپر چھاتی سند رلٹ پیام بھر کچ ترس بھتر  
 زلف  
 جہانے لکر کالے ابر ڈونگر پہ چڑے آئے ہیں  
 قلعہ  
 مہتاب دھن رخسار ہے گلریز گل کا ہار ہے  
 عورت کا  
 دو بھوں سو حاجب بارے یکس پہ یک چل آئے ہیں  
 قطب زماں حکم رواں تیل جاوداں ہے پو جہاں  
 ایک  
 امن واماں سوں کر علی جو تھے حکم یوں لائے ہیں  
 جیو (صدا) اسطرح

(۱۰)

عشقِ شبرات سر تھے دھن کری رے  
 میں بھرے عورت  
 عجب اُس دھن کے مکھ پر ہے تجلی  
 ہوایاں سوکے بنگڑیاں چکران جوں  
 خطِ سرہ  
 نینِ مستی کے گلریزاں سو بھر کر  
 چھلی ناسک جھکنے تھے ہے شبرات  
 لڑاں مویاں کیا تہنسنے کیاں جھیداں  
 تے پگ دیکھ دھرتی کھلبلی دھن  
 قدم زمین لے سین  
 نشانی گال تہج مشرق و مغرب  
 تیرے  
 ترا صورت عطا رد کیا لکھے گا  
 عشق کے نو بہار کی توں کلی ہے  
 نینِ مہتاب سیتے دن کری رے  
 آنکھ کے تے  
 ہلالاں تن رتن روشن کری رے  
 گھڑیاں بازیاں چو بن کری رے  
 اپنا  
 نلی طاوس چک چو من کری رے  
 دھرت کوں آج نس چل کھن کری رے  
 زمین کو جو آج کی رات شل آسان  
 تو جھیداں تھے جلیت دین کری رے  
 سے دنیا کو آئینہ  
 لگن کوں پگ منے پیخن کری رے  
 آسان کو قدم میں  
 بُنداں خوے تار کی سر پر کری رے  
 بوند پسینے کے  
 تو قدرت سیتے تن ابرن کری رے  
 سے جسم پر لباس  
 پھلاں امریت کے جو بن کری رے  
 میوہ آبِ حیات

خدا بن کس نہیں ڈرتی ہے کھینٹولی  
 تو ساریاں میں نڈر کی من کری سے  
 جکچ کہنے کا تھا سو میں تو کہیسا  
 دو تین کی بات کی جتن کری سے

نبی صدقہ قطب شاہ کوں بھولا کر  
 دیوا نہ بنا کر

تو سب ناریاں میں اپ جتن کری سے  
 حیمزوں اپنے لئے محفوظ کر لی (ج)



ملالِ عید

(۹)

عیدِ رمضان



جگ کہنتے آج کھن پر دیکھے ہلال ساقی ۴۸۰  
 عالم (مخلوق) آسمان  
 چاک جائیں دیکھ شفق رنگ یشم سوچ قہ  
 نوری ورق پہ لکھا خمار سپنج مچ سنجہ  
 یک ماہ تھے مراد لالونیاں گلن کول  
 آسمان  
 تم شمال انبر شفق رنگ کے اور ان بغل تھے  
 آسمان اپنے  
 بھر بھر بیالے بھر بھر دوراں پہ در کر کر  
 کالان جو گل خاں کے لال کن کوں نہ دھر  
 کرنے کو چارہ طرف  
 نابات شیر خرم پستے شکر ادھر دھر  
 ہونہیں رکھ کر  
 سن سن کیاں سورج چاند لایہ وزے کہیں  
 سوچ چاند  
 مے شرع میں منا ہے کر محبت کے تہوں  
 کہے اسلئے

سونیں ہلال میرے مہ کی مثال ساقی  
 پڑیا ہے کھن پہ پر کر کر منج نہال ساقی  
 آسمان مجھے  
 انگور کی کنواری سوں دے صال ساقی  
 دھنڈ نو چند ریالایا ایتال ساقی  
 دھنڈہ نئے چاند گلن اب  
 دیا صرے ثریا دیکھ ج اتال ساقی  
 مجھے اب  
 مے سوں ملا کہ دیتا لب کا زلال ساقی  
 پھرتا لیکر مکمل میں پیسا لاگلال ساقی  
 کیوں روزے رکھتے سکیاں کر تہوں ساقی  
 جو پوچھتا ہے مے دے سٹ یونچال ساقی  
 ہلال  
 دے بوسے لب نمک سوں کرے حلال ساقی



صدقہ نبی علی کے ہر ملت تھے قطبا ۴۱۰ تیس پرویا تو بے لب ہاں اب بنگال ساقی  
ایکے علاوہ شراب لب (ج)

( ۲ )

چند عین عیدی بشارت دکھایا	بھنواں سیتی ساقی اشارت دکھایا
ادھر کی مکی گھر کوں کُلف تھا سو کُرا	سو کی کیا کھل دل عمارت دکھایا
بھٹی تھی سو یک ماہ مد کی چھیلی	مٹا طاہر عید انگارت دکھایا
مرخی سرو سرو سانی چنداں سوں	پیالے دن موج آرت دکھایا
کروں سو یک چت سوں مدیر کا میں	کہ میخانہ کا منج اجارت دکھایا
مجلد نبی فیض تھے عید آکر	محمد قطب کوں صدارت دکھایا

(۷)

( ۳ )

آیا ہے عید کا چند پھر حسیں بام ساقی	لیا یا ہے آج کی نس خوشیاں پیام ساقی
مدعش تھے یہاں اتنے روشنی دیا ہے	بالا سو خم کیا ہے لے توں سلام ساقی

بھڑیش کی پیائی دے مُجھ کوں تو آئی  
 دین تیس کے ہلائی لیا سر بجام ساقی  
 عشرت منجے دلا اب جوں خضر جم جلاب  
 پیالے مدن بلا اب آیا ہنگام ساقی  
 متوال سب ملے ہیں جوں پل چن کھلے ہیں  
 اپ من منے لے ہیں بھر جوئے جام ساقی  
 دل لہذا ہداں کے صوفی و عابدان کے  
 لے خرقہ طاعتاں کے دے توں ام ساقی  
 پیالے پیتے پلاتے بھر بھر احباں لیا تے  
 مد پی ہوئے ہیں ماتے متاں تمام ساقی  
 کھلے ہیں چل چن سب رنگیں ہو ہیں تن  
 مد جام دے ہن سب بھر بھر مدام ساقی  
 قوطیا کوں اخدا تھے صدقے مصطفیٰ تھے  
 اپ پیار تفضلی تھے ان پیڑیا نام ساقی  
 (۴)

نھنبا لا نوازا کر آیا جیوں نوا چند  
 چند اکھ پنچواں ریکھ لگایا جیوں نوا چند  
 نکھار یکھ اپریام بدل یوں گھن چھائے  
 سبھی لوگ نچھا دیکھنے سپایا جیوں نوا چند  
 خدایا توں نکھار یکھ چند اوشٹ دکھا ہوج  
 یہی روز کھلاو گلا سپایا جیوں نوا چند  
 چھوٹا نیا جس طرح نیا  
 آسان پر نظر

اپنل چیرھنا لال تلپس نکھ پھچندر دیکھ  
 بدل کون لے میں جھل مل موہرہ یا جیوں نو چند  
 ہوارات اندھاری میں نخل جوت جگت مانے ۵۱  
 کہیں لوگ دیکھو دیکھو او آ یا جیوں نو چند  
 انم لوگ چرن سیں لگاویں سو کہت چند  
 سو میں پاؤں پیرا یکھ دکھایا جیوں نو چند  
 معافی سو نکھار یکھ ہوا قبلہ منا تو کو  
 اماں کی دعا میں میں پایا جیوں نو چند  
 (ق)

۵

نس عید بولہ گر ہو گئے دن صیام قلی  
 نو چند سے ساغراں میں بھرے مارم ساقی  
 نہدور یا تھے بھو دن بدنام ہو رہا ہوں  
 پیالے پلا پریم کے کرنیک نام ساقی  
 مستی تھے اپ صراحی کرتی تھی سرشت  
 کرتی ہے جام کوں اب ہر دم سلام ساقی  
 تین دس کی خماری توڑن کے تائیں جھکو  
 کم کم نہ کرتوں دم دم بھر بھر جام ساقی  
 صدقے نبی قطب کوں اپنیا ہے مہورا  
 کوثر تھے ساغراں پیرا صدقے امام ساقی  
 (ج)

(۶)

ابرو کا اُٹم رکھ سو عیدی کا تر ہے  
 عیدی کا سدا کر اُدیا کر نہ کہو کوئی  
 سو بچ کا پیالا سجن بہت میں ہے بھر ۵۲  
 یا خضر قح ہے سجا بہت کا پیالا  
 عیدی کے دماے طلباں بختے جگت میں  
 سچ خیال ہن دل میں بنے حب تھو حیاں  
 اب باز میں تمہارے سوتہا باز ہوا ہوں  
 بے دین کس سناؤ نکو کوئی رمزِ رت کا  
 او چند دیکھت منج میں غلامی کا تر ہے  
 او صوم بجلی کی گھرے گھرے خیر ہے  
 کد بھی تو تھی ناہیں کون ستر اثر ہے  
 یاد ست کی تاثیر یا عیدی سا تر ہے  
 حج جام منے پھو کی نظر تھے سرا بھر ہے  
 پیچن گھنگر و ناو کے گرجن ہوا تر ہے  
 انقش ہمن دل کے نین جیو میں بصر ہے  
 اب باز من ناؤں نیو چھیں کی نشر ہے  
 عالم منے دو نوک تقار د ک خر ہے

۱۔ ا۔ ۲۔ و۔ ۳۔ ج۔ ۴۔ د۔ ۵۔ ج۔ ۶۔ ت۔ ۷۔ ج۔ ۸۔ ہ۔ ۹۔ یو چھو۔

شوال کا چند آیا مبارک مونسِ قطب<sup>ؑ</sup>  
آئندہ کامرا ہو کہ خوشیاں کی خبر ہے  
چاند  
شراب  
(ق۔ج)

(۷)

انبر سہرور میں منسی نوا چند کا ٹایا عید  
آسمان کے سمندر  
سو عشرت ہو راندنیاں پکڑے حد لیا عید  
اور  
میں نہ  
لایا

گلگن کا ہے محل بن تھام ہو رہن طاق بندے کر  
آسمان  
پے ستون اور بے  
باندھ  
نوا چند روجر کا طاق بندے سو بند لایا عید  
نیا چاند

سکلِ منشاں دیکھت تیر کوں شکر کا سجدہ کرنا کر  
سب  
دیکھ کر  
نوا چند کا نوا محرابِ آسمان پر دکھایا عید  
نئے چاند  
نیا

گلگن گج کا نوا چند دانت ہے تیر کج اُپر جر کر  
آسمان ہاتھی نیا چاند  
تو شیاں کے فوج سوں شہ گھر منے نہانی آیا عید  
اوپر چہرہ  
کے ساتھ  
میں

جو خنجانہ کوں موندیا تھار و زیاں کے قفل کر ساقی  
بند کیا روزہ

نواچند کسلی سوں خنجانے کوں سر تھے کھلایا عید  
نئے چاند کی کو بجی سے پھر سے  
رجھانے شاہ کے من کوں اندھو عیش کے راگا  
دل اور

نواچند رکا چنگ لے چنگ میں چند سو بجایا عید  
نئے چاند  
جنت بن میں کھلین جوں مصل کلیاں حمت کے شبنم تھے  
کے باغ جسطرح پھول کی کلیاں

سکیاں گل لاگ ادھر کلیاں کوں مدد تیں کھلایا عید  
گلے لگ کر ہونٹ کی کلیوں کو شراب سے  
نبی صدقہ قطب کے دشمنوں کوں کاٹنے گھنسن جوں  
گھنسن کی طرح

نواچند کا بلی خنجر بیکر کر سرت میں آیا عید  
نئے چاند کا ہاتھ (ج)  
(۸)

اُس ابڑاں کوں سجد کیا ہے صال عید  
ان  
ساقی پلا پیالہ کہ آیا ہسلا عید  
خوشید مکھ اپر دے ابرو ہلال عید  
نچ نظر آئے  
خرم خوشیاں سوں شہوے کی سیو یا بھری پری

تہج خندہ کا شکر دے منجے شیر خرے میں  
 لیا یا شراب گھر تھے پون عید کا خبر  
 طرے کے لال تار یا تھے تو شراب لال  
 بوسیاں کے بیج پیرتا ہوں اس مونس باغ میں  
 رستم نہ کھینچ سکے تیرے بھنو کمان کوں  
 مکھ پر گٹ چڑانے پر گٹ کا گت منے  
 ماچیں چیں چتاے چھنداں میں تھو ہاڑے  
 تمانے ازل تھے منج یہ لگن رنگ کا چھنر  
 سے مجھ آسان

شربت پلا ادھر سیتے کھلیا کال عید  
 چٹری کی کوتاں کروا یا ہے لال عید  
 جو بن بھٹی چڑاؤ کہ پایا ز لال عید  
 پھولاں پھلاں پنچا ہے اتم نہال عید  
 پلکان کے تیراں سیتی بھنکایا اجمال عید  
 تو حسن بھار میں سہے سوکے کا وصال عید  
 تیرے بہار زیب خط ستر  
 خج ہار کے کنڈن تھے سولیا یا مال عید  
 تیرے سولے سے لایا  
 پیاریاں پر یاں ماوے آپرا و مال عید

صدقے نبی کے سو چند رتا اچھے لگن  
 جہنگ ہے آسان  
 بیت میت سوں قطب کروں لاک مال عید  
 لاکھ

( ۹ )

ساتی ہو عیدِ آیا دیکھ خیال موہنیاں کے

مے لیا یا کرنے نیتاں متوال موہنیاں کے

لایا آنکھیں متوال

شیر خرماء قندِ بدماں پستے جیواں ملا کر

صنعت سوں کیتا صانع لب لال موہنیاں کے

کے ساتھ کرتا

دھل کانوں تھے گلائی گا لال پہ لال لالی

لینگے چھنداں سوں موتیاں تھ دھال موہنیاں کے

کیوں رشک میں آویں دیکھ عاشقاں رقیباں

ہو جھلنے جو بناں پرستھ مال موہنیاں کے

ہاں

لکھ لکھ الگ سرک سٹ دیکھ لائے فن سوں تل تل

لاکھ زلفیں پچھ گھنٹا لکھ

تو نہیڑے خیال پسکھی دیکھ خال موہنیاں کے

گرتا رہوں کے پرند



نوالہ سنگار کر سب جب لٹکتیاں موہنیاں

سن نا درتج آئے <sup>ناز سے چلتی ہیں</sup> خلخال موہنیاں کے

آواز

جگ میں چلیں لٹکتے ات چا تو رانی سوں مو

کبکاں ہنساں گیسنداں <sup>چا تری شوخی</sup> سکھ چال موہنیاں کے

یکہ کر

صدقہ نبی کے قطبے لال لال پیالے

بھری پوئے پیالے کر لال موہنیاں کے

(ج)

پی

( ۱۰ )

اس انداں سوں کریں خواباں انند

کرتے ہیں <sup>سے</sup> رنگ تھے منساں انند

عاشقاں کوں نقل اودھراں انند

جب <sup>ہوٹ</sup> دل میں چیب سوں کریں چمن انند

سے

عید سیوی لیا نیا خوشیاں انند

رنگ بھریاں کسوت کیاں <sup>لایا</sup> بہو رنگ

دیتے ہیں ساتی عروساں <sup>بہت</sup> چھند کے

سرو نمنے باغ و بستاں میں سکیاں

کی طے

شاہ کے مکھ سور تھے پایاں ہیں سب <sup>رخ آفتاب جیسے سے</sup> چند تھے جوں تارے تیوں ناریاں انند  
 تاج سہما تارے سداے خوان عید <sup>چاند سے جھٹکے</sup> تیری عیدی تھے کریں شاہاں انند  
 تھے زرب دیا <sup>سے</sup> قطب شرہ داہم علی کا داس ہے

جم کریں شہ عید تھے عیدیاں انند  
 ( ۱۱ )

روزیاں کا عید آیا ہے ہو چاؤ ہو رہو مان سوں <sup>روزوں</sup>  
 ساقی پلا مد عیش کا اپ حسن کے پرمان سوں <sup>بہت اور بہت</sup>  
 مینج تائیں مد کا شیریں <sup>اپنے</sup> ہو راس میں خرم ہونٹ کا  
 نابات اپ بوسے کا دے اے شہ پری ات گیا سوں <sup>شراب اور</sup>  
 مد خانہ عشرت کا کھلیا <sup>اپنے</sup> بہتاپون آئند کا  
 خوش بھید ہے مل پوناں <sup>شراب</sup> مد جو کے جانان سوں  
 پینا <sup>شراب</sup>

سکياں منگاریاں ہیں ایں پو عشق کے رنگاں ستیں  
 اُس کے بڑے ہیں بھاگ جس کوں شہ منگے دل بجا سوں  
 عید آ کے کُکھ جھکاٹیا اب چونپ دل میں لایا  
 سنگار میں اُچھاٹیا ناریاں ملیاں سو جان سوں  
 گن عید کا گاتیاں سکياں پیو پ کیا راتیاں سکياں  
 سائیں کے من بجاتیاں سکياں ماتیاں ہیں پو دھیا سوں  
 صدقہ نبی کے قطب شہ کوں عید سکھ دن دن اچھے  
 جب لگ چندا ہو ر سو ہے عیش ج فسان سوں

چاند اور سورج میرے سے (ق)

بسم الله الرحمن الرحيم





منجے چونکہ صہر انداں ہو رختیاں کا گر جتا ہے

منجھے چاروں طرف اور

تو مستی عید کا سر یک پہ رکھ موئن منیا ہے  
میرے دل کو

نئی صدقہ قطب کوں ہے جم عید مستانہ

زیرِ عید

کہ میرے پس اُپر دایم چتر شاہی سہا ہے  
(ق)

(۲)

کہ قرباں ہونے آیا عید بکرید

خوشی خیراں سنایا عید بکرید

طرب مطرب کوں لیا عید بکرید

کھٹکتا مرغ دل کے بوتائیں

اپن سُد گنوا یا عید بکرید

نگہ غریباں کوں کھینچا منج کوں قی  
کے غمروں سے

دلِ رِہ دکھایا عید بکرید

خدا یا کعبہ منقصو و دکھلا

خرم دکھ میں بنایا عید بکرید

نہ کر غصہ شکایت عشق نہیں

پرت میں اُس جھایا عید بکرید

جکوئی ہے عشق میں ثابت قدم او  
کارہ

عشق اُسے

جو کوئی

معافی کے بھن بٹنا تھے لے گل

مہراک گل تھے سہیا عید بکرید

(ق)

(۳)

ہوید ابھی ہوا جوں جان بکرید	کیا سب جگ کوں آبادان بکرید
ختم شہ کے دنیا تھے جگ میں سکوں	کیا ہے شاہ پر قربان بکرید
جنت میں کی سوالوں نعمتوں	کیا نازہ جگت کا جان بکرید
ہوا بھر زور جگ کا بن ہو زمین	پچھایا ہر طرف کیو خواں بکرید
خبر لیا یا کہ حق شہ کوں دلایا	حیات و نجات جاویدان بکرید
بھراے بزم ساقیاں مدد لیاں	کہ ہے مستان کا مہمان بکرید

نئی صدقے قطب لکے جس جی تو

کہ تج تھے پاوے نت جیوان بکرید

(ج)



( ۴ )

اتم بکرید آیا جگ ہوا خوش اپنے من میا نے  
دل میں

۵۹. گھرے گھر عید ہووے آج سارے تر بھون میا نے  
پھر گھر میں تینوں عالم میں

گل غلیان ہو ر حوراں ملک اس عید یوں خوش ہو

سب بھرائے آج دن مجلس خوشیاں کی سرگ بن میا نے  
اور سب بھرت کے چھ میں

چندر بھر بھول تاریاں کی رنگیلی اوڑھے چادر

لگا سینے کنک عنبر لگا ڈولنے کوں کھن میا نے  
چاند آسان میں

کرن تر تار کی پیرن سوچ پن دور دھلکا کر  
شاعوں کی پیرتن پہن کر

ادک جھلکار سون نکلیا جھلک نوری برن میا نے  
خوب منور ہو کر جسم میں

سہیلیاں آج یوں شہ کیاں رنگی گسوت میں سہیلیا ہیں  
کھلا

کہ یار رنگ رنگ کھلے ہیں پھول چمنائ کے چمن میا نے  
کے

اُلا لیاں ہوں جوانی کے قول شہ سوں رلیاں آنے  
 نئے بادشاہ کیساتھ عیش کرنے کیلئے  
 کریں لک چھند بند تل تل تین کے یک سین میا نے  
 ہر لمحہ نئے لئے  
 مدن کا مے پلا شہ کوں چمن کی چاکنی دے دے  
 بوسہ لذت دے دے کر  
 ادک متوال کر شہ کوں کیاں خوش مے مدن میا نے  
 پون عشرت سہا و ایو لطافت شاہ کا دیکھت  
 دیکھ کر  
 ملک حوراں چند سورج رہے کم ہوا پں میا نے  
 ہوا  
 بنی صدقہ قطب شہ کوں دعا پختن کی ہے دایم  
 چاند  
 توت آند سوں کرتا ہے شاہی سب دکھن میا نے  
 ہمیشہ اطمینان سے  
 میں (ج)

( ۵ )

شہا بکرید ہے سالم دیکھن تج پہ قریاں ہے  
 تجھ پر سے  
 دھرت خوشدل لگن خوشحال جگ شاد خنداں ہے  
 زمین آسمان عالم

تو ابراہیم کا فرزند تھے تاج دوستان سول مل  
 تو ابراہیم قلی تھیں <sup>تھے اور تھے</sup> <sup>کے ساتھ</sup>  
 جو اسمعیل کو حق پیار سوں داہم نگہ واں ہے <sup>۴۰۰</sup>

علی کا باگ توں تاج جھل جھلا ہوا ہوا درختے  
 غیر تو تیری جلال یا عجب <sup>اور ہے</sup>  
 لگن کے باک کوں تاج پر کیا میخ قرباں ہے  
 آسمان <sup>نیشتر (اسد) کو تاج پر ہے</sup>  
 خدا تاج کوں دیا عیدی یو ہندستان سالم کوں <sup>تجہ</sup>

تو دن پردن قیامت لاک ملک تیرا اباداں ہے  
 ہر <sup>رو بہ روز</sup>  
 جگہ وی تاج سات یک چہ نہیں دشمن ہر ہمل کا  
 جو کوئی تیرے ساتھ <sup>دل</sup>

جو دشمن ہے ہمل کا سدا خواہ ہر پریشان ہے  
 اور  
 تو موسیٰ تاج کھرگ موسیٰ عصا تاج کھوید بیصنا  
 تو تیرا تلوار کا <sup>تیرا چرو</sup>

تو عیسیٰ تاج ترنگ ہے سور ہوا آسمان میدان ہے  
 تو <sup>تیرا گھوڑا</sup> <sup>سوج اور</sup>  
 ہے جم داودی الحال تاج بزم میں تاج بزم میں جم جم (۹)  
 تیرا <sup>(داود ص ۹)</sup>

انداں پرانداں پرانداں پرانداں ہے

دیا حق تیج حکم تل سب پری ہو رو دیو خوش و طیر  
تیرے کے تلے اور

سوچن ہو راس عنصر چار و ساچا توں سلیمان ہے  
سچا تو اور

سٹیا تیرا گھر گ دشمن پیر پر تو تو رگت میاں  
نوں میں ڈالے تلوار

ہو دشمن کاتن سب جوں عقیق ہو ریل مر جاں ہے  
مش اور

دعا کرتے اُسے سب جگ جگوئی تیرا دعا گو ہے  
جو کوئی

شن کرتے اُسے عالم جگوئی تیرا ثنا خواں ہے  
جو کوئی

نبی صدقے خوشی گھر گھر اندی ٹھار ٹھار اقطاب  
اطمینان جگہ جگہ

ترے گھر میں ہزاراں سال لک بکرید مہاں ہے  
تیک (ج)

۶

دن آج کی بکرید کا سب جگت میں رجحان ہے

۶۱۰

گھر گھر خوشیاں عیشاں اند مہمان پر مہمان ہے

ریگاں بدل سیخاں سہیں تائے مکئے لذت بھرے

کر ڈول چند اسوج <sup>بادل</sup> اگرں کا نور سوا سمنان ہے <sup>چاند</sup>

بادل سے سفرے کے آپر جوئے جنت کیاں نعمتیں

سو اس کندوری کوں دیکھت ترلوک سب حیران ہے <sup>دیکھنے یا دیکھ</sup>

یو عید قربانی آپے قرباں ہوئی سہیلیاں آپر

تو اس سبب اس عید کوں سب جگ میں اتیان ہے <sup>اتنا</sup>

یا مونییاں سنگار کر بھرتیاں لٹکتیاں دھرت پر <sup>پھرتی ہیں لٹکتیاں زمین</sup>

یا کھن آپر تائے سہیں یا کھیلیاں بستان ہے <sup>آسمان</sup>

کوئی گاتی کوئی آلاپتی کوئی منستی کوئی ناحستی

کوئی پیتی کوئی پیلانی کوئی سرخش کوئی متان ہے

صدقے نبی کے قطب کوں قائم اچھو شہری اند

جب لگ دریا میں نیرہ مورانبر آپر چند بھان ہے <sup>پانی اور آسمان چاند سوچ</sup>

( ۷ )

سنگار کر اضحیٰ چلے سو نور انواراں بھسے

پھل سورٹو اکن لگا تر جگ میں جھلکاراں بھرے

خوش عید عشرت شہ کے گھر لیاے دیکھا <sup>سوج</sup> شہت لکیر <sup>لائے</sup> ہاتھ میں

لاگل گلے لاشک عسبر جو بھیڑ بھکاراں بھرے

مے لب توں لبدائے میں لے لویسے پھل بھانے میں <sup>تیرا</sup>

مدھیالے میخانے میں لے چو طرف میخواراں بھرے

چندر کھیاں پی جام اول تارے لیا <sup>ٹراپا</sup> نقلاں بد <sup>مہیخان</sup>

مست ہو پھیریں یوش اگل سوار کے <sup>۶۲۰</sup> جو بھاراں بھرے <sup>کے سامنے سورجوں جھلجھل</sup>

تو قطب گھن زرش ہو کر طبلے سوج رکھ چرخ پر <sup>آسان</sup>

کرناں سے تاراں کھینچ کر <sup>شاخوں</sup> ساریاں میں <sup>ساڑیوں</sup> زرتاراں بھرے

پیوسات کیاں ہوائے جیوسات قرباں ہوائے  
 پیانکے ساتھ خود جی کے ساتھ

تسلیم کر اسمعیل اپنے تو حم گلے باراں بھرے  
 خود

حضرت نبی صدفے تھے بن یا قطب کیتا یونزل  
 سے نکشتا

آنند سوسن لاء عید گل کے پر گہریاراں بھرے  
 (۹) (۱۰)

( ۸ )

آنند علم آچا یا صلوات بر محمد  
 خوشی کا بلند کیا

دوہی مراد یا صلوات بر محمد

منج سیس چھانو چھایا صلوات بر محمد

جبریل ورد لایا صلوات بر محمد

حیدر مراد لایا صلوات بر محمد

دکھ آگ میں بھونایا صلوات بر محمد  
 دکھ کی بھنایا

بکرید عید آ یا صلوات بر محمد

جیکے مراد میرادل میں جو تھی خدا تھے  
 جو کچھ

بارہ امام پنج تن کا ہر جسم ہما ہو

میری خوشیاں کی بیلاں کھن منہ دھڑو کر  
 آسمان پڑھیں کرے

ایک دھیان ایک جت سونل ہو جو میرا

دنیاں کی ذات کوں سب دھیر لوی کرے  
 دنوں ایک طے

صدقہ نبی کے قطبا حنا محل بیارے

۶۳۰

عشرت پکڑ بسا یا صلوات بر محمد

(ج)

( ۹ )

عشرت کے پھولاں کا یون لیا یا سنت بکرید سوں

سب رنگ بھریاں کے من کے سین بھلا یا سنت بکرید سوں  
دل کے لئے

اس باں کی جھلکاروں آ یا بہار اس جاگے منے

آنند پھل جاگ باغ او پر چھایا یا سنت بکرید سوں

سب بن ہر انیمین پھولاں تارے کھل ہے  
تاروں کی طرح

نہرہ سوں منگل ساز کر گایا یا سنت بکرید سوں

کھلتی کلیاں کے ہونٹ پلتے ہیں جو نازک بھید سوں

کرے صفت شہر کھیل کا آ یا سنت بکرید سوں  
کے لئے



سندھیاں پر رنگ شہ میلے تو آنکھ تل یوں دے  
 آنکھ کی تل اس طرح نظر آتی ہے  
 سوچ ستاریاں پر کرن بایا بنت بکریوں

عشرت بدل امرت پھوٹی چھڑ کیا ہماری بزمیا  
 کہ بادل آجیات کی پھرا چھڑ کا  
 منج ول چین میں سکھ برگ لایا بنت بکریوں

یک ٹھار مل آئے بنت بکری حضرت دشت تھے  
 جگہ کی نظر سے  
 قطب زماں آنند سکھ پایا بنت بکریوں  
 (قا)

نور افروز



( ۱ )

نورانی نوروز نوراں سوں آیا      حل حسب حال لے حضرت تھے مٹھایا  
 جگمگ جو جگ میں دھل کا زخم جھم      چمن جوگ چند بن جگ بجایا  
 م      مدہر مدہستی میا سوں نوہر      مدن بن کی مجلس میں منہر منڈایا  
 ک      کدم کر سوکتو گنت کم کلا کر      کنٹی کو یلاں کا منا گن گویا  
 ہ      ہوا ہے ہوا ہر طرف ہر جنس کا      ہوں سوں ہری بن ہزاراں ہلایا  
 س      سہیلیاں ہاتاں میں ہاتا ہٹایا      سہیا لصف سائے شریا سہایا  
 ن      قربوں قطبہ قدر قدروں      قضا قوس تھے قاف تا قاف پایا

( ۵ )

( ۲ )

نوا نوروز نورنگ جوں کلیاں کھلایا ہے  
 بند ناریاں کوں چل چٹریاں کل کنچو گیا ملایا ہے

سُزِ رنگِ پُھلِ پیالے شبنمِ سوں دھولا <sup>مُحَلّا</sup> بھر گلا لی تس  
خوش رنگ کے پھول

سبز رنگی نہالاں نورنگیاں ہست دے پلایا ہے  
ہاتھ میں دیکر

دسین جوں بلبلانِ تملِ تلالِ ناریاں کی نگرِ پر  
نظر آئیں شل

پریم دے پرلاں دے تن کول جیواں دے جلایا ہے  
روح دیکر

ترقمانے طراوت سوں کل گلالِ ناریاں کوں  
سے

بنداؤن تافنی ہریئے اُپر بھولاں بھلایا ہے

بھونر بھولاں کے بچھڑی <sup>شل</sup> مین کالاجوں کے کویل ہو

ہری ڈالاں اُپر پھر پھر سندر پھل کر جلایا ہے

چلانے نتھے بھونر کے بھر ہے سروں ہمن کر کہ

کلیاں مکھ موڑیاں سوں پھر خدا کیج ہلایا ہے

کچیاں کونلیاں کنواں ناریاں کلیاں کوں نور آیا

پہل صدقے قطبا کوں انداں سوں ملا یا ہے  
(ج)

( ۳ )

سرتھے نوروز بشارت لے خوشیاں یوں گھڑے  
 پھرے کی <sup>اندھ</sup>  
 تو گل برج میں اپنا سو شرف غزم دکھائے

موا میداں کے اندھ چول چمن من میں کھلے ہیں  
 بھری <sup>دل</sup>  
 گھنگروال بال پیالے منے مد بھر کے پلاوے  
 میں

سبز صورت سو سبز باغ میں سہتی گھن اپنل سوں  
 آسمان کے

کو کلاں ناد سوں چوندھر کھنچنی پیاری بچاؤ  
 کو بلوں کی طح <sup>کھنچنی کب</sup>

چنگ کرتا ہے پیالے و مہراجی کوں سلاواں

روم تاراں سینیں مطرباے چنگ چنگ بجاؤ  
 ہے <sup>خود</sup>

سرو قد ساتی جو بنیاد کرے ناچن کی

پریاں حراں سینیں ملکر سری راگان سینیں گائے  
 ہے <sup>ناچے</sup> ہے

آئی مشاطہ نگارن مونگاری پری سائیں  
 بیری کے لئے  
 قدرت اس ہونٹ مٹھائی تو نبات اس کیاں کھلاوے

نئی صدقے قطب ایسی کرے نوروز رنگبیلی

آپ کو ترخدا حضرت کے ہتوں منج کوں پلاوے  
 ہاتھوں سے مجھ



بِسْمِ





(۱)

بنت کھیلیں عشق کی آہ پیارا  
 تمہیں میں چاندین <sup>بچوں</sup> میں تارا  
 نچھل کندن کے تاراں ایک جھونا ۶۶۰  
 بندی ہوں چھند بندوں کنگارا  
 بنت کھیلیں ہم <sup>ہم اور ماجن</sup> مور باخباہوں  
 کہ اسماں رنگ شفق پایا ہے سارا  
 شفق رنگ چھینے میں تارے گٹ بول  
 سرچ کرنا من زرتار تارا  
 پیایک پر ملا کر لیا بی پیاری  
 بنت کھیلی ہوا رنگ ننگارا  
 سور و ماروم چرکیا لائے دھارا  
 جو بن کے خوشحالے رنگ من بھر  
 عجب سورج میں کیوں کوٹھارا  
 بھکی چولی میں بھینٹن نشانی  
 پھولا با آگ کیسر کی پیارا  
 بسنت و نت جھجھو کندن گال اوپر  
 بھگی زوی

نبی صدقے بنت کھیلیا قطب

رنگیلا سورہا ترلوک سارا  
 عالم

(ج)

( ۲ )

پیارے ہنت کا ہوا آئیا  
آئی  
(کرم خوردہ)

سکیاں تن مشک زعفران لایا  
لائی  
کہ چوند صہر ہر از رنگ ہوا چھایا  
چاروں طرف ہر آئی کی

۱۰۰ کہ جیو اس تجھے جیون کا اس پائیا  
(ج)

(کرم خوردہ)

کہ کوئل پریم نادا پسنا سنایا  
مجت کائنات  
نرس مور آواز جگ کوں جھایا

گلالی رنگاں کے بن بہو جنسوں  
بہت طریقہ سے  
نبی صدقے اے قطب اس ہنت میں

چھیلیا رنگیلیا کے فت پڑھایا  
رتن میگو برسن عجائب دکھایا  
موتی کا بارش برسر  
(ج)

( ۳ )

ہنت آیا سکی ہوں لال کالا

کسم چولا

پہپہا گاؤ متا ہے میٹھے میناں

مدھر رس دے ادھر پھل کا پیالا  
ہونٹ پھول جیسے

گرج بادل تھے داؤریت گاونے

تَنَنْ تَنَنْ تَنَنْ تَنَنْ تَنَنْ تَنَنْ

کوئل کو کے سو پھل بن کے خیالا  
پھوس

۶۸۰. وَلَدَرُوْر كَر كَرْتَا نِهَسَا لَا

نہال  
نچوشت  
دندیاں سینے میں سلتا دکھ بھالا  
دشمنوں

سدا بیوا کر رہیں ایسی گائیں

نبی صدقے ہوا قطبِ اتر اجیت

(七)

دشمنوں

( 4 )

پیاری کے مکھ میانے کھیلیا بنت

پھولاں محض تھوچر کے چھڑکے کی بنست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جوابہر کے لہراں ہوں آیا بسنت

جوین حوض میں نین رنگ بھرے

بنت راگ گاؤہہا یا بنت

رنگا نید میانک بندے گلہری

گلے گلے میں دکھایا بسنت

نوی بانی کوتلی کدم میں بھیجے

پرستِ سائے مجھ پر پلایا بسنت  
نہمت کے

بنت کی خماری نین میں بھری ہنڈولے نین دل ڈلایا بنت

نبی صدقے میں ہوں محمد غلام نوی رت سیتی رت ملا یا بنت (ق)

( ۶ )

او منگاں ہوں بنت آیا نورانی کر باں کسوت سکیاں سب آروسانی  
انگوں کے ساتھ کرتی ہیں عروسی

بنت کے پھل کھلے ہیں اپ رنگیلے ۱۰۔ ہوا حیران دیکھ اس تائیں مانی

گفتل کے جھولے سہتے ہیں اوکھ پر کہ جو پھل پر ڈلے جھونر اسوگیاں  
پھول ہیں

جڑت چرکیاں شہ پہ بنت جب پلاوے نہہ مدتب شہ کی میانی

کوہک کوئل بنت کے راگ گائی کہ پائی ہے اے رت میں شکشانی  
کھکھی

ہوا آکر صفا پل بن کوں توں دے کہ دکھ او نقش ہوئے حیران مانی  
دیکھ کر وہ

نبی صدقے قطب شہ تائیں جم جم کے لئے

سہاویں رنگ بھے حُناں سہانی

( ج )

( ۷ )

شاہ کے مندر سعادت کا خبر لیا یا بنت  
 نین پستلیاں کے چرن میں پھول پھل لیا یا بنت

بہر سائے نورتن کسوت کئے ہیں رنگ رنگ

سروینا میں سوشبنم کا سہرا پایا یا بنت  
 شراب

سائے پھولائیں بنت کا پھول مہانی کیا

گل پیالہ ہو کے خدمت تائیں جیت لیا بنت  
 کے لئے

جوت مانک سوں بنت کے گل کھلے عالم میں

پھل بنت تھے سب فلک پر لال رنگ چھایا بنت  
 پھول

سور کا رنج میں بنت کا رنگ جھلکتا نور سوں

ہو چندر کے حوض میں چندن سوں مہکایا بنت

اور چاند

نرنیاں چڑ کہ نرننگ نکلیاں بسنت کے ڈھنگوں

پھول ہر اک کھل کے اب باساں بستیں گایا بسنت

جھین چُنٹری نرننگ تاریاں کا کر آئے انگن

چیر کٹائے کے تئیں انبرکماں لپایا بسنت

سرتھے اپنل ڈھال کر بھیج پرپلو کریوں سٹے

بجلی چڑ کے ہاتھ لے تھا ڈی تو رنگ پایا بسنت

چرکیاں کے نیر بند تھے سب فلک پکڑیا ہے رنگ

اُس گہرا بون تھائے موتی برسا یا بسنت اُس گہرا بون تھائے موتی برسا یا بسنت

موتیاں یا قوت گھر گھریوں دھک انباراں بھرے

ہر گد مسکس کوں خاقاں ششم کا دکھلایا بسنت

۱۰

شکرا یز و کر معانی رات دن آند سوں

۱۱

تیرے مندر میں خوشیاں آند سوں آ یا بسنت

(ج۔ ق)

مکی میں  
دروسی عید





## پوریوں کی عید

درشنی ہو آئی ہے پوریاں کی عید <sup>درشن والے والی</sup>  
 شاہ درس ستنی گمتیاں کامیناں <sup>کے درشن سے عیش کرتا ہیں</sup>  
 شاہ کے مکھ سورسوں ہر دم حضور <sup>رہ آفتاب سے</sup>  
 وصل کعبہ کر پھیریں سب آس پال  
 ناریاں جگ پرچمن دے شہ کرد  
 لعل خوباں بنب جب اُباں جو پائے <sup>بوسہ</sup>  
 شہ درس مکھت ہوئی حوریاں کی عید <sup>کا درشن</sup>  
 دید پر ہے دید منظوریاں کی عید  
 رت نوبلیاں ناریاں نوریاں کی عید  
 شہ کی بھینچوں ہے ستوریاں کی عید  
 لعل اومر بہا بیاں مخموریاں کی عید  
 تب تھے ہوئی جگ میں کنڈریا کی عید <sup>ہونٹ</sup>

مصطفیٰ ہور مرتضیٰ کی وٹٹ تھے <sup>اور</sup>  
 قطب تھے ناریاں گوریاں کی عید <sup>نظر سے</sup>  
 (ج)

# اتبارِ اَتوارِ عید



عشرت کے پردے لیا رچے منتر سونے کے وار عید

ہے آج جگ خوشحال <sup>منال دھڑے</sup> <sup>گھر</sup> ہوٹھا رٹھا عید

مطربِ عشرت <sup>دنیا</sup> نیم خط واس <sup>ہر جگہ</sup> ہو ریا عید

وے نقلِ تمل ذوق کا یک دل <sup>غلام اور</sup> یوں خمار عید

جگ میں اجنبیا ہو رہا دستے ہی <sup>سے</sup> لو اوار عید

پکڑے <sup>حیرت</sup> <sup>رہا نظر آئے ہی</sup> دس دن کا ایک چست سی <sup>سے</sup> دربار عید

صدقے نبی کے قطب کوں لہا لے کر اپنا کرے

۴۰

عشرت <sup>مائل کر کے</sup> اند کے چھند سوں بوجھند بھری چون عید

(ج)

قربان ہونے نہ اپرا آئی ہے اتبار عید

گھر گھر خوشی ہو <sup>کے اوپر ہے</sup> عیش کا سچر ہوا بھوٹا <sup>تھا</sup> ہا سوں

امید کے سب ملک کا سلطان <sup>اور</sup> سے توں تو تھے

مذوق کے پیالے بیتے متیاں کوستان <sup>شراب</sup> کر

قدیاں <sup>سب ہی</sup> بھیل ساج کے ہماں <sup>سے</sup> گوشہ گھر آئے ہیں

بندے <sup>بندہ</sup> کو کر بندگی پائی <sup>سے</sup> پائی بڑائی جگ منے

آرام

# سکھ بلاس کی عید

سدا ہوئے منہ بزم میں نہمہ اند  
 سنوارے لگن سے رنگیلے محل  
 سجن کے جشن میں سوج سے بھگت  
 سبھی ساز بجتے ہیں گن بھیدوں  
 گرختے ہیں سن من تھو ساتوں لگن  
 نہیں بزم اس ساز کا ہو کہیں  
 کہ دولت ہے اس شاہ کا بھول بند  
 رتن جوت جھسکے کہ یا سور چند  
 دکھا دیں عجیب دیے سوں چھند بند  
 بیختے ہیں اس ساز تھے جو کے چھند  
 جگت رقص کرتا مین کچ گزند  
 نظر نا لگے تیوں سواک سپند  
 نظر آئے  
 سوج چاند  
 دل سے  
 کلکتے  
 آسمان  
 اس طرح ڈالو آگ میں

نئی صدقہ قطبا کرے سکھ بلاس

کہ دایم اچھو عید کی تیوں اند

(ج)

اسی طرح

ہے

# عید



عید اں کیاں نہ خیشاں سب ہی اس عید میں	سالال کے غم بھانیاں سب ہی اس عید میں
فتح و ظفر ہو عیش ہے اس دن میں	نوراں کی ہیں کلیاں سب ہی اس عید میں
اسی خوشیاں پر لکھ گہر نہواں ۳۰	روشن ہوا ایماں سب ہی اس عید میں
چند اسوج لینتے جھلک اس دور میں	پاسے شرف پر جاں سب ہی اس عید میں
جھاڑ سوکیاں کوں لگے پھل عید تھے	گوہر بھرے سپایاں سب ہی اس عید میں
اس دس میں کوئی غم نشاں پاتا نہیں	رقصاں کر دوقاں سب ہی اس عید میں

قطب زماں کے سب گناہاں بخش الہ

پکڑ یا علی داماں سب ہی اس عید میں

(ق)





( ۱ )

خدا کی نظر تھے برس کا ٹھہ آیا  
 کریم کے کرم تھے برس کا ٹھہ آیا  
 عجل کے میم تھے مد مانگ کریں  
 علی عین عادل علم کوں اچایا  
 الف آسماں آسماں گیر بند کر  
 حسن ہو حسین جن حاجت لایا  
 قمر قاف قبے او پر جگ جگایا  
 پریم پی کا پیا لایا منج پلایا  
 گلاں کاف کل گوند سہر سنوار  
 تو ہی ہستی کا ہنس منج کل نہا کر  
 حاصل سو ہے حمد کا حق نہایا  
 صدق صادق صادق صادق صفا سو  
 نبی ہاتھ نابات نیکا چکایا  
 قرب قطب کون قاف قائم دکھایا

( ج )

( ۲ )

نبی کی دعا تھے برس کا ٹھہ آیا  
 خوشیاں کی خبر کے دماغ بجا یا  
 پیا ہوں میں حضرت کے بہت آب کوثر  
 تو شاہاں اُپر مچکس کر بنایا  
 مراقب تیار ہریاں میں فصل پھل  
 توجہ پر فلک رنگ کا چتر چھایا

۱۔ سلطنت گو لکنؤ کا شاہی رنگ نیلگوں تھا۔



فلک دور نمئے سو مندپ اچا کر  
جڑت سب تارے اُس پر جڑایا

کلس دیتے تھانباں پر چند سوچ <sup>مانند</sup>  
وہ جھلکا نور اُس ستی جھک جھکایا  
سوج چند اپنے مال ہو کر بخت <sup>دکھائی دیتے ستون پر چاند</sup>  
منزل ہو فلک ٹم ٹمایاں بجایا

کرے مشتری قص مجہ بزم منت <sup>چاند</sup>  
برس گانتھیں زہرہ کلbian گایا

کلیاں عشق کی مجہ پیسے میں کھلا کر  
پھولاں غم کے دل بولتا تھے گنوا

مرگلتاں تازہ اس تھے ہوا ہے <sup>دل</sup>  
مجہ اُس باغ تھے میوہ دم دم کھلا

دیتے دشمنان کو یک جا ملا کر <sup>دل</sup>  
سوا سپند کے پاتراں کر نچایا

خدا یا معافی کی امید بر لیا

کہ جیوں سانت کے میوہ تھے جب اکھایا

(ق) مینہ سے دنیا

( ۳ )

خدا کی رضا سو برس گانتھ آ یا  
ہس شکر کرتوں برس گانتھ پایا  
ہزار تو گرہ

دعاۓ اللہاں تھے مجھ کو راج قائم

سے ہوا

نبی کا دعا ہے منہ پھلے پیر اوپر

گل مصطفیٰ سب سے میرا گندھا کر

سے ہوا

دعاۓ علی تھے میری چڑھا کر

ہر یک دم کی جیب سے شکر کرتوں

رواں زبان سے

معانی محفل پہ لواتے کرتوں

خدا زندگانی کا پانی پلا یا

آب حیات

اماں دعاوں طنابا بندھایا

کی سے

مجھ اس گل کا سیرا حمال پنا یا

اپن سایہ سوں سایہ باں مجھ پہ چھایا

اکہ چھ بھاگ مارا شرف سوں پنا یا

تیری محبت

کہ توں اس پن تھے جگت میں پنا یا

غلام سے

(۴)

( ۴ )

نبی ناتوں تھے پھر سرگاتھ آیا

نبی کی غلامی تھے ہے تلج تیر

پھول کے منڈپ کا ندے کے تھانبا

گلابی پھولان کا بندے سر کوں سہرا

باندھ

نوسے خیراں شہاں کوں ہونا یا

شہاں تلج پرتاج تیرا سولایا

کہ ساتوں سہلیا سوں منڈپ اچایا

او پھولان جرت قرص گاہل پنا یا

پنا یا

قطب تارہ دکھلاؤ قبلہ کی باٹ  
 قطب تارہ قطب فلک کا کلس ہے  
 اے ہے بس شرق قبلہ جگ کو کھلایا  
 سبھی تاریاں میں نکت ہو پایا  
 سوس کا جھلم نور جگ کوں جگایا  
 فلک آپ منڈ پے حوراں نچایا  
 فلک تال مندل گرج کر بجایا  
 عطار دے لکھنے میں ہرگز نہ آیا  
 گلابی کلیاں کھلیاں دل باغ میں  
 تمن آرزو تھے ہے دل باغ ہریا  
 کہ باقی بھولاں کی روتاں کو گنوا یا  
 کیا دشمنوں کی نظر چاک چاک  
 انا راں اوکل تار منج بہت دلایا  
 کہ جیوں چاک گاڑی کے منے پھرایا

خدا یا قطب شب کوں کھ اپ پناہ

برس کا تھج یا دستیں گنایا

( ۵ )

حبیب حق تھے برس کا ٹھہریس آئے آج  
 علی کے ہر تھے مجلس سوچ کچائے آج  
 رحیم انبر کوں تناریاں سینے سنواریاں  
 منڈپ بھولاں کا محمد کے سر چائے آج  
 سو لکھناں سو لکھن گھڑیاں میں امت بھر  
 ہیلیاں جھاڑ خضر نیر سو پلائے آج  
 جو سہرا میم فحل کا حیرت پرانے  
 علی کی لے کی حامل منجے پنائے آج  
 سنے کے صد اوپر پھول گیند جوین کے  
 ہزار چھند بند اسوں سکیاں لپٹائے آج  
 صراحی منبلہ پور شتری کا لے پیالا  
 سہیل ساتی ہونج مدلانے دھائے آج  
 چکھا ونے منجے آند سات لپٹائے آج  
 فلک طبق میں ملک نقل بھر تناریاں کا  
 چکھا ونے منجے آند سات لپٹائے آج  
 سولال کال طبق میں سکیاں علی نہ بھر  
 شوشہ سجان کوں ہو چھند سو لکھائے آج  
 لگن طبق میں سوج چاند کے سوکانسے دھر  
 کہ زعفران مشک رنگ نگ بھولے آج  
 کتلے چاند سوج بھر کے جوت پائے آج  
 نچھل ہلکا جھلک شوجک میں یو دیسے  
 کہ لے چاند سوج بھر کے جوت پائے آج

فلک بدل کے منہ کر ملکے سو چند تال  
نچا تار سکیاں منج کون جم بچھا آج  
ندی رو ماوی موتیاں کی آرتی بھر کر  
سوز بہر مشتری کے ہت پلا دلائے آج  
سدا ہے دس محمد قلی محمد کا  
علی کے مہرستی سکا اند پائے آج  
نبی کے صدف قطب منگ د علی کن تھو  
سو مینز بانی برس گانٹھ لکھ گنائے آج  
کے پاس

(۶)

گھڑی امرت منے ساعت سلکھن دیکھو اختر سوں  
میں مبارک  
گنائے ہیں ملک شہ کا برس گانٹھ آج مہتر سوں  
محلان میں ہر کیس جاو یا خوش زیب وزینت لیا  
ہر ایک  
چنار امو عطار د آچتر ہر یک بچتر سمندر سوں  
مصور تصور آار  
کریں مل قص آوراں ہر یک نزل چند رسوراں  
چاند سوچ  
جھلکتے ہر طرف نوراں ستون ابھرن کے جوہر سوں

سول آشتی نہ ہر جو لیکر چنگ نوچت رکا

نئے چاند

اُتر کھن تھے امنگ ہوں آجاویں لاگ کنڈھ سوں

اسان سے ہے

سو دیکھ حیران ہو مارے لگن کے سب رہن ہارے

رہنے والے

آسمان

اپس سہ کھو کہ بچا ہے بھارے من عنبر سوں

آنکھ

اپنا

مہکتی ڈور پر مل بھریں اسان سب یک سر

دماغ ہو تر جگت کے تر عنبر ہو رشک عنبر سوں

اور

تینوں عالم

علی آشتی سوں مل مار کر قطبے تج تیں

تیرے لئے

گرہ ہائے بسا سو کا بنی کے اسم اچھر سوں

کے حرف

ڈالے

(۵)

(۷)

ملایک عرش پر شہ کیاں برس گانتھاں گنتاں ہیں

سماں سا تو محل میاں بدل فرشاں بچھاتے ہیں

ساتوں میں بادل کے

کرم کر پیچنتن بارہ اماں چھار دہ معصوم

بریں لکھ کی برس گانتھ آج اپ چاواں لپو پاتے ہیں

سدا جگ میں جیو و شہ کر سکل حوراں کبیاں سجدہ  
زندہ رہو سب

ملک آمین کہہ کہہ سب دعا سوں بہت اُچاتے ہیں  
کے لئے ہاتھ اٹھاتے

مکت مصحف کے تارے ہو رہے خواں کے مکھ پر کی

بریں گانتھاں کی گانتھاں ہو دو جگ میانے سہاتے ہیں  
میں

سویچ چند آئے مہاں ہو کہ مہانی ہوتی شہ گھر  
چاند

خوشیاں سوں ناچتیا بجلیا بدل عشرت کے چھاتے ہیں  
بادل

ابھالاں میل کر آنے لگے چھنداں سوں چوندھرتھے

بادل ساتھ چاروں طرف سے

کہ یا انبر کے سینے کوں ملا یک مشک لاتے ہیں

اسمان

قطب شہ کوں میا کر کردیا سوں چختن دیکم

جیات ہو رنجت دولت سوں خضر منے جلاتے ہیں  
اور سے کا طع

(ج)

( ۸ )

خدا ہور مصطفیٰ کی دشت میں آیا برس گانٹھ  
 اور نظر سے  
 بڑائی چوڑا اماں ناوں میں منجھند ویرا  
 نام سے مجھے باندھو ہیرا  
 ہیلیاں تل گلالی گل حائل منج پناو  
 گھس پناو  
 اوچائی پھول منڈپ پیار پویاں نو لیا  
 اٹھائی  
 بجائے دن ناں تم تم پلاتے کا فیتہ چھندوں  
 کاتے  
 محبت آرتی یوں دارتے جیوں ڈھال  
 جوں لگ رہے کرتوں برس گانٹھاں اندوں  
 جب تک سوچ

یسا سو برس گانٹھاں کا خبر لیا یا برس گانٹھ  
 لایا  
 نبی دولت تھے عالم کوں مرا بھیا برس گانٹھ  
 حائل قرص چندر... دکھلایا برس گانٹھ  
 دعا پھولاں کی خوشی جو رہو یا برس گانٹھ  
 خوشیوں پاتراں انجل کوں بچا برس گانٹھ  
 سو متی ڈھال دیا کاں جھکا یا برس گانٹھ  
 شہاں سے قمر قطب لیکھا برس گانٹھ  
 (ق)

( ۹ )

خدا کی رضا سیتی آیا برس گانٹھ  
 سعادت ستارہ دکھا یا برس گانٹھ  
 جو امت گھڑی دکھ دماے بجائے  
 ۸۱۔ تو ہمت ریش پیاں دلایا برس گانٹھ  
 دینھ



مگٹ موتی مَنجانبندی مانگھ سیتنی  
 جگے جگ نہاتاں بنٹیا برس گانٹھ  
 سورج بیگھ انبر کستکریاں کے جھیلے  
 چند رکے نہالاں سوچھیا برس گانٹھ  
 امولے من میں ریل مول راکھے  
 او شیریں کی شیریں دلایا برس گانٹھ  
 نبی کا غلام ہے محمد قطب شاہ  
 خبر لاکھ سالوں لیا برس گانٹھ  
 (ق) لایا

(۱۰)

نبی کی غلامی تھی آیا برس گانٹھ  
 سہاگن بکیاں میں سہایا برس گانٹھ  
 جو بن کے طبل ل بجاو و نو بیا  
 سب نال برزنگ بجا برس گانٹھ  
 رنجھا پاتراں تاپتے بر دوبارہ  
 ماراں نیا برس گانٹھ  
 نین چھند درپن میں دیکھنے نشاں  
 تو اب چھند پیا لاپلا یا برس گانٹھ  
 ہٹوں مں ٹھنی لی ہے ہت میں اچی  
 لگن کے گھنے گھن گت یا برس گانٹھ  
 نبی داس ن پن تھوے قطب شاہ  
 شہاں میانے شہ کرکھیا برس گانٹھ  
 (ق) میں

جلوہ

(اور)

دیگر رسوم



پریم پیاری کا جلوہ کاوسار

سہاگان ہماگ مصل مشک کھلے ہیں

ہماگ کے کے تپول پشانی پر

رچا و تخت جلوے کا خوشی سو

چرا و تویل اب سا تو سہاگان

ساتوں

پلا شربت دیو ہاتاں میں بھرے

ہاتھوں

محمد قطب ہو اُس پری کوں

اور

اُسے چند سورسوں پر یاں ننگاے

چاند سورج سے

سہیلیاں آرتی نایے نواے

کہ چوندھر حوک موتیاں سنواریے

چاروں طرف موتیوں سے

مشاطہ ہو کے زہر ہست ننگاے

ہاتھوں کو

بند او ساریاں موتیاں کناے

بندھاؤ

خدا یا رکھ جداں لک میں تارے

جب تک

(ق)

( ۲ )

بنے ہو رہنی کوں پلا ووسدا

اور

نین میں دھڑسائیں کے دھیان کوں

آنکھ

میری نین پستلی سدا نیر میں

آنکھ

سوعاشق و معشوق ملا ووسدا

پریم کے ہنڈوے جھٹلا ووسدا

نجات

مہا جل مون میں کھلا ووسدا

سہیلی کی چوٹی گندی چاؤں <sup>۸۳</sup> <sup>حسین کس</sup> <sup>گوئی بھی گئی</sup> <sup>کیا تھ</sup>  
 منشاہ عشق بہت گھلا و سدا <sup>کے ہاتھ سے</sup>  
 ملی کونلی پیاری پیارے سیتی <sup>کس</sup> <sup>کیا تھ</sup>  
 مجازی پیلا سو کیا کام آئے  
 نبی صدقہ قطب انویلیاں سونت  
 اپس میں اپنے سب ہلا و سدا  
 پریم مد حقیقی پلا و سدا <sup>اپنے</sup> <sup>بجٹ کی</sup>  
 وقت اپنا نین دن ہلا و سدا <sup>رات دن</sup>

(ج)

(۳)

میں تیرے کاج جلوے راگ پایا  
 تو کارن چونپوں سہرا گت پایا  
 اند کے موتی مانگ تخت سنگار  
 گلے میں ہانس عشرت کا پنا پایا  
 رنگیلی محبت ہی بہت ہو رہا نولا کر <sup>ہاتھ اور لگا کر</sup>  
 کندن کلیاں کے ہاراں خوش گند پایا  
 سہیلیاں <sup>سے</sup> تو گل کٹہ مال پایا <sup>گل میں</sup>  
 پیالے عیش کے سب کوں پلا پایا

نبی صدقہ قطب نت سندیاں

بدصا و ارات دن منگل گوا پایا

(ج)

( ۴ )

پیارے کا جلوہ ہم من میں گئے  
عشق سیتی جو پاتراں کوں نچائے

جو بن جو کی او پر م جو میوہ دل کا ۸۴۰  
او پد من کوں ٹیلا کر اچند لگائے

طنبور او کنگری ہی اپ از کا کر  
دو تین ست سوں پیاسیں کوں پلائے

سُنے کے طبق میں جو بن پھول کیندا  
رقیب کا تھ سے شراب

سرو قد صراحی جو بن اس کا پیالا  
اچل ابریں جھک بجلیا دکھاوے

بھواں خم سوں مچ پانوں پکر کر کے  
نین مستی سیتی پیسا لا پلائے

قطب پختن کا غلامی قبولیا  
تو اس عشق انگولی میں چند سورائے

انگوٹھی چاند اور سونے والے (ج)

( ۵ )

..... ناقص الاول .....

رہے جب عشق نوری میں سار دل کا  
نین پھانسی سب کرموں میں بچھاوے

دل

انگوٹھی

رکھے جب کجیل اپنے نین میانے  
تو سوکیاں کے پاوے چھنداں سوں بجاوے  
کابل آئندہ میں  
تو ہر بال تھے راگ نہر کا اوچاوے  
جو آوے سورج نمنے سنگاروں  
کا طے  
جو آوڑے ہے جلوے کا چادر صفا سوں  
سو دھن کے گلے ہانس سہرا (۹) سہاوے  
حسین  
لنگی کوں بہت ناز سبیتی پکڑ کر  
عشق شیریں خسرو کوں چھند بند بکھاوے  
منہلی

نبی صدقے اوزاری قطب سوں سیلی

کہ جس کے سو بھاوا جگت من کوں بھاوے

عالم کے دل (ج)

(۶)

بھاگتی بھاگاں کا جلو اکا و تم  
اس سہاگاں کے سب بد بجا و تم  
منجے پھولاں میرے دل میں  
عشق چوکی پر چہرا پلا و تم  
نور تن منجے عشق کے چوکاں بھر  
موتیاں لہراں کے تم بجا و تم  
دھیل ہنسی ہاں کلی آئندہ ہے  
جلوے کا شربت پلا سبجا و تم  
پہول

دن دنا کرے جو بن بادل نہیں  
کٹنگناں جھلکا سنج سناؤ تم  
رات کی بے خوابی میں پایا ترن  
خوشیاں پانا کے طبعی بھر لیاؤ تم  
پان بھر کر لاؤ

قوتِ شہ بھائی نوے بندر چلو  
خوش قسمت ہے

نصرتی بالی تال سوں سخت و تم  
کو کے ساتھ بچاؤ (۹)  
(ج)





# مہندی

( ۷ )

امرت گھڑی گھڑی میں خوشیاں طبل بجائے

۸۶۰

قطب زماں کے نابیں بھوگن سیتی پلائے  
کو بہت کے ساتھ

دیتے ہیں یار گہ او جس رنگ ہے سہاتا

اوہاں ناتوں لے نبی کا سورج شمع لگائے  
نام کی شمع

صدراں میں زرد گائے تارے جڑے کنداں

سُنے کے سرو جھاڑاں تریبائی سوں سہاوی  
سولے کے ساتھ

زہرہ منن محافے روشن ہیں اس انگن میں

یا سور کی ہیں کرناں جوتاں سوں سرو چائے  
کی طرح سورج اٹھائے

سوزنگ رنگبیلی ہندی پورنگ سوں کلا کر  
خوش رنگ بہت سے ملا کر  
کینٹیک چاواں سیتی شہ پانوں کوں لگائے  
کننے ایک کے ساتھ

سب پیارے ملکہ پیاروں میں جائیں شہ پیل مل  
سب سندریاں سوں لکھیاں رنگ ترسوں نچائے

صدقہ نبی قطب شہ نائیں سہے اے خوشیاں  
کو زیبائیں یہ  
جو اس خوشی اندھے سب جگ کے تیں بچھائے  
سے کو

(ج)



# کنٹھ مال

(مالا)

(۸)

نہ دھیت شوخی سوں آکر کھڑی جب	سواو چٹ نظر میری اس پر پڑی تب
توبلی پیرت لاکے ہے پھیر نین منج	سکی ملنے میں پیو کوں جاتی قرن اب
پیار ی ہے نازک کلی جوں چنیے کی	توریشتم تھے آئے ہیں بالاس کے کھب
دو خستار اس کے ہیں رنگیں گلا لاں	او چلنے کوں دیکھ منہس دیانی موسے ب
او مکھ پاک نزل ہے سوچ کے نمنے	چنیے کی کلی جوں سہے ناسکا جھب
نین سائیں کے دیکھ گملاوے نرگس	اوصہر ہیں رسیلے کہ نابات کے جھب
نہی صدے کنٹھ مال جب پین آئی	قطب کنٹھ لاکر چومیا اس کے دو لب

(ج)

پوا

شاه  
وزیر



# کِسُوتِ زَرِّیں

کسوت مکمل زر زری شہ آج سُنْگارے ہیں  
لباس پُر تکلف زریں پہنکر بادشاہ نے آج آرائش کی ہے

گو ہر سوتن مکھ نور کے چوندھیں جھلکارے ہیں  
چاروں طرف ہیں

خواباں جتنے دنیا میں خدمت کریں شہ کے کئے  
جستے ہیں

یوسف صورت نازک نہتے چوبھر کھڑے سارے ہیں  
کم عمر

کہکشاں دندے جوڑے تن سوچ کلس کنجین برن  
لباس

زرتار کیاں ڈوریاں کرن ٹوٹے سوچون تارے ہیں  
شعاع کی مثل ہیں

تارے و وفاتل سورتھے جھکے اُن کے نور تھے  
وہ سوچ سے ہے

دیکھ سب ملا یک دور تھے جیران یہ چارے ہیں  
ہے

بجلیاں کے ٹکڑے کر میں دھڑلے دھاکے چھند بند  
کن-کان (۹)

کولانت کھیلے سر بر سر کب شوخ مہ پائے ہیں

سو کے دیس یوں ننگ جوں کا رُجیا نھونک (۹)  
 خطِ مرہ نظر آئیں اسطرح آنکھ کے قریب  
 (ہوں بھونک)

چنگیاں میں ڈورے لال رنگ شعلے سوں خوارے ہیں  
 چنگاریاں

بند بندی کے ہاتھ منے گل لال جوں پاتاں منے  
 ہند ہاتھوں میں پتوں میں

موتی جھڑیں پاتاں منے جھل تھے سمند کھارے ہیں  
 ہاتھوں میں رشک سے سمندر

توے کلاٹی لاگ کے ات روپنت بھو بھاگ کے  
 تلا بازی کر کے بہت

پتلی کمر کچ پاگ کے جگ من بھولا ہمارے ہیں  
 دل بھلائے واری

سب مست کچ گنجیر جوں قدر است دھرتے تیر جوں  
 (گج ہاتھی) گھرے کٹھ

آہستگی میں نیر جوں بیگی منے بارے ہیں  
 پانی کی طح تیزی میں ہوا

ہونا اندھو حال سب نہ گاتے ناک سال سب

بختے طنبوے تال سب منڈل کے دھمکارے ہیں

چپچل چتر بدونت فنی لک لک ملک حسن درستی  
 سو قریب شبہ بھو گنی جگ جیو کے پیارے ہیں  
 (ج)

# شایہ ہاتھی

( ۲ )

خدا کا بہت بہت ہور چہرنا ہاتھی اور	دندے دشمن کے سر پر او دھرتا دشمن پاؤں
انکس اس میں پر قدرت نواخذ نیچا چاند	کہ سُنڈ بھانسی میں دشمن نہت سنیٹا سوٹہ ہیشہ گرفتار ہوتا
فلک کے دور میں ڈو کھانٹہ نیرے	سینا دنت سوں دُرجن سینگ کرتا دشمن
اندو جھلکار سورج نا بجلی	کہوں اس کا لگن نمٹے پچھڑتا کہوں؟ آسمان مانند
ترے حملے کوں ڈونگا تراب کیوں کیا قلعہ لائے	کہ اُس گرجن تھے بادل گرج دھرتا سے
ہنتی شکھ جو کوئی دُرجن جو آوے دشمن ہاتھی مقابل	سو بہیت تھے دندے تن من ہدرتا سے دشمن کا لرزنا

۸۹۰

نبی صدقے چرے قطبا سکھ آساں  
سواری کر

سو گنجر قطب نہ بہت جگ سنوڑنا



# تقسیم اوقات

( ۳ )

پہلی گھڑی سانتی کے مہ موتیاں سنتی بٹہا نے پری  
نہا نے

دوسری گھڑی عشق پیادراوڑے ہے او استری  
وہ عورت (میں)

تسری گھڑی باندھے پریم کی گلہری اپ کنٹھ میں  
اپنے گلے

چوتھی گھڑی چوکاں بچے پیدائی منج مدھیری  
پلائی مجھے

پانچویں گھڑی پانچوں سنگاں اگنا دیکھتی نان ل

چھٹی گھڑی چھاتی اُپر باساں سنگاتی عنبری

ساتویں گھڑی ساتوسکیاں ملکر بند او وچیر منج  
مجھے

اٹھویں گھڑی چھتیاں سنتیں اوڑے پون کا چادی  
ے

گھڑیاں گھڑیاں ناگن کے میں گنتا ہوا پہلا پہر  
بہ شمار کر کے

کنولی کے کیساں میں ہلکے باس سوں پھل کیوڑی  
بالوں پھول

دوسری پہر دو پہری پھل اپ کن منے بائی سکی  
دوسری پھول اپنے کان میں لگائی  
 اے مد منجے کیا کام آوے مد پلاو و کوثری  
مجھے

تیسرا پہر اللہ محل ہو علی کا ہے پہر  
اور تیسرا

خوشیاں کا پیالہ ناد بجا ہے غلام قبری

چوتھے پہر آکر ملے قطب زماں سوں پد منی  
ہے

صدقے نبی قطب زماں ہر زماں کا اتوری

عشقاں کی آتش تھے کہ صیں یک تل نہ بیچوں مغیبا  
سے کبھی لہجہ

کافر کے مکھ او پر بندیا ہوں چھند سبتیں غنصری  
باندھا

۹۰۰

(ق-ج)

# راگ

( ۴ )

مُکھٹ راگن پیاری آپ راگے راگ گاتی ہے

مُکھارے راگ گاتی مکھ لہراں سوں سہاتی ہے

صبحی راگ گا کر منج صبا کے تحت بسلاو و  
بٹھاؤ مجھے

دھنا سیری گا کے دھن منج کوں سرنک پیلا پلائی ہے  
عورت خوش رنگ

مرے سنگ مل بجاتی سنکے گاتی شکھ بھرن

بہرے راگان گاتی انتری توں منج کوں بھاتی ہے  
اٹلے مجھ کو

الایے گانرا گنرا کماں بہوں کا چسٹرائی ہے

عشق کی آگ میں ابرو کماں کوشی سکاتی ہے

کہ گوری راگ جو گاؤے تو گوریاں کا ملک جیتنا

سو سازنگ نینی سب رنگ میں رنگاں میں سہاتی ہے

سبھی راگاں کے گل ٹھیل ہار بایا ہے سولہ ہارا

گل میں چول کاٹا ڈالا

جو گاؤے رام کیرے رام کر اوں تو بھاتی ہے

سبھی راگاں محیر قطب شہ کون جم نہائے تھے

نبی دولت شعر میسر اشکر نے جگاتی ہے

کے مانند

(ج)

## راج ترانہ

( ۵ )

سبحان کے بھوان سوں جیو تمیں راجے سدا

زندہ رہو اے راجہ

جم جم جیو ویت میت سوں آند خوشیاں کا جے سدا

حضرت نبی کا نانوں لے سب مجلس آرائی کرو

نام

حضرت کے نانوں سوں (۹) مہمانی شہ ساجے سدا

منجا ہے آسمان ہو تارے جڑے اکون جٹ

اور

ہے

اکے کلس سورج چندر دو جگ میں بیراجے سدا

۹۱۰

بارہ اماں نانوں سوں اسکے طناباں باندھے خوش

کے نام سے

اُسکی شیریں میٹھائی تھے خسرو شکر لاجے سدا

خوش

شہزائے

سے

مل فاطمہ کے داس کوں سکیاں چسٹا و توہیل تم

یا قوت موتیاں کے طبق اُس آرتی چھا جے سدا

ساقی پیلا لایم کا بھر بھر پلا عیشاں کے تنیں

نٹوا ہونا چے مشتری بہت زہر چنگ باجے سدا  
باتھ زہرہ

حق کے کرم سوں جم جیو قطبا تمہیں پت بیت سوا

صدقے نئی دولت بخت جم راج کر راجے سدا

(۷)



# نزانہ عیش

( ۶ )

دُکھ و درگیا عیش کے دن آئے کرو کام

رنگ لعل گلابی چوڑے اس مکھ نچے پیو جام

جلتا سوشمے بزم طرب میں نکولیا وو

مے سوڑ کے انگے ہوئے سب دیوے سو گننام

سویج متقابل چراغ

عشاق کوں پیو یاد سوں مے پینا روا ہے

اُس مکھ کے عرق باج روا نہیں منجے آشام

عطار توں مجھ میں کیتا باریکا عنبر

تو کتنا ڈالیکا

منج جیو کے مجھ میں سدا باس ہے فرجام

میرے دل

شکر و ثناں کرتے کیت <sup>سکتا</sup> نرج شکر کا

زرمول شکر کا لذتاں پایہ ہم کام  
پایا

کہہ آیت تفسیر میں بلجے علماں سب  
پھنس گئے علماں

۹۲۰

عشاق سوں بلجے ہیں ترے لٹ کے مر ک نام  
پھنسنے زلف جیسے

تج حسن خربینا سو مر دل میں کیا ٹھاو

گنجور رکھن ہمار کو بیاتیب تھے منج ایام  
کہا سے مجھے

تج بندگی تھے سب ہی بندیا میں سو بڑا ہوں

کیا بوجھے منجے جگ میں کہ مشہور مرا نام

نا بوجھیں عشق نیتھ سو کاں پاؤں گئے اس انت  
کہاں انتہا

ہے طوق گلے قاف کہ قلاب سو جیوں لام



موبات سو جا دارو غہ سوں کیا کہنکے کوئی

میری

اوبات کوں سب جانتے ہیں خاص میں تو عام

اور

وہ

دو دس میں جانے کہ کریں عیش معانی

دن

دکھ بھان پیو دے کہ نہیں جگ کوں سر انجام

(ج-ق)

نہ دارو قہ نہ قطب شہ -



کھیل



## چوگان

سائیں کھیلے نہیوں چوگان خوش  
 پیو تھے بن کر دیے میدان خوش  
 ہات چوگان سیتی جو بن گیسند کر  
 کھیلو اپ سکیاں سوں تم سلطان خوش  
 حسن میں نہیہ کا ترنگ چڑ کر بھراؤ  
 تجھے پایا او ترنگ پران خوش  
 سینہ ناریاں کا ہے میدان اسکے مال  
 دو جو بن ہیں کھیلو تم چوگان خوش  
 ہر طرف رنگاں سیتی کھیلے ہیں بھول  
 ۹۳ کھیلو چوگان اب کہ ہے بستان خوش  
 چھند زوروں سینے جیتو تل منے  
 سو نہا ہے تم ..... خوش  
 اب نبی صدقے قطب شوقیوں

پیاروں لیا یا ہے اپ جہان خوش

(ج)

لایا اپنا

# پھو کڑی پھو

( ۲ )

کہ ڈھان ڈھکنی کھل کر بٹکنی کھڑی	سکی تال دے منج ٹٹکنی کھڑی
نہ سیک پھو کڑی پھو کھیل مسکنی کھڑی	جو ڈھان ڈھکنی کھل کھیل آئی دھن
جیوں ابراں میں بجلی جھمکنی کھڑی	خوی کے بنداں تھے بجھے زرزی جیر
اوشہ چرکیاں سیتیں چپکنی کھڑی	سہیلیا کے گوند تھے چن کاس باندھے
اوچھند بندو دھکارن لٹکنی کھڑی	سکی کن گنوا ری بو بھی اس کا تال
جو بو جھیں اپس اپ لچکنی کھڑی	بستی حقہ بھر بھرنہ بو جھیں سو عشق

مجرشہ ہے اس زمانہ کا شاعر

نبی صدقے اس نہیہ ٹھمکنی کھڑی

(ق)

اسکی محبت میں

# کھڑی

( ۳ )

ناقص الاول

۹۴۰

عجب کھڑی ہے دو جاگ میں کہ اس کھڑی کی دولت تھی

اپن دل کے انداں کے کریں جگ سرور اس کھڑی

مندپ وے عیش کی مجلس بھر عیشاں کی کرتے ہیں

گہر کھا فام میں ہو رجوئی دُراں بیچ سمدراں کھڑی

جتنے جیواں ہیں عالم کے و تے جیو دان پاسر تھے

اُمنگاں سوں کریں اپنے دلاں کے تیج گھراں کھڑی

ملا یک سب دعا کرتے صدق سوں بات اُجا تل تل

چھل کی قطب شہ ہر براں کرتے براں کھڑی

(ج)



# برسات اور سلا

اس عنوان کے تحت وہ نظمیں جمع کر دی گئی ہیں جنہیں برسات کی  
بہاروں اس کے آغاز اور برسات کے موسم میں دربار اور محلا کی  
مصرفیتوں کے موقع پر پیش کر نیکی علاوہ دوسرے موضوع کی  
طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ آخری نظم موسم سرما پر ہے





روت آیا کلیاں کا ہوا راج

رت موسم  
مینھوں بند کا لیو ہت پیالا  
مینھ کے بوند ہاتھ میں  
تن تھنڈت لرزت جو بن گرجت  
تھنڈے لرزتا ہے گرجتا ہے  
ناری مکھ جھمکے جیسے بجلی

کیس بھول دیسے تارے اسما  
بال نظر آئے جیسے

چوند ہر گرجت ہو ر مینھوں برست  
چاروں طرف گرجتا ہے اور مینھ برستا ہے  
حضرت مصطفیٰ کے صدقے آیا اثر کالا  
بڑا گال

۹۵.

( ۲ )

ہری ڈال سر پھولاں کے تاج

روت ناریاں سا جیں اکس تھے یک سا ج  
ایک ہے  
پیا مکھ دکھت کینجلی کس کسے آج  
آنجل باوک میں سہے اس لاج

اس زمانے کی پری پدمنی آئے آج

عشق کے چمنے چمن موراں کا ہے راج  
ہر چمن میں  
قطب نہ عشق کرو دن راج

(ج)

رکھ سکھل سر نہ ہو کر سر تھے کھلے لعل تاج  
دخت سب پھرتے کھلے  
تو سورج اس نگ تھی ہرات جاو لاج  
سورج سے شرم

مرگ سلطان فی تنارہ جگ میں آیا پھر کر آج

لال نگ کھیلیا ہر مکھ پر لال کے لعل بخش  
کھیل چہرہ



کہو داکھ جھاڑاں کوں میرا سلام انگور کے	تمن آرزو دل ہوا شیشہ کا پیچ تہاری
خوشی شادی ستیں ہمیں بزم میں سے ہماری	صراحیاں اُپر پانی پیالوں کوں راج کے اوپر
کھلیا مدعا پھول موباع میں کا میہ	نکو آدو تن سب منے موبخاج غیر
جلاؤ سپند تانہ لاگے نظر لگے	دو تن آگ میں تم پکاؤ وکلیج غیر کو
معانی علی دم تھے خوش ہو کے سے	کہو مٹرباں کوں سجاؤ وکلیج سے (ق)

( ۴ )

سہیلی بنے نیلی رت میں ثوانی	نگھا چھائے انبر زنگارنگ نہانی آسان
سہسے میں انچل دھونو جیوں لگن جیسے آسان	مرگ میں مرگنیاں کی کوت سہانی
پیاری کے خوی بند مشاطا نگار سر پر	بھواں کچ سہیں یو جیوں سماں جس طرح
عشق کے بین بن سوچک نادگاؤں	۶۰ پیہہ کے بولاں میں پو پو فضانی
چمن نادوں نال اور بجاؤ سے	جو بن کی کچھاوج بجائے سمانی

گلابی ہر گلاب پیالے لمھاری

نئی صدقے ایسے مرگساں نت نت

نوبلی نوی کونپلیاں نھے جوانی

علی کی دعا تھے چھتر آسمانی

(ق)

( ۵ )

انداں سینتے بھی آیا مرگساں

کھارے آسمان کے نہیں شفق رنگ

فلک نہیں گڑ گڑاتا مست ہے مہت

اُن کے دفع تیں کچھ نہیں مجھے کام

کھانا قوس و منج رہنے ملک کوں

ظفر شہ پائے کر سب درجناں پر

نئی صدقے نلکو کر غم توں قطب

علی ہو رآں وایم تیرے کھوال

( ۶ )

دندیاں پیال مال عزیزاں ہوئے خوشحال

دندیاں مارے گئے اچھلار گنت لال

کہش کے درجناں کوں کرنے پامال

کہ آپ سب چھپے اس سبت پاناں

دندیاں مارن کوں لا حور کے تس بھال

خوشی سوں گا وے زہرہ مستح برال

نئی صدقے نلکو کر غم توں قطب

علی ہو رآں وایم تیرے کھوال

( ۷ )

( ۶ )

مرگ سال آئیا پھر تھے مرگ نبی سنگاراں کر  
 آئیا پھر سے لے آہو چشم  
 جرئت مانک ہوٹیاں لعل موتیاں لیک دھاراں کر

بدل جوئے میں کیوئے ٹھنکڑیاں جھمکاؤ بھلیا جیو  
 بادل

چھپا کھونپے میں پھل تارے بدل کے اندھکاراں کر

پھول بادل اندھیر

رسیلے کٹھنوں آلاپ اب کوئل کے کہکاشے  
 گلے سے کوکو

پیشہ نادموں مد پوئنت کدنا خساراں کر  
 کی آواز سے شراب پی ہمیشہ کبھی نہ

ہریا شیشا ہریا پیالہ ہریا کسوت ہریا جون  
 ہرا ہرا ہرا ہرا

ہریا جوانی ہریا لی میں ندیاں موتیاں کے ماراں کر

پنچھل مکھ نیر پوراں میں مچھیا لومین ترا چنچل  
 پھلیاں آنکھوں کی

جون گرج کر جنے اوپر لٹاں بادل کے بھاراں کر  
 ہاتھی زلفیں

ہوا اپنا دکھا کر چو نہپ سوں کر سنا زلمہ را

رجھالے شاہ کوں پیاری بجا کر جیو کتہ ماراں کر

محمد قطب شاہ کے کنٹھ لگ نہ من لگے جھڑ جیوں

دو جین ات بھوک گرمی تھے پیہے خوی بند ماراں کر  
گلے رات جھڑی جھڑی  
سے پسینہ کے بوند

(ق)

( ۷ )

گر جن اس کا سُن تے ادا سوں  
زیرِ تیا سے

سکیاں تن کوں لگا و بہو صفا سوں  
بہت سے

سجن مجلس میں ہر رنگ بے بہا سوں  
۹۹۰ کی سے

ستواریں چولی اپ تن پر صفا سوں  
اپنے سے

پلاوے نہمہ کا پیا لاو فاسوں  
اپنے سے

سکیاں پیو کوں منالیا و و میا سوں  
لاو محبت سے

ہسلیا مرگ سال آیا ہوا سوں سے

مُشک ہو ر زعفران عنبر کلا کر  
اور ملا کر

چو اچندن اکر پر مل سہا سے  
راگ سے

طبق پھل بان کی پیاریا بھڑاویں  
پھول پان سے

پیاب من کی پیاری سو بکیت  
اپنے دل سے

گوا ووراک برسات اس ہوا میں  
برسات کا

نبی صدقے مرگ آیا، انداں <sup>عیش</sup> کرو قطب نماں اپنے پیاسوں  
(۸) کے ساتھ (ج)

مرگ آئییا مرگنیاں اب مرگ کوں مناؤ

مرگ <sup>آیا ہے</sup> ایسے پیالے میاں مے لعل تھے پھر پلاؤ

بھٹاڑاں کوں پھول ہو پھل سہتے ہر جنوں جو <sup>ہونٹ سے</sup> میں

صدر اں زمردی رنگ ہر اک محفل چھاؤ <sup>در</sup> میں

دستیاں جھڑاں میہوں کیا موتیا لڑاں کے منے  
نظر آتے ہیں جھڑیاں بارش کی <sup>موتوں کی لڑیوں کی طرح</sup>  
اس موتیاں کا سہرا کند کر منجے بست داؤ <sup>گوند کر مجھے باندھو</sup>

رنگ پر پہونی کسوت کریاں ہیں پاتراں سب

آن کا س کے کناے بجلیاں کارت جگاؤ <sup>آکاس</sup>  
<sup>رہجگا کر دو</sup>

بردنگ منے بادل بردنگ ہو دکھایا <sup>کے مانند</sup>

شہنائی داروان کا دوجت کوں سناؤ



برسات کے پھلاں کا بھیدیا ہے پاس روں روں

پھولوں (انگور)

دھبے کا لے پھول باساں اب من تھے گنواؤ

دھوپ کا لے کے پھولوں کی خوشبو

۱۰۰۰

اے قطب شاہ خبراں خوشی کی آباں

آئی ہیں

بم فستح میرزا بی ات مرگ میں گنواؤ

(ق)

( ۹ )

گر ختا و یکہ مرگ چوندھرتھے فوجاں کلبیاں بالیاں

چاروں طرف سے فوجوں کی طرح جتن ہو کر لیں دوشیزہ لڑکیاں

مکمل ہو لگیاں جھمکانے بھی جیوں بچلیاں بالیاں

مثل بچیلوں کے

لگیں

بکھایاں پھوسوں چولے سب کے پسند و لب

لگیاں کھانے کون جھولے سب نو لیا اچھیلیاں بالیاں

نئی شوخ

متیان ہو مد کے پیالیاں سوئیں غزیاں کے چالیاں سوئیں

مست شراب پیالوں سے آنکھیں غمزدوں کے چالوں سے

جوانی کے آلا لیاں سن کرین بل بل رلیاں بالیاں

ترنگوں سے کرتی میں بل بل کر عیش

کھسا جو بن کسں میں تھے، مدن اُبلّا کہ تن میں تھے  
چولی سے پاک شراب سے

گھلاتیاں ہیں نین میں تھے، پھبیلیاں پوتلیاں بالیاں  
پتلیاں سے

پین اُبھرن جاگ لگیں چھن چھن گلے شے کے لگیں چھن چھن  
پہن کر چمک دکھلائیں ہر لچ

چلن میں ڈلگئیں چھن چھن ہویاں بھی باولیاں بالیاں  
رقار ہوئی ہیں پھر دیوانی

بکیں تھے ایک ہیں جوتی، دیکھت بھولیں جگت کوتی  
ایک سے زیادہ چمک اُلی دیکھ کر

نجل ہویں ڈھال کے موتی، ڈھلین چلبلیاں بالیاں

نبی صدفے قطب ستاروں میں مل ہیں ہو راسما  
ساتھ دن اور رات

لوں سکھ اپنے من بھاتا، چھنداں سوں زلیاں بالیاں  
سے پاک سناں

(ج)

(۱۰)

گر جاہے میگھ میر تھے ترازہ ہوا ہے بُستاں  
پھر سے

پھولاں کی باس پایا بلبل ہزار دستاں  
خوشبو

اے خوش خبر صبا توں لے جا جو اں قد اں کن  
چمن اں کی آرزو میں بیٹھے ہیں <sup>کے پاس</sup> پرستیاں

وہ نونہال پھولاں ہے جامِ نوحے سوبا وہ

ترگس اپس پلک سوں جھاڑو کرے شبتاں

کھنڈ نور پر دسے یوں <sup>اپنے</sup> مچ خطِ عمر بیری او  
جیوں سورا پر ہے بادلِ ریحان سوں گلستاں <sup>نظر آئے</sup>  
جلطے سوج پر <sup>مجھے</sup>

جاہل سودیں گنواں کر، ہم دین پر سوہنستا

اپ دیں خبرتہ بوجے کرنا لوگاں سوں دستاں <sup>اپنے</sup>

دستور عشق کے نئے باہر توں پاک <sup>نہ</sup> نرا کھیں  
ڈر ہے اگر رکھیا گاتھو دور خار رستاں <sup>قدم نہ رکھے</sup>

بے ہوش میرے دل کوں میٹھے او صبر جلائے

گلزار ہے عجب او دُور <sup>ہونٹ</sup> لعل شکرستاں

مجھ عشق کے گدا کوں اور نگ شاہی دیتا

سب عاشقاں مجھ انگھے میں طفل جویں بتاں  
میرے سامنے

روزی ہوا معافی سچہ عیش کا پیلا

بھرے میں ہر طرف تو جم شوق کے خمساں  
تب ہی

(ق)

(۱۱)

گر جیا مرگ خوشیاں سوں سنگار و اُسکیاں  
سے ہوا شکر

پڑتا ہے میگھ پھوی پھوی چولی بھگا اُسکیاں  
قطرہ قطرہ

عطار باؤں میں پھولاں کے کھول طبلے

مہکار اُچاٹیا ہے پھر من میں دھا اُسکیاں  
اٹھایا

جوں لال پھول ڈالیاں پرتیوں نڈاں پر اپنے

باز و بنداں کے سر تھے پھندے نے پھلا اُسکیاں

پھر سے

آسمان ہور زمیں سب یک رنگ ہو سہاتا

اور

ہے آج عیش کا دن مہارگاؤ سکیاں

کر کسوت احمدی سب سر با نو لک مکمل

سرتے پاتک

سورج شفق میں جیوں تیوں ہر یک پاؤ سکیاں

چکد

یا قوت او صبر بیا لیاں میں بھر کے مے محبت

ہونٹ

شاہ نول محمد میں بھی بلاؤ سکیاں

کو شہنشاہ چھوڑ

نئے

تو بیاں کوں نین تپلیاں کی مد پلا منتی کر

رت

شہ کے مند ہر انگن میں نٹ مں نچاؤ سکیاں

(ج)

مکان کے

( ۱۲ )

مرگ مہینے کوں ملا لے ملاں مل لگناں میں

ملاک

سمد موتیاں کے جو برمائے سو بھرے انگناں میں

سمندر

دھرت بند چیر جو اہر چولی رنگ پاج کرنگ پر

بر بہوٹیاں لعلاب سوں اترے ہیں میناں میں  
کی کے ساتھ

کو کے چونڈھر تھے میوڑاں ہر بن چو طراف دیکھ  
چاہوں طرف سے ہوں  
نیکھی رنگارنگی نغمیں کزن مست ہو چمنائیں میں  
نغمے

ہرے صحرا میں نہوے لالی گلا لاں نہوے بن میں

شببھی تیل سوں شمعائیں جوں زمر و لگناں میں

موہنیاں تمانے طراوت سوں رنگ رنگ کی بری  
خوش رنگ جسم  
بھونے بند چھند سوں لٹکتیاں جھبناں کے جوبناں میں

امرت اوصاف سخل سات ہے ظلمات سوں بھٹیں

۱۰۳

یا پچھل دودھ لاں پیام ہے جوں کے کھناں میں

دیکھ عجب چھند و نوین مچ ہے میراں ہو کے یوں  
(سیاہ باذل)  
جوا ہے کیوں لگناں آپرسوں کنچک کسناں میں

کرے نظر اے ہوا کے پیاں مے مست سہیلیاں

مہیاگ ملہا رہو نر گائے سوتن تن سمنائیں <sup>پہلے</sup>

نہوے مشکیں بھنوراں ووجو طن کر رہیں بھل میں  
پھول

نزل آجھے ہیں تلاں و سمنائیں سے وقتاں میں  
اُن

سرخے بگ لک جو مکمل ہو زینے منے سکیاں

من ہرن چ لہدایاں گھنگرو ہو رہیں بھناں میں <sup>پاتک</sup>

نوش نبی ہو علی کے صدقے غزل مرگ کی کہیا <sup>اور</sup>

سو قطب نور سون جم ترے کہ جوں سورج کزناں میں

(ج)

(۱۳)

سالاں ببال مرگاں آندھ سوں کجاؤ

جوین طبل خشیائیں ننت ننت تمیں بجائو  
سے ہمیشہ تم

تج تن کے جلوے میانے جلو کے راگ سہنتے  
میں

رجنی کے ہمت پیالے سب کے تیں لجاؤ  
ہاتھ کو

چنری جوچن کے باندھے اوچیر اس کو سہتا  
”

بتیں برن سازوں اب تن اُپر سجاؤ

اپ کھونپ میں گندے ہی کیوٹے کے پھول چھوٹے  
اپنے بالوں کو گدھے

چھندوں پیالے تہیلی ناریاں کے تیں لجاؤ  
سے

صدقہ نبی کے عیدوں جلو اتن سہتا ہے  
زیب ہے

قطب زماں کے تائیں تحفہ تیں لجاؤ  
تم کو (ق) ۱۰۴۰  
تم لے جاؤ

(۱۴)

مرگ رحمت کا گرج انبر پہ عنبر رنگ ابھالاں کے

ملا بریا حیات ہو رخصتوں ن جانے جھالاں کے



مہے پر برسیں جوں باراں ابی سم مہیگ کے دھاراں  
 ملک لے بہت ہو نیز داراں چلے تیلو میں ڈھالاں کے  
 سُرَج شہ پریٹ سول <sup>ہاتھ</sup> جھکیں سہیلیاں چاند جوں جھکیں  
 سوکھن درپن میں پڑ جھکیں نہ جل عکاس رومالاں کے

..... ناقص الآخر ..... (منقولات غائب ہیں).....



# مولود نبی اور بارش

( ۱۵ )

دنیا میں تیں خط پایا مرگ سال	نبی مولود میں آیا مرگ سال
مندل بجلیاں گرجا یا مرگ سال	بدل کے منڈ پان جو منڈھرا جا کر
عجائب کچ ہو چھا یا مرگ سال	باروں طرف اٹھا کر
اپے فرش ہو دھایا مرگ سال	زمین تازی ہونستی ہونشیاں
کر و کر عیش فرمایا مرگ سال	فرش ہرنی پوتیاں کے بچھانے
سنے پر جا کے چھنکایا مرگ سال	جہاں بن خلق کوں یک دھیر
چھڑکایا	ات آچھے میگ کا لاب لیا کر

قطب مولود کرنا دیکھ انک سو

۱۰۵۰

نبی سہیلا اپے گایا مرگ سال

## تھنڈ کالا

(۱۶)

ہوا آئی ہے لے کے بھی تھنڈ کالا  
 پیان سنیا سا مَدَن بالے بالا  
 رہن ناسکے من پہ باج دیکھے  
 ہووے تن کوں سکھ جیسے ہو بالا  
 اے سبتل ہوا منج گئے نا پیان  
 مگر بہو کنٹھ لا کر سے منج نہالا  
 سجن کٹھ شے باج او جالانہ بھاو  
 بھلا یا ہے منج جو کوں او اُجالا  
 جورت آوے چندنی کی منجکوں تباہ  
 کہ چندنا منجے من من سوز لا لا  
 میرے دل کو  
 میرے من بھاتے ہیں پیو ہت کنٹھالا  
 چاندنی  
 جی صدقے قطبا انداں سوں ملکر  
 خواہش

اپن سائیں سوں پیو جم مد پیا لا

(ج)

مجلد ششم



## خُدا دادِ محِل



تو اُس میں جنت کے دُکاراں نکالے  
مستوق

سورج چاند تارے سو اُس تھو سنگارے  
سے زینت پائے

مگر دھرت پر قد ریاں لیا کے ٹھالے  
شاہد زمین لاکر رکھے

خضر چشمے بہتے ہیں تس میں سدائے  
رکھے

جوں عیسیٰ کے دم تس میں بہتے ہیں بائے  
شکل کے

بدخشی لعلِ سہم کے رُخسائے  
کے مقابل

سو مکھڑا سہیل ہو کے تابشِ سُبائے  
ڈالا

مگر اچھریاں پاتراں سورسائے  
سورج جنت کی عوریں

خدا دادِ محِل کوں محمد سنوائے  
کو محمد علی قطب شاہ

بلندی محِل کا ہے آسمان جیسا

نہ اس جگ میں دیکھے کوئی ایسے محل کوں  
۱۰۹۰

جوں اُلو بہشت نمنے آٹو چھجھے اُس  
جس طرح آٹھوں کی طرح آٹھوں

جگت کوں جیسا تانِ سخننے کے تائیں  
تائیں

سُرج چاند پیا لیاں منے امریت بھرو  
سورج میں آبِ حیات

اُن لکھ میں لبِ عقیق میں جوں  
اُن کے چہرے کی طرح

پون تھے ہیں نازکِ سو پانی تھے تیلِ لیا  
ہوا سے سے

فلک تھے جو زہرہ زیں پر سوہا کر  
 نچا کر زبجا با چنگاں کے دھکا کرے  
 دیکھا دیں اُرت بہت نبین میں تو کرے  
 فلک کھول کھڑکیاں ملک ملک نظر سے  
 رنگ آسمانی چٹریاں چھبیلیاں سو بند کر  
 سوچ کچھ کرن جھلکے تن کے کنارے  
 بھواں آسمانی کہاں مس غلوں اس  
 دوتن کے جیواں کے سوہدفاں اتارے  
 نبی صدقہ بار ااماں کرم تھے  
 کرو عیش جنم بارہ پیاریاں میں پیارے  
 خدا کی رضا ہو رچھل نظر سے  
 علی پیاروں قطب کو ثریا سے  
 (ج)

# سجّ محل

( ۲ )

ساجنی سجن محل میں ساج کر چھنداں سو آئی

جان جانی ہو کے جاں کا پیالہ سو منجکوں پلائی

سر میں چڑیا ہے اثر سر تھے کئے ہیں مجھ خبر بُد

نہیں تمہاراں کا بھٹی ناز سوں سر تھے چڑائی

سے پھرے چڑھائی

کس میں میانے پھول تارے چاند سوچ گئے

پھول کیساں تھے دو جا آسمان چلا منج دکھائی

بال سے دوسرا سچا مجھے

بھنواں میانے روس باکرہ تھی پیالہ بیو منج کوں

نہیں ادھر کے نقل سیتی مجھ کھلائی ہے ملائی

سے مجھے



گال گلا لی اوپر پٹرا پھولاں کا گتہ دھری ہے  
 گال برکان نازک ہے اُن کا ہوا ہوں میں کھلائی

نورتن ہاراں کے پھانے کر گلے میں بائی ہواپ  
 سونہرا زان بچلیاں انچل چمک میں پہنچائی

قطب شہ توں اس سکی کا کیوں بیان کرنے سکے گا  
 نبی صدفے گرد گر ہو سب سکیاں کوں مل نچائی

(ق)



# اعلیٰ محفل

( ۳ )

اعلا محفل اعلا دسے اعلا خوشیاں بہتر گھڑی  
نظر آئے

اعلا اسکی اعلا دسے جون گھڑی دوداں بھری  
نظر آئے

انگ جوت کے چند نور پر کنجک دسے بادل نم  
نظر آئے کھٹ

جسم کی جھلک چاند  
تارے ٹکٹ پھولان سہیں باندی ہے ساری زر زری  
زیب دیں باندی

جب سبیں پر ڈھالے پوچھنا چھتر تانی سکی

اے ساز کرشمہ سوں ملی تیوں دسے جیوں شہ پری  
ایسی نظر آئے جیسے

تج بل کڑی کے لعل میں سب مملکت کا مول ہے  
تیرے

تیری ہنسی کے بھید تھے چھپا ہے سحر سامری  
ہے

تج مکھ کی لالی تھے دیے سوچ کی لالی بھاگ سو  
 ے چلے

تاریخ بہود کی بھیا نہ کس تاریخ ایسی استری  
 بہت دیکھا عورت

مانک ادھر کے چشمے تھے شربت بنجتا جو کا  
 ہونٹ ے پیدا ہوتا زندگی

اس نیرتیں پیاسے اچھیں یا شہ اچھو یا لشکری  
 پانی کے ہیں ہو

صدقہ نبی اعلیٰ محل میں قوطب جم جم اچھو  
 ہمیشہ رہیں

جب لک اچھیں آسمان پر چہ سوز زہرہ مشتری  
 رہیں چاند سوچ

(ق)



# محیر

( ۴ )

محیر میں دایم حیدر کا جلوہ گاہ

عرش آسماں و حضرت پر نصرت طہل بجاؤ  
نہیں کے

لیا سیم ساق ساقی منج بزم میں صراحی

پیالے کی جوت میا نے سائیں صحریت دکھاؤ  
میری ہیں

سورج طبق سے گالاں میں نے نقل دھرم

پیاری پرت کے ہاراں پیاری کے گل میں باؤ  
گلے میں ڈالو

نہ کے ہنالاں میا نے کنج کے باد کہ دیو

زہرہ و مشتری سوں پا تر زنبھا نچاؤ

ہنتر گھڑیاں سوں ہاویں سینے او پر کچوں

۲۰۹۰

نابات و دوستی امرت گھڑیاں بھراؤ

پدینیاں جیتیاں مل شروپ پر بھلیاں ہیں

ان بات قول بیٹرا دیکر سکیاں اچاؤ

صدقہ نبی قطب جلوے کے تحت بیٹھے

حوراں پریاں سہیلیاں مل آرتی دکھاؤ

(ق)

# محل کوہ طور

( ۵ )

تو خلقِ مرمہ کرتی رحمان کا اُجالا	کہہ طور پر سدائے سبحان کا اُجالا
اس نور تل چھپیا ہے آسمان کا اُجالا	اس طور کا سوٹھارا مان نہ بہشت بہشت ہی
جانو جھلکتا <sup>کے تلے چھا</sup> واں شہِ مردان کا اُجالا	اس محل کوں دیکھت <sup>مقام</sup> بجائے بس سب کا جاو
تو اُس اُپر جھلکتا ایمان کا اُجالا	بارا بروج پر ہے بارہ امام <sup>دیکھ کر مبہوک</sup> دہشتی
ہے ہر منار پر شہ کنعان کا اُجالا	ہر اک کنگور اُس کا جام جہاں نما ہے
جو جگ پہیرواں اُس فرمان کا اُجالا	یا قطب سات کھم کا یا تخت ہے سلیمان
دستا ہے تیس پہ تو راں ایران کا اُجالا	انگن ہے اس محل کا جوں <sup>دکھن یہ تھا</sup> اسی سکندر
اس محل کے نورانی میدان کا اُجالا	چند سوراً نو بچار <sup>مثل آئینہ</sup> بیتاب وین دیکھت
	چاند سوچ وہ <sup>دیکھ کر</sup>

ساتو سو ملک میانے مانند نہیں ہے اُس کا	اُس اُنکے تار منے ہے بھان کا اُجالا
ساتوں میں قدرت تھے سو چند سوں بنیاد اس محل کا	سب کھان پر جھلکتا اُس کھان کا اُجالا
اس محل کے لنگوڑے لاگے ہیں عرشِ پیکوں	جگ قبلہ ہو کے دستا اس ٹھکان کا اُجالا
ساتو سو خرواں کی پیشیاں یا خدا منج	جم جھلکتے تس میں بیٹیاں جان کا اُجالا
ہر شہ نشین میں ہر دن ہر برج پر حکم سوں	ہر شہ پری سوں مجلس جاں خان کا اُجالا

قطبیا نبی کے صدقے مانند کر اُس محل میں

بستا ہے اس میں شیرِ نیردان کا اُجالا

(ج)

# قطب

( ۶ )

سنگھن سعد راعت سوں سُرج چند اختر ان خوشیاں

سے سوچ چاند

قطب مندریں کینے ل دیکھ امت ہمتراں خوشیاں

کرتے

ملا یک نور در سن کے محلاں باند در پن کے

دیکھت تان فرش تن کے کیے نواں نیاں خوشیاں

آسمان

سکیاں چند سار تان میں پیالے مد پی با تاں میں

شراب کے

پاندگی طح

کریں صریاں سوں با تاں میں پیالے گوہراں خوشیاں

مراجاں سے ہاتھوں

نین جھلکار جا کھن پڑ دیکھت منتے سرگ بن پڑ

باغ جنت

سوتن کے نور تن تن پڑ کریں جوہراں خوشیاں



خوشیاں عیشاں انداں سب گنیاں سن یہ چنداں سب

رہیا ہو پستہ خداں سب بھارت جگ گھراں خوشیاں

فکل کھن تھے گہر تل تل محل یا قوت مر جا مل

آسمان سے

کر یں کھن رات ہو کیدل دریاں سمدراں خوشیاں

موتیوں سے سمندر

آسمان

ہسیلیاں جب بچن بولیں پچھل نزل رتن رو لیں

پنکھی جیواں کے مغولیں دیکھت کھولیں پر خوشیاں

دیکھ کر

دلوں

سکیاں چن بند کدل دینیاں بجائیاں امرتیاں مینیاں

بین بجاتی ہیں

اُمنگ سوں باج ارت دینیاں سچ ہویں جنتاں خوشیاں

سوج

نئی صدقے قطب حکم غزل صد ہو رد و دس کی

اور دن

کھیا دے گرہ کن اس کی تو سن ہو میں کن راں خوشیاں

کہا دے کر کان میں

(ج)





# نھنی

نھنی سر تھے آپ کو سنواری عجائب  
مشاطہ پری ہونگاری عجائب  
نوبلی کہ قدم سر و کہ نہو وے  
کہ نو کھنڈ منے پی پیاری عجائب  
مدن پھول کی رنگ ساڑی بندی ہے  
سے اس کی موتیاں کناری عجائب  
نمن یاد کی مستی منج کوں چڑی ہے  
نمین من میں کھلتی خناری عجائب  
نبی صدقے قطبا ریجھانے کے تہیں  
بجاتا ہے تانا دوتا ری عجائب

(۱)

(۲)

پریم موتی چوایا ہوں سکیاں گند و خوشیاں سیتیں  
کہ مکھ روپاں کے جھلکا نے جھکتے ہیں نوراں سیتیں

عشق کا داؤ منج سوں کھیلتی ہے او نصی پیاری

نہے

چند اکھ پر تو ہے چنداں دکھاتی ہے نواں سیتیں

نئے

کہوں تج بھیس کے باساں کہ یا تج بھید کی کہنی

تیرے کہانی

کہ تج باساں کے ہر کا سے مہکتے عشق جاں سیتیں

تیری خوشبو

مہکتا باس تج تن یوں کہ مہکے سانت کامہ چوں

تیرے

پر م کی بات کرتا ہوں پر م کے عاشقاں سیتیں

ترے یمنوں کی جھکن میں سہاؤے بھید کا بل کا

لگے ناچاک دوتن کا مین کے منتران سیتیں

محمد بال پن تھے ہے چمٹل کے غلاماں میں

محمد قلی بیچین سے

تو جیتا داؤ میں پنتھاں سوں ساک سنیاں سیتیں

(ق)

( ۳ )

ہنستی ہے کھلتی ڈولتی پیلا پلاتی منج کوں  
میریستی تیریستی جو کھن سہاتی منج کوں

نوی ہنسی نوے غم نے پیاری نوے دکھاتی  
جلوے کے راگ گا کر پھر پھر پلاتی منج کوں

ہنس ہنس کے کھسوں کھڑے کے چل بچھاتی  
عشقوں پیلا لانا زوں پیو کر ڈلاتی منج کوں

بولے جو بول سکا تی بولنے میں  
یک یک پیلا دے کر نس دن گاتی منج کوں

۲۱۳۰

چکا چکا کہ انجل لیتی ہے مور چھب سوں  
زلفاں کے پینگ میا نے نہہ سوں پنگاتی منج کوں  
میں

مستی ہوتی تھی اپنی تن اُپر چڑائی

اے ہوتی میں رُپے کا چنڈا دکھاتی منج کوں

روپیہ چاند

خاتانی و نظامی کا قطب شاہ ہے شاگرد

شہنشاہ کی کہانیاں سر تھے ساقی منج کوں

(ق)

پھر سے

(۴)

نازک نغنی بالی محبت میں سو، نا جانے ہنوز

لوچن کھل جھکیں ولے بارے نہ پہچانے ہنوز

نہ پر سون دھرتے نہیں، شیشے سہرا بھرتے نہیں

بہن شاہ

پیالی میں مد کرتے نہیں، حج عرض نامانے ہنوز

امید مج تیرا ہے، تج قول کوں سیرا ہے

معتوق توں میرا ہے، نہ دل لانے ہنوز

نہن پن کے کھیل مولان نہیں، امرا دھر تو لان نہیں

کچھ صاف تیں بولان نہیں، اپ نرغ تا جانے ہنوز

پنا

قطب زماں کوں جان توں نہہ کے پچن میں آن توں

دے عشق کیرے دان توں کینا پس تا نے ہنوز

(ق)

( ۵ )

دوڑ کر لاج سوں اپیل وڈ نہنی لٹکی چمن

اُس نہنی ڈال اوپر کیوں لگی ہے سبویون

سو کا سوں کریں جو غصہ و ناز کی بات

جب ہونٹاں تھے جھڑے پھوٹی جیونگے اسکوں مگن

۲۱۴۰

نیہہ نہالاں میں لگی ایک جھاڑ کوں خوش بھل تن

باغ کا ہے او سرو مانی خُدا رکھ اُس جتن



او بہشتی باسوں کھیلے ہیں پھل سب جاگئے

اس کی باساں کن نپاسے سب خطا ہو سب ختن  
کوئی نہ پاکے

جب کتاں کے بھید گندالے ہر نٹ نٹ کاروں

او ہنکاراں ناؤ سن کر گڑ بڑانے سب پتین

عشق کے جلاں بجے داہم بہشتی عہد میں

بھید اولے کر دکھاتے ہیں آرٹ اپنے من

تیرے مکھ تھے پائے ہیں سب برویاں روشنی

جو ہاں کیا کم تجھے دستے ہیں تجھ پر لچھن

چندنی میں جب چھند سول کے تو چندا جا چھپ

آرتی ہونے تج اوپر آتے ہیں تارے گلن

میں نجانوں کیسے نوراں تھے ہوئی تو آفریں

سب پنکھی چھوڑے میں تیرے جوت تھے اپنا وطن

منج اوپر کاہے چراتی ہیں بھنواں کا تم کہاں  
غمرے کے ناوک سوں دیوا اپنے ہونٹاں کا چوہن

اے معافی ختم کر ہے تیرا گوہر ہو بہو نہا  
مصطفیٰ و مرتضیٰ منج کوں کمر باندے کس

(ق)



# سانولی

(— ❖ —)

مری سانولی من کی پیاری دیسے ۱۱۵۰ کہ رنگ روپ میں کوئی تار می دیسے  
 سہے سب سہیلیاں ہیں بالی عجیب <sup>دل</sup> <sup>نظر آئے</sup> سرو قد ناری او تار می دیسے  
 سکیاں میں ڈولے نہہ بازی من جب اوکھ جوت تھے چند کی خوار می دیسے  
 توں سب میں اتم ناری تچ سم نہیں <sup>اُس کے سے پاند</sup> کوئل تیری بولاں تھے ہار می دیسے  
 تیری چال نکئی سبھی من کوں بھائے <sup>تیرے مقابل</sup> سکیاں میں تیں جوں پھل بھاری دیسے  
 بہوت رنگ من آپ رنگیاں سکیاں <sup>پھول</sup> ولے کاں ترے رنگ کی ناری دیسے

نبی صدقے قطبا پیاری سدا <sup>کہاں</sup>

سہیلیاں ہیں زیب تار می دیسے  
 تہاری

( ۲ )

پیتا سا بنو لا من ہمارا بھلایا ۱  
دل

تو اپ حن سورج سوں جگ کوں پایا  
اپنے کے ہے  
کہ تاریاں میں اس جوت پیتی ہمایا  
چمک ہے

رنگیلی دھڑی اس اُریوں ہماو ۲۱۹۰  
ایکے ہونٹ کی اس طرح

چنچل سی پتی رلیاں کیا آج سب لٹ  
کے ساتھ رات

ہنسے اُس کنول مکھ تھے جھڑتے ہیں موتی

نبی صدقے قطبا سوں مل مدحن جب

گلے میں ہاتھ ڈالا

( ج )

( ۳ )

نھنی سانولی پر کیا ہوں نظر

خبر سب گنوا کر ہوا بے خبر

نین چلبلائی سوں کرتی ہے نا

ہمیں موں مں بھیدیا ہی اس کا اثر

ہنساج کرے ناز و جھل سیتیں      دس جوت منج کوں دس جوں قمر  
 تر اقد سرو نکلے جب چھندوں      دانت کی چمک نظر آئیں  
 سودھن کسوتاں کر جو آئی انگن      اڑے کھونپے کا تچ اُپر تب چنور  
 موتی رنگ کا میتنی پینے تون      تیرے اجالا و کسوت تھے پایا انبر  
 معافی نزاکت تر اسب بوجھیا      دیسے منج نظر تل ہشتی سندر  
 توں اس کوں کھٹے کا چکا دوشکر      نظر آئے میری

۲۱۷۰

(ق)



# کنولی

لے کھڑی کنولی پیاری اپنے ہرے میانے پیالا  
باتہ میں

لے بچکتی ہے مھلکنی میں پون جیون ہرن والا  
ہوا

عشق باساں کے سو پھانے پاک کھنچے آپ دھن  
آپ

کیس میا نے بھل جیڑی چوٹی منے دونا و بالا  
بال میں

کنولی کھ پرہوں چرائی ہے یوں نوراں ستی

عشق کے فرکھے ہیں پوچھو تم اس ناواں کالا

عشق بتاں تھے لگے ہے میرین میانے قمار

نین لذت منج چکھا کر میسے تن میں کرا و جالا  
نکھ میں

کنہنچی کھنچاتی کھڑی ہے پیاری اپنی کھنچتیں

انچل اوچھل تھے نجاتی ہے نین پتلیاں کا چالا  
آنکھ سے

نورتن روشن ہوئے ہیں اُس کے انگ کے رنگ ستی

جسم سے  
چاند سورج کے حمال بائے ہیں گلے کنٹھ مالا  
ڈالے

ہے مجھ قطب نشہ بندہ علی کا کستریں

تو ازل تھے اوڑتے ہیں منج سر پہ سمانی رومالا

(ق)

( ۲ )

تج قد دیکھ سرواں ہا کے کئے ہیں بن میں

تیرا  
تج قد سہاوتا ہے جنت کرے چمن میں  
تیرا

پلکاں نمد تکے کر رکھیا ہوں میں تینکے تیں  
رکھا

جو پوتلی وہندی ٹکے آئے منج نین میں  
پتلی وہ میری آنکھ

دُوب ترے رنگیلے یا قوت کو دے رنگ

۲۱۸۰

لے بھیک رنگ عقیقاں رنگیں ہو میں میں

خلوت میں گمتے شہ جب ڈبتا ہے چاند کھن پر  
گزارتے ڈوبتا آسمان  
چھپ جائے سورس میں نکلے جو شہ انگن میں  
صبح رات صحن

باریک تاج کمر دیکھ باریک ہوا ہوں بجا بال

وہی نہیں ہے کوئی تار ایک پیرہن میں

کالیا گوریا سکلیا کوں جگ میں جھنپیاں سو ستر  
کھوئی سکی کوں دیکھت میں مد بھولیا کھن میں  
کوئی دیکھ کر مد بھول گیا

(ج)

( ۳ )

اتم پیاری نظر بازی متجہ سوں کھڑی ہر

نظر بازی کوں مج سوں نظر رکھ جب کھڑی ہر  
مجھے تیرے ماتھ میرے ماتھ



کندن رنگ پتلی کونلی ہو سرورپ ویوں نوپلی

سُکھن سندی آلی لچھن دیدال پری ہے

گلابی نین میں تیری سمندر پور موج مائے

سمندر پورا

سُرج سے کال پردنت نورتن مانک چڑی ہے

دانت

یہو رنگ رنگ بالے بال ہے تج میں چنچل اہتہ

بہت

سُہے تج راج ناریاں کا کہ توں کوننت پری ہے

کرنگ نینی ہسلی توں میرے جیو کی پیاری

محمد قطب سلطان سوں مل ہل بہت چڑی ہے

(ج)

ہاتھ لگی

(۴)

بیل کوں لے سزا نچل پھول جیتہ پرینے  
نین ناری رنگ دھاری مدھاری سرینے  
آس من کا عیش تن کا ذوق کن کا ہرینے  
لاک چاڑی لوج پاڑی مچ کوں آڑی درینے  
بھید جانی نہ بچھانی تخت رانی گھرنے

۲۱۹۰

سنازگی تھے تازہ چنچل آئی مہیر برینے  
کونلی پیاری پہلی باری ڈاوساری اوسوں  
نینہ دھن کا نارٹھن کا پاوں جھنکا یوں ہے  
دوٹی گاری دکھ تے گاری ہوک گھاتی کرتی ہے  
اے معالی تیری مانی سب میں سیانی نار ہے

(ق)

# پیاری

سکیاں جامنا لیا و پیاری کوں آج  
 کہ سب چھند بھریاں کا ہے سیں تاج  
 کہو یوں کہ مندر کوں بہو زیب سوں  
 ستوارے ولے ناگے تچ باج  
 مدن آسنتا تا ہے گر گیان کوں  
 کرو دادا ہیں آتمارا ہے راج  
 عجائب ہے کسوت تمن حسن کی  
 کہ اس تھے سہاتا ہے عشویاں کاساج  
 توں خواباں کا ہے روپ ہیں پاوشاہ  
 تو لبائے ہیں سب تیرے تیں نہیہ خراج  
 تمن مکھ کا نور جب دیکھوں میں  
 او یک جھن منجے سو برس کا ہے کاج  
 تمنارے

نئی صدقے قطبا تھے مجلس سدا

سہاتا ہے جوں حسن سوں ملک لاج (ج)

( ۲ )

پیری نکر توں سخن سوں منم	جو جاگی جوانی تو پھر ہو گی خم
بغیر جان جگ میں آبات ہے	کہ گوہر بھٹے پر ہوتا مول کم
جوانی و جو بن ہے سب پاؤنا	کہ تجھ تھے ہوئے عیش سائیں کون خم
میا پائیں کار کھ اپنے دل	کہ تجھ تھے ہوئے عیش سائیں کون خم (دکر)
چھنداں سستی ننگار کرا آئی دھن	سہے کھ آپر خوی کہ جوں پھل پہنم
پنواتے ہیں سکیاں میں اپ حسن کو	زیب ہے چہرہ پو پینہ پھول شبنم
نئی صدقے قطبا ہے تج نہ تھے	او چائے ہیں ہاں میں اپنا علم
تیرے عشق سے	سہے سب تیاں میں توں اس صنم

(ج)

ہے

( ۳ )

خوشی دولت گھڑی باجے پلاؤ بلجونا داں سول

عشق کی داؤنی لیاؤ بجاؤ عیش تاشاں سول

(تاشا)

لاؤ

تراز و عشق جو کھی ہے پیاری آنکھ انکھتیں

عشق کے ڈاو یک یک کھلتی ہر ڈاو ڈاواں سوں

کہو الحمد للہ میری پیاری ہے پیاری

عشق کا شرط لکھے ہیں شرط سوں تیرے نواں سوں

۲۲۱۰

عشق گوہر چٹرائی ہے پس کی داو نی میانے

اپس کی بانہ پر پھیندنا بندی ہو بھجاو بھجاواں سوں

باند ہی

بازو

اپنے

عشق کی بااں میں منج کوں عشق کی کہنی سناؤ تم

کہانی

مجھے

پری پر میا نے بلجیا ہے مراد نہ پر یاں سوں

پھنسا

عشق ہو رعاشتی کا جلو اگا و عشق سوں سارے

اور

ہتھتا نا چنے گاتے بجاتے سب دنا لاں سوں

پلاتی مد بھرا پیا لامرے تیں مد بھری پیاری

محمد قطب بہت کنگن بندھی ہوا لکھ چاواں سوں

کے ہاتھ ہیں

(ق)

( ۴ )

پیاری تو بول مارے <sup>تیرے</sup> سچ بول <sup>کو نہیں</sup> پستیارا  
دستا ہے بول تیرا ہر ایک جوں کٹارا  
نظر آتا ہے

چوٹی تیری سوناگ ہے ہورز ہر اس میں کڑوا

او گھر کھیلاں میں دستی توں سا چلی سنپارا  
نظر آتی تو سچی

پھر پھر بھنور کے منے سچ باس ہوں تو لبووں

اس باس میں نہیں ہے زگس کا خمارا <sup>باند تھ</sup>

دیکھ دیکھ کر صندل کوں لانا مشک کی لانا

تو تن کی باس آتا سجلا جب اسنبارا

پینی ہے کاج کی کاج اچھری بند ہی ہوتی <sup>پہنی</sup>  
<sup>باندھی</sup> ہاتھ

کیا جانیں پاچ ہو رکاج او ہندوی کنوارا

تج بول میں نک میں تیرے اوص میں میں  
تیرے کنک میں میں ہو چوٹی ہے اندھارا  
اور

۲۲۲۰

ایسے رن رن میں دریا تھے قطب کاٹے  
دو جگ میں اس کوں اُم ہے مرتضاً ادھارا  
(ج)

( ۵ )

پیاری تیرے پھڑے تھے رن منج نینداوے نا  
پچھڑنے کی وجہ سے رات مجھے

توں قدت کی گھڑی تج بن گھڑی تیرو بھاونا  
تیرے بغیر تجھے نہیں پاتی

رن دن کو ج جائے نا جو کوئی حیو عاشق ہے تیرا  
رات دن کچھ جی سے

لکھا ہے یاد یوں تیرا کہ بھئی کج یاد آوے نا  
کچھ

پرت تیرے کوں لقاں بھی سکے نا دار دینے کوں  
جنت

صحت کیوں ہوے عاشق تین ج لب شہرت چکاو نا  
کے تیں

سچی رات کا کلمات منج تورات ہو دستا  
دانی تیری <sup>نظر آتا</sup>

کنا کس سچ رہنا میں جو توں سچ اپ بلا وئے نا  
کنا <sup>اپنے</sup>

تری اس سچ تھے دل ہے جیسا ابوح کا کلا  
ے

کہ جوں نابات توں گھٹ ہی آپس کوں پکلا وئے نا  
نات

تری باتاں تری صاتاں تری تیاں ہے بہو صا

دیتی جکچ توں گالیاں ہے یوسی دلا وئے نا  
ریت رسم  
ہوے

نبی صدقے عشق باتاں حداثج تیں دیا خانا  
جو کہ

تھے قدرت یتا ہے جو قطب کوں سمج وئے نا  
تجھ کو  
اتنا

(ج)



# گوری



سہاتا ہے مکھ حسن گوری کا شاب <sup>پہرہ کا</sup>  
 اوکھ چند پر چند کیان میں لاجوں نقاب <sup>اُسی چاند جیسے پہرہ پر چاند کا</sup>  
 او قد سرویں ہے کند کن نہال <sup>۲۲۳۰</sup>  
 توں رنگ رست کی باغ کی ہے کلی <sup>نہیں</sup>  
 رسالے اوھر ہیں ترے مد بھرے <sup>ہونے</sup>  
 کہوں زلف یا تازہ سنبیل سہی <sup>ریلے</sup>  
 تری چال مدست تھے لاجیں گج <sup>سے شرابیں با تھی</sup>  
 نبی صدقے قطبا سوں گوری ملی  
 تو گل باز دے اس سوں پیوے شراب <sup>کے ساتھ</sup>  
 (ج)



( ۲ )

عشق کی پستی ہے گوری نگلی      چتر ناریاں میں دستی ہے چھیلی  
 نہیں تج پدیاں کے روپ زباں      کہ ہے چند مکھیاں میں توں سلی  
 بنے سولہ نگاراں تیرا نگتھو      کہ سب خواباں میں توں دستی گہلی  
 برستا بس تیرے نور جلوا      نہ دیکھی تجھ سی کوئی سندرہ لی

نبی صدقہ قطب شاہ سولہ پیاری

۲۲۲۰

(ج)

پراوا حسن کا کر کے میلی

( ۳ )

عشق کی پستی توں میر دل کھڑی      تجھے نیہہ کے پر لگے اے پری  
 سہے ناز نیہہ پستی توں نیہہ کا      عشق سوتے میں منج اُپر جت دھری  
 عشق کو پسون گھینچ باندی کمر      جو بن پیا لالے بات میا نے کھڑی  
 پر م کی ہیلیاں کرو نہم سوں بات      پر م باغ میں سہتی کسوت پری  
 تنے تن ترے رنگ بھرے پھول ہیں      توں کیو رانی ہوناں منے ہی کھڑی  
 عشق صحبتاں میں پیا لا پلا      تری نیہہ بھٹی کی مستی چٹری  
 نبی صدقہ قطب کون گوری ملی      لالت اس کا ہے سوچ و منشری

(ق)

## ۶ چھبیلی

چھبیلی سوں لگیا ہے من ہمارا      کہ اُس بن نہیں من یک تل قرارا  
 صبور ہی کو نہیں ہڑھا دل میں      صبور ہی کیوں کرے سو کر نہارا  
 الگ پھانسیوں نکلھی جو پکڑنے      دکھانی گال اوپر تل کا چارا ۲۲۵۰  
 بے من میں اس کے خیال نہ دن      نہیں اس خیال بن منج من میں  
 نین بہری چھوڑی سو کے دور سوں      کرے چنچل نکلھی دل کوں شکارا  
 میا کرنا کرے محشوق اپنے ہو      کہو نا کیا کرے عاشق بچارا

نئی صدقہ قطب عاشق ہے تیرا

سدا تل اچہ نہو یک تل بی نیارا  
 رہ بھی

ل  
لالا

ہیامین تو بالاسکی سن مولا لالا  
میر لال  
بن بن ہوا لالا موکر متوالا  
میر لال  
نرختا..... چولا منجے باج ڈھولا  
تو لکھچول مالا تو تن جاو جھالا  
برہ راز کھولیا توں داپ وصالا  
اپنا وصال  
مومن تو سون بھولیا گیا من سو تو لیا  
میر دل تجھ سے  
میں گاؤں بللا بلے من تللا ۲۲۶۰  
دل اللہ ہیں آگے لا  
دل اللہ  
نئی صدقے قطبا تو من سچ بلا  
بھلا لیا بھولا لیا نوارو ملا لالا  
بھلا  
ملا (ج)

( ۲ )

عشق میں مست متوالی ہوں لالا  
توں اپ دھراں تھو منجکوں دینا پیا  
اپنے ہونٹوں سے مجھ کوں

اُدھر رنگ میں حیات آپ لالا	سرا کے سر نہیں اور سر نہیں ہے
ہونٹ	شباب
مودل میخانہ پیالہ دیو گلا لالا	بھٹی جو بن جوانی بھٹتی سوں
میرے دل کے میخانہ کو	
چمن گالاں میں ہے دنت پھل گلا لالا	خمار سن کا ہے منج دینا بوسا
دانت	
تیرے دھلنے تھے ہوئے میں متوالا	یون ماتی پیالے میں کیتی
تیرے ہنسنے تھے ہوتا دیں اُجالا	جوانی کا دست
دن	ترے رساں تھی ہوتی رات کالی
قطب سوں کیا برت دیو کنٹھ مالا	نہی صدقے ہے تج عشق میانے
عشق	تیرے میں

(ج)

( ۳ )

کہ او پیالہ لای سوج بھی زوالا	پیالہ لیو میرے آپھے لالا
زوال	لال
کہ کلڑیا ہے تمہارا منج خیا لالا	نجاو و پھر کہ آو میرے مند
منج خیا	
لگو چھاتی کہ جاوے دل ملا لالا	سنگاتی ہیں میں میرے جوں کے
کمال	(جوں ۹)
کہ دیتا ہے ورنہ منج کوں اُلالا	ہوی ہوں میں تمہارے نہہ کی ماتی
وہ	عشق

سجین تج عشق کے دھوپا میں پیا  
ہوی ہوں منج پلا تج لب لا لا  
نبھاویں منج رتن کے ہار پیار پیا  
منجے بھاتے ہیں ہر ہمت کنٹھ مالا  
نبی صدقے قطب شہ کے سوا پر  
اوڑاتی ہوں سکیاں ماوے والہ  
(ج) اڑاتی رمال

(۴)

تمیں میرے مندر سو آج آو لا لا  
تم  
تم اوپر تھے واؤں گی جو بن بالا  
منجے وصل کا دیو پیرت پیا لا  
زر نیا سو میرا تمہارا میا ہے  
تمہاری محبت  
تمہارے سو باہاں منجے کنٹھ مالا  
برہ کی سو منج تن تھو جاو گی جھالا  
میرے  
محببت کے موتیاں کا گل باد مالا  
توں میرا پے ہے پر م ساقی آلا  
کریں بھوک دن کے تن تن تلا لا  
نبی صدقے وایم قطب شہ اند سول  
۲۲۸۰  
کسی ہات نابیوسوں مد پر م کا  
نبی صدقے وایم قطب شہ اند سول  
(ج) اُن

# لالن

نقل اس کا ادھر پر ہے حوالا  
ہونٹ

میں متوالی ہوں لالن متوالا

اڑاؤ منج پرت کا شاہ نالا  
مجھے

مگرتوں ہے سکی نادان بالا

(ج)

(ناقص الآخر)

چتر ماتی کے بہت تھے لیو پیالا  
ہاتھ سے

مناؤں گی ادھر کا جھوٹا دیو منج  
ہونٹ مجھے

شہ بھیجے میں تماری نیہہ چھترنے

بچن پیرت کے کچھ نہیں بچی ہر تو  
کچھ بوجھتی

( ۲ )

او بند کھولے نا کھولے جیو کا پیارا

اس او پر ادک سو ہے او زلف بارا

اُس انگے دسے چال تنس کا بچارا  
زیادہ نظر آئے

نین پچاند میں دل رہیا ہے ہمارا  
آنکھ کے پھندے

۲۲۹۰ نہوے پیو کے مکھ کا ہے جھلکارا

کلی پھول تھے بھی ہے نازک اولالین  
پھولے ہے اوچھب دیکھ کر تو ہی نارا  
لگے پھل انداں کے منج نہہر کوں  
کے جس رنگ تھے ہوتا چمن کا سنگارا

نبی صدقہ قطبا کوں تچ نہہر منجہ بن

بیتے عشق کی راہ کے بنیہ

(ج)

نہیں من کوں بھاتا ہے کچ ہو رٹھارا

کچھ اور مقام

(۳)

مرالالین ہے لیلیٰ میں مونس مجنوں  
کروں تل تل زیادہ نہہر پیووں  
اپس سر پر بندیا ہوں نہہر ہرا  
کہ میں عاشق ہوں تچ پر مونس (مضموں)  
اپنے بالہا عشق کا  
میا سیتی کرو چک سار میری  
کہ بھیدیا ہے تمہارا عشق رو رو  
مجت ہے  
تجے دیکھن تھے پاؤں سکھوتن میں  
تجھے دیکھنے سے  
مجت تیرا منج سب تن میں بھیدیا  
میرے اثر گئی

نکر چالے چتر چھنداں کے مسموں  
چالیں (نہ ہوں؟)

دو تن ہمناسوں کرتی آریاں باداں  
او مورکھ کی سوتاں کیا کہ بولوں

غیر رعم سے ہے پڑھی باتیں

نبی صدقے کروں اپ دل سوسا

۲۳۰۰

قطب شے کا کہ ہے شاہاں میں موزوں

(ج)





۹

## موہن

پر م سو کھینچتا آ پخل کنارا	اہو مانی مدن موہن پیارا
سو ووں سپڑا لیا منجکوں پیارا	نگینا لکھو کنڈن کے میا ز سپڑے
نہیں و ومانتا کہیا ہمارا	پیا کوں پا ووں پر جھنیا منا ووں
کہاں میں نہاس کر کرنا پکارا	یکیلی دیکھ منج انجھانتی ہیں
ولے دیو وادھر کا منج او مارا	تمہیں منج تو لجاتی سیج او پر
ہونٹ مجھے	تم مجھے

نبی صدقے کہی سلی میں قطبا

کہ ہم تم پیہم میں مجنوں بچارا  
تہار عشق

( ۲ )

پرست تازی لگی ہے منج سکی موہن پیاری ہوں  
نہجے

بند ہیا ہوں دل اوچا تر چھند بھری کنونٹاری ہوں

امیداں کے انجھو موتی کے راساں بادِ مکر و مہک  
ہنو

رین ساری صبا لک منج گئی ہیں ہتھواری ہوں  
نہجے

کیاں کسوت سکیاں ہریک پر کی اس چند رکھ کو

سہانی سہ ساری ہوں شفق انچل کناری ہوں

اجھوں دستیاں میں تھج مکھ میں شاہ سائیں انگ شگ  
ابنک نظر آتی تیرے چہرہ کے جسم کی قوت کی

اجھوں کھلتی ہیں تیری نین نرس کی خماری ہوں  
رات

سجن کے نہ میں بن مست ہوئے نہیں کام حاصل تو  
نہیں

نہیں ہے عشق کوں گج آشنائی ہوشیاری ہوں  
کو کچھ سے

پیا ملنے کے قصے شوق سوں کو رنگ رنگ سینے  
 نہ کو سا جن کی دوری کی بچن نہہ کی دکھیا ری سوں  
 نبی صدقے ہوئے ہیں منج کوں لا باں کے اوپر لا باں  
 کئی ہوں نہہ کا سودا قطب شے نہہ بھاری سوں  
 (ج)

( ۳ )

ہن بائیں میں حلقہ کان میں وے سو اس دھن کے  
 سو بچ ہو چاند کوں کرتے پیا کے کھ کے سم لوگا  
 پیا کوں بکھنے مودل کھ ہے آب وز یوں  
 یکیلاین بلجیا ہوں اس لفاں کے اے بندیں  
 اسی تھے گل کوں چھرتھے چبے کانے سون کوں  
 برن تچ حسن کا جگ کوں دیا ہے روشنی دیم  
 کہ کرنا سب پیا کے وصف کا تعریف حیراں ہیں  
 تچے سوتے نین دیکھا برا یا منج کوں حاجت سب  
 جکچے فرائے ہم سر پر کہ حاجب ہیں تھی من کے  
 وے میں نا کروں تم چاند ہو سو بچ کوں سا جن کے  
 کہ بھول نکھڑی نہیں بکھرے نہ ہوئے نظر اچ لا ان کے  
 یہوت ہیں تر سحر اس دو بین جادوے پرن کے  
 جو تیری پاس تنگ کرنے کے بھولاں سب بن کے  
 کہ تارے آرتی کر نہیں تچے آئے ہیں سب بھن کے  
 گنوائے عاقلان مدد سود بھیت نین موہن کے  
 ہوا یوں مدعا حاصل کہ گوہر نکلے معدن کے  
 نہیں ہے آجکل تھے بیو سوں یاری ہن جو کوں  
 بھگتے جوت ازل تھے ہے معافی دل کے درپن کے  
 (ق)

## ۱۰ حیدر محل

دن دن انند سیتے طبلہ دین کے باجے	حیدر محل میاے تنابات گھول ساجے
عشق کے پاتراں سب اس کاں دیکھ لاجے	اُس سرو قد کے اوپر سلوہ ہے نورتن کا
پتکیاں نین کیاں سیر من میں انند سوکھے	سب عاشقاں کے دلیں ہے عشق پھول جلوا
چو پھیر نورتن کے تاراں مندل سوجاے	عشق کا ٹیلا لائی اپنی پشانی اوپر
تیرے عشق کے لاجاں دیکھے ہیں لاجو بھلاے	چادر عشق کا دوڑے جوں بر پہوٹی دیے
ماوے رومال اڑتے ہیں راج کرتے راجے	ماوے سو برد بنکر برداں سوں ناچے نرسن <sup>ادھے شل</sup> <sup>نظر آئے</sup>
حیدر غلامی سیتی تج میں تناج ساجے	صدقے نبی شکر کرتے کون ملی اے پاتر

(ق)

( ۲ )

بھواں ابرو میں ماوے پرو باندے ۲۳۳ عشق کے راگ تاں میں بھید باندے  
 ترے کس میں کنول ہو سور آوے کماں بھنواں میں کاجل ساج ساندے  
 چولی تنگ انگ میں نت نارنگ پنچے <sup>ان</sup> <sup>اور</sup> نین سوکاں سوں مچت نت پھاندے  
 سنے جالی مئے من میں بلجا..... عشق ناداں سوں نت آئند تھیں <sup>آنکھ کے خطروں سے میرا دل</sup> سو  
 توں گھور کر دیکھ رکھی ہے کن پہ طرا کتنے کاندیاں پوچھوں نا بوجھے کاندے  
 نبی صدقے ملی حیدر پیاری اے سیویاں ستیں چت سوں چت باندے <sup>ان سیووں سے</sup>  
 ترے اپنجل پہ ہے چندنی کا چھایا قطب ڈاواں سوں بڑاں کاس باندے <sup>ان سیووں سے</sup>  
 (ق)

( ۳ )

حیدر محل میا تے جلو عشق کا گادیں

یزدانی تاننت چوندھر رنگاں ستیں بجادیں <sup>سے</sup>

اب ہات میں بندی ہے جلوے کے ناکسنگن  
اپنے باندھی

نیناں کی پتلیاں کوں پتلیاں نمن نچاویں  
پتلیوں کی طرح

عاشقان محبتاں کا پیالہ بھرے پیاری

..... ناقص الآخر ..... (ق)



نوٹ۔ سید رحل یا حیدر پیاری کا ذکر اس نظم میں بھی ہے جو محلات شاہی میں ”سید رحل“ کے  
عنوان سے شامل ہے۔

## ۱۱ محبوب

دل چین میں اور پری ناز سونہتی محبوب ۲۳۴۔ سرو سنگار کے بن میں کھڑی ہنستی محبوب  
پُھل گلا لاں ایسے کالان تھو ہوا ہلست رنگیلا جام لے اب بہت منجے کستی محبوب  
تیرے دربار کوں قبلہ کے من بوجھے پھول سے باقیہ منجے  
اے باریک کمر بال تھے اسس بالی کا ماند  
اے نوبلی نہ بوجھے کوئی تیرے مذہب کوں  
بہت میں اسی تھے تیغ ہے میرا سدا جستی محبوب  
اسی لئے (ج)

( ۲ )

جگت حسن میں ہے تران محبوب میں طالب تراہوں مرا توں سے ملانو

تمیں بات دل جان کی بوجھے ہیں      سوکے کے قلم بیتیں لکھ بھیجو مکتوب  
 ترا حسن یوسف میں کرنا ہوا لادا      خطا ہے کہ آئے تری آرزو میں عاشق جوں یعقوب  
 تر حسن کا ذکر موکل ہے تہی      میرے گلے کی تسبیح  
 اُسی تھے شہاں میں ہوا سر بلندی      میں  
 نبی کے علاء میں ہے قطب منوب      ۲۳۵.  
 (ج)



## ۱۲ مُشتری

نہیں پستلی ہم سوں کری ایک بات	نہیں بن میں دعوے کے پھولاں کھلات
عشق کسوتاں تھے مجھے مشتری	عشق انت ادھر بیوہ تیج کون سہات
عشق توے جو بن کی ساراں کسے	ادھر تیرے کو شرکا پیا لاپلاٹ
ادھر پر ترے ہے پریم کا نشان	ادھر چو منے تھے سولا جے نبات
اچت چاند سہتے ترے دود و دل	ترا مکھڑا پریم کہانی سُنات
چتر ناریاں میں چتر بن تھے	کہ آپس کے من میانے منگوں منات

نئی صدقے ماوے چتر قطب سین

کہ راہیاں منے قطب تارا جنتات

(ق)

شاہوں میں

( ۲ )

دعا معشوق کا کر کام تاج با عسائے  
اُسے جینے تھے سب جگ پر ترا فرما دے

تراہستی اُسی کا نا نو ہے تن میں حبس ہو  
تو تاج مستی ازل تھے تا ابد لک با صفا ہے

تیری

اسی مستی کے تئیں توں جب رہیا ہو دلیں  
بہت دن  
ہزاراں شکر و سجدے کر کہ تاج سومر جہا ہے

۲۲۶۰

ہمیں دل کے گنواے میں سجن کا نور دستا  
سوچ کرناں کی ڈوریاں میں جھلکنا خوشما ہے

گہواے

سکل دندیاں کے طالع میٹیا ہے زحل تارا  
سب  
ہمارا مشتری طالع میں طالع کا بقا ہے

خدا یا قطب کے تارے کون دے توں ہر فرازی  
خواجه کے ستاریاں میں منگل کیسے اچھا ہے

نئی لنگریں لنگر دار ہو کر رہ معافی  
کہ لنگر داری میں تاج کون ہزار لاکھ شفا ہے

(ق)







## بلقیس زمانی

عشقِ پادشاہی کو ہے تیج آج  
نہیب دیتی جو تیج  
تو مجھنے مٹھائی شیریں کو نہ آئے  
تیرے چومنے کی  
پسچی اس زمانے کی بلقیس توں  
انچل سیں سہاتا ہے تیج بیو تاج  
اُن قول پڑا دے کرو تم سراج  
ان کو  
تیری چوٹی گندنے ہوئے مشاج  
گوہد ہے  
جو بن پیالا دے ہت میں پیالا پلا  
عرضداشت عاشق کوں معشوق پاتھے  
ہے سر پانوں لک توں کند کی بنی  
نبی صدقہ پایا ہے جنت کی حور

حسن ملک میں نا سہے تیج باج  
نہیب دے تیرے سوا  
دیکھ اُس کٹھن تجلی سوج کپڑا بالاج  
انچل سیں سہاتا ہے تیج بیو تاج  
تیرے مثل  
اُن قول پڑا دے کرو تم سراج  
ان کو  
تیری چوٹی گندنے ہوئے مشاج  
گوہد ہے  
جو بن پیالا دے ہت میں پیالا پلا  
عرضداشت عاشق کوں معشوق پاتھے  
ہے سر پانوں لک توں کند کی بنی  
نبی صدقہ پایا ہے جنت کی حور

## حاتم

ناری سہے تیجہ اتالے چالا	بھلکار سہی
سنپولی آپر بھونگ سٹیا چم	چھوٹے اکاں میں پھول والا
رتن تھے ادک دیں ہونٹاں پر	ادھراں کے اُپر بے ٹرسولا لا
دیکھ چندنی میں چند مکھی کوس	سوج کوس پلا چھندوں پیالا
دن رات ہوا جو کھولے دھن کس	نس میں جو منسے پڑیا او جالا
ناریاں میں جو ناز بھاگ اچکل	انگ ننگ سوں کرے بیانہالا

نت پوئے علی کے صدقے حاتم

۲۳۸۰

قطبا کے ادھر تھے پیالا

(ج)





یک جہن اگر نہ دیکھوں تج یاد کا جوشہلا  
 تج باج گمنام کوں شکل ابے بغایت  
 نیناں کے لعل تھے دل کپڑا یہ جوش میرا  
 سٹ چھانوں عشق کا منج توں اپنی لولایت  
 تم یاد تھے ہوا ہے مومور نمنے موتن ۱۳۹۰  
 اب نا کریں تو ہم پر ہو کرب کریں علایت  
 تمہاری سے  
 کوئی ناسکے معافی آپ کی تپریاں کر  
 پڑتا ہے اپنے دل میں رب علی وایت

(ق۔ج)



## ۴ ہندی چھوری

رنگیلی سائیں تھے توں رنگ بھری ہے  
 سگر سندر سپیلی گن بھری ہے  
 لٹکنا بجلی نمنے اُس سہاے <sup>کیا ہے</sup>  
 و ہندی چھوری بہو چھند شہ پری ہے <sup>وہ لڑکی بہت</sup>  
 چند مکھ موہنیاں جب ناچتیاں میں <sup>کٹھ اس کو زیب ہے</sup>  
 سبھی حوراں نہ آئیں آج تچ سم <sup>چاند جیسی صورت والی</sup>  
 اُپچتا ہے ترے مکھ تھے جے شابی <sup>آئیں تیرے مقابل</sup>  
 لگن مندپ تاریاں سوں سواے <sup>سے جو جوانی پیدا ہوتا</sup>  
 آسمان <sup>وہاں؟</sup>

نئی صدقے ریجھائے قطب کوں

توسکیاں میں توں جیسی شہ پری ہے

## ۵ پدمنی

(+)

تج ناک موتی مکھ اوپر دیرتا ہے آب سوں

یا خضر کے چشمے میں تر تار بڑا پر ثاب سوں

و و بڑے کا عکس تیرے مکھ اوپر یوں چھائی

۲۳۰۰  
اُس جیوں چاند کی جوتی منے مشکیں کلنگ ہے دابوں  
میں

تج نین کی راوت چڑھائی بھنوں کما ناوس کر

سب عاشقاں میں منجہ اُپر رکھے چاپ تاب سوں

جب ناک میں مکر اسہاگن بین آئی جسلوہ میں

و و قفل دے منجہ گیان پر سک کرے ثرب تاب سوں

مکو اجو لٹکائی پہونک بالاں میں پدمنی پدم کے

یک تل میں بلجای منجے اس کرے کے قلاب سوں  
منجے

قلا ب سٹ من میں کوں کھنچی الک ڈوری سیتی

اپ عشق کے کھیلاں دکھاتی ہے عجب لکھ باہوں  
لاکھ طے

ہستہ نکھن ہو پتینی بھل کر رہے دھن بھیدیں

وو پدمنی تل کر سہے اب قطب شے نواب سوں

(ق)

۰



# سندر

چندر مکھ تچ لعل لبیں دین جوں تیر تارے ہیں

چاند چہرہ تیرا

دانت مثل

کہو یہ چاند کاں کا ہے کس سماں تھے اتارے ہیں

سے کہاں

اگر یہ چاند اس سماں کا کہیں جگ تو قبولوں کیوں

سماں کے چاند کے مکھ میں کون دیکھیا جو تارے ہیں

چہرہ

سبح چند سوں سندر مکھ کوں دیئے تشبیہ شب شاعر

سبح چاند سے زیادہ جین چہرہ کو

ولے پوچھیں جو عجکوں تو اُس انگے او بچارے ہیں

مجھ سے کے مقابلہ

کہے دیکھے کر شمع کرو سندر ناز میں منج کوں

تو اُس نیناں کے جھلکارے جھلکتے جو کٹارے ہیں

ان آنکھوں

سما آ باج کے اوپر ہدف سو سور کرنا دو

بھواں کے قوسوں میں تارے کے نینا تیرا رہے ہیں <sup>سوچ</sup> ۲۴۱۔

سرج ہو چاند کے کرناں جھلکتے سو دس مج بول <sup>نظر میں مجھے اچھے</sup>

کہ جوں منگتے سندرھن اوگدا ہو بہت پیارے ہیں <sup>سوچ اور</sup>

ایسی سندرکوں پایا ہوں خدا کے رحم تھے قطبا

جو حوراں ہو رملک دیکھ کر ہوئے حیران سارے ہیں

# سجین

چرخ چرخ چرخ

سجین باہاں پکڑ دیو وادھارا	تمہاری سیج ہے جیون ہمارا
سنو منج بینتی سا جن دیا سول	گھڑی تکتیل تم پر میں بلصیارا
میرا آپ بیتی عرض حال کرم ہے	تجی سوں جیونا میرا ہے سارا
مرے تن میں تن میں یوں بے شہ	تجہ ہی سے جینا
تمن مکھ جوت سوں سب میں اُجالے	سورج چندا دیوے مشعل ہمارا
تہاے مکھ کے درین میں دیکھو میں	جوں اسکندر کے درین جگ سارا
تہاے یہ چہرہ اُٹینے	جس طرح آئینہ میں ماری دنیا
سکی کچ میں اچنبا ہے اچنبا	
نئی صدقے کہے قوطیا کی پیاری	کرم خوردہ

# نگیلی

مری مٹھ بولنی میٹھائی سوں پیالا پلاتی ہے

خمارى رات کا اپنی نین میا نے دکھاتی ہے

۲۴۲۰

آنکھ میں

مری شیریں کنکھی کرتی، کنگن بجتے ہیں ناداں سوں

رتن ٹیلا دھڑے منگ میں فوے چھند سوں پانی ہے

آواز سے

چمکتی

نئے

ہانگ

ٹیکا

نوی متوالی مد پیالا پلاتی نین نقلاں سوں

نین خمارى اپنے تن چڑھا دھن کن بناتی ہے

انچل جھلکار کی چونپاں چند سوج من جھکیں

کا طرح

ڈھلک نارالٹک چالاں منے چالاں بناتی ہے



مدن کا تٹھاں نوے جو بن نوے تین اُپر کھستے

پون کے راگ رنگ کا کر منجے چھند سورجھاتی ہے

رتن کی پیاری مانک جت پیالا بھر بھلاتی منج

رنگیلی بر بہوٹی بر بہوٹیاں میں سہماتی ہے

نئی صدقے محمد قطب سول مل پچ گڑی اب توں

چندا ایسی سہیلیاں تیں سوچ ساکھ دکھاتی ہے

(ق)



## نور کی مورت

کج انکھ میں سوماہی کے مراتب سوں علم پڑے  
چکر بالاں چند اکھ پر سوجھنیاں کا شرم پڑے

تو فوجاں حسن کے بے جو بن گچ مست ہو چلے  
کنہ کنٹھ مال تج گئے کنہیوں کوئی کم پڑے

تراکھ جام چند رہے سوہیت درین سکند ہے  
ولایت حسن بند رہے تو خواباں تج سوہم پڑے

مصور تج لکھے صورت نہ لکھ سک نور کی مورت  
اپن میں آپ بہت جوڑت قلم سٹ کر شرم پڑے

چلی لٹکت چمن کھن میں اٹھے غلغل تو پھل بن میں  
 جھڑیں پھل برگ انگن میں جھلون دیکھ سر خم کپڑے

عجب قدرت برن ہیں تج جگت خواباں ہیں تج

للات ان کا چرن ہیں تج دیکھت اپل میں غم کپڑے

تجھے دیکھ کر اپنے

معافی ختم کر اب توں سنے جے کوئی ہوے مجنوں

جو یک شمسے سنے تج روں کد میں ناجام جم کپڑے

کبھی

(ق)



# کسبن

(۱۰)

لاج کے خوے بند اُپر رات کا کہنے جواب  
بند شرم

کیوں چھپائے بی نہ جھپ سے نیر نزل کا جواب  
بھی کے صاف پانی

نکہ اچھر لکھئے مکھ اوپر سرح صحبت کا بیاں  
ناخن سے مردانہ چہرہ کے

آر سی دیکھ ہو گاتب خاطر نشاں تہج با حساب

طرح صحبت باغ میں کبستی ہے توں وضعی نوا  
آئینہ کرتی

جانتی توں کچ بوجا ہوں تیرے سب چالے و شباب  
نئی دھڑے کر ہے تو کچھ سمجھ گیا چالیں

پیتی..... سوں مد تہج کبینا نانوں ہے

سے شراب تیرا کسبن نام  
نجیف میری عاشقی تہج حریف معشوقی کے باب تیری

مُج محمد زانوں ہے معنی سو بولیا راستی

میر نام  
آؤ خوش یا نہ آؤ خوش ہے نام میرا آفتاب

(ج)



فانز



## نازنین

دھن دید پر نادید رکھ سوچ نہیں رہتا کھڑا  
عورت کی

تارے چند رسن یو خبر پین میں ہے گڑ بڑا  
چاند کریم رات

سو دھن کا مکھ جھکا تو ناز میں عرج چھپ جاتا  
نازنین منہ جھکتا رات جاتا

دن میں چند نہیں آتا تارے تیس سب جھڑ پڑا  
چاند آتا ٹوٹیں

ہسبیلی کا کھونپا ہے بدک بندھے جھڑ جو منہوں  
بوند پسینہ کے

دیکھت چنچل نینان چیل بجلی تو جاوے کر کڑا  
چنچل

بچ نیر کوئی نا آئے کر کوئی آگ پھرن جائے کر  
بیچ پانی

باڑی سو پیکاں لائے کر سوکا کرے آڑا اڑا  
خط منہ

دھن سسپیں پر پھولا چڑے اتیر پھولے جو نامے جڑے  
اسمان

حوراں ملک دیکھن کھڑے دستا تماشا یو بڑا  
دیکھے نظر آتا



ہاتھ میں لالی یوں بے کیے شکار و سب کسے  
 کرتا شکار وہ ہر ایک کو ہاتھوں  
 خونی قشانی سچ دے عشاق لے چنگ سنیڑا  
 نظر آئے  
 صدقے نبی کا داس ہوں میں اس اس کا اس ہوں  
 غلام  
 قطبا علی کا داس ہوں کپڑا کھڑا دل کڑا  
 غلام  
 (ج)

## (۲) اسرارِ شباب

(\*)

سورج تارے دیپائی ہے سندر چندریشانی میں  
 چمکائی حسین چاند حسین پیشانی  
 مگر دستا ہے عکس اس کا لگن سمدور پانی میں  
 نظر آتا آسمان سمندر  
 بوباندی دال ساڑھی لال پتلی چین کے چن کر  
 دھرت پر سورہوں دیکھیا شفق رنگ اغوانی میں  
 زمین سورج میں نے دیکھا

رچی اپنی نشانی پر وہ خونی خون کئے کوں

کہ سمجھ خوب کر عاشق نہیں چوکل اس نشانی میں

ادھر کے رنگ لالی سوں کی بیوقوف کوں بالی  
ہونٹ یا قوت

شکر نابات کوں پگلائی ہے شیریں زربانی میں

سید کاٹی چاک گچ منس کوں پگلائی پھول منسی میں

۲۳۵۰

کھائی چال ہا بھی  
کھلائی  
جواناں کوں نہ خاطر لیسائی مغرور سوں جانی میں  
جوانی لائی

ادھر امرت پیا جانوں سو مکر اجیو پا جھلستا  
ہونٹ

سدا کیوں نا جیوئے ہتا ہے آب زندگانی میں

بچن ہو رہوں سوں جیو لینے وچنے جانتی ہو تو  
گفتگو اور آشا سے دل لینا اور دینا

نئی صدقے قطب ماہر ہے تیرے بھید جانی میں

(ج)

## (۳) انداز شباب

(❖)

یونہی بہت راگھی ہے اپ کر  
جوانی سے اتنے رکھی اپنی پر  
میں اس فوسوں لبدیا ہو کیا عجب  
تو دور می ڈاکے منجے دور تھے  
تیرا فراق  
نہ ارد و تنگ سوسیں پر پائے اخیل  
تو جس جسم سے سر پر ڈال  
اچھوں دور کرنا اچھو فرق نہیں  
کہتے لوگ جو کھو جن جن سوں  
منجے اپنا کہہ نہیں کتے آپنا  
منجے کہہ کر کرتے  
کر حیلے کی دار و نہ بھائے منجے  
معافی کی باتاں تھے جھڑنا منک  
سوج چند من جھمکے ووز کر  
چاند کا طے  
ڈو جگ روشنی پایا کس میں خبر  
کے ہیں  
دو کیا بوجھے مودل میں ہر تو کر  
منجے پر  
کہ جیوں ابر چھانا ہے سور و قمر  
سوج اور  
وہ مورت ہے میری نظر کا بصر  
اسکی  
جو صرف ہوے گا بوجھے گا گھر  
کہونا کہو بلجیا تیرے منتر  
میں نہیں گیا ہوں  
دو لعل من تھے چڑھیا منج اثر  
اس سے چڑھا  
جے چاکھے کہے ہر منک سوں شکر  
جو

(ق)

(۴)

# چنچل نین

(\*)

دونین تہج ابرو تلمیں ہیں نار کیرے خواب میں  
دو نول آنکھیں تیرے کے نیچے

دو دست تھوخی سوں پہنتے مسجد کیرے محراب میں  
سے سوتے

تج نین چنچل..... کان کردوزلف سوا

کھیلیں جو دھڑ تھڈی کے کوچ مکھ کے ہتھاب میں  
تیرے

یہ کیا عجب پڑتا نظر جو دوپ پڑتی چاند پر

یا مکھ نورانی جوت بھڑے نین کیرے شاب میں  
دھوپ  
روشنی آنکھ

ہیں لشکری نیناں تری سحر سلا کرے  
آنکھیں

کوئی ریس تس کی کیوں کیرے نزل کیرے ربات میں  
اُن

نینو گھلاتی سندی تب قطب شاہ کوں بھاؤتی

مل سیج میں یہ بھاؤتی چو سار توں ہر باتیں  
چاروں طرف تو

(ج)

(۵) ماہ ابرو

(\*)

تج ابرو اں کے چند تھے دستا نجل چند عید کا  
تیرے چاند سے نظر آتا چاند  
ساتی بھواں کا دور تج پیالہ ہے منج امید کا  
تیرے میری

نہ دن دعا تھے مون نظر پڑیا ہلالی بھواں پر  
رات سے میری چاندنی  
اس روشنی کے سم نہ آوے روشنی خورشید کا  
مقابل

تیرے ادھر پیالے کا مے شیرینی ہو تلخی دھرے  
ہونٹ اور

اس کے برابر نہ کہوں پیالہ کدھیں جمشید کا

راکھوں نظر تج حسن پر لواتے بھجوں شوق سوں  
کبھی  
تو میرے طالع ..... کا

سب سرو قد اداں میں کرے سو سرو و خنیاں سے سماع

تو جیو کا جاں بھاگ دے دیتا قبا جاوید کا

کوئی آج لک سمجھے نہیں تیج حسن کے نکلتے کتئیں

معنی نہ بوجھے عالماں ہرگز کہ صیں تیج بھید کا  
پہچانے کبھی تیرے

تیج مکھ مسی کا سکھ ہے عاشقاں کے دل منے

نا بچ رقیباں جھوٹے کون دیکھیں کتب تقلید کا

بوجھ

تیرا نزاکت حسن کا پڑھنے میں لکھنے میں نہ آئے

اور نور ہے روشن بہت نہیں ہی سکت یک دید کا  
نہیں

تم یاد بن ہو یاد نہیں یک تل معافی کون کہ صیں

شاہانہ نظر منج پر دھرو تشریف دیو و عید کا  
اور نہیں لکھ کبھی

مجھ

(ق)

# کعبہ رخ (۶)

(\*)

سکی کا مکھ مکھا ہو ریس کسوت جون نائے ہیں  
پہرہ مکہ اور بال کٹے

دیسے یوں مانگ موتیاں کی کہ حاجی حج کوں آئیں  
نظر آئے کرنے کیلئے

سے تل حجر لا سود ہو رزقن جو چاہ زمزم ہے  
سجے اور

سو کر اڈول جوں پانی سے بند موتی چو آئے ہیں  
بوند ٹپکائے

سکی کے زلف حلقے ہیں جوں کعبے کے درمیانی  
مثل

یوں ہر ت قطب کے داعی دعا کر گر بلائے ہیں

چنچل کی نہیں تھے ج کونشانیاں خون کیاں دستیاب  
آنکھ سے کی نظر آتی ہیں

مگر قمر بان کرے جیو حاجیاں کے دن آئے ہیں

منہ عرفات دھن جو بن ترے ہو عاشقاں حج کے

۲۲۸۰ اے عورت  
کینے قربان کر کر جیو ثنائیاں لہوں کی لائے ہیں  
دل لہو؟

دیسے یوں جالے موتیاں کے پچھل جو بن پتہ خیل کے  
نظر آتے ہیں

کہ جوں طبنود و تھانے کا پون کس دوائے ہیں

(ق-ج)

## (۷) سرنوشت قد

(❖)

سرنوشت قد دیکھیا سب سرو کے بن میں عجب

اُس کے سرو کوئی نہیں سب باغ و گلشن میں عجب  
(سریکا طح)

سرد سرواں مرا سرواں بچ ہے سوچ نمون

اوسوچ کرناں جھکے مجھ نین کھن میں عجب  
اُس سوچ کی کرنیں چلتی ہیں میری آنکھوں کے



باغ میں کرتے چمک چالے سکل سرواں ولے  
چل نہ سک تجھ چال سم کاڑے گئے بن میں عجب

باغ میں سب ..... سرواں ڈالیں حیران ہو

سبیں خم کر بات کرتے یک کے یک کن میں عجب

گل کھلے تارے من کنولے رنگیلے سرو کوں  
چند سرج اُس چل لگے سب سرو کے بن میں عجب

سب پھولاں کی باں میں مہکار مجھ پھول کا بن

لذت اُس جھلکار کا چبیا ہے مجھ من میں عجب

یارب اُس سرواں کوں نادکھا بادِ سبوم

کیونکہ اُس کا نور دستا دل کے درین میں عجب

ترڑی دم دم میں اتاروں سرو رغنہ کے اُپر  
سب رقیب اسپند کر جالوں اگن فن میں عجب

جاں چھپا رکھوں معافی پاؤتی دو تن نشان  
جہاں بھی رکھوں پالیتی غیر

۲۴۹۰

طاق لوحین میں چھپا او نور لوحین میں عجب  
آنکھ

(ج)

## (۸) چاندنی اور سجن

(\*)

ادھر تھے چوہے جم امرت پیالا  
ہونٹ سے ٹپکے

تو سب جگ پر سٹیا ہے اپ آجالا  
ڈالا اپنا

دیبا اُس رنگ سائیں مکھ گلالا

سہیا جوں کہ نزل چپ دبالا  
جھٹکے

سجن دیو اُس صفائیں نے لالا

سجن مکھ کا او جالا چند تھے آلا  
چاند سے اعلیٰ

سپورن ہے کلا چند تھے اے شکوئی  
چاند سے

ستارے مننے جھکے کن کے موتی  
کاٹے کان

دیے جوں دو د چند اس میں  
نظر آئے

جھلکتی ہے رین الماس مننے  
رات مانند

چندن کے اونٹ چندنی ہی زیبا

نبی صدقے قطبا کوں نبیاں سب

(ج)

## (۹) چاندنی اوپر سیا

(+)

چلے چندنی میں جب لٹک پیو ہمارا  
اونکس دیے چندر تھے اپارا  
بے حس ہیا میں پرت ہم جن کی  
انکس کے چلے سے زیادہ  
جنے سائیں کے عشق کا دیا ہے  
نکر سے اُسے ہو رستی اتارا  
جکوئی ماتی ہر سائیں کے چھب تھے  
او سے مانیں نہہ نیت میں جگارا  
پیا نور بستا ہے منج دل جھمک میں  
کہ جس نور تھے ہے سرج آشکارا  
سکی پیو چننا لگیا ہے مہن کوں  
سجن بن نکر سے لے ہو کوئی نوارا

نبی صدقے قطبا کا من تج سولا گیا

کہ اپ جیو میں تیرا کیا ہے ٹھارا

اپنے دل کرتا

(ج)

نیاز



# علم عاشقی

جس پیو کوں ڈھونڈتی تھی تاج جہاں جہاں  
نہ پہچان کر

سو پائی تس اپس میں جیوں سوں تہاں تہاں میں  
اکو اپنے دل سے ہر جگہ

سمجھی کہ کچ ادھرتے مج ..... (پی) کا کٹھا تھا  
سمجھی کچھ ہونٹ سے مجھے

تو ایسے بے نشان کوں دیکھ کے نشان نشان میں  
تجھ جیسے دیکھ کر

مج دل نین میں نور او سنبتور کر کے خوش خوش  
میرے کی آنکھ وہ بھر پور

پھر پھر دکھائے مکھ تو دیکھی عیاں عیاں میں

کئی پرہ آچہسرایا جو ہر وصال ہو سو

اب سنپرائی ہوں اس ڈھنڈ وھنڈ کہا کہات میں  
حاصل کر لی ڈھونڈ کر

مُشوق پیو کی عاشق ہوئے کر کے جگت مُنہ مُنہ  
پیا

او علم معشوقی کا کرتی ہیاں ہیاں میں  
اُس

کہنتی دیکھت پیارے تیری ہودا اس داسی  
کہنتی

کی صاحب اپنے سوں مل رونگی ایاں ایاں میں  
کیوں؟

۲۵۱۰

حضرت نبی کے صدقے تج پیو اے جو جاں جاں  
تیرا پیار ہے جہاں جہاں رہے گا  
کہہ توں جہاں جہاں او قطبا تہاں تہاں میں

(ج)

رسم عاشقی

(۲)

(✱)

نین بت خانہ پتلیاں کوں اچھوتا کرتا ہوں سبوا

سندور ٹیلا پشانی را کھئے تل تل ریت ادے نیوا  
گلے

مسماں ریت کافریت کیا ریت اے نہ جانوں

کہ جگ کے لوگ ریتاں چھوڑ کر پڑے ریت <sup>تیرے</sup> سج جیوا

دھری ہکان میں مڈے چڑائی ہے ابوتی تن

کہ پتلیاں میانے دستی ہے سوچلی پتلی جیوں دیوا  
میں نظر آتی

اُننگ ندی کی کشتی میں کھیاں چڑھیل تیاں میں خوش

اِچل اردہنگ سٹ پکڑے اونا کاہت <sup>چڑھکر</sup> سستی دیوا  
ہاتھ سے

پرت ہنترسوں آئی ہے سکھی اب دود جو بن پر

نین امل کھلا کھینتی صراحی نہ <sup>شراب</sup> سرا پیوا

میرا امت اِچل او جھل لذت منجکوں دکھائے

پساریا ہات میں آساں میں اوس منجکوں نک دیوا

نبی صدقے پرت باغاں میں عشرت کرتا ہوں کر سوا  
آس سے

قطب شہ کوں کھلاتیاں میں سہیلیاں رنگ بھرا میوا



# کتابِ عشق

( ۳ )

کحل آنکھ کے رنگ میں بھید ہے      تو بھید بھید میں جوت خورشید ہے  
گہر پاکاں میں تھے پنجیا گہر ۲۵۲۰      عشق کا جنتا سوا امید ہے  
عشق حرکتاں میں سو حرکت ہے      خوشی پھول چادر میں جمشید ہے  
خوشی سیتے بوسادے منج تخت پر      گھرے گھر عشق میوے کا بھید ہے  
خوشی خوشبوی خوش ہے اسپند آئنا      عشق باس کے جلوہ میں بھید ہے  
خوشی خرمی میسر بانی گنائے      عشق کے نشاں پر مرادید ہے

عشق کی کتاباں کیا عشق سوں

قطب شہ نبی صدقے جاوید ہے

# نقشہ وصال

( ۴ )

اے نار میرے بن کوں دے اپنا وید عمریش  
آنکھ کو

سروں بھی تپتے ہیں مے ان کوں بھی دے گفتارِ عیش

منج ناک حسن تج ناک تھے دم باس کا دھرتا ہوں  
میرے تیرے سے

دم باس دیکر توں اُسے دایم دیئے آپا عمریش  
نو شہر تو بے حد

..... تج درادھرتس میں نبات امریت بھر  
تیرے موتی جیسے ہونٹ آبجیات

میرے اودھرتی دھرتی منگتا ہوں میں اُتارِ عیش  
ہونٹ رکھ ہونٹ

تج رخ سستی منج رخ ہے نہیں اس تھن رخ فنج کہیں  
تیرے سے میرا سے زیادہ

رخ سول ملا رخ کوں کہ ہے خسار کوں رخا عمریش  
سے

منج کنٹھ دھن تچ کنٹھ کی کنٹھ کوں بہت منگتا ہے

میرا گلا عورت تیرے گلے

۲۵۳۰

منج کنٹھ سوں ہم کنٹھ ہودے سور کا جھلکار عیش

میرے گلے سے گلا سوج

باہاں میراں مشتاق ہیں تچ بانہہ کے گلہار کے

تیرے بازو گلے کا ہار

بازو

باہاں منے بانا سکے تچ بانہہ کا گلہار عیش

بازووں میں نہ ساسکے تیرے بازو گلے کا ہار

منج ہات منگتا ہے اوک تچ ہات سوں ملنے کے یں

بہت تیرے ہاتھ سے لئے

میرا ہاتھ

منج ہات کوں اپ ہات سوں کرنے دے توں عیش

اپنے سے تو

بھیسٹن کے ڈوب سیتی دھن کچ کچ اپنا طول کر

سے

ہم دو توچ سوں کچ لگا کچ کچ کریں ہر بار عیش

پستانوں سے چھاتی تھوڑا تھوڑا

چھاتی سوں چھاتی ایک کریک جیب ہو ریک میت سو

اور دھوت

تچ نکھ سیتی نکھ منج کرنے میں ہے ٹھائے ٹھار عیش

تیرے ناخن

ناخن میرے

میرے ترے رومادلی جہنا و گنگا جوں مل ایں

روں روں سوچھلی ہوئے کر کرتے ہیں تچ گنگا عیش

تیرا گنگا کی دھاریں

وہ لکیر جومات سے نیچے کی طرف سیدھی جاتی ہے۔ اسکو سلی بھی کہتے ہیں۔

دو ما بھی دو بھونرے ہیں سنگرام کے دریا منے  
صل

دو من ترادو تیر کر تے ہیں اس طعش  
جگ

تج منج کر کے کٹ منے پیرت یکٹ سپٹریا بکٹ

اس کٹ منے کرنا ہے دایم بدن کا بھار عیش

تیرے مرے پاواں سکی جوں ناگ ناگن مل رہے  
ین

صدقے نبی کرنا قطب کرنا تھے آپار عیش  
خدا کی عنایت سے سید

(ج)

## (۵) عیش وصال

(ج)

سدا منج عید سوری ہے کہ میں دھن وصل پایا ہوں

عورت کا

وفا کے منتراں سیتی سو دھن کا من ریجھایا ہوں

سے نازیں دل کہو چند سور کوں جا جو یکا یک آج نا نکلیں

۲۵۲۰

کہ دھن کھ نور تھے اپنی مجالس میں ویسپایا ہوں

عورت کے چہرہ کے نور سے

ہزاراں منتاں کرنا تو تک تنہا بولتی نہیں تھی

سو آج اُتری ہے باتاں میں کہ میں مدنی بلایا ہوں

شراب بھی  
شراب ہو عشق بازی باج منج تھے نارہیا جاسے  
اور  
کہ یو دو کام کرنا کریں لے سو گند کھایا ہوں  
بہت قسم

سکی ہرگز نکو کہہ ہو کھیا میں بات منج کوں جو

کہ دو تن بھٹ پرے گی وو اُسے میں آرمایا ہوں  
غیر قیب پھٹ پڑے

سمند دل میا نے خواص ہو کر غوطے مار برساتی  
دل کے سمند میں  
بچن کے موتی..... دھند سکی تج تا میں لایا ہوں  
ڈھونڈ کر تیرے لئے

سو دھن جا عیش کوں پوچھے کہ توں آیا ہے کس خاطر

کھیا ہنس عیش ازل تھے میں قوت شے خاطر آیا ہوں  
کہا

## بعدِ وصال

( ۶ )

رینِ شبِ سوں مل جاگی سو چھب نیک ہی پیاری کا  
رات  
نہیں مانتے الک بکھرے اثرِ گھلتا خماری کا  
زلف

دیا جھولے پریم بار ڈولے پھیل ڈالی ہوتا را  
پھول  
چھوٹے گل موتیاں ہارا .....

چلے لٹ پٹ لٹک بالی سو ہوشہ مدسوں متوالی  
انچل سر چھوٹ گل لالی جھولے اس متواری کا

چنچل کا مکھ چھبیلہ ہے ادھر امرت رسیلا ہے  
ہونٹ آبجیات  
اجت جھلکار ٹیلا ہے چکندارات ساری کا

دس کے داغ کا لاں پر پھنور جوں پھل گلا لاپر  
 دیسے پھل جھٹک بالال پر جو جگنات اندھاری کا  
 سو لکھن چھند بھری چنل کھائے سس تھو اچل  
 متی ہوئے مست جوں شگل سو مد پی پیو کی پیاری کا

نبی صدقہ قطب راجے طبل آتندنت کا جے  
 سدا پھل گنید کنٹھ سا جے سو جو بن دھن ہمار کی

(ج)

محبته  
افسوس





## پریم کی کہانی

سنو لوگ میری پریم کی کہانی  
 کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی  
 تمہارا اثر کر گیا بیسے بال بال میں  
 کہ ہوئی ہوں تم پریم میں ہوں یوانی  
 بہت سعی سوں میں سولذت کھچانی  
 عشق پنتھ میں اس کوں سا جا کہ مانی  
 جیون پھل وہی پایا کر میں جانی  
 جس نے نہیہ بوجھیا ہے سن اے ایانی  
 نبی صدقے قطبا جگت مول پایا  
 سواو عشق ہے اس تھیں خوش کہانی  
 وہ نہیں خوشتر

## پریم کے چھند بند

(۲)

پرت جل میں جے رہے ہو رنجانے  
 نجات کے پانی جو ہے اور ہے  
 جے جم نہ ہو دھبیال میں رہیا  
 جو ہیشہ عشق کے دھیان رہا  
 حق اب پرت کے تیں دو جگ نہ پایا  
 اپنی عشق کا جن بنو جے ان نگٹ بھاؤ ۲۵۶  
 ہمارا بھید نہیں بوجھتے نکو آؤ  
 نہیں پہچانتے نہ  
 کرے سیوا پریم کارا ت دن وو  
 اور  
 برہ کی رہن جن کوئی بہانے  
 فراق رات  
 نبی صدقے پیاری قطب اکھے  
 پریم کے چھند بند تیں لپچھانے

# رقیب

( ۳ )

اے دو تن ترا سی توں ہے سر بر غلیظ  
چڑچڑ کہ منج سوں ہر گھڑی باسا نگر غلیظ  
لے چیز تو غلیظ ہیں جاگ متے ولے  
ہو سے نہ کوئی جین کہیں تیرے سر غلیظ  
یہ تر جو بحر و بریں نہ لے نا نو کوئی ترا  
تج نا نو لینے تھے ہو ویکا بحر و بر غلیظ  
تیرا چتر خدانہ کرے جو چترے کوئی  
تیرے ادھر غلیظ تھے ہوگی شکر غلیظ  
دیکھے گا لک جو خواب میں تیرا بشت چھا  
کس دھات تج کوں قطب کہے خوب لک  
اے دونی ترا سی توں ہے سر بر غلیظ

# رَشکِ قَابِت

( ۴ )

دیکھو ہیلیاں یہ دوتی جا پیا کوں کچ سنا تی ہے  
 میں شکی پیاری ہوں کہ دیکھ نک نقتان چخاتی ہے  
 مرا نیہہ شاہ سوں تقایم دوتی کیستنا کو اکی توں  
 جھوٹی باتاں پیا سوں کر سب دند کی باقی ہے  
 پتو اکی توں کیتا ایسے لَلن سوں ملکہ اے دوتن  
 دو دین کے پرت میں اپنے شرم توں کے گنوا تی ہے  
 رہی ہوں جان بچ کر میں پے سب عشق کی بھی منج  
 پڑا کے کیا برہ نہہہ کا بچھو لیا کے لڑا تی ہے

جن کے دشتِ جن ناری پہی تس کیا اڑا کی توں

مکر و حیل چھوڑے توں پھڑس کیا آزماتی ہے

نہوے باتاں میں جس کے گن بوہ شہ کون بچاؤے کیوں

ترکماں سوں اُن کیساں ہے حتی کنکر ز بھجاتی ہے

سو اس ہیلی سیانی کوں ہہا تہے ہہاگ یہ سب

جکوئی خوشحال موش کا نہیں منس و قتاں گماتی ہے

کہی پیاری نبی صدقے محمد قطب شہ کو توں

ایسے او گن بھجائے منج دو تن جو کن ڈراتی ہے

(ج)

## بڈھی کی کہانی

(۵)

پریاں کے باغ میاں دیکھیامتدھر گلالی

وال یک پری کے کتھتھو سب بن لیا تھا لالی

اتوار نا پر چنیل گل لال گال پھل دل ۲۵۸۔ کھڑکی منے تھے اچھل سر پر تھو سر تھے ڈھالی  
 تہاے چندا پر وکر رکھے سو مانگ سر پر جگنی جڑی منور اوڑے جھنسا موالی <sup>ڈھکالی</sup>  
 پڑیا نظر کا ایک ہلجیا سو جیو بے شک چنگی اٹھی جیوں چمک حسن مہمن ملا لی  
 مج اُس لگیا ہلاو ادوتن سود کچھ ہساوا اس گھڑیں لائے لاواں گستاں جا اچھالی  
 سُن عقل اُس بُری کی ساں آئی اس گڑی کی سو جیو مکھی کھڑی کی کھڑکی پہ جھانپہ کھالی  
 بھنواں کوں گانٹھ باکر جے کوں نیٹ دپا کر <sup>بوری</sup> غصے تھے اس جدا کر دیتی ہزار گالی  
 کٹھ پر بدھی کی جھڑی کو شان کی ٹل کی جھڑی موجنپ کرنا ترڑی اوپا کنی ہے مالی

قطب زماں معافی بس کر بدھی کی کہانی

شیطان کی ہے نانی آپس کوں آپ جالی <sup>جلالی</sup>

(ق)

# عشق و عفتل

(۶)

پریم آپنا چتر جگ پر سو چھایا      جہاں اپنا پنی چھایا اس وان دکھایا  
 پریم پھول بن میں بگند باس مہکا      پریم اپنے مات ار گج کلایا  
 سبھی عالماں آپ ٹپرن تے جاہیں ۲۵۹۰      نہیں کوئی پایا اے پیریت کما یا  
 پریم کے سو پیما نے سوں مدلا کر      پیما طاق ابرو سوں سجد کرایا  
 عقل کے تخت پر پریم تخت بیٹھا      عشق عقل کے مات ایسے نوایا  
 نہ عاشق کوں کتنا ہی بن عشق نیکل      دو عاقل سدا جن پرت سوں گمایا

بیبا رے سوں گستاخی صدقے قطبا

پریم اس کوں ساجے جنے یوں گمایا

(ج)



## دنیا فانی

( ۷ )

سنو عا قلاں سب کہ دنیا ہے فانی  
 جو کوئی بوجھیا اُس ہے صاحبِ قرانی  
 دنیا رنگ سول جن بہوت دل نہ باندے  
 شہاں میں شہاں اُسے ..... سلطانی  
 وہی مرد ہے جے دنیا میاں نے دین کا  
 کرے کام ساجے اوسے کامرانی  
 دیو و جگ کول بہو جن او بخشش کر و ہم  
 کہ جھکے گا اُس نور تھے تم پشانی  
 طمع کول پیایا دیپانی سول دھو کر  
 پس دل میں تھے ہونچن کن کہ دھبیانی  
 نبی ہو علی سول قطب کی ہے پیر  
 سدا تو ہیں پایا ہے تختِ شہانی  
 (ج)

مُتَفَرِّقَاتُ



# فتنہ دھن

بلجائے جیواں کوں کی اپ چوٹی کیرے تاب میں  
 پھانے دلوں کو اپنی بل  
 پتیلی من لڑکائے ہے دل اپن محراب میں  
 کٹے اپنی آنکھ کے  
 کہیا کہ مکھ دکھلا منجے چھاتی سون چھاتی لامنجے  
 کہنا چہرہ منجے  
 کہی اپن گھر آ منجے بے سد ہوا اس جاب میں  
 کہ جواب اپنے  
 سو رچ بدن چھلکائے جب چھپ جائیں تارے لاج  
 (جیا) سب  
 دیکھت سو اس کا جوت چھپ طاقت نہ رہے مہتاب  
 دیکھ کر رہے  
 کیا چلبلی سو دھن ہر توں ہر فن سے ہر فن ہے توں  
 تازنیں میں  
 ہو رقتہ دھن ہے توں سر زور ہر یک باب میں

صدقے نبی قطبا سوں تل کرتے رہیاں ہر سیک تل  
لبدائے کرج جو دل بگلائے جون فدا میں  
میرا پگھلائے

(ج)

## ایک تلنگن سے

(۲)

پیاری جو دتی میں بنت تاج پریم  
کرب سوں میں نیو جی تھی سیا کول  
دھونڈیا ہوں میں نہیں پایا پرست  
پریم پیو کا ہمارا جو سچو  
منجے جیو دیونا ہے پریم میں نیم  
کے یک تنہا جی من تل کوہ ہو نیم  
بہوت جو یا ہوں میں پایا ہوں میں نیم  
پریم پیو کا ہمارا جو سچو  
نبی صدقے قطب سے ساولی سول

بچن ہندی سوں بولے ایم مریم  
زباں ہندی میں ایم رے ایم دیکارے کیا  
(ج)

# دکن کی تپلی

( ۳ )

سدا منج مست کرتی ہرین سیتیں نین پتلی  
کہ بالی غمنے کے پیالے پلاتی ہے یون تپلی  
نین سوج صبر کر کہتی کروں اب صبر میں کہنا  
نین ہوتے ہیں روشن دھکتی توں بے لگن تپلی  
بھنواں کشتی منے میں یوں رہا جو نوح کشتی میں  
پر ت دریا منے پایا پری اسی تن تپلی  
تراکھ لوج کلہا باڈوں ناں میں ہی جن تھو  
ہند پاتر سپر تی نین چکتی جیو ہرن تپلی  
اگر منگتی رنجائے عاشقاں کے تیں گھڑی تل  
اچھل چھلکا دوساں سوں چلے دگ دگ کون تپلی  
نین کچھو میں تپلی فوی چالیاں سوں تہی ہے  
نین عاشق ہیں دھکین کے کچن سننے کرن تپلی

نہی کے صدقے سر تھے جینتیا نادان بالی کوں

اندازوں ملی قطب زماں سے تیں دکن تپلی

(ق)

## موہن اور حیدنگر

( ۴ )

سو حضرت کے گوشان پر پڑھایا  
 اُن بہت تھے حق پیالہ کو تر پلایا  
 مے میں موہن سیر اسو متا ہے  
 اُن کے بات سے  
 تخت ہو زخمت کا قطب نجم اُویا  
 فلک دادے منڈپ چایا ہر رنگ نگ  
 سہرا سیتا  
 دماے سوباد دل کے کھن کا چتر ہے  
 اور  
 بریا نظراں تھے اُسکوں اسپند اتار  
 کہ حیدرنگراں انداں بھرا یا  
 کو اُس نے آندہ سے بھردیا  
 محمد قطب شہ بندہ ہے علی کا  
 علی آپ صدقے دو جگہ میں بچایا

( ج )

کلیات مخبر قلی قطب شاہ

در وسر احصہ

غزلیات





# تفصیلی فہرست غزلیات

(جملہ غزلیں ۳۱۲ اور جملہ اشعار ۲۳۵۴)

نمبر شمار	رویف	صفحہ	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
۱	الف	۱	۳۱	۲۳۱
۲	ب	۳۰	۱۱	۸۱
۳	ت	۴۳	۱۲	۹۹
۴	ث	۵۶	۱۱	۷۷
۵	ج	۶۶	۱۰	۶۹
۶	ح	۷۵	۸	۵۵
۷	خ	۸۲	۴	۲۸
۸	د	۸۵	۱۰	۸۳
۹	ذ	۹۴	۱۲	۸۹
۱۰	ر	۱۰۷	۱۷	۱۴۱
۱۱	ز	۱۳۳	۲	۱۶
۱۲	س	۱۲۵	۶	۴۴
۱۳	ش	۱۳۰	۱۰	۷۱
۱۴	ص	۱۴۲	۵	۲۹

تعداد و اشعار	تعداد و غزلیات	صفحہ	رویف	نمبر شمار
۲۱	۳	۱۴۶	ظ	۱۵
۸۵	۱۲	۱۴۹	ع	۱۶
۳۰	۵	۱۵۹	غ	۱۷
۱۶	۲	۱۶۳	ل	۱۸
۷۰	۹	۱۶۶	م	۱۹
۱۷۶	۳۹	۱۷۴	ن	۲۰
۴۱	۵	۲۱۳	و	۲۱
۵۰	۶	۲۱۸	ہ	۲۲
۵۴۸	۸۱	۲۲۴	ی	۲۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# ردیفِ اَلِف

( ۱ )

دلا منگِ خدا کن کہ خدا کامِ دویگا	تو من کے مرادوں کے بھرے جامِ دویگا
خواجه کی اکنِ قہر کے پانی سون بھگا	تھارے دل مرادوں کے پانی کا
دو عالم کے دوائے کھلے ہیں عیش کے خاطر	براہیم من مجکوں سکھ آ رامِ دویگا
جسے بھائیگا	ابراہیم کے مانند تجھے
جسے دل میں محبت علی و آل علی ناہ	جسے کوئی نبی نام سوں دل رامِ دویگا
نکھانم توں زمانے کا تر کامِ خدا سوں	اسے خون جگر داروئے ناکامِ دویگا
اپن بخت حقیرے تھے کدیں دلمیں نکر غم	ہر اک پستی منے تنجکوں بلند نامِ دویگا
اپنے	تجھے میں تجھے
ہر رقیباں کے دکھوں سیتی قطبِ تون نکر غم	تجھے داروئے صحت سوں شفا جامِ دویگا
تجھے	سے
خدا سارے رقیباں کے گلے دامِ دویگا	
پھانسی	

( ۲ )

جس حال سوں کھیگا ہے او خوشی ہمارا

جے کوئی خبر سولیا دے مکھ پھول کا تمھارا

جو لاوے <sup>ہماری</sup> تمھارے

مجھ میں پوجاری پوجا ادھان ہمارا

رنگ کائے مجھ کرے مت کوئی سجدہ اس دورا

دروازہ

ہے شرع احمدی تیج انصاف کر خدا را

او خیال کد نہ جاوے ہم سر تھے ٹاک ہمارا

باہر

جب توں لکھیا قطب شہ ہر محراب دل

ہے نشن جہت میں بجوں حید کہ تو ادھارا

سہارا

سب اختیار میرا تیج بات ہے پیارا

ننال انجھوں سوں دھوؤں پکاپ پکاپ سنو چھارو

ہر کھیل انسوؤں سے دھوؤں قدم اپنی پلوں سے جھاڑو

بتخانین تیرے ہو بہت نین کیاں تیلیاں

اس تیلیاں کی صورت کئی خواب میں جو دیکھے

تیج عاشقان میں تو تاجنگ و بدل سون

تیج خیال کی ہوس تھی ہی جیو ہم سوزند

تیرے عاشقوں

تیرے

( ۳ )

نوا یوں فوجوانی سوں سکل شاہی کرن سکتا

نیا سے پورا کر سکتا

نزاکت حسن دولت سے منگے جاہی کرن سکتا

ناگا سکتا

دیا مشرق و مغرب میں جھلک درین کھاترا  
 کہ توجوہ فلک تھے ہے سوتا ماہی کرن سکتا  
 تم کچھ مریخ اکا نور مریخ بننا بھریا دیکھے  
 کن صورت تم سے سر بھرنہ ہماری کرن سکتا  
 تمہارے جسم سے  
 کھٹا سورج کتاب تھے نوا خط سو لکھا یا تو  
 کسی کی تمہاری مقابہ  
 اسی خط پر سی عاشق سو یک ای کرن سکتا  
 الف پڑھتے ہمیں چو گال اگر خواہی کرن سکتا  
 دیکھے عاشق شفا خاتون لاہی کرن سکتا  
 سکا وں علم شیخاں کو نچھل کا ہی کرن سکتا  
 دوری ملن جنوں جہاں آگاہی کرن سکتا  
 زمانے کے اندھارے تھے معانی توں نگر غم جگ  
 پیا لاہت پیا کے پیو توں جگ شاہی کرن سکتا  
 پیا کے ہاتھ سے پیکر دنیا کی بادشاہی کر سکتا ہے  
 ( ۴ )

سکی باتاں شکر کرتی ولے میٹھائی آئے نا  
 دوانی نیشکر می کئی کدہیں نابات باسے نا  
 سکی نہیں  
 اے یوانی کبھی نبات نہیں کھتے

خبر ہوئی ہوئی ہو گیا ایک آئے مج ہمارا  
کہہ ہوں آپ بڑ جس کن اگن شعلہ پڑے اس تن  
مگر کھولے خدا کی کھولکھاوے اس سرج کھ  
اینا ظفر کے پاس

سوچ  
اندری آنکھیں  
معا فی ٹھاو توں جانے غواں ہو کر زن پانے  
جگہ مرتبہ  
سو خالی سپیاں بیکار و حاکم نہ بچاں آسے نا  
اشارہ برابر

( 0 )

کچھ میں ہنستے رنگت ملا کا نور میں توں پائیما  
تجھ سے پائیما

کچھ کعبہ کے میاں نے مقصودِ حُجّ پانے سے  
دریاں میں

کنشلی میں لیوٹرے بھیس میں لوگان کہیں سے ہیں

مجنون میزبانم، وحشی توں مج سوراہمیں

منج کان بھل الے اپر لٹ چہ سول لالے اپر  
بیرے پھول اعلیٰ زلف

مُج خیال مینے توں پسُج گیان دیوا توں دے  
 کتنا کسوٹی پرکے میں دھیان تہج سون لایا  
 میرے میں تو میرے چراغ تو نظر کئے  
 برہما معانی مل ہے اس کا دلاج دل ہے  
 پھل نیک قیماں مل ہے کیوں تو دھن بلکایا  
 پھول کے ساتھ بھی خیال

( ۶ )

ہے عشق ہر اک دھات ہر اک دل میں پیارا  
 پتلیاں بنناں کی سوکھل جگ کو بھلائے  
 تری ٹھڈی کے جل منے سو جیو کا جیون  
 زاہد جو تراکھ دھیت جیو دے ہیں  
 انکھ پاس کے سم پھول پن باس نولے  
 کرتا ترسین کس میں توں پھول گوندا  
 بن تیر من ساری کلیاں سوک رہی ہیں  
 سوکھ تھاری

مُج عشق پیاری کا ہے جیو کا ادھارا  
 مجھے آسمان میں اٹھے شور دھیت زلف تمارا  
 او چشمہ منے میں من جیو کیا ٹھارا  
 اس نیل ٹھڈی کی پھبی ہے عیسے کا بارا  
 کھلا کر جھڑے برگ کتے باس میں ہارا  
 قدرت کی کلیاں کا ہے لٹاں میں بھارا  
 ٹک آکے کرو گشت چمن جی اٹھے سارا  
 ذرا



سب بالی پھیل نیر پلا جھور رہے تھے  
 یک تل میں ہر یک پھول ہوا نور ستارا  
 دیکھیا ہوں ترے من میں صغ حُدا کا  
 تو سر نہانی سوں جھلکتا ہے پھر رارا  
 عالم منجے تعلیم کریں علم وہ سر کا  
 لکھے ہیں ازل تھے ہمنا عشق قرارا  
 دو تین سو حد کیوں کرے نت ہمنار پر  
 پایا ہوں اماں کی دُعا تاج شہانی  
 مَحج تاج میں نور الہی جھلکارا

اے قطب معانی کہ ترا قطب خطاب ہے

کرشکر خدا پر کہ تارا ہے سوستارا

( ۷ )

باغ دل میں شج محبت کا اچنبا پھل لگیا  
 باس ننگ بھولا عرق کا میں ابوں لگیا  
 یے علم ہو ریے کتب ہو کس تھے بوجھیا جانا  
 عالمیں بیچارہ دکھ کر اسکی تک میں رہے تھکیا  
 سانولی قدر سُر کوں لاگے ہیں اب بیٹھے نبات  
 چکھنے جا کر میں اس سیتی رہیا ہو دہک دھکیا  
 ۵۔

شیشے کی قفل تھے پیالے میاں باندھی بڑ بڑ  
 بڑ بڑ اور ونیہ کے زوار میں جگ میں جگ کیا  
 توں اندھا ہے سنتھ میں نامنگ روشنی غبار  
 روشنی تج دیوے کون قدر اُجالے کا لگیا  
 میں اُمی کر گنتے ہیں نسب میاں تو علم میں  
 موزیانی کا قلم تج وصف لکھ نامک بھگیا  
 تم معافی کے گناہاں کا رقم کرتے ہیں کے  
 میں مجرمانوں تھے دونوں جہاں میں جگیا  
 نام سے میں

( ۸ )

سکندر کے درین تراکھہ درپایا  
 میں آپ کام اُس آرسی میاں نے پایا  
 تری یادوں نکلے مودل تھو لالی  
 کہ آپ پیالہ سوں لالہ سب کوں بھجایا  
 صراحی میں پہنا ہے مے گنج قاروں  
 گدا گنج پا کر اپس کو پسوایا  
 اپس خیال میاں نے دکھیا گنج زر کوں  
 سنے بڑ بڑے پر اپس جیو چو بھجایا  
 نہ بیچو منجے مشک نافے کے نمنے  
 ازل تھے گرہ پا کہ طبلاں بجا یا  
 منجے ماند

ہم تم میں اے باو شرط وفا تھا  
وفا چھوڑا بتاں رقیب باں سنایا

کہے ظلم کُنواں کا شہر میں ہے

معافی کوں ڈر کیا توں لطفال نپایا  
نپایا ہوا

( ۹ )

کل موتو نور دیدہ بسو ثاب تاب تھا مجھے تیرا بعد دولت	اُس مکہ شراب و شہ مرا آفتاب تھا انکا چہرہ
مناویں اُس تماشہ مکہ سور نور دست دن (دیکھ) سورج	میں روتہ تھا سو یوں کہ نہ آفتاب خواب تھا
مجلس ترا ہزار پرین خانہ سکل تام	جیو اس میاں بصورت و معنی خراب تھا دل میں
اوز ہر ڈنک نینو جو پئے گانیں دہاک انہ	دیوانہ سیں آگ برہ تھے کباب تھا سے فراق
میں تو میان رنجتہ جیوں دانہ سنک	تب ہر طرف تھے کار رقیب اضطراب تھا سے
موآہ و نالہ تب تھے دکھایا ملن گھڑی میرا	او نقد عمر مود و نفس در حساب تھا میرا
او کی بخت جیا گانہ سکت دیکھن کوئی اسکے بغیر نہ دیکھ سکے	او شرم موکا اس رخ چند پر حجاب تھا جھکو کے چاند جیسے

تسبیح ز اہداں کرو نقل و مدہوا ۛ تسبیح گنہ سو کیا ہی یہ بات اس کتاب تھا  
 ساقی تو آہ گرم معانی کے تھیں نرج  
 اس کیا ہی اختیار گناہ شراب تھا

(۱۰)

یوسف گم سو پھر آکا اب بکنعان غم نکھا	گھر ترا امید کا ہو گا گلستاں غم نکھا
ای ہمارے دکھ دکھیا سو خوب ہو گا حاجت	من کا چنتا ہو گیا پھر آکا جان غم نکھا
اے دل تشہکا دیکھا تیرا	دل کا
برہے کہا دو دن تھا دور اپنے پیو تو	دایم یک دھاتوں رہے کا رہیں غم نکھا
جم بہار عمر تچ ہے پھر کہ آکا باغ میں	چتر پھل کا کھلک رنگیں مرغ خوشواں غم نکھا
ہاں توں نا امید نا ہو کو نجانے سر غیب	آسان کے پھول کھل کے
اوجھل میں شوق سوں اکعبہ خاطر رکھ قدم	کیا اچھک پارے اوجھل کھیل تپلیاں غم نکھا
اس	منج اگر بولیں جس کانٹے ٹنغیاں غم نکھا
ای صیا موجا نغے ناڈر منکا بھاتا ہو گیا	تو مجھے ہے نوح کسی بان طوفاں غم نکھا
اے دل موج سے	دل کا

بات تیرا دورا کر ہے عشق پہنچے دکھلائیگا  
شاہ رایا تو ہے رایا میں زریاں غم نکھا

حال میرا دیکھنا دان ہو کو پرتیب  
سب بوجھیا خدا ہو شاہ مرا غم نکھا

قطب نے اس کنج فکر و خلوت دینی میں

تنا اچھے وردت دعا و درس قرآن غم نکھا  
جب تک رہے تیرا دور

( ۱۱ )

منج جیو کی آرزو کوں بھگستیں پیا  
دو تن کی بات پڑے ہے کیر و ستیں پیا

ہلے کون عاشقاں کوں نہیں باؤ آئے ٹھاؤں  
پکڑے کمان آہنی ابرو ستیں پیا

قربان جاؤ نا بیٹھے باطل کے سحر پر  
سب جادو پکڑے ہیں کج جادو ستیں پیا

مشکی خطا کا پاس بچا رہو دیکھا کاں  
پکڑے میں سب باس کوں ابو ستیں پیا

کیا کم پلاؤ نا منجے ساقی پیا لہ بھر  
جوڑے میں سر تھے یاری او مندی ستیں پیا

داؤ دورا گ پنچ صراحی کے ناد تھے  
رنگیں کئے ہیں بزم کوں دارو ستیں پیا

ہر غم پہ کچھ خوشی ہے معالی توں غم نکھا

تعوذ باندھے ہیں تیرے بازو ستیں پیا

( ۱۲ )

تیرے ہونٹوں کے حلقے میں تھوڑا لہجہ ڈوا  
 مہرے دواں کوں سدا تیری شفا تھی ہے شفا  
 نین جھلکا تیری بجلی نین جب جھمکی  
 دشت تھی منج شوق کا مینہ پڑ کہ ہوا  
 پھول پھل کھیت ہمار کوں لگے ہر تھے  
 کیا غرض تجھ کوں اے بھانسنے ملاو سانی  
 حسن تیرے کاریں جاڑی نین آپ میں پ  
 عشق بازی جو منگے کرنے ہوا صبر سے  
 غم ندیاں اُبلے تو کرنا ہے اسے صبر واد

و غلط تیرے معانی بندھیا ہر دل یار

کر دامن نبی عیسیٰ تھے اس کی دعا

(۱۳)

دیکھو کہ کیوں کئے اُنو ہمناسیتیں وفا  
یک تل نہیں ہوا کہ کرے سہرتھے بھی جفا  
لکھے سو پایا ہوں نہیں کچھ یار کا گناہ  
جن ظلم کے تو اکوں اپنے درد دیے دوا  
مائے پنکھیاں مودل کا کبوتر تو تھ میں  
دیونہ وانا پانی یہ تم شرع ہے روا  
تم ظلم ہے ہمیں کون خوشی سو دل بول  
کرنا نہ کچھ پکار کہ چپ ہے تو ہے شفا  
ساتی ووتن کے رشک بن ناز پیالہ دے  
جھمکن تھا ای پیالہ نہیں اس شایں ریا  
جاسوس بیدھی باٹ دکھانیہ پتھ میں  
جم کون تھا ای پیالہ نہیں اس شایں ریا  
راہ میں اور  
کرتے ہیں دعوے شعر کے سب اپنی طبع سوں

بخشیا فصیح شعر معانی کے میں خدا

(۱۴)

جگت عشق کا اولائی انچل کنار  
لبدا جیا پنکھی جیون اس جوت کوں ہارا  
دل پروان کی مانند  
مائل ہوا

جوسی نگر توں پھر کر ہم خاطر استخارا  
 ہوشی سے نگر پھر سے اہمارے بارے میں  
 چھپتا ہی رُس کوں جیوں چھپتا دس تارا  
 سوچ رات جوں دن کو  
 مینہ شہر میں ہے فاضی کو تو ان سیج کارا  
 طالع لکھے سوں انڈیا سکون نہیں ہے چارا  
 نا بوجھیں توں بوجھیا سو کربات آشکارا

جب توں بلائی ہمنایا پیرت میں آپنا کر  
 ہم کو محبت ایسا بھکر  
 سچ کلمہ کی جھلک ہو پریشانی کی بجلی  
 تیرے چہرہ اور  
 اے دید و ال تعدی نا کر منجے نہیں ڈر  
 اب آنکھیاں کوں کہہ توں ٹک محبت نظر کر  
 زبا دہو ر عالم ہو ر جو ہری صراف

نیہ بند انجواں تھے جاتا پھرتی رخ گل  
 عشق بوند آسوں سے پتھر  
 حیران ہے معافی ادول میں نہیں ہے ٹھارا  
 اس کے قرار

( ۱۵ )

جے کو کہ ہستی ملی جام لیتیا ۱۱۔ سلطان جہم مد ام لیتیا  
 جو کوئی میں لیتیا  
 پانی کہ خضر حیات پایا مد گھرتے جام لیتیا  
 جس سے کہ  
 سر..... کام راکو اے۔ صا۔ سوں نظام لیتیا  
 یہ لیتیا



مویارکن تھے رام لیتیا

میرے اس دور کرنے کہ کام لیتیا

اوڈنٹ چیل تھے دم لیتیا

پوچن سو صبح و شام لیتیا

روپوں نکلی تمام لیتیا

باہر تو آدھرتے سا قیانا

لوچن تیرے شیوہائے مستی

ذکر مکھ و زلف سچ ہمَن دل

موسینہ داغ درو دو کھوں

اوچاہ ٹھڈی معانی کی جان

تو حسن و وسو غلام لیتیا

(۱۶)

زلف کی جدول میں ہلچا ہے دکھو بار صبا

ہلچتا ہے باو ایسا بوجھو و وکیا ہے بلا

نین میٹھائی سوں لبہ ز اہداں سچ نیہہ میں

ہم مکھی کوں چاکھتا ہے او میٹھائی سب وا

تیرے مکھ کے نور تھے ہوتا منور چاند اجبت  
 ہے نہ جیتا ہوا

دل کی تحقیقاں سوں دیکھو بی باتاں بے ریا

تیرے مکھ کے مصحف اوپر کھینچے سوکے کا زبر  
 سرمد کا خط

جرم ہو رہا ہے دل تشدید نا کر آپسیا  
 تشدید

سمنر خط انگے کہتے ہیں بات لوگاں سبزی کا ف

کیا خبر ہے اُن کوں کیوں پیدا ہوا ہی سب گیا  
 کے آگے انھیں کہ

کیس کھولے کرے کنکھی رات ہی ہمنائ کوں وہ  
 بال ہمارے لئے وہ

مانگ کاڑے جب کی وو دیں ہمنائ کوں صبا  
 نکالے تو وہ دن ہمارے لئے صبح

نہج کت کوں اے شمع اپ روشنی تھے نہ نہج  
 تجھے کتنا کہوں شمع اپنی ہے  
 مارتے ہیں دم بدم گردن کہ توں بے حیا

تبدے کر ہنراں سیتی دکھلاتے اس کا نور سب  
 سنید ہے  
 نور جا ما آف سیتی اس تھے سدا ہے بے نوا

رات ساری تیرے غم کھینچے صفاں ہمنوں پر

مٹھے پنچاں تھے لکھیا میرے حلاصی کا رُخا  
ہم پر رہاں تو

اپ گناہاں سوں میں کھاتے ہیں غوطے رات دن

اپنے سے ہم  
اپنی قدرت بات سوں مُنچ کو بچا دوائے خدا  
کے سے مجھے

تیری انچل یاد تھے ہے عیسوی دم جلوہ گر  
ہوا سے

وہ انچل مُنچ بات میں ہے جیوں کے موسیٰ لکھنا  
یہ سے

میں نہ جانوں کعبہ و بت خانہ و میخانہ کوں

دیکھتا ہوں ہر کہاں دنا ہے سچ مکھ کا صفا  
۱۲۰  
ہر اس جگہ جہاں نظر آتا ہے تیرے

بھاتے ہیں پردے اندھار کے معانی تیرے سب  
اٹھ جاتے ہیں اندھیرے

شکر کر حاصل ہوا ہے مدعا توں اس دُعا  
تیرا سے

( ۱۷ )

خبر لیا یا ہے ہد ہد میرے تئیں اس یار جانی کا  
لے آیا <sup>پاس</sup>  
خوشی کا وقت ہے ظاہر کروں راز نہانی کا

مرے جو آرسی میں خیال منج کھکھ کا سودتا ہے  
دل کے آئینہ <sup>تیرے</sup> نظر آتا ہے  
کرے او خیال منج دل میں نشانی زرقشانی کا

جتا ہو عشق کے جنگل میں بیٹھیا ہے دری لے کر  
چلتا بن کر

لیا ہے جھانپ سوں آہو من دل منج ایانی کا

خدا کا شکر ہے <sup>بھول</sup> <sup>مانند</sup> <sup>چھپا</sup> <sup>مست</sup> <sup>سلطنت</sup> تھے کام پایا ہوں

دُندے دشمن کے مکھ پر پوتا <sup>تیری</sup> <sup>سے مقصد</sup> ارغوانی کا  
سائے <sup>مخالف</sup>

چھیلے مست ساقی کے پچھیں دوڑیں سو مخمور

پلا دوسری ہوا اب تو ہوا ہے گل فشانی کا

دو تین افسوں کے بارے تھے تمہیں کون کچھ نہیں دے

غیر کے <sup>پھونک سے ہم کو کچھ</sup>

ہمارے دیو کو (ہے) روشنی صاحب قرانی کا چراغ کو

لگے ہیں انجواں کے بھل صنیف اس نخل کوں میرے

ہراک انجو ہے دردانہ منجے و خسروانی کا <sup>آنسو</sup>

ہمیں ہیں عشق کے پنتہ میں دو نو عالم تھے بے پروا <sup>راہ</sup>

لگیا ہے داغ منج دل پر سو اس ہندوستانی کا <sup>یہ</sup>

پڑے دنبال میں میرے سو اس نیناں کے دنبالے <sup>آنکھوں</sup>

خدا یا عشق مشکل ہے بھرم رکھ توں معافی کا <sup>۱۴۰</sup>

(۱۸)

اس مکھ شہراب و شہٹ مرا آفتاب تھا <sup>اسکا چہرہ</sup>

میں عیش میں تھا یوں کہ نہ آو خواب تھا <sup>نظر</sup>

کل ج کون نورین لبو ثابے تاب تھا

تا دس پو کے مکھ کے تماشا کے نور تھے <sup>میں تک</sup>

مجلس تراہنہ تاجِ خواں کے حسن میں      مچ جیواہنی کے روپ سینی کا میاب تھا  
 اس میں سوکائیں پرت مچ کوں یو پیا      <sup>میرا دل</sup> دو جیاں کا دل ہماری ہوتے کباب تھا  
<sup>اچھ خطا</sup> <sup>میرے</sup> <sup>فراق میں</sup> <sup>اغیار</sup>

( ۱۹ )

سیماں گن لجاوے کن خیر بھنچے موریک بارا      <sup>پھونپھنی کی</sup> <sup>بار</sup>  
 کبوتر دل کوں عرضہ بند کروں پرواز اس ٹھارا      <sup>جگہ</sup>  
 عجب سحرے کہ سحر سامری اس تھے گیا ہے چھپ      <sup>جگہ</sup>  
 اولب خندے کے افسوں پر سووارو آپ لکھ بارا      <sup>اُس</sup> <sup>پتھر کروں اپنے کو لاکھ بار</sup>  
 برہ کی تاب تھے منج کوں خدایا توں سلامت رکھ      <sup>تو</sup> <sup>فراق تیش سے مجھے</sup>  
 تمن امیدوں بیٹھیا ہوں بھیجو لطف کا بارا      <sup>ہوا</sup> <sup>تمھاری سے</sup>

نین راوت لئے سوکر کے نیزے ہاتھ غمڑے سول      <sup>آنکھ</sup> <sup>خطا</sup>  
 سوکر تانیزہ بازی ناز سوں منجہ دل میں او پیارا      <sup>سے میرے</sup> <sup>وہ</sup>

صفاں سب استماں کے بھاگ گئے تج خرمی فرج

شہاں تورات دن کرتے مدار اہیوسوں سارا

کریں طاقت گنوا کر عابداں میخانہ کوں سجدہ

کیا زناں میں تسبیح دیکھن روئے زیبا را

تجھے یوں ہے معالیٰ کوں جواں کر آپ بویاں  
لہ میں صدار قریباں جاؤں اس لعل شکر خارا

( ۲۰ )

خبر لیا دو کہ میرے تیں سو اس بے رحم عالم کا

نجانوں میں کہ او بے رحم ہے سب جگ میں آدم کا

اگر وہ ملتفت ہوئے ہماری بات پر یک چھن

فواروں میں خزینہ اس اُپر اس مل کے درہم کا

تقار کردل

گدا سچ عشق کا ہوں دے زکاتِ عشقِ مُنچِ ماں  
تیرے مجھے اے مائیں

لہ ہے اعجازِ مُنچِ من کوں کہ جیوں عیسیٰ مریم کا  
میرے دل کو جیسے

فقیر و اتواں ہوں میں کہاں شاہاں کی مجلسِ مُنچِ

مگر آپ خیال میں دیکھوں او صحبتِ آپِ زمزم کا  
مجھے

مراقبہ سوچ نیہاوتھے لرزاں سو جیوں جینہ  
اپنے

عصا دے ہاتھ میں میرے کہ جیوں موسیٰ محرم کا  
تیرے عشق ہوئے مثل جوں

توں ہے خورشیدِ خاورِ زرہ میں جب ناگنےِ مُنچِ کوں  
توں

گنویا ناگنوتج بات ہے سب حکمِ خاتم کا  
تیرے ہاتھ

پیارتج بند میں ہلجاہوں کر آزادِ مُنچِ بند تھے  
تیرے گرفتار مجھے

معافی کوں غلاماں میں خطاب اب دے مکرم کا



( ۲۱ )

یادِ مَجِّ اس رات کا دیوانہ کیتا      وہ نخصنا مَجِّ خواب میں افسانہ کیتا  
 رات میرے نَمُن مَجِّ سوئے نہ دیوں      او ہَمَن گھر میں نہیٹ ویرانہ کیتا  
 کم نگو کر یا خدا اس زلف کے نہیں      مَجِّ دل آزاری بدل اُن شانہ کیتا  
 شمع ہماں جیوں کرے پروانہ کوں اب      مرغِ بسمل بھونکر پرہ و انہ کیتا  
 جو میرا اس پری کے نیہہ سوں مل      عقل و موشِ سُد مرا بے گانہ کیتا  
 بین جانوں کیوں اچھے گی جو جنت      حُسن تیرا مَجِّ عجب دیوانہ کیتا  
 اب پیچھے کا قُطِبِ معنی حال کیوں      حُسن تیرا مَجِّ عجب دیوانہ کیتا  
 قبلہ کوں اس کام میں میخانہ کیتا      حُسن تیرا مَجِّ عجب دیوانہ کیتا

( ۲۲ )

صبرِ سوں محمود تھا مندر سوئے دیوانہ کا      عشقِ آپی آ کیا سودا سو میرے خانے کا  
 (دل) مجھ سے

وصل کہہ یادوری آدو نوں کا معنا ایک ہے  
نس میں جگنا شمع پرو اکیا شمعے روانے کا  
سب ہی کچھ کوں انت میں نا نیم حر کو انتھے  
بھوت قصہ دیکھے نہ پائے انتھے نہ افسانے کا  
عاشق کلا دور ہر آلودہ تیرے با دے تھے  
حد نہیں کچھ حد نہیں حد عشق کے  
سنگ سنگیں باندے میں بنیاد اس میخانے کا  
نگ رنگ ہے باندے

قطب کے میخانے تھے مے پینا آساں کا نہیں

بن محمد کون پیوئے سو اس پیمانے کا

بنی محمد قلی کے پنا سگتا

( ۲۳ )

۱۔ پیاج پیاج لا پیاجا جائے نا  
پیاج یک تل جیا جائے نا ہر اد  
کھینچے پیاج صبور ی کروا  
کھیا جائے اما کیا جائے نا  
نہیں عشق جس وہ بڑا کوڑ ہے  
کہیں اس سے مل بیسیا جانا  
کو قطب نہ دے مج دوانے کو پند  
کو کچھ دیا نہ کو

دوانے کوں کچھ پند دیا جانا  
کو کچھ

( ۲۴ )

کل منج وزیر دل تھے قاصد تجارت آیا

یا حضرت سلیمان کن تھے اشارت آیا

کے پاس سے اشارہ  
خوش نین نیر سیتی تن خاک کوں گلا دو

آتشوں کے پانی سے جسم کی کو ملاؤ  
دل کے مند ہر کوں سر تھے وقت عمارت آیا

مکان کے لئے نئے برے سے تعمیر

میرا سو عیب ڈھانکو لے سوں بھیکے کپڑے

شراب بھیکے ہوئے کپڑو  
او پاک دامن آپی ہمنا تجارت آیا

آپ ہی ہم کو بچانے

منج یا حسن تھے جے بولے ہیں باتاں بے حد

میرے کے سے جو  
یک باب ہے سواناں میں جو اس عبارت آیا

جاگا سوہرگیس کا ہووے گا آج پرگٹ

جگہ مقام ہر ایک (رب) ظاہر  
او چھند بھر یا سوچند ابھین صدارت آیا

وہ عشوہ ساز چاند بیٹھے سد میں

جم کے سو تخت اوپر حے تاج سو پر چند ہے

۱۸۰

چمے کی دیکھو ہمت جو اس تجارت آیا  
چوٹی

اُس شوخ وید تھے یوں ایماں پس سنبھالیں

اوس حرکات انداز کرنے سو غارت آیا

قطبا توں دس شہ کا جم فیض اُس تھے مانگیں

سودا ہے تج پر غلام سب وقت تجارت آیا  
تھے غلام

(۲۵)

سجّ میری خچل اے پیما

مہن کوپ کرتے ہیں اپنا زینتی

سناتے ہیں چھنداں سوں لیکن

مری چنت کرتے ہیں ساجن پرت سوں

سکیاں کوں پیما بات نگیں سوجھاتا

دو تن جا کہے ہے مگر میری باتا

سجّ کا میا نیہہ منج دن (دل) پیما

اُسی تھے سدا برہ کوں میں سناتا

مہن کوپ کرتے ہیں اپنا زینتی

سناتے ہیں چھنداں سوں لیکن

مری چنت کرتے ہیں ساجن پرت سوں

دو تن جا کہے ہے مگر میری باتا

سجّ کا میا نیہہ منج دن (دل) پیما

اُسی تھے سدا برہ کوں میں سناتا

دو تن کھلتی ہو رہتی جوں موم بتی تجسس  
 گنوا تی ہے جلنے منے ساری رات  
 رقیب اور بل کھاتی  
 سدا مانگوں میں جیو ہو دل میں ہو کوں  
 کہ اُس بن دو جا میرے من لئے سمانا  
 جان اور سے پنا تو  
 بنی صدقے قطبا سوں کہو بتی میری  
 کہ تم حسن کا چھب مرا من رجھاتا  
 تمہارے

(۲۶)

سنو میری ساقی پیا ہو روں راتا ۱۹۰  
 ساتھی پہلے اوروں کے ساتھ شواہد  
 ہوا بے سبب سائیں ہمنا سوں کر  
 پیار مجھ سے یار ہم سے نار  
 پیار مجھ سے یوں مل کہ جھل کھا دو تن  
 اے پیار مجھ سے اٹھ بل رقیب  
 حکایت پریم کا نگو منج تھے پوچھو  
 عشق نہ مجھ سے  
 میں بھولی ہوں تیرے چھنداں میں پیا  
 فریب خوردہ عشقہ طراز پیا  
 نہیں امن خاطر منجے وصل میانے  
 مجھے میں  
 کہ ہر دم منجے بڑہ سائیں ڈراتا  
 مجھے فراق یار

بنی صدقے قطبا کی ماتی کتی ہے

قطب شاہ سُندر گئی مَدِ مَاتِ  
اچھے گن والا عشق میں گن

( ۲۷ )

مرے سب ہی تن میں بس اُس کا چڑیا

میں آئی ہوں سچ پاس اُتار کر ن  
میں آئی ہوں سچ پاس اُتار کر ن

نہیں کرنے ہارا اتار اُتار اُتار  
نہیں اس سلونی تھے پھر بس چڑیا

تری نیہہ کا منج کو بچھو لڑیا

میں آئی ہوں سچ پاس اُتار کر ن

جو دیکھی میں اُس روپ و تہا سچ

( ۲۸ )

کھو اچھڑ کے آویں گے من بہرنا

سناؤ انہی ہوں میں صُدر سینا تو میں

کہ دیو و منج کوں انثر تم لکنا

دوتے کا کور کپٹ دو تن کوں

غیر کے ساتھ

موانگن میں توں پیا یک دھڑنا

کہ تمیں من کے میرے ہیں پیرنا

نہہ نکر میں تو سکیاں سوں پھرننا

عشق کے شہر کے ساتھ

۱۱

پھول بن میں تیرا نازک ہر دہن چپ رہنا آہ سکی نا کرتا  
 چاموش آدہ کرنا

نبی صدقہ قطبا کے من میں

جوں سسی ناؤ سکی چپ رہنا  
 چاند مانند کرنا

(۲۹)

سکی آبی توں سائیں سمجھاؤنا مندر میرے سمجھاؤ کر لیاؤنا  
 تو آپ ہی سائیں کو سمجھاؤ

پیاری کا کرنا ہے من بھاؤنا پیالکھ بچن لے منگل گاؤنا  
 دل کو بھانجوا

پیال بات میں ہے مرا احتیاج منج اپنا کیا ہے مومن بھاؤنا  
 کے ہاتھ

منجے غنچے کوں دیکھ یاد آؤنا انکار سوں سائیں مسکاؤنا  
 غنچے

جوانا دوتن کوں اگن رشک میں سنائے دوتن منج سوں آؤنا  
 غیر ہمتش

بلانا وخت منج ہنسی بازی سوں دوتن دیکھتے منج مندر آؤنا  
 بلکر بے وقت مجھے

نبی صدقہ قطبا توں اس چوکری قیب کو دکھائے کوئے میر مکان میں آؤ

سین کی سرک میں سو بلکاؤنا  
 بستر کر دے پھانساؤنا

( ۳۰ )

پیایا پچھڑا ہے منج کوں کھنیرا  
 نہ جانوں کب ملے گا بیو میرا  
 جو سلطان وصل نہہ سوں ور لیا کو  
 مجھے زیادہ  
 پتر زخار کر سولے کے قسم سوں  
 عشق لاوے  
 آپس سائیں سوں یک جنت سوا کرنا  
 خط اپنے  
 صبر سوں کام دہ جگ کر تو اپنا  
 سے دونوں  
 محمد قطب شاہ راجا آئن سر  
 راجہ اپنے  
 نبی صدقے سدا کتنا تر کمال  
 میرے

( ۳۱ )

نوازیں اپ میا سیتھیں توں منج کوں  
 کہ میں باندی ہوں تچ سوں حبسارا  
 اپنی سے مجھے  
 باندھی تجھ سے محبت ماری

لے سکا = سر کا خط جو آنکھ سے زلف تک کھینچا جائے۔



نکو ہو نکو ہو سہیلی کھیلی  
تجے مشہ کر میں گے میا سوں نہالا  
تجھے محبت سے

## ردیف ب

( ۳۲ )

تج دل پیاد دل ایک ہو میا نے نہ آسے کوئی تب  
تیرا کے سے درمیان آ کے  
یک چہت ہو مل پیوسوں جوسی نہ چھین ہوئے تب  
دل پیاسے بوتشی

صنعت انو پر اس

خاطر خوشی خبراں سیتی خوش ہو خوشیاں کرنا خوش  
خ خ

خسر و خاری ہوئے خوشیاں کے خیال سو خوش ہوئے

رنگوں رقیباں کے رسیلی راج سوں اجاں کرو

رنگ کے رین میں رنگ کروں ہوئے رنگیلا خوشی

رات

پیو کی پرت کا پھول پا، لو پیہم پانی پور کر

پیکاں کے پینگا میں پکا وہ پیو کوں پھل ہوئے تب  
پکوں کے پچ پیے گا

پ

سائیں گھر کے سامنے سکیاں کی سٹراں کیوں سہول  
 سہنتا ہے سائیں سیج سب سندر مننا سوتے  
 سنا

س

جون جوانی جوت پر جو لا چڑائی جنت سول  
 چمک جسم نثار کر دیا  
 چنچل چنچل چیت میں جھوکانے جھولنا جگن جو تے  
 دل دیکھے

ج

صدقے نبی صدقا قطب ہو صدق سول صاحب نظر

ص

صہبا صراحی صاف پی آتا صبا کا بوئے تب

( ۳۳ )

فرح بخش ساعت میں لینا شراب

صباحی اوکھ دیکھ پینا شراب

اوکھ کے عرق تھے سو پینا شراب

ترے حسن تھے دان دے شاہ کون

پر تے بھر باول کا لینا شراب

تری نین مستی ہو روں روں چڑی

کہ قانون تاناں میں لینا شراب

عشق ساز کے تار مطرب بجاؤ

ازل تھے نبی حب قطب پیوتا  
سے حب نبی  
ترے پیالے سوں ساتی دینا شہراب

( ۳۴ )

رات دن سوں گماتا میرے خواب	جب سچ دیکھوں توں آتا میرے خواب
(نیہ عشق میں گزارتا)	تو خواب
تیرے بن کوئی نہ بھاتا میرے خواب	میں ہوں عاشق تیری چیت نیناں سوں
عشق جھلکاراں دپاتا میرے خواب	دل آنکھیں
روشن کرتا	سچ اموک نور تھے روشن جگت
چاند سوج توں دکھاتا میرے خواب	تیرے بلے ہا
تو	میرے رول رول تھے بدل غم دور ہیں
	رواں سے غم کے بادل

جم اچھو صد تے نبی عشرت سوں قطب  
رہے  
نہہ سوں نیناں دکھاتا میرے خواب  
محبت کے ساتھ آنکھیں

( ۳۵ )

خوشامستی تمہارا بی ہم پر بل کیا ہے اب  
بھی ہم  
کہوں نے کاخاری تجھ کہہ توں سا قیا ہے اب  
تجھ

سدا دیتا ند امطرب مقام دلپذیری کا

۲۵۰

ہمارے تم میا نے آشنا باتاں کیا ہے اب  
تہا کے درمیان

دم صبحے، منی لعلے او ہر بھر توں پلا تل تل  
ہونٹ بھر کر تو لفظ بہ لفظ  
صبا مرغال کریں تہ تہ نواسوں نو کیا جواب  
نئے سے

سلیماں دو جی انکھی صبا بار انہر لیا یا

ترنائے ترن تاران بجا کر دل چھیا جواب

جیا جیوں پھل گلے باندھے گئے تئوں تون پچن پا کر  
پانا  
پون دل گل کھلاں ہارا طرب کا مد پیہا ہے اب  
شراب

دودار و مراساتی کا پھر دیکھن مجھے بس ہے  
دیکھنا

منگیا توں سو خوشیاں کرو دالیا کر دیا جواب

مرید پر میخانہ ہوا ہوں دیکھ اے زاہد  
ہماری مے پرستی میں تم تنبی ریا ہے اب  
ہماری تنبی

نڈرا چیل چیل لوجن ہن ما جن کے خوش ڈہریے  
 زور شوخ شوخ آنکھ ہمارے  
 اتھاو نل کے دشتی سوں سجر کاریا ہے اب  
 نظر

فلک سارے سکل تارے اپن غبت سو وین سب  
 سب اپنی سے غلام  
 سدا قطب سعادت کا معانی تج دیا ہے اب  
 تیرا چراغ

( ۳۶ )

اب مجھے واجی دے اس لعل شراب آلوداب  
 قرض  
 یا ہدف تو کراو تیرین شہاب آلوداب

ہنس ہنس شہسوار زباؤں دیو منج گالیا جھنک

میری آساں کم نکر توں مہر تاب آلوداب  
 امیدیں تو

دل چین بند قبا کھو لو گریبان چنپہ کا

۲۶۰

فرح دیو اس بتیاں ثواب آلوداب  
 چنپا

کب لگن آسرتیوں پھل بیج عرق رکھے سدا  
 او لجان خوی کینہ لیلات نقاب آلوداب

اس ادھر آنکے معانی گڑ کے تیں منگتا کھڑا  
 منگتا سو دے یا بگالیاں سوں جواب آلوداب  
 ( ۳۶ )

خوش رات تب سو تیرا مطلوب آئے طالب

مست اک مستی سیتی گالیاں دلائے طالب  
 اگر سے

نند کا سرا میٹھائی بے حد اٹھیا ہے ڈرنا

اس دن کی مار کر تو جیفی جو کھائے طالب

اچھ کسی کے مکتب نابیکھیا بت پرست او  
 دل گھر میں چیت کر صورت دکھائے طالب  
 تصویر اتار کر

اس سات ہلچا ہوں میں جنگی ہے عشق کا سو  
 سب کنکرے صلا لاں جگ میں دیائے طالب  
 پتھر کاٹے

جو طالبان کون دیکھوں سب آرزوئے یار ہیں

مطلوب میرا بارے پھر پھر بلائے طالب

کو تو نہیں کہیں تین پستلی و تن کو یا لب  
کہو کہتے ہیں غیر

او ظلم کس وضاسوں کرس جگائے طالب  
وضع سے رات کو

لکھ برن تھے ہزاراں کھنیا ہیں لکھ کتاباں

منترسوں ناصحاں کے کانٹے چوبائے طالب  
لکھ سے

کہتے ہیں طالبان تیں ویرا اچائے تو رخ  
اٹھائے

او لکھ کی بندگی تھے تک دل نار کھائے طالب  
اس چیز سے

لکھ پانی اے سجانے تک سٹ معانی اگ پر

۲۷۰

نہ پیا لامو پلا سو آنند پائے طالب  
ڈال عشق کا مجھے

( ۲۸ )

سجن تچ مکھ عرق بُند بُند بہت وُرز ورتا اب

تیرے چہرے کا ہوند ہوند نظر آتا

او مد جن کو بیسے سوعاستی میں ہور دستا اب

وہ شراب کوئی اور ہی نظر آتا

کماں بھنواں کے ناندے ہیں سجن کیا بھید ہے کچھو

دو تن کچ کو ندے ہے غیبت کشش بل ورتا اب

ڈراں تھے بھوں اچا کر چک نہ دیکھو بہوں جن کے

ڈرے بول اٹھا کر پرک لڑ بھول

کہ مکھ سمدر کی موجاں تھے ابلتا خور ورتا اب

سمندر سے

سکت تچ جیو دینے ہے ولے مارن قواعد نا

تجھے دل

تری خوبی نچھل بازار میا نے سور دستا اب

پاک میں سوچے نظر آتا

معانی قطب نشہ کس دھڑک نہ رمز نہاں پیو کا

کسی طرح پیا

کہ ہے چہ سر مجلس کا سو سچا لا حور دستا اب

جو صدر سچا



( ۳۹ )

باغ کے پھولاں سراسر مست ہیں بن دیک آب  
بات اب باساں سے کرتے ہو پیتے ہیں شراب  
اور

اپ عرق بنڈاں تھے بھرتے ہیں پیالہ دم بدم  
اپنے عرق کے بندوں سے  
اوپیالہ کن پیوے ہے اس سد مستی کی داب  
کون ہے میں دباؤ

تم بہشتی کرندا آتا ہے مے خانہ میں تھے  
خوش طہور اے تمی پیو کہ ہے وقت شباب  
تم ہی

اس سخن میٹھے تھے جھڑتا ہے نمک بھونازموں  
اس کی میٹھی گفتگو سے بہت  
اونمک اں تھے نمک دیو کہ ہو گا سم کیاب

عرضہ کرنے پھول سب آئے ہیں تیج کن بات کھول  
اس کی ترے پال

نرخ ہمارا نا توڑو ہیں ہم تمن تھے نور یاب  
تمہارے سے

تج میں دیکھیا ہوں سلیمان فرعجا ب حسن کا  
سر دھم کھاتے ہیں تیرے پاؤں پرنے کو شتاب

مے فروشاں لاج تھے باندھے ہیں میخانہ کے در  
عیسوی دم موسوی فریے تھے ہمارا کھول باب

بیہدہ کرتے پریش چاند ہو ر نور شید کوں  
میں کروں سجدہ تجھے توں نور کا ہے آفتاب

کچھ عرق تھے بھر صراحی سا قیامیخ بزم میں  
تہا معانی پی کے گاؤے ہو ر بجاوے نہہ رباب

( ۴۰ )

جب گھلے امید دروازے دعا ہی ستجاب  
اب تو اب تسبیح ہو ر تران تھے پایا ثواب

غم کی آہاں داٹیاں نیہہ کا پانی چھنک  
 عشق چھڑنے سے  
 داکھ کا ہنگام ہے ساقی پلائے جیوں گلاب  
 انگور

ہے تھڈی پانی ترا سر چشمہ آبِ حیات  
 آبِ ذوق

حق ہے جیوں نوشدار و کا ادم ترے خوشاب  
 ہونٹ

آپ مکھ آئینے تھے مودل کا کریں سب زنگ دو  
 لے آئینہ سے برے  
 بھی گدھیں زنگ اس کوں ناک پڑے تمی یو آبِ ستا  
 پھر کبھی

نٹوے سدا کاں لیتے ہیں جیو پون نت ناک کا  
 تاجے والے  
 پاتراں غم نے کیاں دکھلاوتیاں موہن خواب  
 رنڈیاں کرتی ہیں دکھلائی ہیں میری آنکھ میں

عاشقاں کوں نہیں ہو حاجت کچ سلج سجدوں  
 سہلے ہتیار جوڑنا

۲۹۰

تم نین بھالے ہمن دل پر رہیں حاضر جواب  
 ہمارے آنکھ کے ہمارے

اب معافی شوق کے موتی جھڑیں تج نیہہ پلو  
 جوت اس موتیاں کہ یوں دلیسے کہ جیوں سمد پر آب  
 چک نظر آئے

( ۴۱ )

دو فی جاگ میں روشنی تو مکھ کے باب	اے بہشتی حور تجھ کیسا کم نقاب
مست ٹٹیں گے کس اوپر تم آب شباب	اس سبب دیوانہ و حیراں ہوا
تا اچھے فردا قیامت تم ثواب	مستحقِ عشق کوں دیو و زکات
کس سے تھے ای شیوے سکھ کرتے کباب	باٹ مارے تیر پلکاں کی ہمن
میں پھر دل پروانہ ہو دیو و خطاب	نہ تیرنگ چڑ کر کرے سب کوں شرکار
کرتے ہیں بے رحمی و منگتے جواب	عاشقاں جلتے ہیں پروانہ نمن
بے خبر ہوں لطف سوں سٹ نہ کلاب	دین و دنیا کھوئے ہیں تج عشق میں
غیر کے باآں نہ سن ہیں بے حساب	عشق کے پنہ میں ہماری پند ہے
دوا دھرتیرے ہیں جیون کوثر مر آب	دو نوجوین میں ترے قصر بہشت
آب نہہ میں رہ پلا کوثر مشراب	یارب اس علوی کوں رکھ علویاں منے

حلقہ نہرہ کا ہے معافی کاں میں  
 عشقِ راکھ اپنے حلقہ میں نا کر عتاب

(۴۲)

سوئے میں دیکھیا کہ پیتا ہوں شراب	عاشقاں کا دل ہوا اس تھے کباب
حور کھولے روزہ شیخاں باس تھے	آبجاوے میرے میخانہ رباب
میرے بت کوں پوجتے سائے بتاں	سبھی رٹالاں کہو اس کا جواب
شکر و شکر و شکر لا کھاں شکر ہے	میری مجلس کوں ملک نا دیکھیں خواب
ٹھارتے کے نہیں بوجھو چند سور کوں	ہو ر کے دھرتی مکھ اُپر بادل نقاب
ہڑاتے کیوں نہیں پہچانو چاند سور کوں	اور کیوں زمین کے چہرہ پر کے
چاند سورج تاریاں کوں میخ عذر کہو	ایک تل نا ٹھار کے لئے نقاب
آسماں کہنے کُنہہ مشکل بہوت	گر کہیں گے تو کہیں گے بو تراب
تج نین تل میرے دل تل تل بے	ایک تل انکھ نا اوجا چوتا شراب
تیرا آنکھ کی	ایک لمحہ
لے ایک تل انکھ کھول تا جو دے شراب	

عاشقاں کے شعر تھے جگ جگ اٹھے      میری آہ کا آگ ہے جیوں آفتاب  
قطب شاہ بندہ گناہ گار اب ہے  
سب کرو یا راں دعا ہو گا ثواب

## رویف ت

(۴۳)

نہنی کے ناز مستی دیکھ کر سر تھے ہواست      بہت نیر کا برا گام دعا کا کام منج دست  
نہن غمزے سیتی پیاری گلے میں بائے زنجیر      بہت راجھا برائے گا میرے ہاتھ  
ترے کچھ صفحہ کے خط تھے جتنے علماں سے بیز با      نجانوں کہ جنس ہو گا منجھے اس مانس تھوڑ  
کنگی کرنے کوں کھولی کیس شیرینی کو شیریں      ٹرن ابجد پے سب لیاں مکتب میں نشست  
وفا مانگنے ہمیں بے عقل شہر حسن میں اب      کرے اس باس تھے میرا دماغ باور دست  
کی خواہش کرتے ہم      وفا کا باس نہیں اس شہر میں کیا ہو بہر دست

عاشقاں کے شعر جگ میں جگ جگے      اُن ادسا ساں روکشی ہے آفتاب  
آہوں سے

دور و تیرا دور آتا ہے کیسیلا دیکھ کر مجھ <sup>اکیلا</sup> <sup>نہ بھٹکوں</sup>  
 کروں جب یاد دیکھ کی آہ میں غم جاوے <sup>سے</sup> <sup>جاتا</sup>  
 قطب شہ سب شہاں میں ہر شہنشاہی خدا کا <sup>شاہوں</sup>  
 کھڑے ہیں رست انس و جاو و دربار کے جند <sup>ہیں</sup>

( ۴۴ )

یون کی شاخ کوں لگے میں پھل جو بن گئے <sup>جوان</sup> <sup>کو لگے</sup>  
 صبا کا باو لجا عرض میری دست بدست <sup>۳۲۰</sup> <sup>ہوا (چھوٹکا) لے جا</sup>  
 او بال پن میں میا جو بنان کا ملک کا سخت <sup>اس کے بچپن</sup> <sup>نظر آیا جو بنوں کو نپل</sup>  
 او تول سیتیں مول بھانڈہ کاج کا شکست <sup>جلد بازی</sup> <sup>سے میرا</sup> <sup>یرتن</sup>  
 نکو پلانجے ساتی پیالہ بھر بھر کر <sup>نکھٹے</sup>  
 رہا ہے گرچہ بھی طاق ابرواں کوں نماز <sup>ہاتھ سے</sup>  
 دلیل پایا ہوں تو زلف سیتیں آب حیات <sup>تیرے</sup>  
 ترے خیال کے مرغان ہوئے ہیں جگت بسکھی <sup>پانی</sup> <sup>تیرے</sup>  
 تماری یاد سوئے خبری تھے مرغ دل بخت <sup>ہے</sup> <sup>پانی</sup>  
 تمہاری کی <sup>ہے</sup> <sup>میل</sup>

نکو کر و پنکھی تم بال و پر سوں مغروری      کہ بے پنکھاں سستی تم میں ہوا ہو مست  
 تمہاری یاد بغیر نہیں ہے بزم مورنگیں      کہ میرے بھاگ لکھیا ہے عیش و زلت  
 سدا تو مدح نبی و علی کی کہتا ہے  
 قطب شمع عزرا تو لکھے ہیں دست بستہ  
 ن مسانی

(۴۵)

میرا ہے پیارا سو سراپیک جو دولت      میں تو کہ کیا جانوں بخت سوں بولت  
 اچھل تو بیکار بن گستا موتی سوتا را      ناسیک ویا موتی ستر یا نم جھولت  
 دو جوگ ٹلا موتی کٹل بکھرتے تارے      کھنڈر کہ جوں سورنار یا کوں سولت  
 ابھری ہے من رنگ خماری کی گلابی      مد سیک گلے لاگ جو بن کھولک بولت  
 ساتی تو باریک ٹکاموپ سراسٹ      گل گشت چمن پیالا ہتا ایک سولت  
 دو زن تو رکھے وٹٹ نہٹ میر خیال      برہے کی کتابوں سوں دلا لیکھ امولت  
 غیر نظر



سب دن تو متا چہ معافی کہ نکر غم  
برے کی شکایت تو کسی دھیر نکھولت  
فراق طے نہ کھول

(۴۶)

خوش دل ہو گاتر اُبار کی جام دیت	مُج تیرے لال لبے چین سوں کام دیت
و دنانوں رد کرتے سود و جگ میں نام دیت	تو تانوں یاد دل تھو بھی یاد دل تھو دھو
کس دھڑکے کس دھڑکے ہوں لا موند نام دیت	یک چھین سوچ کوں صبر تیرے کچھ بنا تو ناہ
اب تیرا حسن دیکھ منگیں مجھ کوں نام دیت	مک دیکھ اب تو حسن بلکاؤں تو اُسے بھا
میں ام کس رضا سوچھاؤں کو نام دیت	مشکیں کزنگ دل میں اُکھے کرب خیال
عاشق بیچارہ کیا کرے کو نام دیت	کوئی تو حراموں رضا نہیں چند سال

کیا تائیں توں غم کرتا معافی اُس نہ کر  
قلقل پیالہ بھر نہا تاف ملام دیت

( ۴۷ )

ہوئی مت پون مت لگن مت پری مت	بدن مت بدل مت کجن مت پری مت
ہوا	عشق کا دیوتا اہل ناز و انداز
مکھا مت سدا مت سہن مت پری مت	چڑھی مت ہی مت ڈلی مت رہی مت
چہرہ	
گزک مت نقل مت کچ مت پری مت	کھڑی مت انجل مت ڈھلی مت اور بھی مت
سجی ہے	
ہلی مت کھی مت رسن مت پری مت	پری مت پیون مت سیر مت ہوئی مت
زبان	شراب
لٹاں مت نین مت وکھن مت پری مت	کھپا مت پچھلاں مت کجل مت کھلی مت
زلف آنکھ دیکھی ہے	پھولال کاجل
شکر مت چمن مت ہنس مت پری مت	تلا مت طراست دھری مت دھری مت
چونا ہنسی	شیکا

چولی مت کھلی مت لکل مت بھنور مت  
 کنول  
 قطب مت کری مت یون مت پری مت  
 جوان

( ۴۸ )

مکھنہ تیرا دیکھ کر میں آج مت ۳۵. تیرے مکھ کتے تیں ہوا بوبت پرست  
 چہرہ

میرے مکہ زردی میں رنگ لعل بست	مکھ عرق میں زورستی ہے عجب
رنگ بوٹاں میں سے عذاب ہرست	دکھ دوائے انگلیاں کی بوٹ ہیں
رب کی حکمت میں سو گنج حکمت بست	زاہد اکیا پند کہے اے بے خبر
خوش لکھے ہیں عشق سطران رست رست	میرے اکھڑ میں لکھے سونا پھرے
نیہہ دوا ہو سے نہ ہرگز ان کے دست	جانتے دار و حکیم ماں درد کا
عشق کی ہرکے ہاتھ سے	
ہر کیس میں مستی ہر ایک صحت ہے	
قطب معناست از روز الست	

( ۴۹ )

عدن چین میں تین ہر کا ہوا ہے کشت	ہتھکے مکھ کے گھر تھے سونو پایا بہشت
گلے میں طوق سودکھ چاند کے مراہ شرت	پیائے حسن تھے سوج چھپا ہی مغرب میں

لہ بوٹاں - لہ ترکاں - لہ معنی -

رقم ہوا ہے مرے خیال میں سچا تو خیال  
نہ حک تھے جائے نہ آبِ لال تھو اولو<sup>ست</sup>  
تو مکھ کے باغ تھے موآرزو کے پھول کھلے ۳۶۰  
شکس نہال کوں بسلائے باغبان نشست<sup>ہے وہ تجری</sup>  
سویاں سیر تھے اپ دل میں لالہ داغ دیا  
پھولاں سواغ میں تج بوج دستے میں نشست<sup>بٹلاتے</sup>  
نہ کر خیال ہمیں پی شراب مست ہوئے  
کہ مکھ کے پانی ترے تھو سد میں نشست<sup>تیرے بغیر نظر آتے ہیں</sup>  
خودی

پیہ کا حسن معافی ہے جگ میں جیوں آوا

سپند جالوں لگے مست او سے کسی کی دست  
جلاؤں تا دنگہ اسکو نظر

( ۵۰ )

خال ہندو کا بھلا کر مجھ کیا ہریت پرست  
سب خیال اپنے ست کرتا ہی میر خیال دست  
و و طلسا خال تج در بند ہے منج جیو کا  
کس نظر اس حال پر پریا کہ پیش بند تھے تخت  
مادہ قابل دیکھ کر اس زمین کو کھان دار<sup>میرے دل</sup>  
میرے دل کی کھان تھے گوہر نہ پایا بل مست<sup>کان سے</sup>  
مادہ کان

لے سو اس نہال کوں بسلائے باغبان کا شرت لے قلیبت لے جوں لے او سمات لے کد ہی ۔

جن چرے چار او دالے کا اچھے معرّب  
دایم لایام پیالہ عشق کا ہر اُس کے دست  
جو عالم سب جگر کے تہ بن خط تھے خط لکھیں  
جدلاں اُس لکے میرے دل اور نقش بست  
علم کا عالم پڑھایا نہیہ کی آیت منجے  
آیت اس پر کار کا پرکاری میں منج دست  
کن مکر بندھے من لہو رنگ لگے سبک تل  
اجلا پیدا ہو رہیا بیچارہ نرگس سب بست  
نہیں کے تیز آب تھی جوتے میں منج نینان بند  
دو بندل دریا کے موتی ہو بکاتے دست  
قد الف ساقی توں بہت لے جام وضع دال کا  
بادشاہی مرتبہ پایا ہوں تم درگاہ تھے  
اے معانی توں چھپا کر کا ہے پیتا ہر شراب  
یہ رے من قد میرے کون سید کریں توں اپنے  
یہ رقیان دیکھ کر دکھ تھی کئے اپ جو خیرت  
اے معانی توں چھپا کر کا ہے پیتا ہر شراب

کو تو لاں لکھ رہے بائیں تریاں رست  
(۵۱)

نظر تج پہ ہے کیا تماشا کا حاجت  
نہیں بن خط آگے چنپا کا حاجت

لے کا لے فون ۳۰ یہ قطب شہ ۳۰ نہیں بن خط آگے خضر کا حاجت

طبعیاں کریں منج کوں بالی سوں مارو  
 کہ بالی ہیں موہن ہے بالا کا حاجت  
 ہمیں نیشکر منے پہنچے ہیں بست میں  
 نہیں ہو رہت کون جالا کا حاجت  
 ہم کا طع بھٹے قید  
 خمار یمن تھے کھلے پھول جنوں  
 نہیں ہو کو دونا و بالا کا حاجت  
 مراد دل ہے زربفت کا کارخانہ  
 نہیں منج کوں بازار والا کا حاجت  
 تو گنیاں کتاباں کے جیویں لکھیا ہوں  
 معاملہ ہے نین کھول کہنا کا حاجت  
 تیری کہانیاں  
 انگوٹھی سلیمان کی تاج ہات میں ہے  
 سکت در کے درن اجالا کا حاجت  
 تیرے ہاتھ میں نہیں  
 مراد کُنڈن حسن کا کھان ہے تو  
 نہیں ہے سناری تفضا کا حاجت  
 ہم مدعا مدعی نابو جسے کچ  
 نگو بحث کر میں ہے اُعدا کا حاجت  
 ہمارا  
 معافی ترا زرگری کوئی نہ بوجھیں  
 کہ اس علم میں نہیں ہونا کا حاجت  
 نہیں

۱۔ تس کوں ۲۔ کہ اس بالی کون نہیں ہے بالا کا حاجت ۳۔ ہمتاں کے غوغا سے قطب شاہ

(۵۲)

نہ جانوں کیا اتم ہی رات پایا اُس کا میں صحبت

دعاے صبح میرا اب دکھایا ہے اپنی قدرت

انگل کا ناز کا جب چھانوں پاڑی منج پہ اوچھل

سبھی بھاگاں میں دستا ہے مرے بخت نہ کہ دولت

بہت دن تھے لگیا ہے پیاس تیرا اس کا منج کو

پلا دو نیراب ہونٹاں کا ہے او نیر منج جنت

نراکت حسن تیرے کا نہ آوے جیب سوں کہنے

اے باتاں سُن کہ سب پکڑے ہیں تیرے شوق سوں

تمارے گلے کے چھاواں تھے ہمیں روشن ہو ہیں سب

اے چاواں دیکھ کر دوشن کوں پکڑ یا تاب ہو رشت

لاڑ غیر کو پکڑا اور

دیکھو تم عاقلاں کا عقل کہتے جسام کوں چھوڑو

۳۹۰

کہ رگ رگ بھیدیائے دیوانگی کا اُن کوں علت

چھید دیا ہے  
اگر کر گیا ہے

منجھے پائے ہیں نھن پن کھوتے اس چاہِ زرخداں کا

بچپن بر کرتے

کریں کیوں ترک اے مذہبِ ازل تھے پایہ ہولت

سے پایا

ہمیں ہیں شیعہ کر کرتے خواجہ دشمنی سب لوں

علی ابن ابی طالب ان کوں مارو ہت ضربت

ان کو ہاتھ سے

معانی عاجز و بیچارہ ہو آیا تُمیں در کوں

تہا سے

کھو لو دروازے لطفال کے کرو پُر نظر حمت

مجھ

( ۵۳ )

یک چمک ناز کا دیکھیا ہوں ات  
جن سُنے دین کا گنوائے بات

جو

دیکھا



سو ہونٹاں کا پھسی پرہ آگ پر آگ میرنا او چائے سب جنات  
 چھاواں اچل بھیاں نین کی تیلیاں ان نہ چمکا طلسم ہے یہ بہات  
 پرہ کی آگ کھلا سمت درکوں میں ہما ہوں کھلا و منج نبات  
 قدر عتنا و ہور لستکتا چال پایہ و وضع تھے دو جگ لمات  
 زلف سحر میں طالبان بلجے باطل السحر میں ہے اس ابیات  
 نین دریا میں ابلے ہیں موتی عشق گدڑی بکاوے ہاتے ہات  
 حسن کے دعوے ہور کی کرتے اس دے ہیں ازل تھے حسن برات  
 شعر تیرا معانی صدقے نبی  
 لکھ لیتے مامات گاتے پلات پلاتے

(۵۴)

نخ کئے میخانہ رخ لے پیا لاہات ڈلگی چالاں میں سب کس کس بھلات  
 کی طرف میں سے ہر ایک کو بھول جاتے

فعل جنگی کے تھے ہوا پیدا اے نور  
 چکاری سے سے  
 تھا ازل تھے اس میں ہو رہنما میں راز  
 میری آہاں جوت تھے بوجہ واد  
 کیا کرے گانیشکر کا توں مٹھانی  
 واکھ کے نھنواد پنچے تیرے باغ  
 حسن تیرا لکھے ہیں قدرت قلم  
 موگر اچنیا جت خوشبو اچھے  
 تیرا مارے سو معانی پھرنے آئے  
 ہے عجب تیرا کر لیتے پھرت  
 پھیر لینا

لے کیوں کہوں ہے بات میرا اس کے بات لے قطب شاہ

# ردیف ث

(۵۵)

مٹھائی اپ اوصو دلدار احداث	کرے سب تنے اپنے اوتار احداث
کیا ہے جگ میں سب گلزار احداث	اپس کچھ پھول ایسے رنگ بھرے تھے
کئے عاشق کے تئیں زنا ر احداث	ترے دوزلف ہیں جے کفر رنگ کے
ہمن پرلی رے کرے ہی پیار احداث	سلونی روپ و ننتی جیو کی پیاری
کہ ہے اس بات میں گلزار احداث	بچن اس کے کریں راویں کے سم کیوں
کیا اپ پیار سوں سنار احداث	خداوندی سے سہتی دو جگ کی
اپنے سے دنیا	ربیتھی
نئی صدے قطب ثہ دل میں کیتا	
محبت حیدر کرار احداث	

(۵۶)

اپنے سوں لٹکے جو توں مرد بھی پاوین لعث  
سو کے سو پھل تیج و ثرت تھو نانے ہو کر لیاوین لعث  
سو کے پھول تیری نظر سے

سب عشقاں تیج عشق میں جوں پھول بن جائے ہیں  
موراں پیسے کو یاں تیج شوق تھے گاوین لعث  
تیرے سے

تیج بن تھے سب چین سب پائے ہیں آدم ہو ملک  
امرت بنی سیتی سدا تیج ہونٹ برساوین لعث  
آب حیات سے تیرے

نابات ہو رالوح تھے دھرتی ہے میٹھانی بہت  
تیرے بچن تھے پائے ہیں میٹھانی سب اوین لعث  
نابات اور مصری سے دنیا ہیں

بھواں کماناں تیرے لکناں ساںد کراے جو توں  
ہر تیرسوں ٹولاک جیو سوتن میں الجاوین لعث  
کمان ابرو جوڑ توں  
لکھ جادیں لاکھ سے

جب تو کرے یک دشت اپنی دونوں جگت جی اٹھو  
 نچ مین نزل روپ سوں تل تل کوں دکلاوین بعث  
 تیری آنکھ صاف شکل صدقے نبی قطبِ زمان عیسیٰ من بولے پچن  
 چوندھرتھے جیون کے بدل عالم اُپر بچاوین بعث  
 چاروں طرف سے زندگی بادل کے اوپر  
 (۵۷)

منجے تھج عشق کوں ہے راز باعث	سکی چھند کوں تر ہے ناز باعث
ہمیں میں مست نہیں جنگ ساز باعث	پیا مسٹھ بول تھے، ہو راس ادر تھے
پچھیمے کیونکر کہ ہے غماز باعث	نہیں تیرے کے کینتے دشت چاڑی
پریم مد کوں ہے خوش آواز باعث	نظر جیو کوں پیا بھل کھ سبب جوں
کہ جس موتیاں ہوں جیو دم ساز باعث	بچن بولے رنگیلی جیسے موتی
ہوا ہے اس تھے اے پرواز باعث	کھلے ہیں پھول نہہ کے مرغ من کوں

نبی صدقے ملیا قطبِ زماں ہوں

اوپر یو جے چھند میں ہے ورسا زبا  
وہ جو فریب

( ۵۸ )

یہ زمرم کی ندیا کیا کم منجے مینخانہ ہے با

ہزاروں شکر کرتا ہوتا اس پیما نہ ہے با

توں نادوئے کن دیوے دول کا دانہ ہے با

ہر ایک جھولان رتق مہانے رت شامانہ ہے با

پڑے بلبل فسانہ کی منج او افسانہ ہے با

ہمیں کیا کام ماریں مہن جانا نہ ہے با

گنوائے دین کوں سے نین تبخانہ ہے با

مواہاں کے پتر پر دوڑتا ہے عشق کا پانی

بچھایا ہو پلو میں آرزو کا کام دیو کر

برو شہراں منے جب تھی سٹیا ہو بیچ میں نہی کے

نین کی چلبلائی میر دل کے بن منے بنجیا

نہ ماریں مہیں ہرگز کمت دم نکلے گا اس کا

معانی کے پرکھنے پر ہنسنا کیا کام کرتے ہیں

نکو لیا دو گھڑوں موتی موک دے دانہ ہوا

نہ ظا

( ۵۹ )

تیری نین کے چوٹاں منج پر کیا حواوث ۴۴ ساقی دے منج پیلا جاوے صبا حواوث  
 پلکاں کے بال بھالاں نامارو سیر تن پر <sup>مجھے</sup> آسان اُساں تھے دل میر لیا حواوث  
 کیا کام آوے منج کوں لے لال اکھ مستی <sup>امیدوں کی آہوں سے</sup> مومرنے چڑھیا ہی نہیہ مے سپا حواوث  
 باتاں کہتے ہیں لوگاں دشواری ہو ر غم کیا <sup>پیرے میں چڑھی عشق کی شراب کی</sup> غم ہو ر محبت اپنے دل پر لیا حواوث  
 تم ناز حسن سکے ہے دل اُپر ہمارے <sup>اور</sup> رقیباں تم نہ بوجھیں ہی لے جیا حواوث  
 دل کی بات کہتے کوئی کھول کہ نہ سکتے <sup>کھول کھول کر</sup> کھل کھل کتاباں پڑھتے دل کوں دیا حواوث  
 او طاق ابرواں دیکھ مری پی معافی نہایت  
 بے کیف جیونا ہے جگ میں دیا حواوث

( ۶۰ )

مرے جیو بادشاہی کا سدا تم ہی اچھو دارش <sup>دل کی</sup> عریضہ آپ بندو کا آٹک کن دھرنو دارش  
<sup>ہو</sup> اپنے یہ ذرا کان دھر کر

منجھے سب عاشقین اب بڑے کر گنو وار

طبیبا سب ہو عاجز کہ یک در و کہو وار

منجھے ڈر کیا تراؤن بار دریا کا ہر تو وار

رقیباں پکڑے ہیں نہال اس تھم رکھو وار

اودر کا حلقہ کن میں بالے میں تیرے انوار

معانی کوں و وانگن کا گرو غبر تھے خوشبو  
کے لئے اس صحن سے زیادہ خوشبو دار

منجھے پھولان کا بو کیا کام آتا ہے جو او وار

( ۶۱ )

ہمہما عشق کا میں دونوں بن تھی پیا جو یوں

نکھرے واکن عشق دریاں کا کدیں ہرگز

گنگا ابلیا ہر میرین کے آنجھواں کے بند تھے

ہمہما نور تھی پیا باہو میں پھٹاں عشق کے سب

اودر امید ہر توں پکڑو و زور یک چت سوں

تو دل ہو

منجھے پھولان کا بو کیا کام آتا ہے جو او وار

تو حسن کا جھک ہر جوون کی لیری حار

اپنے نہیں کی کد تابیائے کمت در گل

مسجد میں کیا ہو اس بڑاں کوں سجدہ

مانند اُن کو

تو پگ پکڑ کہیا ہوں تم میں ہمارے وار

کھینچیں نہ اپ طرف کیا اُن کوں مولے با

میں بندہ ہوں گنہ گار بخشو مرا خجارت

مانند اُن کو



پر کارمنے پکڑے تو زلف دور میرا

دیتے ہیں خوبریاں رجبے <sup>مانند</sup> <sup>تیرے</sup> نین میں جلوے

نیناں کے دھارا پر خوشیاں سون ناچتا ہے <sup>ہاتھوں</sup>

مکھو خال نقطہ منج پر کرتا ہے حوادث

کہو اے رقیب کا ہے تم ہو رہے ہیں <sup>چہرے خال کا</sup> <sup>بھ</sup> اکث

بوجھیا ہے معانی راز و رموز پیو کا

ہر کوئی فہم کر کچھ <sup>کچھ</sup> ہوتے پس میں تاجت <sup>اپنے آپ</sup>

( ۶۲ )

بچھڑی کے دواں کوں تم ہونٹاں کا منج کوں مے غیث

اواثر سر کوں چڑے تو منج کوں ہے او مے غیث <sup>قرآن</sup> <sup>مبارک</sup> <sup>مجھے</sup>

میرا سب بد سب لے کر کے ہو رہتا ہے ہیں جُدا

دل کے آساں ہو راساں کا ہوا ہے <sup>اور</sup> نئے غیث <sup>آہوں</sup>

وصل کا دیوے خبر جن دے کر واپس جو کا

تو فرشتے آئیں کہہ دیویں منجھے پے پے غیث <sup>اپنے دل</sup> <sup>دیں</sup>

جوشِ غم پکڑیا ہے دیونہ ہنسہ کالنگ تمیں  
آس کی کشتی میں بیٹھا ہوں کر دم سے غیاث

میں پلک اور پلک ناما رکھو تا عشق باط  
منج کوں اپنا ہیو کہے تو سب منے او ہے غیاث  
میں وہ

حسن رنگ کا مے پلائے منج کوں سخن پن تھے پیا  
دین میں کچ نا بوجھوں منج کوں ہے دین مے غیاث  
کچھ میرے لئے

تیری یاداں کا معافی کرتا ہے تسبیح منت  
مصطفیٰ ہو مرتضیٰ تھے ہے توجی لے لے غیاث  
اور

( ۶۳ )

مونین ہو ردل میں لگیا ہے مدام بخت  
کہہ مطرباں کوں ساتی کہ اب صوت کم کرو  
چپ رۂ تون عقل کرتی دو دوں کا بخت  
کن رکھ سنو کہ کرتے صراحی و جام بخت  
کان دھر کر

بوسے کے تول سیتی نہ آئے اے جو جسم  
ہر کن کرے وہ بخت ہے اس کا خام بخت  
رستم ہے حسن کا بکٹ اپ نہہ فن منے  
کیا کام آوے ایسے وقت زل و سام بخت  
لازم گناہ کرتے ہیں کو تو ال قاضی سن  
میں شرعی ہوں کی کرتے ہیں لوگ عام بخت  
نازک ہو ہے بیش تھے دل اس کھو سناں  
لا گیا ہے ہم تمن کوں ازل تھے مدا بخت

لیکھے اچھیں معافی کے انکا رتج رقوم  
کچھ ہو ریا د آوے تو وہ ہے حرام بخت  
کچھ اور

( ۶۴ )

اُس کے تشکیں خط کا میرے دل پر کھو لو بخت  
عالمان عاجز ہوئے ہیں ایک تہل بولو بخت  
بات میری کہہ قیباں صحرے طاقت مرا  
تم سلیمان ثانی ہیں کن دھر سونیک مو بخت  
تیرے طاقی ابراہن کن میں بابا حلقہ سن  
اب منجے زیبا ہی کہہ بولو پیایک دو بخت  
عالم اپنے علم کا کرتے ہیں سب گناہ میں  
تو نین کے جام کا مے پیکہ پڑتا او بخت  
تیری آنکھ

تیرے تل ہیں میرے دل کنٹھال کے موتی صحتی کرتا ہوں تسبیح اس موتیان کا تم اکھوت حد  
 شمع تم جلش تھاپ زباں ہوں بولیا <sup>مالا</sup> رشک آتا ہے منجے کیوں بولتا ہے تو حد  
 تمہاری قصہ اپنی سے بولا سب گنہ تیرے معافی دھو گئے اس دلوں <sup>تیرا</sup>  
 نقش کر اپ دل منے توں جہاں سویت <sup>اپنے</sup>  
 ( ۶۵ )

جنے ہوئے اوٹن جام اُسے جام عبث جو پئے اُس آنگھ ہے  
 بزم میرا سو من یاد تھے روشن رہے جم جیو کی آرسی میں کن نہ دیکھیا تمنا کوں  
 جیو کی آرسی میں کن نہ دیکھیا تمنا کوں <sup>تبدار</sup> دل کے آئینہ کوئی تم کو  
 عشق کا ملک تری یاد ستی جیتیا ہوں <sup>ہمیشہ</sup>  
 تمہارے عشق میں جوں موسیٰ لگن لک انیر یا <sup>ہمیشہ</sup>  
 تمہارے حسن کا دیوانہ ہوا ہوں جگ میں <sup>آسان تک چلی گیا</sup>  
 زلف چھاند منے ہلچیا ہوں منجے دام عبث کے پھنسے میں چھنا میرے لئے  
 جیو کی دور بندھیا ہوں بھیجنا پیغام عبث <sup>دل</sup> ہاں کا نانوں نالیو کو کوئی لینا ہوا و نام عبث  
 اس چھجے پر چڑھیا ہوں بھی منجے ہر نام عبث <sup>نام</sup> دستے ہیں میرے انکے رستم ہو کہ سام عبث  
 اس چھجے پر چڑھیا ہوں بھی منجے ہر نام عبث <sup>نظر آتے</sup>  
 اس تھے جھگڑا کریں مل خاص بھی ہو عام عبث <sup>اور</sup> سب سے

اے معالیٰ توں پرست شوق کا پایا ہے لڑ  
تو تجھ کے  
قند نابات مٹھالی ہے سچ کام عبث  
تیرے حق کے لئے

## ردیف ج

( ۶۶ )

طبیعیان دیکھ کر مودر دنا بوج	کہ دار و مدد بھیترا کا یو نا بوج
ملن کا سد دیا بوجک ستارا	۴۹۰ لیکن فتنہ جیو کا تو نا بوج
کون شعلہ تھا کیناں جو جمن	کہ عاشق غیر عاشق کوں جو نا بوج
وہاں تھے باخوش بار الے آیا	ولے مجھ باس مخفی تو او نا بوج
گن گن کہتا جو دتن تھکوں دیکھا	ادھر پر خیمہ اتناں کا مو نا بوج
کتنے ہیں تم کہ عاشق دیکھیل مج	جنوں تھا دور پیر کا سو نا بوج

طبیعیان ناڑ میری دیکھ نا بوج دیویں دار و جھٹیں مودر یو نا بوج

معانی مست تھا او ترکِ نس  
رات کو  
موباماں عرض کی تل یک نہ نابج  
میری

( ۶۷ )

تمہارا مکھ سو کعبہ من دے مج آج  
کے اند نظر آئے مجھے  
تمہارے مکھ کے پھل جل میں مجے عجب نرتی  
مناف پانی پھلی تیرا تو  
تراوون سو دیا نور حور جنت کول  
چہرہ  
تمن دواں مکھ ہے نگیں سلیمان کا  
تمہارا  
ازل تھے عشق کے پڑے کتیں کئے مچ مٹ  
... فقیہ زابداں میا نے منجھے کئے ہیں سراج  
سودر دوری کا اپن صل سوں کرو مو علاج  
میں مجھے  
تمہارے فراق سے  
نبی کا داس معانی ہے عرض خوب سنو  
غلام  
سکل تہماں منے شاہی کامنج کول یوراج  
تمام میں مجھے

لے قطب شاد لے بھونک لے قطب شاد

( ۶۸ )

دل ازل تھے جیوتاراں میں بنیا ہوں خیال تج  
 روز سے دل کے سے بُنا تیرا  
 نقش بندی خیال میں مودل ہوا ہے خال تج  
 میرے میں تیرا

نین پتلیاں یاد کے دریا میں غوطے کھاتے ہیں

نیہہ کے طبلوں بجا دین دکھا موگال تج  
 عشق آئینہ جھکو تیرے رخسار کا

اُس کے ننہاں کی سیاہی میا نے ہے آب حیات  
 آنکھوں میں

کیا بوجھیں غواص زیر باسن کا ہے حال تج  
 پہچانیں تیرے

عشق کیاں باتاں سمجھنے ہر کسی کوں آوے نا  
 کی

جانے وواپ دل میں بسلا یا ہے پرت ڈال تج  
 وہ اپنے بٹھایا محبت تیری

لکھ تیرا دیکھ کر پایا خوشی دل موصباح

ایک چھن کر صبر دیکھوں لکھ مصحف خال تج  
 لہو

تیری باہاں تھے ہمارا جیو دا ایم تازہ ہے  
 خوشبو سے <sup>دل</sup> نایچ کر مہر بوسہ دیوؤں میں تزنگ کا نال تے  
 اور <sup>گھوڑے کے نال جیسا</sup> شکر کر چھین چھین معافی آپنے پروردگار  
 نیمہ باغاں میں گلابی پھل کھلے ہیں لال تے  
 محبت پھول

( ۶۹ )

چند اکھ پر کی کن دیکھنے باری تھے بالائے کچ  
 چاند جیسے چہرہ پہیلی سے غصے سوں اس پر کھینچوں کہاں ابرو ہلا لائے کچ  
 سے  
 تمہارا حسن میرے دہن میں نقش باندیا ہے  
 تمہارا <sup>ہاتھ</sup> لے کر <sup>باندہ دیا</sup> جے کوئی دیکھیں تم کوں کچ ہوویں انکے نہالائے کچ  
 جو  
 نہ آوے سرو کوں ہرگز کد ہیں او ناز کا ڈلنا  
 سہماتے ہیں انوں کوں تازہ ہو چالے <sup>کبھی وہ</sup> وچالائے کچ  
 اور <sup>زیب دیتے</sup> ان کو  
 لے جی کوئی دیکھوں -



جیتے ہیں سمند، ہنوشکی کوں بھی کیا جیتے منگتے

حائلِ نئے بائے ہیں گلے میں کنٹھ <sup>مالے</sup> مالاں کچ  
کی طرح ڈالے

گنوائے غم گیا میں باغ میں یکھیا عجائب کچ  
پیا کے پاؤں پرنے تین ہوئے ہیں پھول <sup>دیکھا</sup> مالاں کچ  
کے لئے

دو دل ہو پونگ کے موتی تن کن میں کرے بتاں  
<sup>اور</sup> <sup>ہمہا کاند</sup>

اسی تھے ہو کے نزل ڈالتے ہیں خواب <sup>صا</sup> کمالاں کچ  
سے

معانی عشق کے تاراں سوں بنتا ہے سرسرب

سراسر کن نہ بن سکیں انوں کے ہیں خیالاں کچ  
کسی سے سکیں اُن

( ۷۰ )

توں پائیں سوں اپناں تھے نکورنج

اپنے کے ساتھ رہے نہ رنجیدہ ہو  
کہ عاجز ہوں منج او پرنا کرو رنج  
مجھ پر

رقیب باں ناز دکھلاتے دکھورنج

دیکھو  
تمارے ناز جھلکاراں کا نہیں تاب  
ہیں

پیا مچ خاص خسیلاں میں گئے ہیں      کہ ہے مچ شب نویاں تھے ہو رنج  
خدا اپ<sup>نے</sup> صنع تھے دیتا ہے تم ناز      پرستش<sup>نے</sup> بنا کرے اُس دل رہو رنج  
منگے عاشق جو او پھول حسن<sup>اپنی صنعت سے</sup> سُن گئے      کہ اپنے جو کتباں پر لکھو رنج  
ازل تھے حسن کا دل کا رخسانہ      کہ اُس کے تار پوداں کا ہو رنج

معافی کوں تن غمزیاں تھے میں پوش  
پنچل صوفی بتا ہے تار کھو رنج  
اٹل بندہ

( ۷۱ )

او چشمہ حیات کوں نالا خدا توں رنج      اُس دین تھے عاشقاں کو ملیا ہر پر کا رنج  
مورود کا علاج کرن توں حکیم ہے      موآہ درد دیکھ حکیمان کد میں رنج  
یوسف کا ہو رقصہ زلیخا کا جگ بھرا      ہم تم کوں دیکھ کاٹ لئے بات جوں ترنج  
موسس اُپر بھنواں کا انکس کا ہے راکھتی      نیناں کے شہر میا نے بند ہیں منجے سنج

لے قطب شاہ

تو ناز کی سوں جانوں کا گھلاں کے دل  
پیشانی ٹپکا لائے ہیں سینہ در جیو سبج  
تیری سے بولے  
موسر نے چڑیا ہے خساری اویار کا  
اس یاد سستی پیالے پلاس اتنی چار و پنج  
تو میں قصہ شن کے معانی ہوا ہے  
تیری آنکھ کا  
اب نہہ کی ترازو میں کھکرتوں اسکو سنج  
عشق تو تول

( ۷۲ )

مچ جیو نے ازل تھے ہی جان کا احتیاج  
غم کے چنگل میں ہے رضواں کا احتیاج  
پیرے دل میں  
پرست کا ناز راز میں کو عیاں ہے  
روشن ضمیر کوں نہیں دان کا احتیاج  
عشق  
تم لعل ادھر تھے پائے ہیں یا تو رنگ رنگ  
سوزنگ بھر کوں نہیں ہی پامان کا احتیاج  
تہلے سے ہوا  
تو میں دشت تھے نہیں ہے صبر کوں قرار  
تیرے آنکھ کی نظر سے  
مو خاک کوں تمہاری محبت سیتیں گھوڑے  
پیرے  
مونین میلانے بیس کے بھی کہ نہ آوتے  
پیری آنکھ میں ہنسنے بھی کیوں نہیں آتے  
ملہ قطب شاہ

ہونٹاں کے نیر پی کے معافی دے خضر  
پانی نظر آتا ہے  
دربار تیرے کوں ہے شام کا احتیاج

( ۷۳ )

و یا قوت اُدھر اں کی مستی دلا منج	سکی آج پیسا لا اند کا پلا منج
اور جیسے ہونٹوں مجھے	خوشی مجھے
سکی لبیا سجن کوں من کر بلا منج	محل دتے ہیں نور کے ات صفا سول
لے آ کے چھپا	نظر آتے بہت سے
پیسا آرتی تائیں پیو کوں ہلا منج	گلن سے طبق موتیاں سول بھری ہو
کی پوجا کے لئے پیسا	موتیوں سے
۵۲. مسیحا من آپ دم سول جلا منج	ترے نیمہ بن جیونا منج نہ بھاوے
کی طرح اپنے سے مجھے	عشق کے بغیر جینا مجھے نہ پسند آئے
بدن تیرے بن نہیں ہے نیکا طلا منج	ادھر تیرے بن منج نہ بھاوے عقیقا
بغیر نہیں اچھا سونا	ہونٹ بغیر مجھے پسند آئیں
نہ آوے کہ ہے اس سیتیں اتلا منج	ترے حسن بن ہو ر منج من میں کہ
سے	کے بغیر اور میری آنکھ کوئی

نبی صدقے قطبا علی مہر سیتے

بند صادل کہیں میں ان بن لا منج  
نہیں ان کی بغیر محبت

( ۷۴ )

دنیا کے کارخانہ کا نہیں زربا مو لک کج  
 سود میں کو نیل پنے سولہ کو نیل ایک  
 اچھی عورت چھوٹے اپنے باقی  
 ترے قد سدرہ طوبی امن سچا ہوتا جو  
 کے مانند سچا زیب دیا  
 سنے کے باغ میں تیرا ہستی میو چننا ہوں  
 امید باغ میں تیرے لگے ہینازہ میو  
 کے بچے  
 بنگی شاخاں پر مالی رکھے آراغصے سیتے  
 میو  
 سمومی باداب ہمناد راتا کیا ہو گرمی ہو  
 باد سموم ہم کو  
 سنے

سُنے کے تاجب جانگے کل کرتب سے وچ  
 سونے جائیں گے  
 تو اس تھے مدعا پا کر دے گا عاشقاں کج  
 نظر آئیگا  
 لگے تو رس بھر بیو رنگیلی تچاں او دو کج  
 تھے وہ پتیاں  
 کہ تازے میو کے انکے سو کے سو میو ہر سب کج  
 سامنے سوکھے ہو  
 شکر کر میو کھا کر توں کھ اپنے جیو تھے اول کج  
 تو بچے دل سے کال دئے  
 رکھے کاہد صحن شاخاں پر اگر آرا تو ہو گال کج  
 ہمارے باغ کوں نیہہ باؤ لگتا، باؤ تیرا کج  
 کو عشق کی ہوا ہوا بچ

( ۷۵ )

برہ منج جاجتا ہے سائیں تم باج  
 فراق بچے جگاتا  
 جو عاشق سائیں کارن جی چھپا دے  
 تمہارے بغیر  
 مے مندر تم آدیو وصل کون راج  
 مکان  
 اُسے نہیں عاشقاں کے صف منے لاج  
 نہیں ہے میں شرمندگی

جئے ثابت قدم ہے شوق میا نے  
دھڑے گا پیہم اس کے سب پر تاج  
جئے کامل کیا ہے پیہم اپنا  
غنی ہے دولت میں نہیں وہ محتاج  
پرست کوں جان عاشق جو ہے فرد  
توں یوں بوجے توج دکھلائے نہاج  
پرست توج کوں کرے گرتیر بارں  
توں اپنا سینہ کر اس تاں میں آماج  
جنت بچے  
نبی صدقے قطبے دولت میں

علی کا ہر توج سرورۃ التاج

## ردیف

(۷۶)

اگر تو دین میں ہی ٹیلا لاؤ نے کون مباح  
پیشانی ٹیلا لگا دیو تاکہ پاؤں نجات  
لوچن کی تیلیاں کے تخانہ کوں کیا سجد  
فقیر و ناتواں ہوں میں کڑاں سہی الحاح  
کھولے جو میں کنگھی کرنے کوں دے ظلمات  
جو سر تھے بائے پھر اکھونہ کدے صبح  
بال کے لئے تو نظر آئے  
چہرے چہرے

ہمارے ہونٹاں لکین بسہ نوش دارو ہے  
 کہ سر تھے ہو دج ان اس تھی پاؤ قوت اح  
 بھول کمان نن تیرے تھے کنن نہ چھوٹیا  
 ہد ف ہو بیٹھے ہیں مارو نہ مارو تم ہے صلاح  
 کہان ابرے چشم سے کوئی شہا  
 ہتھالے ہجر دریا میا نے با یا نہہ شستی  
 ہلیا ہے ذوق کا بارانہ جانے کن ملال  
 کے میں ڈالا عشق کی  
 پیالے کچھ میں دے سے جوت خضر و موسیٰ کا  
 ہمن سیتی نہ کرو ہٹ میا کرو ساتی  
 کوئی نظر آئے  
 ہم سے

معانی بھید یا اس یاد نور تو دل میں

اُسی تھے دستا ہے دس رو ترا کہ جیوں مصباح  
 وجہ سے نظر آتا ہی رو رو رو

( ۷۷ )

ساتی پلا پلا مینج کوں ہوا ہوا صبح  
 دوتن کی چاڑی ڈرتے منگتا ہوں مہا صبح  
 سائیں کارا ز مستی تیج پر چسٹریا دعا کر  
 کی تجھ  
 مجلس ہوا معطر اس زلف غنبریں تھے  
 کیوں یک دویا نے با پیوں دستا ہے صفاح  
 نہ نظر آتا

( 4A )

ترے ہونٹاں کے تن تھو سنیا ہوا بات صحیح  
 دل کے باتاں بوجھے معشوقِ تیرے تھیں  
 تمہارے حسن تھے دتا ہے ہمیں کچھ پر نور  
 سینہ چھیلے گیا ہے باواؤں ساں تھے چھپا  
 زندگی نیز اُپر میل نہ کر سوں ہرگز  
 آج اب حیات



دل کے سینے میں بھریا تیری محبت کا ہے      او خمار چری چری منج میں صبح ہو صبح

اور

پر خمر

تو کنگ دشت تھے ہوئے معافی سنا

تیری تریجی نظر سے سونا

نہیں حاجت ہی نبی چودہ کون کرنا تیرے

( ۷۹ )

خدا کا شکر کہ سب کوں کیا ہمت صبح

اُس آہ کی بات تھے دیسے رات صبح

عشق کا آب نوا باندھی دھات صبح

خطا ختن میں نہ لکھیں تمہارا گات صبح

کہ سبھی میں تو منجھے دکھات صبح

دو تن غرض کیا تیری ذات ہی کجائ صبح

دو تن غرض کیا تیری ذات ہی کجائ صبح

دو تن غرض کیا تیری ذات ہی کجائ صبح

دو تن غرض کیا تیری ذات ہی کجائ صبح

نہیں تمہارے کرے ہیں ہمیں بیا صبح

لوچن کے بھالے چھہ ہیں تو عاشقان دل میں

لوچن اُپر بند ہیں تم خساری کا پردہ

ہوئے نقشِ مر دل میں جیوں تن صورت

تمہارا خیال لوچن نہ میں ترے مجھ ہو

بہوت ہیں رمز کی باتاں پایا اوسا میں

بہوت ہیں رمز کی باتاں پایا اوسا میں

بہوت ہیں رمز کی باتاں پایا اوسا میں

بہوت ہیں رمز کی باتاں پایا اوسا میں

معافی تج کوں محمد غلامی ہے شاہی

توں غم نہ کر کہ مناجات میں نجات صبح

( ۸۰ )

تمہاری یادیں نس گئی پلاؤ ساتی صبح <sup>رات</sup> او یک قطرہ لہوتا میں تو ریا تو بہ نصوح  
 رتن ہونٹاں کا پلاؤ تمیں منجھے جلاب <sup>تم</sup> کہ سر تھے ہوؤں جو اس تھی پاؤ قوت و ج <sup>پھر سے</sup>  
 تمہارے پاس بھیجا ہوں خیال کا حاجت <sup>تم</sup> ۵۹۔ سنے جو یک چھن او عرضہ ہو منجھو قوت <sup>پھر سے</sup>  
 تمہارا حسن دیکھیا جب ہوا ہو جوں جمشید <sup>بھیجا</sup> تمہارے ذکر تھے پایا ہو عمر میں جوں لوح <sup>ایک نو</sup>  
 معانی کون نہیں ہے ڈرانڈھا راتاں کا <sup>نظر آیا</sup>

کہ رات دن سے اسکوں پیا کا کھجیو ج <sup>نظر آئے</sup>

( ۸۱ )

تمن کوں آہن اچھو سا قیاد عاؤ قح <sup>تم</sup> کہ مطرباں کرو مجلس نو ابرائے قح <sup>قبول ہو</sup>  
 خبر لے آو تمیں میر تیں بر جا سوس <sup>تم</sup> کہ میر ستر میں رہیا و اچھو ہوائے قح <sup>رنا اب تک</sup>  
 اُسے نہیں ہے سوچ پانڈ پیا لے کی پروا <sup>تم</sup> تمہارے ہونٹ اچھنکے جسے بجائے قح <sup>ہوں گے جس کے لئے</sup>

شراب خانہ صرا تھے چڑھے نہ مستی مہج  
ہوا ہے نین کے لعل تھے ابتداء قہج  
ہمار میستی نہیں تیرے پیالے تھے ساتی  
دو ناؤں سیتی پلاتا ہو دیں فدائے قہج  
ہوا ہے مست معانی صراے بخت تھے  
کپیو کے نین کے دستے ہیں لو لے قہج  
( ۸۲ )

تو کھ کی نازی ہو رہاں تھے سمن مجروح  
کئے ہیں بیرے چو چھڑ کا نئے تن مجروح  
تیرے تھڑی کے خم تھے پلاؤ ہیں کوں لعل مد  
ہمارے ہونٹ ہو تم کو بے چوں مجروح  
ہوا ہے جہاں خیالوں تھے شیشہ مودل کا  
نہ دیکھوں دوسوں مست ہوئے نیکلے کن مجروح  
موتن کو کیسے ہیں چو بیل زلف کی چھا  
ابجھو تھے پاکتہ کرامی کا وطن مجروح  
ہمارے سائیں کو ظاہر ہیں دل میں کی باسا  
کمال سحر تھے چھوڑے ابے محبت تیر  
ہزار شکر کروں بھی نہوئے بچن مجروح

معانی کون نہیں ڈغم کی موج طوفاں تھے

پیا کا لطف کرے کہ صیں ہن مجروح  
نہ کر کے کبھی ہم کو

( ۸۳ )

ہونٹاں کے ناو میاں ہے دو اروح  
مانند ریان

نجانے چین میں او چین کا بہار وح  
اس نشان بہت

دیکھو مکھ آرسی دیے صفا روح  
چہرہ آئینہ نظر آئے

اُنوں تھے ہے بگاہ آشنا روح  
اُن سے بیگانہ

حسن پانی کے پیالے میں دکھا روح  
حسن پانی کے پیالے میں دکھا روح

کروں کیوں جام جم پرین فد اروح

ہونٹاں کے بوسہ تھے پایا جیا روح  
دل سے

نگین نمے ادھر کوں چین پکڑے  
نشان

شکل بن آریاں جب کیا ہو میں صفا  
کے مانند ہونٹاں

پیا کا شغل مستی کس نہیں سر  
آئینہ کی

نہیں پتلیاں ہوئے ہیں بھوت اتانی  
چکے سر میں بھوت

ہوا درین سکندر تم تھے روشن  
آئینہ کا

معانی دل بھرے تو حسن کا گنج

کرے نت نت خوشیاں سستی نوا روح  
سے نیا

# ردیف

(۸۴)

پڑوں بلبل کے من جن کا قصا سب شاخ چڑھوں <sup>طع</sup> قصہ شانوں پر  
 بات دوتن کی تن کا من میں ہے محرم جس <sup>تہا</sup> میں  
 جب گنگھی ملے تن کیس منے نازاں کو پہننے ہماراں <sup>ناواں</sup> میں  
 مصطفیٰ اٹھانوں ازل تھو دے میں حیدر کوں  
 نار کے نور کا پیالہ دے منجھے ساتی توں کی جگہ <sup>سے</sup>  
 حال نمے دسوں میں عاشقاں میں تھے پیا تو  
 کے مانند نظر آؤں سے

پیو کے درداں تھے معانی اچھے کیوں کہو

اس کی یاداں سستی جتنا ہے عشرت کا کاخ

(۸۵)

چندنی مکھ کے اُپر مری کاؤ لنگستاخ ۶۲۰  
 جب رکھے کان اُپر تو دے سے ہننا گستاخ چاندنی  
 نظر آئے ہو

باس پھولاں کا تمن کس میں ہے محرم  
 کنکھی اپ شوخی سوں تم کس میں رہنا گستاخ  
 بوجھنا عاشق و معشوق کی باتاں مشکل  
 تم ادھر تھے پائے ہیں پانی رنگ لعلی کا  
 تمہارا پتہ ہے خوش رنگ لالی  
 حسن باغاں میں کھلے پھول بہو رنگ رنگ  
 تمہاری یاد تھی ہو خوشبو  
 مرگ کا ناذر تمن یاد تھی ہو خوشبو  
 ناذر میا نے تھے دو جاناؤں کو چنا گستاخ  
 ہر ہر تمہاری ہے  
 تمہاری یاد تھی ہو اے معالی مجنوں

مجنوں اگلے ہے پیرت کہنے کو کہنا گستاخ  
 کے ماننے محبت

( ۸۶ )

غیر جب لبوے تمن نام ہو میرا وہن تلخ  
 شکر و شہد پلاویں تو نجاوے دو سخن تلخ  
 بھالے پلکان کے تمہارا ہیں جراح قلم جیوں  
 میں قلم بال ہوا ہوں کر دمو پدہ میں تلخ  
 دل بہو رنگ تھے یا قوت رنگیلے ہو ہیں  
 جن نکز جوت نہ پاو ہیں اس کے لچھن تلخ  
 کے کے سے



عاجز ہوا اس فن منے سب حراں سحر  
دو تن گزناں تھے ہوا ہے سب ہی فانیخ

ہیں  
جم عیش سوں کر راج سکل جگ میں معانی  
ہمیشہ سے سب دنیا کا کام خد تلخ کرتا

## ردیف و

(۸۸)

کہ میں بوجھے ہوں تیرے سب چھند پند	سہیلی نہ کرتوں ہمن سیتے دند
کہ زیاد سے اس نین اپنے چھند	تو ہم سے دشمنی
کہ سلتا ہے منج سینہ میں تیرا دند	منتر پڑتی ہے دوتی پود شٹ پر
کہ دوتن اس کے میں پو انگے ارجمند	غیر پائی نظر
دقیب اس مجھ سے نہیں کے پاس	سکی چالے نا کر مو پیاری سیتی
سجن قد ایسا سر و کوئی بلند	چال نہ میری سے
د سے یوں اُن بہت میں جہوں چند	پیا کوں سچا نہیں بھاتا اسے
نظر آئے ان کے ہاتھ جس طرح سوج اور چا	ہمیں دیکھے ہیں کس چین میں کدھیں
	محبت پیالہ پر یاں لے کھڑیاں
	کڑھڑی ہیں



محفل غلامی تھے قطبِ زماں

سکیاں گل میں بایا ہے اپ نہ کھینچند  
کے گلے ڈالا اپنی محبت

( ۸۹ )

اُسے دیکھنے میں ہیں عشاق بند	پیاری بھنواں ہیں تیریاں جوں کہ چند
تجھے دیکھ کر پائے عیشاں اند	توں سولہ سنگاراں کوں جب میں آئے
تجھے کون سکھائے اے مست چھند	تو ہوئے عاشقاں بے خبر دیکھتے
نظر نا لگے تیوں کو دُاں سپند	بہوت بھید سیتی تو فتنہاں سو آئے
کر اس نور کی پتلی سوں مل اند	سہاتی ہے مہتاب کی رات چھب
کہ عیداں ہو باں اُن تھے سب ارجمند	پیا کھریں دن دن صفت عید

نبی کی غلامی میں ہے قُطُبِ شاہ

صفت اس کے ہے نانوں کی چاروں کھنڈ

نام

( ۹۰ )

ہم سوں یک ہو غم کرتا ہے مشرباد  
 کرو ہم دونوں کو اس غم تھے آزاد  
 ستیا اُمید کے ٹخنوں میں  
 میرے سب تخم کوں تم کرنا آباد  
 کہ ہے منج روح تم باساں سوں زندہ  
 کرو باد صبا سوں منج کوں ٹھک شاد  
 لہو رنگ کا بسنت لیا وہ کہ کھیلے  
 ہمیں اس کھیل عاجز ہیں توں استاد  
 خیال اس حسن کا منج جوں سوں کپیا  
 پکیا بن آگ سوں تم دیو ملک داو  
 نہ بوجھے آدمی اس نار کا ناز  
 لکھن و وناو نا آوے کس اوراد  
 کہتے ہیں گوہراں سوں حسن دستا  
 وہ خط و حوال کرتا منج دل آباد  
 ہنر ہو رہے ہنر ظاہر ہمارا  
 کھنٹا اکی طے نہ  
 پیال کی یاد سوں پیتا ہوں میں ہے  
 ہمارا حال کیا جانیں گے شکھ زاو  
 اسساں اس سیتی کرتے ہیں بات  
 ہمارا اس بر کیا قہ شمشاد  
 آہاں اُمید سے

معانی بے خبر باں توں کہتا

ولیکن رکھ خدا یا توں اپ امداد  
تو اپنی

( ۹۱ )

موعمل بنیاد جانوں کہ کیوں کہتا ہے بنیاد  
میرنگ میرا کس رنگاں تھے ناکہ پڑے رنگاں لک  
مستی کی باں کہو یارات کی باں کہوں  
اے ہمایہ خیال کی ہوا میں اڑتے ہی توں  
حقیقہ کی باوا تھے بختیاں نفیر یا صد ہزار  
لکھ لکھے ہیں ہی ابجد میں الف بے کی کیتیاں  
صح کرے ہیں سچی اس ابجد کی کیتیاں  
بے نقط اعراب کرتا ہے تعلیمات منجھے اُن  
مرفعی کا با نظر بنیاد تب ناموئے فریاد  
سب رنگاں تھو دھو گیا ہو یا علی منجھوں کہ آزاد  
دونوں قصہ کھول کہتا چون خوشم ہیں استاد  
گھر کہتا ہے تیرا دکھلا تا کروں میں گھر کوں آباد  
اس نفیر یا میں کر گیا کن نفیری منجھوں باراد  
تم پر ہاؤ موکل ابجد تاروں میں سب ارشاد  
جن بوجھ و علم سلطان تھی ہو دیکھا اُن آباد  
میں اگر چو کوں گاسیں تم نہ پکڑو ہم پہ ایراد

اے معافی سب کے بولادہ ہر تے ہیں شکر و لکین

بات تیری پھول نمے اس نمک شکر خدا  
کماند میں

(۹۲)

سکی کے بات کنگھی کس دیکھ کر تہ ہے فریاد	اٹھیا فریاد از حدیو کنگھی کس کوں تم دا
نہیں تپلیاں چنیل چاکبازان جو کسے منج	جناورین میں تیرے ہمارا توں ہے صیاد
سکی تاج ناک کی پھڑی کہ یہ قوت کا دا	کہ سب دانے بسر کر میں اور دانے تھوڑا
لتریری رگاں کا تاج من تپلیاں میں بلجیا	بلج رہ کر ہوا ہوں توں اس کا ماں میں اُتار
الف ہو مریم عین بن جگ منے ہو رنج بجاو	کہ میں ہوں خاک سج رہ کار و مو خاک آبا
اپن شیرینی سو شیریں کے سب کام شیریں	۶۸۰ کہ میں لڑتا ہوں غم بہاڑا سون جو لڑتا ہوں فراد
بسر کر قبیل میں تم طاق کوں کرنا نازا	ندیوں اور میرا کس کروں میں داو و فریاد
کینے گھاس پر توں چھانڈنے اپنے کرم سوا	کہ چھوٹا چھوٹا اچھانڈنے دو قدم شمشاد
سایہ ڈال	جھٹھ ڈالنا سایہ اپنی وہ

دنیا کی دھڑلے بچاں تھی معانی توں نڈر تل  
دکھاں کی آج تھے تج کوں خدا کی تہا ہے آزاد  
تج سے آج سے تھے

(۹۳)

جہ کوئی قدم رکھے کج باطنیں سو ان افتاد	جنے رکھے قدم اب کام بھی نکو نریاد
پڑی ہے گن میں دو آواز سب آواز آباد	ہتمائے کام میں مو کام کا نفیر بجیا
اوپر کاٹھ کے عقل تھی کدیں نکشاد	تیری کم کوں سرائے ہیں باد تھے نازک
او پو جنا تھا یقین اس تھی میں ہوا آباد	گنوا یا دین تمن بت پرستی میں اپنا
سوال کرنے دو دینے تھے میں ہوا آزاد	گدا تراہوں کروں میں گدا کی کس درکن
ترا نصیب ازل تھی لکھا ہے یوں استاد	وال کرنے تم اپنا کہ جس کو چھوڑو

کہیں معانی کوں مٹھو ادعا قلاں سارے

۶۹۰

ہجے برابریں ابجد کے کرتے سر تھے یاد  
بھول پھرے

(۹۴)

کہو کس نور تھے یا راں ہوا لیے نور پدید  
 اب توجہ دیکھتے سُد بُد تو مرا کھوئے گیا  
 میں بجانوں تھیں بوجھو کہ کون ہے اے عید  
 کس کی مجلس کو معطر کرے ہوئے کس کی نشید  
 اُس چمن تھو چمن دور خدا یا نہ کریں  
 اُس چمن سے برا چمن  
 کہ حیات آب و لب سے مراد اُس پر کشید  
 پوچھو خورشید کو کس تھو تھو لیے نور رسید  
 ساحران کا بھی سحر اُسی لحظہ درید  
 اے دروانہ کہ حرکات میں میرا سولید  
 کیسا دشت دم عیسیٰ کہور بھاگ میں فتح  
 اور ختم

کہو یا راں کہ معالی ہو ادیوانہ سوس

ہوئے انجان سول جانوں کہیں اپ نشید

(۹۵)

ہوت من تھو میں منگتے دکھ لے لے تی کھڑ  
 چکا کر اپن تھے لعل مد میخانہ کوں پر در  
 بہت سے انگور

تیرا سیا موتی کن جو ہری پایا نہ ہو رہا ہے  
 تیرا سیا موتی کن جو ہری پایا نہ ہو رہا ہے  
 نین لگا ہے جھگڑا کن کے صحر کتا بہوت مشکل  
 نین لگا ہے جھگڑا کن کے صحر کتا بہوت مشکل  
 یوں کے حسن پر ہو سوار دیکھیں آری بہت کی  
 یوں کے حسن پر ہو سوار دیکھیں آری بہت کی  
 تم کوں حکمتاں کن سکھلایا کہ پوچھیا پو کوں  
 تم کوں حکمتاں کن سکھلایا کہ پوچھیا پو کوں  
 علم سو گیا تھے کرتا ہوں تو میں داری عالم میں  
 علم سو گیا تھے کرتا ہوں تو میں داری عالم میں  
 اگر منج پر اچھے دایم پایا کا فیض یک چھن میں  
 اگر منج پر اچھے دایم پایا کا فیض یک چھن میں  
 جے کوئی آپ سن لاکرتے ہیں جبک میں لا دعویٰ ہو  
 جے کوئی آپ سن لاکرتے ہیں جبک میں لا دعویٰ ہو  
 رقیباں اپنے تار پود مبانے بلے غم سستی  
 رقیباں اپنے تار پود مبانے بلے غم سستی  
 ادھر کے پھو چنا عیش ہے دانساں کے چمے ہو  
 ادھر کے پھو چنا عیش ہے دانساں کے چمے ہو

غوطے کھا کر ہو ویں حیرا غواں انیس کن ہو  
 غوطے کھا کر ہو ویں حیرا غواں انیس کن ہو  
 اگر آ کہو تو ان کے جو میا تھے اٹھے گا گرد  
 اگر آ کہو تو ان کے جو میا تھے اٹھے گا گرد  
 عجائب مخفی میں کھیلے آپ حسن سستی زرد  
 عجائب مخفی میں کھیلے آپ حسن سستی زرد  
 سکھایا ہو حکیم او منج جنے تصویرین کا گرد  
 سکھایا ہو حکیم او منج جنے تصویرین کا گرد  
 انداز کیا ہو تم کا کہو سب میں ہو فرد  
 انداز کیا ہو تم کا کہو سب میں ہو فرد  
 ہنسا لائے کہ پچا دو کرونگا دکھ کے چوں د  
 ہنسا لائے کہ پچا دو کرونگا دکھ کے چوں د  
 دس شج کے متا بنگے انکے کھ کے دیو زرد  
 دس شج کے متا بنگے انکے کھ کے دیو زرد  
 خدا یا انکے بستر کوں کر مر کر کہیں گستر  
 خدا یا انکے بستر کوں کر مر کر کہیں گستر  
 دو چمنا دجن نافہے اس کے دل اچھو سود  
 دو چمنا دجن نافہے اس کے دل اچھو سود

طنباں منے کا ہے تاب دینے زلف کوں کھنا  
 طنباں منے کا ہے تاب دینے زلف کوں کھنا  
 ازل تھے نہ تمہاری میں معالی کوں خدا پرورد  
 ازل تھے نہ تمہاری میں معالی کوں خدا پرورد

(۹۶)

جنوں کے دل میں اور صورتوں کو پہنچے آئند  
 دیا ہے روشنی تحقیق حسن اُسی تھے بلند  
 عشق کا جزو ہوا چھند بند سستی تمام  
 ای جزو کوں نکر دھو جز سستی پیوند  
 بستی موتن کا متن نور تھے ہوا روشن  
 کتل تل اسکوں نہ کتر وان تھی جز خرمند  
 جی کوئی کہ عید دن کیو یک پہ رکھے ہاتھ  
 ہر روز ہر ماں ہر ماں اس نہیں مانند  
 ز اہد کی باتاں مکر کیاں ہرے پلا ساقی  
 کہ ایک دو پیالے پیکر ہو سوار نہہ کا سمند  
 شراب فائدہ نہیں کرتے ہیں لو گلاب  
 سبجے ای بس کہ کیا ہر غلامی عقل کمند  
 جو عالمان رکھیں مدد تھے ہر قدم  
 سو آگے سکھتے ہیں میخانہ پیر کن سب پند  
 قلم کے نئے جنے ہے ہر تہا کے فراں میں  
 پلاؤ چاؤ سول شربت او سے محبت قند

معانی کوں نکود یار خاص عام شراب

سو اس کے نہہ کام پی ہوا ہے دولت مند  
 عشق شراب



( ۹۷ )

نم کی ادھر کے چھومی سیتیں باندھیاں گے کہ قند  
 یک چھن منہ ہی تھے نیشکر اب کیسا بند بند  
 گر منگتے ہی کہ لہو کے دریا میں نہ تیرے توں  
 خواباں کے کسی میاں نے وفا ہی کہ دل نہ بند  
 طوبی کا پھل نہ آوے ادھر پھل کے سم کدھیں  
 اے بات میں حدیث سیتیں کہتا ہوں بلند  
 گر غصہ کرتے ہیں تم میں گریزاں کرتے تم  
 اس کے ہمیں بند ہیں جسے دل کرے پسند  
 پکڑیا ہے جوش ثوق کا دریا کہا ہی فوج  
 تل تل آواؤں ترڑی نواؤں کا ہو پسند  
 اور

سائیں کی سیوہ فرض ہوا ہی معافی تج  
 او فرض کوں ادا کرے ہورنت کریں اند  
 اور

رویف ذ

( ۹۸ )

پیارے کاروپ نزل ہے سدا میرے من تعویذ  
 پیارے کا رت پیاری کے دھن پن تھے من تعویذ  
 چہرہ صاف  
 پیچین سے دل کا

سجّہ کے ہونٹ اُمرت کا لذت یں دین چاکے تھے  
 کے اُچھٹا <sup>ون چھٹے سے</sup>  
 سو د ولدت کوں اجنوں لک کیا منج رس تعویذ  
 کو اپنک <sup>پیرا زبان</sup>

بیانک کے قلم سوں خوش نویسی کرنے مسکتے ہیں  
 کیلئے مانگئے <sup>ہاؤن</sup>  
 ضرورت ہے سکی بیوہست میں مینا اپ جو بن تعویذ  
 سے پیانکے ہاتھ <sup>اپنے کا</sup>

سکی منج لب پہ دست سونشانی بوجتی ہے کیا  
 نظر آتی <sup>پہچانتی</sup>  
 د سے میرے اوھر کوں پیار سوں ہو کی رس تعویذ  
 ہونٹ <sup>زبان</sup>

عجب تاثیر ہے تج ناموں میں پیاری جو سن نے میں  
 سکیاں بھل جا کے لکھ لکھ لیکے کرتیاں ہیں اپن تعویذ  
 اپنا <sup>بھول</sup>

مرے بازو کوں جب لالین پکڑتے پانچوں انگلیاں سو  
 سو انگلیاں ہیں سکیاں منج بازو کے کندن تن تعویذ

پیا کلنہہ لگیا وز در منج کھو بند گویاں کوں  
 کہ کچ پرچیت نامو سے ہمن پر اپ تن تعویذ  
 ہمن <sup>تہمارا</sup>

پیا جس دن نہیں لگنے گلے میج سوں تو دکھ ہے میج

گلے لگنا پیا کا ہے سو میسر اُدکھ بھیجنی تعویذ  
تو میرا لا

یہ جانوں کسکوں اپ نہہ پھند میں سپرائے منگتے ہیں

سنی ہوں میں کہ لکھے ہیں اس باتوں سبھی تعویذ  
اپنے احوال سے

منگی تعویذ پیو کن وصل کا نہر سے تھے دیوانی ہو  
ماگی کہ ہیں عشق سے ہو کر  
ہوے میری دیوانی جب دیئے میج کوں للن تعویذ  
لے لال

سجن یک دن بسر کر میج سلا ماں لے کے لکھ بھیجے  
بھول کر لکھے

سو اس کا غد کوں جو نمٹے جتن کر کے ہوں تعویذ  
کو اُن کا طے احتیاج ہونے

بساتو برس یک قطب زباں جس جگہ میں جیتیں  
جیتے نکلے

ازل دن تھے دیئے لکھ کر دیا تھے خجین تعویذ  
کرم سے

( ۹۹ )

میں اُس بت ہندی کے رکھیا ہوں <sup>لکھ</sup> میں <sup>لکھ</sup> تجھ کو تعویذ  
وہ منج تھے دوزنا ہوتیوں کیا <sup>رکھا</sup> منج پر <sup>لکھ</sup> بندن تعویذ  
وہ مجھ سے نہ بازو بندھن

دعا ہو ریتراں سیتی و وحیل منج کوں <sup>سٹیرے</sup> کر  
اور سے وہ شونج مجھ کو <sup>باندھ آئے</sup>  
بندیا ہوں اُس کے دوز لہاں سیتی میں جو کم تعویذ  
باندھا سے دل کو مکند

پر ت و ر زور دھن و ر زور مور و ر زور نازا <sup>سکا</sup>  
عشق عورت اور  
بہوت پر چیت کا ہونا منج نصرت کرن تعویذ  
بہت اثر مجھ کرے کیلئے

عشق کے بھار میں جانے کوں منج دل کو نہیں کچ <sup>ڈر</sup>  
بار بوجھ کو مجھ کو <sup>بچھ</sup>  
کیا ہوں اُس کی پر ت کوں میں آپس کا سو من تعویذ  
عشق اپنے لئے دل کا

پر ت کے قول دیتی ہوئے منج کوں پتیا را میں <sup>عشق</sup>  
پتیا را تو ہوئے منج کوں جو دیوئے منج چمن تعویذ <sup>بھروسہ</sup>  
مجھے مجھ چوئے

وہ روایت کٹر اہیت ہو چالاک <sup>شیخ</sup> اچیل ہے  
 نظریں کس نہ آوے تیوں لکھے ہے <sup>اسے</sup> دو جوین تعویذ  
 محل ہو علی کا نانو لے کر <sup>کو بنا کر</sup> قطب شہ جنتیا  
 سو <sup>اور</sup> چیل کے دو جوین گڑتیس اوپر کے بھی <sup>جیتا ہے</sup> تن تعویذ  
<sup>شیخ</sup>

(۱۰۰)

لذت دکھلاتی ہے منج کام احناؤ	سکی دیتی اُدھسر کا جام احناؤ
<sup>میرے حق میں</sup>	<sup>ہونٹ</sup>
کتنی ہے مست منج ہر کام احناؤ	مرا دل تھا بہت ہرشیار اول
<sup>کتنی</sup>	
منجھے دیتا ہے او نام احناؤ	ہوا ہوں مست میں اس نانوں تھجم
<sup>منجھے</sup>	<sup>اس کے نام سے</sup>
کئے بے ہوش تج بادام احناؤ	ہزاراں شیخ کوں ات شوخی سیتے
<sup>تیرے (اکھ)</sup>	<sup>زیادہ سے</sup>
سکی کا کام صبح و شام احناؤ	کرے ہے عاشقاں کوں مست بے سُد
دیتے تج ناز ہو رٹ لام احناؤ	سکل عشاق کوں متوال کرنے
<sup>تیرے اور زلف</sup>	<sup>ب</sup>

قطب مدین نہیں گستاخ کی چھن  
 شراب زہ کے بغیر گذرنا  
 دیا ہے میخ علی کا نام احساؤ  
 مجھے

(۱۰۱)

سکی دل جگ میں تیج فرمان انفاذ  
 کی دنیا تیرا  
 اوصہ تیرے جو ہیں قدرت کے باقوت  
 ہونٹ  
 ترے بوسے تھی ہے جیواں کون احس  
 دلوں کو  
 نیلم ٹلیک ترا تیل حجاز الاسود  
 عجب معجزا ہے تیرے پچن میں  
 خوش آوازاں تھے اس جگ منے ہیں  
 ان پر ہے ترا الحسان انفاذ

نبی صدقے علی کا داس قطب  
 غلام ہے  
 تو اس شرمان ہے سب ٹھان انفاذ  
 جگ

(۱۰۲)

سُدر کے ادھر میں شکر تھے اَلذَّ <sup>ہونٹ سے</sup>  
 چنڈر تو اہے جوت میا نے لید <sup>چاند</sup>  
 دکھاتی مکی جھلک کانن میں <sup>آنچھ</sup>  
 گھنگروالے تیرے لٹاں کے کھپا <sup>بالوں</sup>  
 کمل پھول پر تو بھنور ہی لید <sup>کنول</sup>  
 ترے کھ بَرَن سم سو کچن نہ آئے <sup>رنگ مقابل سونا</sup>  
 خضر نیر تو جن ہوئے سو جھوڑ <sup>تیرا آب حشر جو پیٹے تھے</sup>  
 گہر کوں تو ہی رنگ ہو جوت لے <sup>اور کئی</sup>  
 ترے دو کچاں پر جن نکھ کی لکھ <sup>پستان خاوند کے ناٹو کی کبیر</sup>  
 سورنگ میں لے لہ نماں میں <sup>اچھی رنگ کی شراب کئی</sup>  
 ترے بوسے نابات تر تھے اَلذَّ <sup>نبات سے</sup>  
 ولے مکھ کی کاچن در تھے اَلذَّ <sup>(پے) چاند سے</sup>  
 ترا بی (بے) ہنر سب ہنر تھے اَلذَّ <sup>سے</sup>  
 دیس نیر پر کی لہر تھے اَلذَّ <sup>دکھائی دیں پانی لہروں سے</sup>  
 ولے مکھ پیہ تیج تل بھنور تھے اَلذَّ <sup>چہرہ تل کا بھنورا سے</sup>  
 ترے کیس میں مشک تر تھے اَلذَّ <sup>بال سے</sup>  
 ولے تیج ادھر میں امر تھے اَلذَّ <sup>تیرے ہونٹ اتر سے</sup>  
 ولے تیج دسن میں گہر تھے اَلذَّ <sup>دانت سے</sup>  
 سہا قی بچتر چیت تھے اَلذَّ <sup>عجیب تصویر سے</sup>  
 تری دشت ہی مد اثر تھے اَلذَّ <sup>نظر شراب سے</sup>

خبر تو ترے وصل کا ہے لید  
تجھے دیکھنے ہے خبر تھے الذ  
نہی صدق تج نہ شہر میں ہو قطب  
نہیں کوئی شہر اس شہر تھے الذ

( ۱۰۳ )

سکی تج او صہر تھے پلا منج نبید  
چمن کے نقل سوں پلا منج نبید  
جیا کوں دیا ہے صفا نہ شہر  
دیا دل کوں کوثر جلا منج نبید  
مرے نین جوں سو پر نور کر  
دلا کوں دلا کر کھلا منج نبید  
تری نین تھے منج چڑا ہے اثر  
دیا تج ملا کی کلا منج نبید  
جون کی صراحی قطب بت میں  
بشارت دیا قلقل منج نبید



(۱۰۴)

دو جگ منے منج کوں اے کر بار معاف <sup>میں مجھے ہے خالہ</sup>  
 بند ہوں اسی کا وہی ہر ٹھار معاف <sup>جگہ</sup>  
 اُست ہوں محل کا کروں شکر خدا <sup>میں مجھے</sup>  
 تو ہے منجے جم احمد مختار معاف <sup>میں مجھے ہمیشہ</sup>  
 پایا ہوں ملک کوٹ اُنن یار تھو میں <sup>اُن کے ہے</sup>  
 منج کوں ہے سدا حمید رکرار معاف <sup>میں مجھے</sup>  
 پنجن کا منجے داس کیا پایا تھے حق <sup>میں مجھے غلام ہے</sup>  
 پنجن ہیں ازل تھے منجے ہر بار معاف <sup>سے میرے لئے</sup>

اللہ محمد علی ہو رہا رہ امام

یوسب آہیں قطبا کے سو آ پیا رہ معاف <sup>اور</sup>  
 ہیں <sup>آپ</sup>

(۱۰۵)

رقم دیکھو اُس پر جب پایا کا نہہی کج کاغذ <sup>اگر کلمہ آرکھو اپنے پاس</sup>  
 گلابی رنگ نازک موی جو بن کے سمن کاغذ <sup>پھول</sup>  
 تھوڑی چروی تو میں ہی پرت کے راز مثال <sup>عشق کی بات کا</sup>  
 دو حرفاں ہیں جو دستے میں اُسی سب قن کاغذ <sup>نظر آتے ہیں</sup>  
 بڑائی منج ہی بس ہی پرت کے نہہ بار اُن <sup>نہیں محبت</sup>  
 بیا لیکر رکھے اپنے من اور پر ہمن کاغذ <sup>آئینہ پر ہمارا</sup>  
 مجھے <sup>محبت عشق بازو</sup>

بن تیلی لکھن ہا ریا ہی کا حل انکھیاں لے  
 آنکھ لکھنے والے کا  
 توں جس کا غذا پر کرتا ہے نقطہ و نوازی کا  
 نقطہ  
 لکھے تھنح کا کاغذ کے وصف مصحف کوں  
 اچھرج تحسن کے اس کوں سفید سونن کاغذ  
 حروف تیرے  
 جھٹکتا ہے اوسب کاغذاں میں جو رتن کاغذ  
 (۹) شل  
 سو اس میں لیکے آیا ہی بہت رنگ کے چین کاغذ

نبی کا دج لیکھیا ہے قطب شہ جو کلک سیتی  
 دل کے ظہر سے  
 تو اس خوش دج کوں سہتا ہی جم سوج برن کاغذ  
 زیب دیتا کے رنگ کا

(۱۰۶)

شہد و شکر نبات تھے سچ ادھر لید  
 سے تیرے ہونے  
 امریت حتمہ تھدی ہے ناسک چمپا کلی  
 آب حیات کا  
 سنگ باس چنی کار ہی مکھ موڑا لک بہو نور  
 زلف  
 پنکھی نجائے بات سو اس باس چنی کا  
 اس چنی باس اس پچھانے بشر لید  
 پہچانے  
 مکھ کے کنول پہ چھا ہیں چھند کے بھور  
 ۹۰ متوال ہو کے جھٹلتے ہیں وہ بے خبر لید  
 وہ  
 چہرہ ہیں فریب

کا در بھواں ہی تیلیاں سنپاے ماسد  
ہے ناگ چوٹی ناگ ہے ناگ سر لہند  
گھٹے ہیں بھونری سور سور کی سراں کپڑا  
کچھ دیکھ کرتے ہیں سور سر بر لہند  
دلے تلان منتر کہ گھٹ مار گارے  
دنت چھند اوصہر یہ ہی سونتر کی اچھر لہند  
شکل  
دانت ہونٹ  
حروف

صدقے نبی کے رات و ناکھوت اند سول  
رات دن بہت آرام سے  
امرت اوصہر پلاتے قطب کون سندر لہند  
آب حیات ہونٹ سے

( ۱۰۷ )

یک دو پیالی پیار سول منج مات تھے لے یار خد  
اپنے اوصہر امریت میں منج لب نقل کے ٹھا خد  
ہونٹ کے آب حیات میرے

تج سات مد مل پیسے کون بھودن تھو دھرا ہو ہوس  
تیرے ساتھ شراب ملکر کو بہت سے

آب نہہ مد ملے کے تن منج مات تھے یک بار خد  
اپنا تحت کی شراب کے پیالے کو میرے ہاتھ سے

تج منگ میں جب شوق سول لاگوں گلے چھند بھرے  
کچ منگ کو منج لب سیتی توں بوسے دو تین چار خد  
کچھ سکھ نہ چاہے میرے تو تین

منج من انا لہے اوک اے نارنج سنکرام کا

بڑا دل جلد باز زیادہ عورتیری  
لٹ پٹ ہوا لت پیہم سوں منج بانہہ کے گھما رُخ  
بہت محبت سے میری بازو گھلے کا بار

عشاق این بن پیش کش لیتے ہیں تیرے زلف میں  
اپنے دل لاتے کھلے

ٹانگ دیک کر خاطر میں لیا اپنے لف سوں آیارُخ  
ذرا دیکھ لا اپنی سے

بہودن تھے من سنیا پن تیرے ادھر امت تھے میں  
بہت سے نہیں مانات ہوتا آجیات سے

عشاق کے تیں اے پری اپ لب تھو کہ گفنا رُخ  
اپنے سے کو

تج عشق کا میں برہمن ہو کر سو آیا تج کئے  
تیرے پاس

اجھنوں کتے ہیں کے منج زلف تھے زنا رُخ  
آج تک کہتے کیوں مجھے میری سے

سنگار تج سینے کا ہے اپ سینے میں توں ناچھپا  
اپنے کو تو

منج نل کیرے ہار کوں اے چنچلی دلدار رُخ  
تیرے

صدقے نبی کے آج دن ہے عیش ہو رُخ شرت اوک  
اور زیادہ

قطبا پتی سوں کر لٹاں ہو رُخ طای چوسا رُخ  
کے ساتھ عیش اور

( ۱۰۸ )

دس تیرے اہں رنماں کے آخذ	سکی تج زلف ہے جواں کے آخذ
دانت <sup>ہیں موتیوں</sup>	تیری <sup>دلوں</sup>
ترے نازاں ہیں سب تھراں کے آخذ	تری رنماں تھے پہنچے ہیں ہنتر سب
	آنکھوں سے <sup>نکلے</sup>
ہے سب عاشق درواں کے آخذ	ہے تج سےیں پر انجیل سہیلی
زیب دے <sup>دراں؟</sup>	زیب تیرے سر
میں دوست ہیں مستان کے آخذ	تری تیلیاں بھلائیوں میں جگت کو
آنکھیں	بھلائی <sup>دنیا کو</sup>
ادھر میرے ترے بوسیاں کے آخذ	نکھال میر ہیں تج جو بن کے شاق
ہونٹ <sup>بوسوں</sup>	ناخن <sup>تیرے</sup>

علی ناناں ہو کیا یو غزل قطب  
 کے ناموں <sup>کہا</sup>  
 علی ناناں ہیں سب کااں کے آخذ  
 کے نام

( ۱۰۹ )

ہم من کوں اوسوں کیتا ہے تعزید	خدا تج حسن کوں دیتا ہے تعزید
ہمارے دل کو <sup>اں سے کرتا</sup>	۸۱۔
تجے آپسن کا بھاتا ہے تعزید	نہیں آتے سنگاراں تج نظر مل
تجھے <sup>پتے</sup>	تیری <sup>تے</sup>

کیا کھ نور چار اُمُج نین کا وہی مَنج نین کوں سہتا ہے تغینہ  
 نِج میری آنکھ میری آنکھ کو زینت

## ردیف

(۱۱۰)

خیالوں سووں کپڑے کوں ہیں اس پکر	پھلی کے منے چمکا اے مودشت کے گھر
شوق کا جالاسیاں سو سمند عشق میں بھر	آس بندھیا ہو و جا میں تھی کیا ہوئے منظر
سِر چڑھا نہ کیستی متی کج چسپائی	ان یکا داسکے اُپر ترکہ دموں میں ہر صر
عشق کا چھ سٹے میں بھید سوں منج راہ سے	پنتھ یو بوجھو میر پنتھ کا سوا ہی توں اور
ہون کیا ناز کا بیج پیرتے ہیں دل میں مر	کہو کس ناز سیتی باندھوں موجو اے سرور
چمے چمنان تو نرا کت تھے جھڑیں بھول ورق	باور نکال تھی انوں سب کوں کیا ہے ابتر
چمن	ان سے

تو طلب کا کرے تبج معانی دن رات

مر تفضی نور تھے یارب کریں گھسے انور  
 کے سے میرا

( ۱۱ )

خدا جیو کی جان کوں دکھائیک بار ۸۲۰ دکھاں عرضہ کر عشم کروں خواہ زار  
 دل کو ایک سمنند ناز کا گرد و سرسہ کرو کہ آنکھیاں دچکے سو ہووے قرار  
 آس آس آس کا باٹ باندھو میں سب نزاکت چپل چلبلی نین نار  
 کہ بچوں ذرہ یک پف سیستی بند ہوں اگر پ کر میں سب میں ہووے گوار  
 کرے کن دلیل و دلائل سو عشق دلیلاں میں بلجے میں عالم ہزار  
 جھلک میں شمشیر تھے توں نہ ڈر نمک چاک کر ہسم ہوئے اختیار  
 کرے بھوں کا تل میں بیل دمن و تل باج غصیں ہو ر تل مواد صا  
 کرے نالہ تج ناز زلفاں تھے جن اس کے بغیر اور میرا سہارا  
 سے جو اس سے کو باہر

معانی کا دھا کا بندھو زلف سول

اُسی تھے دیئے مصطفیٰ و و انار

( ۱۱۲ )

صورتاں سب مرنیا تھے کہیں باہر  
جیوں مجنوں ہوا مرتے ہی تمہارا ذکر  
باندیا احرام کہ تیرا کروں گا جو سو طواف <sup>۸۲</sup>  
لعل رنگ انجھو ہمیں کون نہیں مونا <sup>پھر سے</sup> صر  
نہیں پیچاں منے بلچے ہیں مرغ سب جنگلی <sup>دل سے</sup>  
آکھ کی پیچوں میں گرفتار  
اپ پیشانی پہ دھریا داغ غلامی کا ترا <sup>دھرا</sup>  
دوا نخل نازیں جب بات چڑھیا گامیرے  
عیسائی دم بھونک کے مرے کوں کری زندہ لو  
تیری یاداں سیتی کہ آہ نہ ماؤں ہرگز  
میں کتاباں تو علم کیا پڑیا ہوں بیہوش <sup>کبھی</sup> لو  
کرو بیے ناز معافی کے جیا میں تیرا <sup>بہت</sup>  
کد نچا سے او رقم بیٹھیا ہے اس کے خاطر <sup>دل</sup>  
کبھی سکے وہ <sup>اٹھٹھا</sup>



( ۱۱۳ )

کھلیا میں کلیات میں متی ستین جوں نو بہا  
مے پلا ساقی ہوا ہو سر تھے میں بے اختیار  
سب گھریا کون نا بوجھوں سے دو گھڑی محکول  
یک دُوبنداں تھو کر و تم کام میرا خوشگوار  
دن ازل تھو کہتے ہیں قسمت مجھے یہ روزگار  
کسوں دن باز دھون کھو دو تو تھے ہو میں بے قرار  
عاقلاں میں تھے ہیں اس تھو انوں سب ہر مسافر  
میرے دل کا بھید نہ سکیں سمجھنے مدعی  
کس تھو غلطات پنچے لکھ کے پانی تھے جتا  
میرے جو کا دھاگہ اس کے موتی باند میں کھینچ  
دونوں کی چلبلائی کھیل میری وضع سوا  
میرے دل کا بھید نہ سکیں سمجھنے مدعی

میری یادوں میں معافی پیتا ہے پیلا لادم

اپنے پیاراں ستیں توڑیں اس کا خمار

( ۱۱۴ )

تیری طلعت تھی نہوے کم جو کر سے منج نظر  
ذرے سب تیرے سوکھ نور تھی ہوتے ہیں قمر

کیا گنہ آنجھواں کا نین دریا اُبلتا دگر  
آنسوؤں آنجھواں کا اُبلتا

صبر کر راز ترا لکھتے اُنودھر سر سر

کچ نہ بوجھ جھوٹے کون پر پناہ کپٹ سیتی و در  
کچ نہ بوجھ دغا وہ

وٹھلیں و گرد کی خاطر آنجھواں بن تجر بہر  
اس آنسو آنکھ سے باہر

باطل السحر نہ جانوں نہ تو پڑتا مستتر

کیا اندازہ کہ تیرے سم آجے بچارہ شکر  
امثال

کس تلم سوں نہ سکے کوئی لکھیں تیرا چتر  
تصویر

عاشقاں سن کا گنوئے ہیں سبھی آپ خبر

عاقلاں دیکھ انوں کوں سہو ہیں سب ابتر  
ان کو

منجے پیو یاد کی مدد تھے چڑیا ہر کوں اثر  
شراب پیو پڑا

اب معافی کون نہیں درد مند مور و شمن کا

پڑتا ہوں جیو سیتی ناد علی کا منظر  
دل سے

راز جھوسال کا میرا کئے آنجھوٹا ہر  
طوفان آنسو

موتی آنجھواں کے رکھیں کان میں صاُخاں  
آنسوؤں

تا بوجھیں بھید ہم جا سوسال کا مور کھ کد  
تہ پہچانے ہمارا نادان بھی

کیوں پڑا گر وچمن کا ترے امن پہ پیا  
پڑا

پھول سم موندے کون منتر کے ہیں کانٹے سب  
کے امثال

قد ترا دیکھ پگھلتا ہے گلا قند کا سب

کلک قدرت تھے لکھے حسن ترا اول تھے

یا دیر می تھے ہوا نام و نشاں موطا ہر  
میرا

عشق کے پنتھ منے بلجے ہے مانی منگل  
راہ میں پھٹتا

درد میر کوں طیبیاں کا دوا حاجت نہیں  
کو

(۱۱۵)

لوچن دکھائے جیو دم حسنا خانہ کر  
 عشق توجج تنم زن مستی بہانہ کر  
 اسی وضعہا کہ کل جو کیا تازہ لے صنم  
 او غمزہ تازہ تازہ ترا عارفانہ کر  
 جے وشت عشوہ کا کہ زیناواں کر  
 اول دل گستہ میسر ایگانہ کر  
 لے چاکست ابرشت لے ناز کے سوا  
 منج سینہ میلنے اسپ ترا تازیانہ کر  
 بیدار ہم تمن سول ہماری کہانی ہے  
 او چشم ساحرانہ ترا ٹونہ ٹانہ کر

پیوستہ باد باتو معانی عروس عیش

قلقل کی صوت بختی ہے مجلس شہانہ کر

(۱۱۶)

کافر سلاہ سجاک نمر اپیک آیا بہار  
 صاحبقران اپ تو مرے جیک آیا بہار  
 جیتہ سو حوہاں کا وضائیں پر رکھا  
 سو جیتہ لاکھ مجنوں گنداسیک آیا بہار  
 عاشق ہے ناتواں نہ کرے بادے وفا  
 مجنوں بار کرانے ساریک آیا بہار  
 بھول وہ ساری

دُکھ دینا بے وقائی ان کا تو عادت ہے  
 عادت بسر کہست سرا ایک آیا بہا  
 بھول شراب پی کے باہر

اس کانٹے کے جھاسوں معانی نیک ہو رہا  
 سے ایک رہا  
 آخر سو خارسات تو پھل نیک آیا بہا  
 پھول اچھا باہر

(۱۱۷)

ملکے سور حور نور سدا دیے میرے گلے سر  
 معشوق کے خوشد پہرے ہو کا نور  
 ملک ملک دکھاویں لاج چھپیں ناؤں تیرے سر  
 ذرا چہرہ دکھائے تو شرم سے زانوئیں  
 جھلکا دکھاؤ تل میں حُزرت حقیقہ موج پر

سو باکس نامن منے ناز شک و نا غنبر  
 ایسے میں  
 آرت تارے سور چندا کرنے تج اوپر  
 نذر سوچ چاند  
 کیا بوجھے پھول زراغ مگر بوجے تو بھنور  
 سونا دُنک مست متی حبائیں ہار ڈر

دیے جو گاہ سور گہے ڈوبے کیا ہے ڈر  
 سوچ چلے  
 تج لکھ جھلک کی ساج تے در پیند اسوج  
 تیرے چہرہ سجاد سے چاند  
 قدسی لکھے ہیں دل میں تم نور کے برن  
 ہمتاے رنگ  
 تج انک باس من منے پھل ہو کھلے سو من  
 تیرے جسم کی خوشبو دل میں پھول خوشا ہوا نا  
 حوراں طبق سو نور کے لیا یہ ہیں چاؤ دہول  
 لائی سے  
 عاشق کھتے ہیں باغ کو بہلانے جا میں دل  
 لکھنرو گھنٹ مست جھنک ساز کر چلے

ہستہ سکیاں سو گھنٹہ سنت گڑ بڑا اٹھیاں  
 ہستہ والی گھنٹہ سنکر اٹھیں  
 باور گیند تمنت پچھانیاں سو سر بسر  
 اصلت پہچانی

قطبا تو دکھ بار حق علی ولی

لے ہات کھرگ مار کر خارجی حسر

ہاتھ میں تلوار

( ۱۱۸ )

تمہاری چھاؤں تھے چند اُنہم ہوا سنو  
 سے چاند پورا

ملائکان مقرب سندر ہستی حور

مرباں جلاؤ اُدھر کے زلال تھے بھر پور  
 مردوں کو ہونٹ سے

ہمن حیات سو جا کا کبیا باذن غفور  
 ہمدانی

اسد اللہ کی کھرگ تھے ہمارے دند چور  
 دشمن تلوار سے

پڑگی عاشقاں میں مسلما حل کروں مشہور

تمہارے کھ کی تجسلی تھے پایا نور

تمن پرت کر پی پچاں پڑے ہین دل میں  
 چہرہ سے

میا کی دشت سوں یک دن لنگ عدن میا  
 تیار ہی حجت

پچھل حل آرسی تھک میں قوت روح د  
 ناز سے آ میں

خدا کے پیار تھے پایا ہوں سیر من کی مرا  
 صفائی آئینہ تیرے نظروں سے

تمن خیال منے میں نہ بوجوں مسئلہ چک  
 دل سے

تمہارے میں

بچن معافی میں گوہر کے دل حوال تھے

سین نظر کی کرن تھے سدا دے جوں سدا  
 سے چکے مثل توب

(۱۱۹)

ہندوئے ہند جب کرے مجھ جان لے کر ارم  
 ساقی ابار یا جام دے ہو اور مجھے آبِ حیات  
 نیناں کے پانی میں سد مجھ دل تزاوین کر  
 میرے سرنے تھے کہو اُن کیا سر یا جائیگا  
 قصا ہو جگ میں لیسے و مجنون ہو زہاد کا  
 گالیاں تے او ناز میں مجھ یاد کرنا کر سنیا  
 ہم بت پرستی چھوڑ کر زہد نکہ پو جو صمد  
 دنیا کا حکمت نا بوجھیں ہرگز حکیمان علم سول  
 شعر معانی اُن بند موتی ہر جگ میں حسن  
 ہندوئے ہند جب کرے مجھ جان لے کر ارم  
 ساقی ابار یا جام دے ہو اور مجھے آبِ حیات  
 نیناں کے پانی میں سد مجھ دل تزاوین کر  
 میرے سرنے تھے کہو اُن کیا سر یا جائیگا  
 قصا ہو جگ میں لیسے و مجنون ہو زہاد کا  
 گالیاں تے او ناز میں مجھ یاد کرنا کر سنیا  
 ہم بت پرستی چھوڑ کر زہد نکہ پو جو صمد  
 دنیا کا حکمت نا بوجھیں ہرگز حکیمان علم سول  
 شعر معانی اُن بند موتی ہر جگ میں حسن

۸۹۰

ہر دے صد موتی جمیا اپ وار اینر ذمام پر  
 دل کا شاکر کے

(۱۲۰)

سو زمن پیالے میں ساقی شراب پور کر <sup>سوجھ کے مانند</sup>  
 سائیں کے مکھ گلال تھے مستی عشق اب چڑھی <sup>پہرے</sup>  
 میرے خیال کھیل پرنتے ہیں عقال سدا  
 بادِ سحر کت کرے یہ دہیہ دوا دوی  
 میری سواہ تھے شفق چھایا ہو رنگ نیام کا <sup>سیاہ</sup>  
 گوشہ کروں موجب کوں گوشہ تھی سرور کے <sup>میرے دل کو</sup>  
 مست نگاہ ہو سدا اس بت ناز میں اپر  
 سرنہ بھائے دیکھنے یک تل اگر او قدر دکھوں <sup>دیکھوں</sup>  
 صبر نہیں ہے نتیجہ صبر توں نیک جھن دکھا <sup>پسندائے</sup>  
 اب تو معافی عشق سوں دو جہاں ہو کر <sup>تو اچھا نہیں</sup>  
<sup>ہے</sup>

موغم دیر سالہ کوں یک وقح سوں دور کر <sup>میرے</sup>  
 دور کروں نقشہ رنگ سپر میں آج پور کر  
 جانو بجانو کھیل کچھ کھیل پیالے کے سور کر  
 یک دو خبر خوشی کی لیا مول جاں سرور کر <sup>لا میرے</sup>  
 برق من جھکتا ہے شعلہ بطور نور کر <sup>طور پر</sup>  
 خاصہ عام میں منجے اب تو افس حضور کر <sup>اپنے</sup>  
 مودل درد مند تھے صبر لجائے گھور کر <sup>مجھے</sup>  
 باون اُساں دمدم شوق سوں ہا چور کر <sup>میرے</sup>  
<sup>لے جائے</sup>

( ۱۲۱ )

اندھکارِ شہر پر خورشیدِ تاباں <sup>اندھیرے</sup> ملکِ منور کر <sup>دور</sup> ۹۰۰  
 کھیا عرضہ سنو میں ناز سوں کھئی کام ہی منجھو <sup>کہا</sup>  
 کرے ایران میں پر بادشاہی تاج نہیں غم <sup>تھے</sup>  
 سوئس نہ بخیر زلفاں سوں کتاں کوں کر باند <sup>کتوں</sup>  
 ہمتار عکس تھو روشن ہو ہی چاند جب میں <sup>دنیا</sup>  
 غبارِ خسی خط سواں <sup>نکلا</sup> کھ پر عجب خط ہی جو بچا ہی  
 ہماری آہ کی شعلیاں تھے پایا ہے شفق لالی <sup>شعلوں</sup>  
 خدایا لطف کا باراں بھیج اُس شعلہ کے اوپر  
 ابھالاں آہ کے داٹے ہیں منجھ سینے میں <sup>میرے</sup> در کر  
 غزوری آہ کرتے ہیں کتا جس کے زرگر <sup>کتنا</sup>  
 بدن کاٹیاں پیوتا ہو پیا توں کھ سہر کر <sup>عشق کا دیوتا کاٹوں</sup>  
 مسا داغ غلامی دے منجھے مجھ میں غبر کر  
 وگر نہ رنگ کا ٹھکرا ہے تاج بن خاک بر سر کر <sup>ٹھیکرا</sup>  
 سو پر نے اُس قی ناسک ہی بہت جو ہر کر <sup>تیرے بغیر</sup>  
 اُساں دود میر تھے اُپر چھایا ہے منظر کر <sup>نہ بیکہ</sup>  
 کہ جیوں نمرود کی آتش میں ابرہیم سر در کر <sup>آہوں کا دھواں</sup>

رقیباں کہنیاں شکر ہماری ہوتے ہیں حیرا  
 معانی آپنے دل میں علی کا منظر کر <sup>کہا بنان</sup>



(۱۲۲)

ہمیں ہیں بے ہنر گر ہوئے نظریا  
 ہنر داراں میں دیس گے ہنر دار  
 طلب کے تے سوئیں ہے منج نظریا ۹۱۰  
 نین ہوتے ہیں اس تھو متیاں با  
 نظریہ پر الہی کا ہوا ہے  
 دنیا کا پھول اچھا ہے جاسوں  
 پنے میں رکھ خدا یا منج اس آزا  
 محبت سے دے اس کھ صفایا  
 دیا استاد منج تعلیم کچھ ہو  
 صراحی کے اوپر پیالا بھجا ہے  
 در و جانے حکیم خوب دانا  
 ہمارا در و کیا بوجھیں گے اغیا  
 پہچانیں گے

معانی پر نظر اس یار کا ہی

سدا اس نینوں ہی بیدار دیا  
 کی محبت سے

(۱۲۳)

مونظر سامنے نہیں ہے یا	نہیں پانی میں تیرا ولد ا
پلک پر میں پلک جتا موندو	وہ بھی نکلے بھرا پہا لی ما
قبلہ کا پتہ نہ کوئی دکھا سراج	منجھوں چونہ صحر نماز بیک قرا
سامری سحر میں جتا کہ کروں	باطل السحر ہے بچن در کا
دار و کرتے ہزار وضع طیب	توں دکھا غمزہ ناز سوں یکبا
غم کے خواراں میں تین بند بھرے	تخم ستیا ہوں تا کیوں آوے با
عشق ناگر کیا زمین دل کا	سٹوں انجھو کہ ہوئے شجر دبا
بار وہ میرے جھاڑ کون یا	پھول پھل ہووے یا بھی گلز ا

ہے معانی گناہگار بند

رکھ محبت نظروں تچ در با  
کا سے تیرے

(۱۲۴)

سکل باغ پانی تھے ہوتا ہے پرو  
 ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرو  
 ہندو ریت کو نے تھے ہیں تم و اجا  
 کہ بتخانہ نمنے ہے تو بی ہمن سر  
 تری یاد کا بحث غم سیتی کرتے  
 ہمن جینت ناسک دو کرتا ہر عمر  
 میں اُتا و تسلیم تھے سر نہ کھینچیا ۹۳۰  
 ہوا ہے ہمن قصہ یک بے سیتی بند  
 جے کوئی بسم ناجانے سر تھے کمتر  
 ہلائی میخ اونا زین مست ہو کر  
 سدا رکھ یاد ب دوستی کا شکر  
 کلا مند و نابات کا کیا کروں گا  
 سو مکھ پھوٹی تھے باندھیا گیا تہ تھھر  
 صفا مکھ تھے پیتا ہوں مے ارغوانی  
 تو دنیاں سوں لڑتا ہے میخ ختر  
 ترے مکھ کے پانی یہ ظلمات ہے زو  
 نہ دستا کہاں پوئں اللہ اکبر  
 ترے عشق کے نیر تھے میں ہوں زندہ  
 ازل تھے ہوا ہے یہ روزی مقدر  
 پانی سے

معانی کی شاخاں کو نابات لگیا  
وومیٹھائی دکھتے ہیں شہراں میں گھر گھر

(۱۲۵)

ہونٹاں کے چین میں تو چمن لکھیا ہی رکھا  
چمن و منجھکوں مزی کر تو خدائی کیا  
منج ویکھ کر بکیلا غم کا ہے کرتا فریاد  
تو عشق منج کیا ہے سب خمر میں ڈال  
قرآن کی ہر آیت سب بینی راجوٹ کر  
اس پنتھ میں ہوں وانا لیجا منج اسکے دربار  
تج دیکھ کر بھولے ہیں سب کافر و مسلما  
نجانوں ریت کیا ہی اس کا ہے گرم بازار  
کھوٹے ہمارے میکے بازار میں نہ چلتے  
اپن عشق کے نگر کی گتوالی دیو منجھوں  
پنچیا ہے بیت منے میرے گلے ووزنا  
آیا ہے وقت مہدی مادی جگت میں  
جس کوں چھے گنجینا سکوں کھلیں گے اسرا  
اس یاد میں ہے کوئی سکوں نہیں کہیں غم  
غم توں کھا معانی تج کوں خدا ہی غم خوا  
تر

(۱۲۶)

پیا لکھ تھے چوتنا شرابِ متور <sup>اچھے سے پکاتا</sup>  
 چکا نقل ہوٹاں کا تھی سوں منجوں <sup>میں سے</sup>  
 شمع بے ترم نور میں ہے دھواں تج <sup>تیرے</sup>  
 ترے کام میں کام را کھیا ہوں میں تو <sup>رکھا</sup>  
 منجے آگ کو یلیاں کی کر سے نہ تاثیر <sup>کر کے</sup>  
 سنا نونی کا ہو سے مرے سم <sup>مقابل</sup>  
 براہیم کا قصہ پیچیا ہے جگ میں <sup>سنا</sup>  
 پلا لیک دو پیا لے ہم ساقی بھڑ بھڑ <sup>ہارے</sup>  
 خوشی سات غم کوں بسا روں گا از سر <sup>کے ساتھ</sup>  
 زبٹ کو رد اس سوں ہوئے برابر <sup>بھول جاؤں گا</sup>  
 دیا عشق شاہشی کی منج کوں چسا در <sup>میں سے</sup>  
 ترے عشق کی آگ کا ہوں سمندر <sup>میں سے</sup>  
 گھڑیا عشق کندن سیتی منج کوں زر گر <sup>گھڑا</sup>  
 نکو لیا و بھی کوئی کہانی آذر <sup>کے سونے سے</sup>

عشق کے منارے اور پر جو و دل سوں  
 پر تیرے اور دل سے  
 معافی کہے بانگ اللہ کبیر

## ردیف ز

(۱۲۷)

آرزو مد جوئے میج جوئے تھی جیوں کلریز	بزرکھ پڑ میا ہے بنرہ ہو امتی خمیر سز
کے شراب پکا دیرہ دن میں سے	دایرہ ناد حریفان کپڑے ہیں نہال
ہوش سوں اکھ قدم کاٹے میں تیج	کیوں چھپا بیویں ہیں بچھلاں گلزار منے
کہ صراحی کرے قفل اس اور قاضی تیز	دل کباب آساں آساں تھے ہوا ہے میرا
طعوسیتی دھویا گیا پیسہ رہن ٹھو آمیز	دنیا کے پھول میں تو باں فنا کا بننگیں
کہ سبھی پھول کوں چو پھر لگے ہیں کاٹے دکھ آمیز	کہاں کیخمر و دارا و سکند ز حمشید
دل پیالے میں بھریں ساقی شراب لبریز	

شعر تیرا در و گوہر ہے معالی سبب

۹۶۰

شعر حافظ کے مراد پر ہے تلج پرویز

۹۶۱

(۱۲۸)

دیکھیا ہوں سہمنہ کہ میخانہ کا ہوا دربانہ  
 بجانے سو بخت کیا کم آوے گانج کوں  
 ہمیں سو بجز کریں او کرے بڑائی کی بات  
 مودل کا بات کھینچیں کدھیں کون ناکس  
 نہ لکھ سکے گا کئے شمع منج کتاباں کا  
 برہ کا در در و سنج پرت کی یاداں ہوا  
 سے ہیں میری دونوں آنکھیاں بھری گئے غمنے  
 تمہارے مکھ کے کعبہ کوں جن طواف کری  
 کروں گانگر گزاروں گا سود گانہ منہ نہ  
 ہمارا او ہے بخت کہ آوے خم تھے آواز  
 سوال ناویسے سک کرتا ہوں او در پہ نیانہ  
 نہیں ہی کہنے کہ حاجت عیاں ہی انکوں را  
 ہمارا علم ہے سب علماں میں جہوں اعجاز  
 اے دونوں مل چلیں گے تو کریں گے ہم پڑا  
 آنکھیاں کھلے تو تجھے دیکھ کر ہو تہسب نہ  
 نہیں ہی حاجت اسے جاوے کو تا بہ حجاز  
 متعانی اس تمیں کیا بوجھیں اے منوار  
 تمہاری بزم میں کرتا ہے شمع بات حجاز

# رویفس

(۱۲۹)

تج روپ دیکھ پاتے ہیں چپکے نین اُس ۹۰۰ استت تری کرن کرتے تل تل بچن اُس  
 تیرا دل آنکھیں تعریف کرتے لے ہر لچ بات  
 تج حسن کیرے دور میں رفاص ہوئے کر کرتا ہے قص مستی سوں پا کر لگن اُس  
 تیرا آساں ہے  
 جس دس تھے تج دیکھا اُس دن تھو بے سہو بھی تج لو ملنے تا میں کرے جنوں اُس  
 دن ہے رنجہ دیکھا ہے بیوش پھر رنجہ ہے کے لئے دل م  
 ہے بے بہار تن کی تول تو ترے آپر آپس کے تیں نوار نے کرتے رن اُس  
 اے سکھا تو اپنے تیں نثار کرتے  
 تیرا اُس کی کدھیں جا سے نہ منج سیتے راکھیا ہوں دل کے طبلے میں تیر جن اُس  
 کبھی ہا کے چھ ہے مخافت کو رکھا  
 تج مکھ کے نیر تھے سو تیری پائے کر سدا پاتے ہیں تازہ ہوئے کہ سبچ ل اُس  
 تیرے عرق ہے

صدقے نبی کے قطب سدا عشق باز ہے

اس کام میں منجے دیتے ہیں بختن اُس  
 مجھے



(۱۳۰)

لے نام موسیٰ نار ہے تیرا سر دس <sup>موت</sup> <sup>ریلا</sup> <sup>درشن</sup>  
 دل لوٹے یا ج تل رتی نہیں شوخ ندی  
 ناجانوں تج دس میں سکی کیا منتر ہے <sup>بغیر</sup>  
 شیریں یوں خمر و شیریں ہر تیرا نال <sup>تو</sup>  
 یوسف حسن تر ہے زینجا ہے دل مرا <sup>نام</sup>  
 معشوق ہو عاشق ہیں مل کے دونوں میں <sup>اور</sup>  
 جس ہن پر جو دشت کرے ہوا و پرس <sup>نظر</sup>  
 دل لوٹنے کے کام میں بجوں بہو ہے جس <sup>وہ پارس</sup>  
 بلی تھے سود بکو کہ مجھوں کئے اپس <sup>بجھے</sup>  
 فرما د ہو کہ جو کرے تج سیری ہو کس <sup>اپنے کون</sup>  
 تج مینج پرت کسوٹی پد بکھیا ہو کس <sup>دل</sup>  
 نا آ دو تن ہن منے تر ہے منگ بس <sup>پچا اور میری بخت</sup>  
 صدقے نبی قطب کے دل میں عشق ہے <sup>و آرقیب ہمارے درمیان</sup>  
 او عشق ہے جگت منے سینسار کلس <sup>ساتھ قرب</sup>

(۱۳۱)

تج کچھ کمل پہ پھرتا ہے بھونرا ہو کر کاس <sup>آسمان</sup>  
 دیوے پہ جوں تنگ پھرے خبر کاس <sup>پروان</sup>

تج عشق کے وفا میں کمر باندھا ہے کر  
چند سور کا سو بایہ اسے زر کمر اکاس  
بہر خدانہ دیکھ بھجا آسماں کدیں  
تیرے <sup>باندھا</sup> <sup>چاند سوچ</sup> ڈالا ہے  
تو میری باس ہے مکی ہو تیری باس میں  
تج درس دیکھ دور تھے بنے تاب توئے کر  
چند سور کے انکھیاں میں تج دیکھنے کے تیں  
تیرا <sup>درشن</sup> <sup>چاند سوچ</sup> <sup>تیرے قدوں پر</sup> لایا ہے نور نیرین تھے بچھڑا اکاس  
کرتا ہے شاہی قطب محل کے نازوں تھو

۹۹۰

توں داس ہو ریا ہی محل کے گھر اکاس  
تو غلام ہو رہا

(۱۳۲)

ہر بار منگتا چو مرا تج لب سستی اے ناربوں  
ہر ٹھارے ہر بار منج اے ناربوں چار بوں  
روز ازل تھے مست ہیں تو نہیں آنا سکے  
توں مست ہی میں مست میں سستی سوں دابا بوں  
مستی میں سٹ کے بوسے نہیں دیتے منجے  
ہر بار منج اے ناربوں چار بوں  
مستی میں سٹ کے بوسے نہیں دیتے منجے  
ہر بار منج اے ناربوں چار بوں

بوسیاں کالذت اسکی اس کج منے تو بھوہی  
 آما لذت دھترنا ہے کچ تیرا شوکر بار بوس  
 تیج بوسے امرت کالذت تیج باج ہو ر کوئی جانا  
 میں جانتا ہوں قدر دے تل تل منجہ دلدار بوس  
 تیج بات ہو گرفتار میں ناجانوں میں کیا منتر  
 منگتا ہے تل تل کوں اول نگر نرا گرفتار بوس  
 تیری اور

تیج لب منے عیسیٰ کا دم ہو خضر کا امرت ہی  
 صدقے نبی کے قطب کوں دے سندر جو بابو  
 تیرے میں اور آبجیات رس

(۱۳۳)

اے خیال لجاو تو خبر میری پیاس  
 دل توں نکھی ہو مار نکھا عشق کے پنتھ میں  
 مقصود کی بات آہ بہوت دور دسے منج  
 دن ات اجالا اچھے او دن توں دعا کر  
 شکر کی صفائ کھینچ کہ غنم آیا ڈرنے  
 منج تائیں طلب زندگی کا نیر اس الیاس  
 چوندھرتھے خیال اسکا منجے پڑیا ہی اس پاس  
 ناما ریلک پر پلکاں ٹھاوہ ہوں تیج آس  
 مقبول دعا تیرا ہو غم جاوے کہ سب بھاس  
 کیا در ہی منجے بات میں ہی کھرک جوں الماس  
 تیرے لئے پانی چاروں طرف سے

دل آس منے سو سہیتی میں رقیباں      دو جاگ میں کرین لمن انور کہ ہیں تھکاس  
درین ہے سکندر کا تے مکھ کی صفایں      دیکھیں دیو مکھ تاکہ دسوں کا بے قیاس  
دکھ درو کی فریاد نہ کر صبر کراک تل      ہے یار تراسب میں حکماں منے جاماس  
میں

رشتہ ترا اس رشتہ سول ہی بند تعالیٰ

شادی و خوشی کر کہ ہے مشتری تج راس  
تیرے لئے

(۱۳۴)

راز نس کا تم سیتی کہنا ہوس      تیری بات انکار کا سنا ہوس  
لے کچی کلیاں بھری باغاں منے      رس کی کلیاں باغِ خجینا ہوس  
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت میں      یک دو باناں پیالہ کو کہنا ہوس  
کیسے موتی ڈھال نظر اس دھلے      اسکوں ہی نظر اس سیتی بند ناہوس  
کنولی ڈالی کوں لگے چل رنگ ناگ      اس چلاں سیتی طراگند ناہوس  
چھول      پھولوں سے گوند ہتا

سنبھستی حور اس با سا جیویں      روح کو اس باں ہی سنگنا ہو کس  
سنگنا خواہش

شاعران پرتے معانی شعر لیک  
شعر حضرت بلج پر پڑنا ہو کس

## ردیفش

(۱۳۵)

ہوا ہے فرح بخش ہو ر ساقی سرکش	سمندنا ز چر باندی میں کس پہ ترکش
سو اس نعل کا گردِ عنبر ہے جو کا	و دو خوشبونی سنگ ہونے عطار بے غش
نصی کوپ میں کو نیلی گچ کا کچ ہے	لکھیا بات قدرت سول صورت منقش
سو بچ چاند کوں کیوں کروں تج بڑا	ہمن مہن کا نور ہے توں پری و ش
کھینکتا ہے تن پنجرے میں جیوں کو تر	کھینکتا تر اسج کا ہو گا دل کش

نوی روت ن کھینکتا اے۔

ادھر تیرے کا کسٹ پیالے میں جھکے <sup>ہونٹ</sup> عجب ہے کہ دستا ہے پانی میں تش

بہت دن تھے تھا آرزو منجھون <sup>مچھے دل</sup> ۱۰۲۰ کہ پیوں سزنگ آگ کا پیالہ غیش

دلا اہل مجلس کوں ساقی سماں کہ تشریف <sup>تجھے</sup> دیووں کا لالہ رنگ شش

معانی ریا ترک کر عیش سوں اچ

کہ سنیڑ یا ہے تجہات اپیل سزوش

حال ہوا ہے تیرے ہاتھ میں

(۱۳۶)

منجے اس دھاتوں کستی او چیل چھند بھری بے ہوش

کسے یوں آج لگ جگ میں کتنی کوئی پری بے ہوش <sup>نچھے</sup> <sup>کرتی</sup> <sup>سک دنیا کرتی</sup>

جو اہر نہیں کہیں تج سار کا خوبی کے دکان میں <sup>نہیں</sup> <sup>بھگیا</sup>

جو آدے مول کر لئے تج تو ہوئے جو ہری بے ہوش <sup>قیمت</sup> <sup>تیری</sup>

لے عشق - لے قلب شریا ترک کر خوش اچیں ہم -

عجب کچھ سحر دھرتے ہیں سکی تج نہن سحر دو  
کرتے تیری آنکھیں بند  
کہ تج نہیناں کے سحرال دیکھ ہوئے سامری بے ہوش  
تیری آنکھوں

اگر محمود ہو فیروز بے ہوش ہویں عجب کیا ہے

ہوئے تج وصف ناکر سب ظہیر ہو راتوری بے ہوش  
اور  
تیرا ذکر کئے سے اور

پون مورت اپنے تیری نہ آئے چھا تو جوں ہمت میں  
ہوا کی  
ترے پاواں کے بنگا کی تھے ہوئے دھرمی بے ہوش  
ہے (دھرتی زمین)

نہ منج مد کی پیالی اس جنس بے ہوش کیے ہیں  
میری شراب  
دکھا جھلکارا پکھ کا کہنتی وہ سندری بے ہوش  
اپنے کرتی

نبی صدقے قطب کو ندیا بچن اچھی ثریا سے

فلک پر یو غزل سن سن کے ہوئے مشتری بے ہوش

(۱۳۷)

نہیں تچ نین پتلیاں ساراوباش ۱۰۳۰ یکس تھے ایک ہی عیار اوباش  
 تیرے آنکھ کی کالے ترے دوزلف ہیں سحراں میں ماہر  
 لکھے تچ سیس ازل تھے چھنڈ جالے زسرتا پائے تچ رفتاراوباش  
 تیرے سر سے چائیں جگت میں تو بہوت اوباش اما  
 انکھیاں پتلیاں و پلکاں ہو رہیوں لیکن بہت  
 اہے یک ٹھار میں دوچار اوباش بچہ جگہ

نبی صدقے قطب سوں راستی ہے

اگرچہ ہے اوک اونار اوباش  
 زیادہ وہ عورت

(۱۳۸)

منج تچ میں جے کچ راز ہے کسوں نکر لے نار فاش  
 میرے تیرے درمیان جو کچھ کوئی جا کرے ہر ٹھار فاش  
 لے راز ایسا میں جو کہیں کوئی جا کرے ہر ٹھار فاش  
 نہیں کہیں جگہ



پیرت کوں کہتی نار ہے آمانہ کوئی دیکھیا او سے

اس نار کوں ہر تل گھڑی کرتا ہے تاج مکھ نار فاش

میں راز اپنے جیو کا تل تل چھپاتا ہوں ولے

آپس سیتی اور راز لپے ہوتا ہے اظہار فاش

از بس نزاکت میں ہیں نازک ترے دو نوادھر

بویاں کی نیشا نیاں کیئے او لعل شکر بار فاش

کہتی پیا تیرا ہوں میں سنبھال توں اس از کوں

دو تن سننے کی بات اے کس دھڑکرا سمر فاش

میں فاش کیوں ناہوں کی تج عشق تھے دو جاگ منو

منصور ساعا شق ہوا آکر تو سرے دار فاش

صدقے نبی کے قطب شرمنگ سخن سستی مدد

تج عشق کے میدان میں چالاک ہو رہو ارفاش

(۱۳۹)

دیکھت تیری پھل صورت نوزانی ہو شکل نقاش  
دیکھ کر پاکر  
گنواں سُد بد ہو میں کم پس میں اپ سکل نقاش  
اپنے باب

سو دھن کا تن پھل جو ہے یہی ہے منج کوں حیرانی  
اچھی عورت پاکر دل مجھے  
کہ کیوں لکھنے سکے گا جو کی صورت چہل نقاش  
دل

نہ جانوں کس ضاسوں اس ضا کا نقش لکھیا ہے  
وضع وضع لکھا  
کہ ہرگز نہیں لکھیا ہے یوں ابد لک بھی ازل نقاش  
نہیں لکھا

صورت لکھنے میں جب لیکھے نو نہ زلف کا تیرا  
لیکھے

بھونک یو ہے بسا لاکر پری چل چل اچھل نقاش

جو دھن کا روپ لیکھے تو نقاشاں نقش چنتے ہیں  
عورت چہرہ لکھے  
کہ دھن چھند ناز کوں کیوں لکھ سکے وہ کم عقل نقاش  
عورت کے

پنھل تچ روپ لکھنے تھے قلم جو پائے کرناچے  
پاک تیرا پہنچا ہے <sup>جان</sup> لکھے نشور ناما تچ حسن کا بے بدل نقاش

قطب دل کے صحیفے پر اول تیرا لکھیا صورت  
کیا منج پر کرم آخر و یا سوں و و اول نقاش  
جہ ہر بانی سے وہ

(۱۴۰)

منج دل منے جو کے من تچ نہم کیا ہر ٹھار نقاش  
یرے میں روح کی طے تیری محبت جگہ  
نقاش تیرے خیال کا کیسا ہے ..... نقاش  
کرنا

۱۰۵۰

تیرا عجب کچھ نقش ہوتا نہیں یوں نقاش کہیں  
اول نہ آخر لیکھ سے نقاش تیرے سار نقاش  
لکھ سکے طے

جس صدر کی صورت اپر توں پاک دھڑے موہنی  
تو قدم توجہ پا کر پھر لکھے تچ ناز میں اوتا نقاش  
تیرا روح



جب مار لٹکے سوں چلے یوں نقش بیٹھے بہیں اُپر  
عورت ناز سے بھرتی زین  
گویا کہ پانی کے اُپر تیرا کیاں ..... نقش

تج نکلتے تھے نوچند نیچے ابھے شفق رنگ تن اُپر  
تیرے نائن سے نیا چاند نکلتے  
جوں پھول پر ریکان سہیں تیوں تن پر بھار بھار  
جھٹکے زین سے ہیں اسطرح جسم پر جگہ جگہ

دیکھے نہیں کوئی نین تج توں سب نین تھوئے چھپا  
آنکھ تھکے تو آنکھوں سے  
تیری سونیکے حسن کا دستا ہے سینا نقش  
اچھے نظر آتا ہے دنیا

صدقے نبی کے قطب شاہ اپل کے صفحے کے اُپر  
اپنے  
حضرت علی کے حُب کا لیکھا ہو جو کے نقش  
لکھا روح کی طرح

(۱۴۱)

پیا سوں ات جاگی ہے سودستی سے سودھن خوش  
پیارے کے ساتھ اسطرح نظر آتی نازیں  
مدن سر خوش، سکن سر خوش، انجن سر خوش، نین خوش  
کام دیو بستر سر ہنکھ

پیاری پیاروں پی ہے پیالا بیم کا تو ہے

دہن سرخوش، دُسن سرخوش، رن سرخوش، بکن سرخوش

دانت زبان گفتگو

نہیں متوالی ہو جھلسی، پیالی بیم بی پی کر

جو بن سرخوش، ی بن سرخوش، سون سرخوش، کرن سرخوش

دل دواں

سکی لٹ سنبلتاں تھے تہاے باور مل تو

چمن سرخوش، ی بن سرخوش، سمن سرخوش، انکن سرخوش

پھول

پڑی ہے نہہ کی مستی سکی کوں پیو کے نگ تھو

چرن سرخوش، چلن سرخوش، ہلن سرخوش، ڈلن سرخوش

قدم چال ہلنا پھرنا

مدن سولٹ پشالی سوعجا بک کی چھب دھن کا

ذقن سرخوش، چمن سرخوش، لکن سرخوش، ی بن سرخوش

نبی صدقے قطب ہو گن رن دن عیش کرتے تھو

یون سرخوش، مدن سرخوش، چلن سرخوش، مکن سرخوش

جوان کام دیو جاگنا

(۱۴۲)

نن کے سر دتے ہیں ترے گالاں جھلک تھے خوش  
آنکھ نظر آئے کی سے  
سہاتے ہیں ترے عشاق..... لک تھے خوش  
زیب دیتے

سکی چند رکھی سول مل تھے مدینے کے تائیں  
چاند جیسا رکھنے والی سے لکر تھے شراب لئے  
سنوار سے میں ہزاراں مجلساں رنگیں فلک تھے خوش  
سے

عجب دستا اوکھ چند سور سے اوپر تک روشن  
نظر آتا وہ چہرہ چاند سورج  
جھلکتی ہے پشانی بندری کی اس تک تھے خوش  
پیشانی سے

او قدر فقا رہتا ہے ہر یک یک دکھ تھے یک بہتر  
وہ زیب دیتا سے  
او چند رخسار دستا ہی..... لک تھے خوش  
وہ چاند جیسا رخسار نظر آتا ہے سے

جھلک تیرے دن الماس کی تاج لب تھی میں رنگیں  
دانت تیرے سے  
دھلک تیرے بن مخمور کے ہیں چھند یک تھے خوش  
آنکھ ناز سے

دو تن کا نانوں میں منگتا ہوں لیانے کد زباں اوپر  
غیر نام نہیں جانتا ہوں لائے بھی  
کہ اس کا نانوں سب ناواں منے دستا ہر جگہ تھو خوش  
نام ناموں میں نظر آتا ہے

نبی صدقے قطب کا دل اماں تہہ سوں ہر روشن  
بے عشق ہے  
موجو کنچن کے تئیں اے بارہ ناواں میں مجک تھو خوش  
میرادل لائے نام سے

(۱۴۳)

یک ٹھاراجہ کے دھرتی توں ٹھار کی روش  
جگہ رکبہ رکھتی ہے تو جگہ  
بالے دیکھیں سکی تری گفتار کی روش  
یوں دل رجبائے کون ہی ہر نار کی روش  
عورت  
اس نار میں جو دستی ہے رفتار کی روش  
عورت نظر آتی  
تمازی روش اس سکی چوسا کی روش  
اپنی  
کوئی آج لگ کیا نہیں یوں ہار کی روش  
تک

پیدا کرے دو جگ منے سنگار کی روش  
میں  
وہاں تیار کئے توں مجھے ہی پیہم سوں  
بھروسہ تو مجھے دیتی ہے محبت سے  
اپروپ روپات کرے جگ کوں بادلا  
ناچے میں کوئی دیکھیا ہی نا کبک منس منے  
میں  
لیلے..... چل کے روش ولے  
جیواں کے مانکاں کے گلے ہار پنی ہے  
دلوں موتی پہنی

نتج مات یاری کر کے قطبے پھوڑے  
تیرے ساتھ  
یاری میں لیجھتی ہے یاری کی روش  
آنکھ رہتی  
(۱۴۴)

چنچل چھپیلی چھند بھری رفتار پکڑی ہو روش  
اور طے  
ساری رویشاں چھوڑ کر اوار پکڑی ہو روش  
وہ عورت اور

سب مذہباں کی بھیس لے باتا ہوں اسوں بیٹے

دل دیتی نہیں ہے منج کوں دلدار پکڑی ہو روش  
اور

جگ خون کر بھی خوں کرن ٹھلا پٹانی لای لال  
کرنے ٹھکا پٹانی پر لگائی  
ناجانو کس عشاق تیں اتبار پکڑی ہو روش  
اور  
معلوم کے لئے

دو زلف سیامی رنگ میں نتج گال کیرے مال پر  
تیرے رخسار  
جگ بس چرائے تیں دھن بہت مار پکڑی ہو روش  
زہر کے لئے حین عورت ماتہ میں اور



دھن بات کی لالی نہ یو مہدی کے رنگ تھو لال ہے  
 عورت ہاتھ سے یہ ہندی سے  
 رنگیں کے اپ بات او خونخار پکڑی ہو ر روش  
 پس وہ خونخوار اور  
 سب جگ کی ناریاں کے تیں ٹک دھرتی فتواد یونے  
 دنیا عورتیں لئے  
 کل کار پر اخت سیار ہو ر پر کار پکڑی ہو ر روش  
 اور اور  
 بوجھیا بجائے دس کس کوں لچھن تری سنپڑیا ہوں میں  
 سمجھا نہ جائے  
 بولی کہ اے قطبا پتی اتبار پکڑی ہو ر روش

## ردیف ص

(۱۴۵)

ہوئی تج نین پستلی دل میں رقص  
 تیری آنکھ کی  
 سدا منج نین کی منزل میں رقص  
 میری آنکھ  
 تہیں منج خواب و بیداری میں ویسے  
 تو ہی مجھے نظر آئے  
 بھواں کی طاق میں سجا کروں میں  
 ہوے سائیں مری محفل میں رقص

نہیں میں ..... سو ہے بھونچوں  
اچھل او جھل گھٹنگریل میں رہاں

قطب شاہ پایا ہے بے بہا در

ہوئی اپنا چہ تھے کامل میں رہاں

(۱۴۶)

سکی کا مکھ برن جھلکے کچن حنا ص ۱۰۹۰ کرے پھل بھانک کسوت اپنے تن خاں

ہوا عرق عرق شرموں تھے پھل نیر  
کھولے دورے سکی تن یا سمن خاں

وہ پیاری ناری قدرت کی سنواری  
سہا تا اس کے تن تھے ابھرن خاں

نہ تھا کچ روپ رنگ اس تو کرہ کول  
چڑیا خواں تھے رنگ اس ہو در بر خاں

بن تھے سیت آسیت نیسم و موتی  
ادھر تھے لعل رنگ مانک رتن خاں

ہوا خط سبز تھے رنگیں زمرہ  
وہر رنگ سیت پایا تن دس خاں

نبی صدقے ترکماں کوں میا تھے  
دیتے دکھن کی شاہی پنجیس خاں

(۱۴۶)

تیری زلفاں کے قلابے میں بلج دستاویز پھنسا نظر آتا	بنسی کھینچو نہ کھینچو بلجا ہوں میں تو اخلص تیرے
نامراداں کی مراداں کوں اگر بر لیا و بر لا و	بھی خیراں منے او خیراے خاص الخاں میں
تری نہد آواں میں کوئی نہیں سم میر عشق	تج کی سوں نہد میں میں میں جوں سعد تھاں عشق
توں گھر و گھر کو پھر ہو نہ منک کس کن بھیک تو اور مانگ کسی کے پاس	بھیک اس گھر کے منک شوق سوں تو اچہ تھاں تو مانگ
منک نا فازی کھونپے تھے ہوتا و ظاہر ناہ	عقل نابوچ چربند کون جھوٹے کرتے فضاں
چین ماچین کے نقاش صورت لکھتے کتے کہتے ہیں	صورتاں کھینچے تو کیا لکھ نہ سکیں تیرا خواں

تیری بیعت میں معافی کا قدم ثابت ہے

سیں او پر بات صندل کا دھر کر غم تھے خلاں  
تیرے

(۱۴۸)

ازل تھے ہے مجھے خواباں سوں اخلص مجھے	ابد لگ ج ہے محبوباں سوں اخلص تجھے
-----------------------------------------	--------------------------------------

اگر تو عاشق صادق ہے طالب  
 تو سکی کا حسن کینا جذب مولود  
 نکر توں باج مطلوب باں سوں اخلاص  
 اسی تے فوج ہے مجذوب باں سوں اخلاص  
 نچے لازم ہے مرغوب باں سوں اخلاص  
 دھروں میں اس تھی مکتوب باں سوں اخلاص  
 نین ناری کے قلابے میں مشہور  
 دھروں میں اس تھے مکتوب باں سوں اخلاص

نبی صدقے قطب شہیدت ہے

۱۱۱۰

سدا دھڑا ہے تو خوباں سوں اخلاص

(۱۴۹)

ہوا ہوا بیک چیت سوں جیوتی یار کا مخلص  
 ایک دل سے جان سے منج  
 نہیں مج باج کوئی دو جگت اس یار کا مخلص  
 دیکھا دو چکر دس مج میں من دیار کا مخلص  
 دکھاؤ نذا دیدار مجھے تھا  
 کرو تن من تماری دشت پر تھوڑی چھن  
 تمہاری نظر سے لہو بلج

## ر د ی ف ظ

(۱۵۰)

سکی توں ہر گھڑی منج پر نہ کر غیظ	محبت پر نظر رکھ کر بس غیظ
کپٹ کیناں کی پر جاتاں دے قول	بساتی کے توں اپ دل میں نہ کر غیظ
نہ دیکھیا کس پہ یو دھرتی بریں	کہ جوں دھرتی ہی توں میں پر غیظ
اول تچ تین مہرں دیکھنے تھے	سو اب منج دیکھتے ہیں دل دھرتی
..... ہو مجھے واجب نہیں یوں	اپس عاشق پہ کرنا پیش سر غیظ
و تا منج دل میں آتا ہی اہل مہر	جنا کرتی ہے توں منج سر غیظ
اتنا ہی میرے	تو مجھ پر

نبی صدقے تجھے سوں ہے خدا کی  
قطب سوں اگلے لگ چھوڑ کر غیظ

(۱۵۱)

ترا کنٹھ سُن کو یاں پاں خط	ترا ننگ دہن دیکھ کلیاں پاں خط
چنچل تچ نیسا کی چمکا دیکھ	نت اسان کیاں بھلیاں پاں خط
ترے تن کیرے پھول کی باں لے	ترہ جگ کی جیو کی رکھیاں پاں خط
جے رلیاں جو کرتے ہیں توں نازوں	تجے دیکھ سو ہے رلیاں پاں خط
مناسب تچ انگلیاں کا دھرتے ہیں کہ	اُم موناگ کیریاں بھلیاں پاں خط
رین دن ترے نقش کوں دیکھ دیکھ	چتریاں کیاں پتلیاں پاں خط

نبی صدقے بے مثل ہنسی میں اُتر

قطب تچ کوں گدگلیاں پاں خط

(۱۵۲)

جن پو تھے پچھڑے اُسے سینا میں کچ خط  
جس ٹھار میں دو پیوں اُس ٹھار میں کچ خط

اے چاند جانا کی توں یوں جھلکا رہا ہے آج رات

اُس پیو بن منج کوں تری جھلکا رہی نہیں کوچ خط  
کیوں تو نہیں کچھ لطف

جس ٹھار جاتی ہوں بی میں کچھ وقت گستاخ

انگن دیسے کوٹڈ بار سو ہو ر دار میں نہیں کوچ خط  
گدڑا نہیں

ہر حال میں اس حال یوں خوشحال ہوں میں اے سلی

کی یوں توں منج سنگار تری سنگار میں نہیں کوچ خط  
کیوں تو مجھے سچائی نہیں کچھ لطف

گاہے منجے گلزار میں لے جاوتی توں کھینچ کر

اُس سرور بن ہرگز منجے گلزار میں نہیں کوچ خط  
کیوں مجھے نہیں کچھ لطف

میں اپنے پیو کے پیار سوں دھرتی ہوں و جگ میں غرض

گر جگ کئے بی پیار منجے اُس پیار میں نہیں کوچ خط

میں قطب عاشق ہوں کوئی پند کی نگو گفتا رہے منج

عاشق کوں کس کی بندگی میں ..... نہیں کوچ خط  
نہیں کچھ لطف

# ردیف

(۱۵۳)

عشق پھولوں کو بند ہے مرصع	نوی چو نیاں ہوں کیتے لے مرصع
بہو چھند بندوں مجھوں اچھانے	کیتی ہے آپ دو لیلے مرصع
سکی پینی سر اسر چھند ابھرن	گلے کنڈھ مال پے در پے مرصع
پریت کے نورتن کا لائے طرا	سکی پیٹے نقل ہوں مرصع
عشق تیلی کوں آتہ چھندوں سنوار	اوسے کسوت پناؤ لے مرصع
لیا دو آتہ چاؤں ہوں مجلس کے مینا	طنبور اور کساج نے مرصع

نئی صدقے سوتہ جگ دیکھ کہنتے  
قطب شاہ کا سو مجلس مرصع



(۱۵۴)

پیشانی پر سعادت کی لکھیا کیراں ازل طالع  
 رقم میرا سکل طالع کی کیتا ہے اول طالع  
 کیتا کہتے ہیں طالع کون ہیں کیوں مانی دیکھیں  
 دنیا کوں پیچ کر جے کوئی خدا کی بات پکڑے ہیں  
 دیا کی مہروں دیکھیا ہوں طالع کی اپجانی میں  
 مجھے جو پتیر ہے سوس طالع کی خدمت کوں  
 سب سکل طالع میں ٹینکاں مور سو میرا چل طالع  
 دیا کے حکم سو خدمت کوں دیتے ہیں سکل طالع  
 نبی کے مور علی گھر کا توں بندائے قطبا  
 نکو کچ فکر کی غم کر کہ تیراے نول طالع

(۱۵۵)

بخشا تیرے من دیکھیا دھن تو مورتے میں پکٹانے  
 سکی تیج کہیں نس ہور بات سا و مانگ موتیاں کی  
 کہ جب تیج گال دیکھیں کے توواں تے ہوا لکٹانے  
 اجالا کہ کا دیکھ آپی سو ہوتا ہی تلک مانے

سو دھن کے دیکھنے مکھ کوں پھر چند روز <sup>۱۱۵۰</sup> اتنا  
 حین <sup>چہرہ کو</sup> چاند سورج رات  
 کہ جب عاشق اپنے لداٹ کر دھن آؤے لو سب کوں  
 گلے لگنے کوں منگتا ہوں دے دھن کیا کہے گی کر  
 چاہتا <sup>عورت</sup> چھوٹا <sup>بچہ</sup> چنل کے مک کا عاشق ہوں بھوین پاؤں نے کو  
 چاہے دھن پاؤں <sup>قدم</sup>

سکلی نادیکھنے چند سور مکھ ہوتا جھلک مانع  
 نہ دیکھیں چاند سورج <sup>بچہ</sup> کو  
 سو تو توں میں مکھڑے کوں تس کے تباہیں کر مانع  
 جتنا <sup>بہت</sup> جتنا ہوتا ہے اتنے کوں سو ہوتا ہے شک مانع  
 سوں کے پاؤں کے پیچیں کا ہوتا ہے جھنک مانع

قطب جو بن یہ سٹنے ہاتے ہیں اوس سٹنے  
 سو تو لے ہات کوں تو ہاڑی چنل تیج پدک مانع  
 بہت <sup>کو</sup> تجھے

(۱۵۶)

ازل تھے کے مکھ دھن کوں مصع  
 سے <sup>بچہ</sup> عورت کو  
 سکی پیام کسیاں میں پھولا سے یوں  
 کے <sup>نظر آئیں</sup> یاد <sup>بالوں</sup> بالوں  
 بہوت پی سکی مد اسی تھے ہوا ہے  
 نے <sup>شراب اسی لئے</sup> شراب اسی لئے  
 سکی دانت چھلنا لگا پاں کھاؤ  
 کندن کر کے جوں دھن کوں مصع  
 سناہ <sup>کرتا جلیج دانت</sup>

کسے جائے تس کے بدن کوں مصع  
 کہا جانتا ہے اس  
 کہ تاریاں سوں کیتے گلن کوں مصع  
 جلیج تاروں سے کرتے ہیں آساں کو  
 سرنگ لعل کا سب بن کوں مصع  
 خوش رنگ <sup>آنکھ کو</sup>  
 کندن کر کے جوں دھن کوں مصع  
 سناہ <sup>کرتا جلیج دانت</sup>

نچھل موقی ہو ریاچ یا قوت لا کر <sup>ماٹ</sup> کئے دو علیفاں جو بن کوں مصح

دسے یوں زربیناں نچھل دھن بند پر <sup>اد</sup> ۱۱۶۰ کئے پھول سون جوں چمن کوں مصح <sup>ماٹ عورت سے جھٹ</sup>

قطب شہ نبی صد آپی کیا ہے

نوا طح جگ میں بچن کوں مصح <sup>آپ کا</sup>  
نئی طح سے دنیا میں شعر کو

(۱۵۴)

کہ جیوں نین سوں مل انجن ہے متالبع <sup>جھٹ آئج سے مل کر سر</sup>

کہ جیوں دیس سوں فرین ہے متالبع <sup>جھٹ دن کے ساتھ راتیں</sup>

ترے لب کا دل تھے مین ہے متالبع

سو تویں تج ادھیریں شکن ہے متالبع <sup>اُسی طرح تیرے ہونٹوں</sup>

سونا بات کا نور کسن ہے متالبع

کہ جوں جو بنان کا کسن ہے متالبع <sup>زبان</sup>  
کھینچے کا قوت

ترے در کس کا دھن نین ہے متالبع <sup>دیلا لے عورت نہ تھکے</sup>

سکی سنگ ترے کھ کے دوزلف یوں ہے <sup>لے کجا قریب چہرہ</sup>

ادھیریں یا قوت تھی ہے نچھل تج <sup>ادھیریں سے زیادہ صاف ہیں تیرے</sup>

سر گل لعل کے پھانک پر رکھ جوں ہے <sup>چوڑے</sup>  
چنگڑی لکیریں جھٹ ہیں

تیری بات ناباں سکر دھلیا ہی

مرا ہاتھ کرتا سلگ جوناں سوں

نہ جانوں کیا ہر سحر تیج کئے دھن  
مٹھے تیج بچن کا یوسن ہے متابع  
تیرے پاس آؤتے  
تیرے شریوں یہ دل  
تجھے ڈر نہیں کچھ سکی ہو رکیاں ہوں  
اپے آپ تیرا سجن ہے متابع  
اور کچھ  
سوارہ اماں مدد ہر قطب کوں

۱۱۷۰

اُسی تھے یوسن را دکن ہے متابع  
اس لئے یہ

(۱۵۸)

سکی کھ صفحے پر تیرے لکھیا رقم ملک مصرع  
خفی خط سو لکھیا نازک تر دے نو پیک مصرع  
قلم لیکر جلی لکھیا جو کوئی بھی ناسکس لکھنے  
لیکھیا ہی دو کہ دھن کچھ تیرے صفحے پر ایک مصرع  
بزاں کر خوشنویساں ملک کے کہتے ہیں سم ہوں  
بہت چھپ چھپ کے لکھتے ہیں نظر ملک دیکھ مصرع  
سو لکھ کھ کر پریشان ہو قلم لٹا پتہ ہی  
مقابلہ اسکے ہو لکھیں گے گرد و لک مصرع  
بزاں کر دیکھ کچھ دھن کا دوانی ہو بہا سوں  
قلم کھڑے سن ناسک لکھے ہر ایک سرخی سوں  
چہرہ سے تاک

سکی کرکچ پنازک خط نہ بوجھ کوئی کئے لکھیا  
 کس نے کہا  
 قطب کون بچے تو یوں کے لکھیا میرا مک صر  
 پستان  
 کو کہے لکھا ہے انہن

(۱۵۹)

کھیا ہوں وصف کھ تیرے کالے دھن خول مطلع  
 عورت  
 دیا مطلع بی ہو سے ناکہ او ہے بے بدل مطلع  
 اس طرح کا پھرن ہو کے

جتنا ایسے سنواریں گے انچل بن کچھ سہا سے تا  
 جتنا اپنے سے  
 ترے سنگار میں اے دھن اول ہے سوا پیل مطلع  
 کے بغیر زیب نہ دے

کیتاں کوں خوبصورت ہو زین چھنڈوں کی توں کا من  
 کتنا کہوں  
 ان کو کیا کام آویں جو ادنوں کوں میں اصل مطلع  
 ان کے پاس نہیں ہے

۱۱۸۰

جو کوئی ہے چھنڈ بھری اے دھن سکیا میں سن چنل کہنے  
 سہا تا تک چھنڈاں کا ہے لکرتج کوں خیل مطلع  
 زیب دیتا  
 کہہ کر تجھے

تراکھ دیکھ کر ایسے غلاماں میں چند رکھیا  
 جے جے ہیں عاشقاں لکھ لے کے <sup>خود ہی</sup> پڑتے ہیں پھل <sup>چاند</sup> مطلع  
 چنچل تاج ناؤ کے بیتاں کوں دل میرا کیا ازبر  
 سو تیرے <sup>تیرے نام</sup> ناؤں کا دل میرا پڑتا ہر محل مطلع  
 تری چھاتی پہ <sup>لے عورت</sup> دھن قطبا لکھیا <sup>بھوکے</sup> بھوکے قلم بیتے  
 اوسی تھے ڈھانک رکھتے ہیں موتیاں <sup>نام</sup> کاوچل مطلع  
 اسی لئے چھپا

(۱۶۰)

چنچل کھ ترا دیکھ ڈھلتا شمع	سو عاشق ترا ہو کے ڈلتا شمع
ترے جن کوں کیکہ شرموں سیتے	عشق کے بہانے تھے گلستا شمع
ترے لف کی دکھ پریشانی کوں	پون حوں پریشاں ہو جلتا شمع
ترے نین کا کا جلا دیکھ دھن	اپے کا جلا ہوئے جلتا شمع
آنکھ لاجل دیکھ عورت	خود کا جلا بننے کے لئے

گھرے گھر دھونڈتے تھے چل اے کون  
 ترے تیں عس ہونکست شمع  
 پلکتے ہوں مولے سوچ سامنے ۱۱۹۰  
 تھے دیکھ دھن دھن دھن دھن  
 قطب آئے جسجس پس کے مندر  
 تو سلیم کرشہ کون چلتا شمع

(۱۶۱)

خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع	مروت سیٹھے زبانی ہے یار کا متاع
بھی ہونا دل کون رکھنے دلدار کا متاع	بے دل ہو کر دل کون دیدار بن نہ رکھے
مے جام ہو رکیاں ہیں سنگار کا متاع	منگتا جو کوئی سوار مجلس کون شوق سینے کے
دونوں کے دل میں ہوتا ایک سار کا متاع	میرا پیار دھن لے دل میں پیار تیرا
دھن مار ہونا میرے گلہب آ کا متاع	میرے گلے میں پھولان کے ہار کیا کروں میں
آگن بھی خوب ہونا رفتار کا متاع	پایل پیچن جو گھنگر و دھن بین کر جو ٹکے
آگن؟	پہن

باتاں کی لے نزاکت بن شاعرانہ جھیں  
بہت سی <sup>بغیر</sup> کے <sup>دوسرے</sup> پہنچاں  
دیتا خدا قطب کون گفتار کا امتناع

(۱۶۲)

تیرے کچھ پر سہاتا ہے لعل نخل کا دھن برقع  
کہ جو رنگ رنگ پھولان کا لیا یہ حیرن برقع  
نکو منج تھی چھپا آدھن کہا ہے پی کیا جاگی  
۱۲۰۰ پچھانیا ہو جو پینا ہی خمت ارکی کا من برقع  
چنچل توں منی مکرے کون سو جانیو بکریاں  
سو تل تل ہاسٹ مکرے پر کرتی ہی من برقع  
توں بیکر جیویں ایم میں تر جو سو بیکریوں  
میلی سو جو حاضر ہے ولے مینے بدن برقع  
توں بیکر جیویں ایم میں تر جو سو بیکریوں  
کتیاں کے من تپانے میں کیا تیرا جو من برقع  
ترے گک نشانیاں کا جو پینا ہو گن برقع  
قطب تیرے نخل کاڑو دیکھنا زلف  
کہ جوں طاجی کہ کا آکے منگت ہے دیکھیں برقع

چاہتا دیکھنے



(۱۶۳)

دھن مکھ یہ تیری لٹ ہے لبس شاک کا طلوع  
 لے عورت چہرہ پر زلف رات  
 بد دھن جو پی لئے ہیں پکارا ہر مل  
 شراب  
 دھن مکھ نخل ہے دن جو سورج تجھ پشانی  
 عورت کے رخ صاف اور تیرا  
 عاشق شفا کے تائیں تج لک پانی پیوے  
 لے تیرے  
 دل منگاتے جو دھن لب ترا جو من کا ۱۲۱۰  
 چاہتا لے عورت (چون)  
 چمچل اچل جو مکھ پر کھس کر تو تھے آئے  
 چند پر بدل کا جوں ہے حجاب کا طلوع  
 چاند بادل جھٹھے  
 صدقہ نبی قطب یوں شعر لے دین  
 دریا کو روز جوں ہے موجا ب کا طلوع

(۱۶۴)

تج کیس رین اندکار کا کرتا ہے مشک ترلع  
 تیرے بال رات اندھیر  
 تج لب کے امرت نیکر و مہر ہاں سکند طبع  
 تیرے آب حیات

دل کوئی دھڑکیں طمع اس چھند بھری کے ناز کا  
تس ناز ہو گھونگٹ کے تیں دھڑاپے چا و طمع  
جھٹکار پر جھٹکار کر لیکھ دکھاتے چھندوں  
عاشق اپنے ہو دیپ کر دھڑکھڑا چنڈ طمع  
باتاں مٹھی دھن لکھ کرے جو کرے دے  
باتاں کے تس کے دھڑکے باتاں ہو کر طمع  
جب کھول مکھ باتاں کرے نیریت تو تیرے  
تس پانی کے یک بوند کا دھڑاپے کوثر طمع  
شاعر کے پک ونگڑیں بن میں تشبیہ دیو کر  
دھن کے جو بن تائیں کھڑے ہر کر دنگر طمع

بندانی کا قطب دھڑاپے خد کوں یوں  
جوں کرنے خدمت شاہ کا دھڑاتا تھا قمبر طمع  
بندہ جس طرح

## رہیف

(۱۶۵)

دھڑی ہونٹاں کی مکھ میرے دل ہو دیا داغ ۱۲۲۰  
خوشیاں تھی پھولے ہیں میرے جو کے چراغ  
تہمدی بندگی کا حلقہ کن میں بایا ہوں  
تمہارا عشق جسے نیں ہو دیو داغ پہ داغ  
کان ڈالا

تمہارا حسن سو قدرت تھے روشنی پایا  
ہو راں کا حسن تر حسن <sup>انگے</sup> جیسے چراغ  
شراب پھول کھلے تیرے باغ نو خط میں <sup>اوروں کا</sup>  
پلاتوں ساقی <sup>نچے</sup> مرست مخکوں یک ڈوایاغ  
برہ کا باؤ منجے باور اکیسا ہے اب  
صبا کا باؤ معطر کریں توں میرا دماغ  
ہتماری یاد تھی بھانیا ہوں کہ اس دل تھے  
خوشیاں کا وقت ہر شادی کریں ہمیں بھلائے  
ہمارا پھول کے جھاڑاں کوں پھول پھل لائے  
نثار پکڑیا ہے بیج تین کوں تر اُس تھے  
نواب ہے تجھے مالی اور امو جھاڑ تھو زراغ <sup>اڑا میرے</sup>  
پیالہ نادے ہمن سیتی کرتے کیتا لاغ <sup>کتا</sup>

معانی شکر خدا کر ذکر توں عشم ہرگز

بنی کے نانودں تھو آتا تھجے خوشی کا سرغ  
نام سے تھجے

(۱۶۶)

سرج چاند تھج مکھ تھ پاتے فسروغ  
سوج تیرے سے  
اپے دیپ جگ میں دپاتے فسروغ  
نود چکر چکاتے

نقطہ قطب شہ نچ آیا -

دین ہا ر جیتے ہیں اس جگ منے ۱۲۳  
 چکے والے تھے میں  
 اگر تو بھیجتی نہ اس جگ منے  
 پیدا ہوتی میں  
 ترے بال ننھے ترے کال پر  
 کی طرح  
 جوشہ کوں بھلائے کوں جاتی ہر لیا  
 اگر دل پکڑتا نہ تج زلف کوں  
 تیرا

نہ وہ لاج تھے سب چھپاتے فروغ  
 نہیں چکے شرم سے  
 سوچ چاندیوں کاں تھے لیا تے فروغ  
 اسی طرح کہاں سے لاتے  
 ابھالاں ہو کر چھند سون تھے فروغ  
 بدل سے  
 تو قدرت تھے تج کچھ پڑ آتے فروغ  
 سے تیرے چہرہ  
 تو مکھ نیر میں اس ڈباتے فروغ  
 چہرہ پانی اکو

نبی صدقے قطبا کوں تل تل سکی

جھلک مکھ تھے تیرے بھلائے فروغ  
 بر گھڑی

تج مکھ کوں دیکھت سوچ چند تھے ہوا فاع  
 تیرے چہرہ کو دیکھ کر چاند سے  
 توں پاؤ جھونا باندے ہو پرینے زن تن پر  
 تو پاؤں میں اور پہننے  
 بادل ہو تری نہ میں پھیرا بولگت میں  
 عشق  
 تج خوبی سو یک آیت کیا تو ہوا ب مطلق  
 کیجا تیری

۱۶۴) لے لب میں ترے دلب شکر تھے ہوا فاع  
 سے  
 تاریاں تھو ہوا بے دل انبر تھے ہوا فاع  
 اسان سے  
 المحمل للہ باسے میں گھر تھے ہوا فاع  
 سے  
 افسون سحر ٹوئے منتر تھے ہوا فاع  
 سے

لا گیا ہے لذت جب تھو تج لگا کی تب تھو ۱۲۴۱ امریت نہیں بھاتا، کوثر تھے ہوا فارغ  
 لگی تیرے سے تیرے سے  
 تج جو کڑوا لک نیکادیکھ تھاٹ کی چغل طنبوے لبر کے رب جبر تھے ہوا فارغ  
 تیری اچھی دیکھ کر سے

(۱۶۸)

اے نار ہے اس جگ منے تج مکھ عجب روشن چراغ  
 عورت میں تیرے چہرہ کا  
 دیکھے نہیں اجنوں کہیں اس دھات کا نوکھن چراغ  
 اب تک طح آسمان  
 حاجت نہیں جو سور چند دن رات یوں نکلیا کریں  
 بس ہو دپا دو جگت تج مکھ کا درپن چسراغ  
 چمکا تیرے چہرہ آئینہ  
 ملا ہے خدمت گار تل دھن مکھ کی مسجد میں  
 عورت کے چہرہ مسجد  
 پلکاں بتیاں کاہل دھواں دیتا ہے لو بن چراغ  
 لو بان  
 دھن دیکھنے کوں آئے کی یک و پس تو نے اس سبب  
 کیوں دن نہیں  
 پھولاں کرے شعلیاں سینے روشن ہوا گلشن چراغ  
 کرے شعلوں سے

عشاق پروانے ہو کر چوندھیں تھے پڑنا لکر  
چاروں طرف سے  
اپنے اپنی ہر ایک رتن جھوکائے ہے سودھن چراغ  
موتی حین عورت

کیا رسم ہے تج فام میں اس عشق کے مندھیریں  
مجھے فہم نہیں مندر

جو عاشقاں ستمیں اے آجاتے اپ من چراغ  
ستم کرتے خود آکر جلاتے اپنے دل کا چراغ

صدقے نبی کے جو تلک روشن ہے یو کھن تو تلک  
جہنگ آسان تینک

روشن اچھو جم قطب شہ جگ سائیں کار روشن چراغ  
رہے ہمیشہ دنیا کے مالک

(۱۶۹)

مندھیر تھے پھولیا ہے کی تج من باغ  
آبد شراب سے تیرا آنکھ کا  
بوسے کے پھولاں بار لے آیا ہر دہن باغ

ردیف  
(۱۷۰)

اچیل پیار کے مندھیرنگتی جو توں جانے چنیل  
مکان چاہتی تو

تو یوں چھپے چوری سول جاجی کول جانے چنیل  
سطح

دو تیاں گے پر چو طرف تاریاں نہیں بھرے چندا

اغیار <sup>مانند</sup> <sup>چاند</sup> تس پر برستا چند ناسو تج کوں دکھلانے چنیل

توں کس کے نس بھیس او جھل چھپت چھپے دکر متن

بال <sup>رات</sup> جو چھانوں تج دیکھیں گے تو سنگتی ہے سپر نے چنیل

بل کیک پتیا کر چھانوں کوں نادی خبر چک پا کے تو

دنیا لگ گریا نو پر آوے گی پھسلانے چنیل

سن سرگ بن تھے حور اپن کھن بن تھے ترے تارے من

جنت <sup>خود آسان</sup> <sup>سے ٹوٹ</sup> سو لک فریاں کھلے کے جو آئے سکھلانے چنیل

چت کر دو چت یک چت ہو چت لا چلی ہی پیو سوں

پیا سے <sup>یکدل</sup> سونس چکا پیو کھ آپریوں نوز برسا نے چنیل

بیواج سوچ آیا ہے دیکھ نس میں سوچ دن نور لیا

چند اپنم کے چھانے نے گن دھوئے تیں ... چنیل

چاند <sup>پونم</sup> <sup>جھانواں</sup> <sup>قدم</sup>

تس پیاری کوں گل لایا شوقوں میں لے بوسے دیا  
 گلے لگایا <sup>بہت</sup>  
 ہنس مانکوں لیا نے بیچ چک تو لاج لے آئے جھل  
 (مانک) لائے بستر <sup>شرم</sup>  
 حضرت نبی صدقے پیا قطبار رکھیں ہو خیال اس  
 لک بھاؤ سوں سمجائیے آتی ہے رکھائے جھل  
 لاکھ سے سمجھا کرتھے دل بھانے

(۱۷۱)

ترے دوہین ہیں بدست متوال <sup>آنچہ</sup> ترے دو گال ہیں خوبی کے گلال  
 ترے مکھ کی لٹاں میں ہیں کہ ڈوناگ <sup>چہرہ زلفیں نہیں مگر</sup> ۱۲۶۰ سلیمان کی انگھوٹی کے ہیں رکھوال  
 بھواں تیریاں کوں کیوں لکھے کا نقش <sup>تیری</sup> کماں دو کھینچیا ہے سخت اشکال  
 سکیاں کے ہات میں دیکھ پیالی مدکی <sup>بلاتہ</sup> نہیں دیکھیا اگن کے تیں جو بیال  
 توں موتی بے بہا ہے تچ بہا نہیں <sup>دیکھے شراب</sup> جلکت کا مال ہے تیرا سو پامال  
 جہاں ہے سیمیا کا نقش اس تھے <sup>تو</sup> کہے ہیں عارفاں سب اس کوں تیشال  
 اسی لئے



نئی صدقے قطب جم عیش کر عیش

کہ تج در پر کھڑے ہیں ستج و قبال  
تیرے

ردیف م

(۱۶۲)

جے کو بخجائیں سول دیکھے من پائے کام  
جو سے دل کا

نہیں ہی غلط یہ بات ان کو کن ہے است جام  
ان کے یہاں نہیں

ہر چند پچھاویں دام نہ سطر کسی کے دام  
نہ سطر

مرغان خوش کلام تب آویں سو تج سلام  
تیرے سلام کو

اس تھے بہوت طمع کرے ہر درد دوسر دم  
سے زیادہ

قرآن ہو حدیث سول کیب کر کلام  
اور

آدم کیا ہے کوہ سرانید پرم مقام

پیو مکھ کی آرسی میں دیا ہے سچ آپ نام  
نظر آبا اپنا

مستال کوں جاے پوچھو تمیں رستی کی بات  
جا کر

او مرغ و جتنی رام نہوئے آب و دانہ سول  
سے

تج سبیس او پر ہے چھانوں ہما کا نہیں ہے  
تیرے سر

روزی ہو اوصال تجے یکد جام پی  
تجے

انجانی میں جوانی گیس اپندنا سنیا  
دستا

نہایت رہے آپ کام میں دنیا کون میں وفا  
ہیں

باندیا ہوں عشق میں کمر اس میں سوں      نن پرتھے میں ہوا ہوں تیرے نہہ کا غلام  
 مگر کعبہ کوں طواف قوطیلت <sup>بچپن سے</sup>      <sup>تفنی</sup>  
 سب حاجیاں میں ہیں حج اکبر کیا تمام

(۱۷۳)

منجے اس گلے کا حسیل ہے دم      او یک جوت جو ہر سوچ پایا نام  
 تو کھ صافی میں نور کا ہے نشان <sup>نہی</sup>      اوسے تھے گیا چھپ کر جمشید جام  
 نین تیری کوں باوان پیر کاں کے <sup>آکھ</sup>      قبولیا ہے تو چا کری جیوں غلام  
 سراوے کن اس نار کی ناز کی <sup>پہنچ کہاں</sup>      کہ عاجز زباں ہو قسمل ہے تمام  
 طلسمان تھے مشکل ہے نہہ کا سلم <sup>سرا ہے کون عورت</sup>      جے راکھے وندم بوجھے افلاک کام  
 دو تن گوند کر ڈاولی کے نکھو <sup>عشق</sup>      نین کس چٹک لاگے کیا جانے عام  
 (ڈالی ۹)

ن سانی ن جگونی بوجھے بوجھے او اسان نام -

معانی عشق جیتا ہوں کر نہ کہہ

جسے عشق جیتا کہے او ہے خام

”

(۱۶۴)

احرام اس کا باندھوں گا ہو ریزوں کا صیام

کن <sup>اور</sup> نابوجھے سو عقل انوں کا سبھی ہے خام

ساقی <sup>ان</sup> پلاتوں لطف سستی اب تک دوجام

وونقش کار قوم کریں میرے دل ہم

جب تھے دیکھیا ہو تو تھے کیا ہو تھے سلام

وونانوں کے سرو ہمن دل میں ہیں کلام

وونہیہ کا سو باس نکلتا ہے ہم شام

اس محبت خوشبو

تج شہر کا سو کیا ہے پری بول منجھوں نام

جن نام و پیتھ نابوجھے و و گن و گیان کیا

تج یا دتھے ہوئے ہیں سبھی طالبان کباب

ایسا پلا شراب کہ سب دل تھو جائے دھوئے

انگاز خاک یا دکیا تج تو جیو دیا

عالم منجھ سکھاویں گے کیا آ پنا عو سلم

کرتے غوری اپنے بغل میں رکھ کتاب

نہ تہذیب نہ نہ دوکان و گیان نہ ہے نہ نگار نہ جیو دیکھ اس پہ بھیجی ہوں توں اپنا سلام -

دوڑا یا ہے عقل بتا آئنا دوڑیا دوڑائے نا تو بھی دیوے دشنام میرا کام  
 اے پند گو معافی کوں کیا پند کہتی ہیں ۱۲۹۰ اس کام آج آپ یہ کیا ہے سبھی حرام  
 کرے ناز میں ناز سوں منج کرم (۱۷۵) عشق بات سوں مو اچیا علم  
 ازل کے تسلیم تھے پرشانی لکھے سدا اس کا ہورہ اچھے تے بھرم  
 تیرے ہندسی دل پر گنت چوکوں کیوں حباباں میں آیا ہوں میں تے قسم  
 میٹھے لب سیتی نانوں میں لائے ہزاراں شکرے کرے منج بھرم  
 ترے مکھ کا مکر کرے لب سوں بات و دھرم نہ کیوں آئیا در بھرم  
 انجو جو ہو و وڑیں تری نرم میں توں مکھ دھوے تو ہو کا شرف منجکوں جم  
 ہم سیتی آڑے ہوے جان بوج سنگھاتیاں سوں پیالے پیتے دمدم  
 بچھایا ہوں میں سفرہ امید کا بھرو صحنکاں نعمتاں محترم  
 بہوت دن تھے ساتی موہما یہ ہے پیالہ نہ دیتا منجے سیک دم

اچھو عیش و عشرت سدا بزم میں ۱۳۔۔ معانی گدا کوں دلاو و دم  
(۱۷۶) ن قطب شاہ

ترے قد تھے سرو نماز ہے جم ۱۴۔۔ اوچا یا ہے یا نوچمن میں علم

توں ہے چند تارے ہیں شکر تے ۱۵۔۔ توں ہر شاہ خواباں میں تیرا شہم

ورق صنم پر میں لکھیا تاج سا ہو ۱۶۔۔ ازل کے مصور کا ہرگز قسم

سکند کوں تھی آرسی جم کون جام ۱۷۔۔ ترے بہت ہو پرین ہو جام جم

نئے مکھ کے پھل بن کون دیکھ لاج تھو ۱۸۔۔ چھپا یا ہے مکھ اپنے کول ام

سدا تاج اُپر دھیان تارے سکھوں ۱۹۔۔ سدا تاج سوں کھیلوں نویدا پریم

نئی محبت تیرا ساتھ ۲۰۔۔

بنی کے میا فیض تھے قطب شاہ

محبت کے پھلین کا پایا ہے سم

پھول بن مقابل

(۱۷۷)

کیوں لکھے بنگی تری لٹ کا صفت سدا قلم ۲۱۔۔ ہے نوا چاند بہو تیرے جواں چاند تھو کم

یڑھی زلف سدا ۲۲۔۔ نیا بہت

ناز کی مین نہیں ہے پھول تیرے مکھ کے من  
چند سوچ مشتری سیر کریں کیوں تیرے ہمتے ہم  
مکھ دکھایا ہے رنگ وپ عجب لالی تھو خوب  
قد اوچا یا ہے ہر یا مر تھے بھی اچھا علم  
کیوں نہ جیوں سعد عشاق نہ امت نمنے  
تیرے گالا کے سوخی تھے چو تار جیو کا غم  
غمرے تیرے جو پلک مارے میں خم کریں  
اُس کوں کر میٹھے بوسیاں کے شہد سیتے علم  
ایک چھن انڈیں میاں سو منوں میں کھینک  
باند کر پلکان کے پردے کیا ہوں تیرا حرم

نبی کے صدقے کہے قطب زباں خواں میں

بجھا دیکھیا نہیں ہو کوئی تیرے حسن کے سم

(۱۷۸)

سو دھن کے لب تھو منگیا تو میں تو پوچھی نام  
جو کہیا نام اُسے بولی نام دے دشنام  
ہنسی میں سٹ کہ پس متی کے بہلے سوں  
دکھا کہ چھند چلی بہت میں لے صراحی جام  
شرب پیکہ سوچ کر دکھائی آپ توں سمج  
اول تو نین تاریاں سوں مکھ تھابہ تمام  
سودھن کے لب تھو منگیا تو میں تو پوچھی نام  
ہنسی میں سٹ کہ پس متی کے بہلے سوں  
دکھا کہ چھند چلی بہت میں لے صراحی جام  
اول تو نین تاریاں سوں مکھ تھابہ تمام

جو پھول میں کھڑی دھن سوں نہال کھلیا  
 سرگ میں مرنے تیج سالے سر و گل اندام  
 سمن پڑاں سنبل یاد دیکھا کہ تل راکھے  
 جنت <sup>تجہ</sup> جیواں کے پنکھی کا پرنے الاک کی مکہ پر دم  
 بین پہ لبد کرو لب خنداں ازل تم کو کہے ۱۳۲۰  
 ابد لگوں منجے تیج سون سے تیج کون مج سو کام  
 نی کے صدقے قطب لگیا دھن کے گلے  
 لگا عورت

جون لام البیف من ل یو الف ہور لام  
 الف کا طح اور

(۱۷۹)

ترے ہونٹ خرا' نین تیج بدام  
 آنکھ تیرا بادم  
 عجب ناوشیتے کے قفل میں ہے  
 ترے لب نقل سوں سے منج حلال  
 نین مرگ تیرے ہیں ہور سو کے شاخ  
 آنکھ ہرن اور خط مرید  
 پس زلف تاراں کے تیں نا ہلا  
 اپنی  
 ترے تل ہیں دانے ہور زلف دام  
 اور  
 کہ اس ناو پر قص کرتا ہے جام  
 تیرے نین نرگس بناں ہے حرام  
 آنکھ کے بغیر  
 چند اکٹھ ترا ہے سو ہور لٹ غمام  
 اور زلف  
 ہوئے ہیں جلکت جیو پنکھی اس سوں رام  
 دنیا کے دلوں کے پرند

توں خسرو ہے شیریں بچن ہیں تھے سنیر یا نہیں ہے فسرہا دایا کلام  
 نبی صدقے قطبا کوں جم عیش ہے (سنیا) نہیں  
 مدد ہیں اُسے آٹھ ہو چار امام  
 اور

(۱۸۰)

رین چندنی میں سائیں سول پیو جام رات چاندنی کے ساتھ پیو  
 کرو روشن انداں شمع چھب کول ۱۳۳ کہ را کھے ہیں پیامنج بزم میں (جام)  
 پیا بن کیوں گے لیس منجکوں ساری موہن مکھ تھے یہ لیوں سکھ جب وام  
 پیا گل یا نہ دے کتھ لار ہوں گی بلا کر میں کھلا وول نص بادم  
 سو اس نش من ناکھ لوں کے ہوئی صبح پیا کے نانوبن نالیو کوئی نام  
 موہن مکھ چند ہو ر سکیاں میں تارے ہمیں دل مرغ ہو ر پیوز لف اس دام  
 کچھرو چاند اور نبی صدقے محمد قطب شہ جسم  
 پریم پیا لے پیوے نت صبح ہو ر شام  
 اور پیا کی ایک لے



## ردیفان

(۱۸۱)

چند کے پیلے میں آفتاب کہاں	ساقیا آشراب ناب کہاں
چند گانے کہاں رباب کہاں	عاشقاں منگتے ہیں سماع گرنے
نقل مد کا کہاں کباب کہاں	مد کے پیسا بیاں کا دور پھرتا ہے
اُس کے آنگے تنک مراب کہاں	او کنول کچھ میں نہ سہرے سنور
ولے میرے نین کوں خواب کہاں	سو کہ دیکھو کہتے ہیں ساجن کوں
او کنول کچھ دھوویں گلاب کہاں	نہیں دکی ہے خماری نیناں میں
شرب کا وقت ہے شراب کہاں	صبح کے بن لے پھول کھائے ہیں
سور کے نور او پر نقاب کہاں	پرہے میں کیوں پھپھے گا اوجھل کاں
مجلس قطب کامیاب کہاں	مجلس شہساں سوائے ہیں

(۱۸۲)

منگیا جو توبہ کے میں صبح استخارہ کروں  
 ہنگام توبہ توڑن آیا کیا میں چاہوں کروں  
 چاہے (میں) دے دے  
 درست بات کہتا ہوں نہ جاسے منجھتے دیکھیا  
 شراب پیوں حریفان و میں نظارہ کروں  
 سجن کے مکھ تھے کھلے ہیں امید پھول مر  
 دندے کے سر کوں پھیر پھچاڑا کروں  
 دشمن  
 شراب خانے کا مسکس ہوں بکھ مستی میں  
 کہ لاڑا نبر یہ کروں حکم تل سوتا کروں  
 آسان  
 جو منج میں نہیں اہیں پر ہیز گاری کے کا  
 شراب خور کوں امانت لسا کیوں اشا کروں  
 اکے تخت دکو

پھولاں کے تخت پہ بلاؤ میر سلطان کوں  
 ۱۲۵۰  
 سنبل سمن کوں گلے ہانس کر سنا کروں  
 کا سنبل بنا کر

(۱۸۳)

پیانچ آشاہوں میں توں بیگانا نہ کر منج کوں  
 تیرا  
 رتی نہیں یک رتی تج یاد بن توں نابہ منج کوں  
 رہتی نہیں  
 گھر کا تیری کے بغیر نہ بھول تجھے

ترے گل تل رکھی ہوں میں ازل دن تھو ابد لک بھی

عجب کیا ہے جو نہ سر نہیں دھریں سا تو انہر منج کوں

دین پر کیسے ساتوں آسمان پر رائے

جہاں توں اں ہوں میں پیار منجے کیا کام کس کوں

نہ بت خانہ کا منج پروا نہ مسجد کا خبر منج کوں

جنت ہو درونج ہو رواف کچ نہیں ہے مرے لکھے

جدھر توں اں مر جنت جدھر میں اں سفر منج کوں

تو توں

جنت کوں ہو درونج کوں ہو مسجد بت خانہ کیسا

کسے ناجانوں میں معلوم میں کوئی تج بغیر منج کوں

ہیں تیرے بغیر مجھے

ترے نہہ مد کا میں مرست ہو متوال ہوں پیاری

شراب عشق

کہ اُس مد باج ناچر میں بھی ہو مد کا اثر منج کوں

شراب کے بغیر چڑھ کے پھر دوسری شراب

بنی صدقے قطب کوں نہیں آدھار کا حاجت

کہ دو نو جاگ منے آدھار ہے خیر البشر منج کوں

عالم میں سہارا مجھے

(۱۸۴)

سچ کی کھول کر کھڑکی میں فوطی طرح انہ میں  
 بہن ہو راتی ہو ہم شمس کے شوارس گھر میں  
 پون خوش باں ہوئے تیرے شمس کے کوں مجھ میں  
 خوشیاں سینے لویں گانہ اندر ہو شمس ہے تیرے  
 کہ شاید آئے دو لالہ یکا یک میرے منظر میں  
 چل آواں اولے جاویں کہ ہے حب کم داویں  
 کہ خم نزدیک تھے میلیں اوڑیاں خوش خوش کوثر میں  
 رتن قطبا کے ہیں زمون نہیں کس شہر میں مول اس  
 لیکر آووں جو بکھر ہوئے اس کا شہر حید میں  
 (کبری خریدی) حید آباد

سچی پھل اچھالیں ہو شمس بد نہیہ عمر میں  
 اگر لشکر لے آئے غم جھگڑنے عاشقان کے سم  
 شمس کے لالہ مدیا نے پرت کے غمے کا گلا  
 جو ہے تجہات میں تانتاں بجا مطر خوشی لانا  
 صبا توں باد کھلا دکھائے یار کے گھر کی  
 کتنا کہ تے بڑی باتاں کنگ کے تے خرافا سہا  
 اگر جنت توں منگتا تو آیم خانے میں منج ہو  
 رتن قطبا کے ہیں زمون نہیں کس شہر میں مول اس  
 لیکر آووں جو بکھر ہوئے اس کا شہر حید میں  
 (کبری خریدی) حید آباد

(۱۸۵)

باغ میں آ کہ بھنور پھول سوں کہیا نوچن  
 ناز کم کر کے کھلے پھول بہت تیرے من  
 پھول پھنس کر کھیا سچ نار ٹھسوں لے  
 عاشقان اکہیں معشوق کوں یوں سخت چن  
 گر ہوس ہے تجھے اس لعل پیالے تھی تراب  
 حشر لک باس محبت کی نہ آسے اس کوں  
 بہشت کے باغ میں کل باو کے ان لطف سے  
 جن پشانی بیتیں جھاڑیاں نہیں مخانے انگن  
 حشر لک باس محبت کی نہ آسے اس کوں  
 بہشت کے باغ میں کل باو کے ان لطف سے  
 ہوں کہیا جم کے تخت کوں کہ ترا جام کہا  
 عشق کی بات نہیں او جو زباں میں اس کی  
 سا قیا آ کہ پیالہ اے کہ بس کر یوین  
 ساقیا آ کہ پیالہ اے کہ بس کر یوین

قطب کے صبر و انجھواں دے دیا کوں ابھک

کیا کروں عشق نہیں دیتا ہے یو بات چھین  
 چھینے

(۱۸۶)

کہاں ہے چھاؤ شاہی ہر یک پنکھی کرے پنکھ میں  
ہما کے پر میں ہے اے مرتبہ سارے طہور میں

ہم شوقاں کے آہاں کے جو میں بھریا ہوں  
نہیں کس بان میں اوتار گی ہو کس طہور میں

اور

وہ

تیر

پلک پرتیں پلک مائے تلک سودل چورائے میں

نہیں دیکھیا ہوں اے پنکی کسی نزاں کے حورائے میں

نبی صدقے قطب کے شعر کی بحر میں باری

اگرچہ شاعران باندے ہیں شعراں لے حورائے میں

کئی

(۱۸۷)

سکیاں جیواں چرانے اب نوی ترزاں نیا ہیں

دل

چرا کر عاشقان کے جھولٹاں میں لے چھپایاں ہیں

دل زلفوں

جو کہتے آج تک جگ میں نہیں کوئی جیو کوں دیکھے کر  
سوچ آنکھیاں دیکھ ادھر اُدھر <sup>روح</sup> دوتھے جیو آں پایا ہیں  
بیری ہونٹ اُس سے

جو جگ عشاق عاشق اُس لبوں کے ہو دیئے جیواں

سو جاننازاں ہر عاشق کر اچھوں پیار یا نیا ہیں <sup>دل</sup>  
اب تک

۱۳۸۰

جو توں کھا اپ نمک لب کے بدل بوسے لیں جیو عاشق  
بدل بوسے جیواں لیکر نہ دے بوسے تیا یاں ہیں <sup>اپنے</sup>  
دل

عجب وعدے دروغاں ہو دو غاویں عشق بازار کوں

یکس میں بیک دعاوی چوچ نرس دن چائیاں ہیں <sup>رات</sup>

سہیلیاں پی سرنگ نیلے دھڑیاں دنت جھلنے کیاں لا کر  
نثراب کے دانت کی

نفسے چاند ل... نرس میں دن سوراں دیا یاں ہیں <sup>چٹکا</sup>  
رات سوچ

نبی صدقے نوادیاں تار یا توئے شو یاں کے نو قصے  
نئے تیروں  
نول قطبا کو کہنے دونیا یاں سونپا یاں ہیں  
نئے وہ سے

(۱۸۸)

ترے گل کال تھے اے دھن ہوئے میرے بن گلشن

سو پتلیاں بھونرے ہو پھر تیرا <sup>عورت</sup> دیکھت اوس گلشن <sup>آکھ</sup>

سکلا کز اے پھولاں کوں مانند تیرے مکھ کے کر

لگے مرغو لئے بلبل مرے جیو کے بھرن گلشن <sup>دل</sup>

کھیا پھل غنچہ دھن تیرا دھن ہر کر خوش ہو کئے

مرانے تھے دھن میرا ہوا تیرا دھن گلشن

جولے ہمت آرسی پیاری دھن میں اپنا مکھ تو

ہوا ہے سر بسر زل ترے درین کا تن گلشن <sup>دیکھنے کے لئے</sup>

دے یوں پاج رنگی پاپ میں زناں میں تن دھن کا

سمن پاتا میں سہتا توں سہے دواں تن ترن گلشن <sup>نظر آئے</sup>

اس طے



۱۳۹۰

سُرگ بن کا نہال ہے کر کہنے ناری کون دیکھ نینا

باغِ جنت

لنگنتی جیت جیت ہنس کر تو ہوئے منج گھر انگن گلشن

نار سے چلتی

نبی صدقے قطب شہ آج یو بھیداں عجب دیکھیا

جو کھلیا دھن کے نیناں تھے طرف چار و گلشن  
چاروں

(۱۸۹)

پیارے گرچہ میں تہج بن نہیں تل رہے سکتی ہوں

تیرے بغیر

و لے لوگاں کے ڈرتے بھی اپس میں کون نہ لکھتی ہوں

خود کو مقید سے

چھپی چوری کہ ہیں تد میں کیٹ پاتی جو ہو کیں تہج

تو دیکھ تہج مت ہو جیوں مہر ایس میں اپ ٹھکنتی ہوں

مور خود ہی آپ

لگی تھی میں انا چنتی گلے تہج پھول سوں یک دن

تد ہاں تھے سر تھے پاواں لک اچھوں خوش ہو سکتی ہوں

تب سے پھر سے پاوں تک اب تک

مرا بس موعے تو اُلٹ پٹ ہو تیج میں جو دینے میں

تیرے ہاتھ دل

کہ فرصت میں کروں کیا فکر اس غصہ تھے پکتی ہوں  
نہیں

تسوں میں بات کرتی تو تھی دو تن بیٹوں اس تھے

غیر رقیب قریب

نہ پتیا چھانوں کو اپنے کھڑی جسا گا دھکتی ہوں  
بھروسہ کیا جا

دو تن کے جھوٹ کوں سچ ماننا توں یو تو واجب میں

ہیں طے نہیں

دو کیوں کے جھوٹ آج کوں بری جاں سنکتی ہوں  
کہے

قطب شہ مست ہوں اس وقت پر توں بخش ہو بخجوں

نہ جانوں کیا کتی ہوں میں نہ جانوں کیا پھرتی ہوں  
کہتی

(۱۹۰)

چند من جھکنا اوکھ سمن

چاند کا طے

ناز چھند سو کی لگی لالین بسن

سے کیوں زبان

کو پوں آئے ہیں شہ میر انگن

غصہ سے

کیا ہوا ہے سہو میں منج تھے کو

مجھ سے کہو

سب سہیلیا میرے ستر تانیاں  
 ناہو سے منج تھے کدیں ابال پن  
 نہ ہو کے مجھ سے کبھی یہ بچپن  
 لائی ہوں یونہی میں تو دیکھ نین  
 دل سے کو  
 مصطفیٰ احمد علی قطب استنبی  
 سے

او پری ہوڑاری شہ پر نورتن  
 وہ اور

(۱۹۱)

پر تے دعوے دوتن کرتی سہیلیا  
 ولسہ مرکز نہ بوجھے عشق باتاں  
 جیسے روں میں بھریا شقی منتی  
 تو اس کوں نیہ کی منتھ میں سزاں  
 بہو چیل چیل گن گیان گائیں  
 کتیا پیو کے ادھر تھ دیو جاہاں  
 جو بن دے کر یا چت لولا چیت  
 کہ دیو سے تھ سجن اپ حسن نگاں  
 پیا کو دل سے دل  
 تھے اپنے (کے)

نئی صدقہ قطب من پھول کلیا  
 (کے) دل کا کھلا  
 تو چوند صرب مہکتا جیو یا ساں  
 چاروں طرف دل کی خوشبوئیں

(۱۹۲)

فصحا جیو باندی ہو تیرے میاں  
 کہ پیچا کیا دل مرا تیج ادا سوں  
 چھوٹا دل باندی  
 بہت دھات سیتی بھلائی سجن کوں  
 کہ پیوڑوں ادھر کا پیالا منقا سوں  
 بہلائی  
 سکل سد بد کھوی ساجن پرت میں  
 اوکھ شمع پر پھولی ہوت جیا سوں  
 اس  
 عشق کا بچھوڑا نکہ مارا ہے بچو  
 اتارواپ دھرا ل کے دار میاں

نئی صد نے قسطا کی ہو نہہ کی تانی

تو پائی ان وصل نس من عاسوں  
 اٹکا رات

(۱۹۳)

پیارو تیں من مانتے ہیں  
 سجن کے من میں بھلاتے ہیں  
 کچھ چہرہ آنکھیں متوالی  
 سرج نمے جب ..... نیکلے  
 سرج کرک طبع  
 او نازوک قدر موجب ڈولتا  
 چاند  
 تو چمنناں کے پھولاں سہاتے ہیں  
 چمن  
 زیرا تے ہیں

اجت کے کرن سحر و مالاک تیں      چند رکھ کے خواب اڑاتے ہیں

پرم کی رنجھا اُربے سنس سنس      چاند جیسے چہرہ کی سب کھلاتے ہیں

پیارے سو ہنتر پرم دیکھ کر      سکی من سوں اپ من ملاتے ہیں

قطب شاہ کی سیج سنگرام پر  
بستر وصل

۱۲۲۰

نول مل کہ دو تن کھجاتے ہیں  
نئی رقیب شرماتے ہیں

(۱۹۴)

ایک چھن خبر کرے صبا موہند رندستان کول

اپ زلف کے جگل منے ہلجائے منج نادان کول

اپنے میں پھانے مجھ کو

مور در دست عشق کول ہرگز دوا کردنا کیسا

گر پوچھے منج کیا کام ہوئے تیج حسن کے رجحان کول

تیج شکر ایسے بول تھے تیج شکر سب کم ہوا

شہر بدخشاں میں نواروں لعل ادھر کے دان کول

جب نغمہ داؤد توں گاوے یونہیہ کے بن منے  
سُن کو ملاں الحان تہج سجد کریں شکران کوں <sup>عشق</sup> <sup>ہیں</sup>

اغیار سیتی بولے کیوں بات منج جو انس کا  
یک تل کی صحبت میں پیالہ سرے ہمیں پیمان کوں <sup>یرے دل کی محبت</sup>

رنگِ محبت نا دیکھیا پہو کھ میں بتنا میں چھپا  
کیسے دعا و سحر سوں اپنا کروں جاناں کوں <sup>دیکھنا</sup>

شعرِ معانی پر سدا کرتے ہیں اعطاس سب سماع  
اُس یاد سوں یک دو قہج ساقی پلا خاقان کوں

(۱۹۵)

کہ جیوں بلجے مگس کے پر محبت شہداساں سوں  
مگر دیوے خلاصی منج کوں اپنے نہیہ کے ہاتاں سوں <sup>جس طرح چھنے</sup> <sup>ڈھیرے</sup>

بھلایا نھنواؤ منے جیو مہر اشکران سوں  
کتا پر مار یا اس نے کمت پاووں خلاصی میں <sup>بھولا</sup> <sup>بچے کی طرح دل</sup> <sup>کتنا</sup>

خیال کے سوچا نیا سون دیکھا لہو ریل میں نہ ہکا ۱۷۳ ستار کا سو خال اس کہہ اور پر دیئے نواں سو  
 نہیں ہے کچ اے جو کرنا بوجھ اس کچ کوں بگمیں اگر بوجھ تو بوجھ ہو سورج علم جاناں سو  
 شگافین کی جو میر ہو مو کوں پیوین کچیا ازل تھے خاک بی کوں گھر ہیں عشق فرماں سو  
 ترک نہ ہر چر کر آج جولاں دیو میداں میں کہ کھیلو ڈاؤیک تم داوستی اپنے منشاں سو  
 لئے جنابوں ڈاواں گائے ہم بھاگ گردن تھے کہ دل کو ہوک بلبلیا ہمارا ہات چوگاں سو  
 بہتوں تھی تم سے آرزو تھا ڈاؤبولوں کر ہوا جیت پیر منج دید بسیرا بایں جاں سو  
 بہت سے

معافی کہتے ہیں لوگاں پریشان حال ہی تیرا

کہ لب دیا جو میرا باز اس زلف پریشان سو

(۱۹۶)

کجمل آنکھ کا علم پکڑیا ہے رولوں کجمل آنکھ کا علم پکڑیا ہے رولوں  
 جے کوئی یکوں تیرا رکھے آپسے کہ ہوئے سب شہاں میں جوں فریدوں  
 جو طرہ اپنے مش

فلک پر کا دیانی شعلہ جاوے      کہ اُس شعلہ کے انگے کیا ہے جیوں  
بھٹی کی پھوکنیاں پھوکیا ہوں دل سوا      اُسی تے ہیں تیرے نیناں پُرافسوں  
منتہر پر راکھ پر چونڈھر سے ہیں      عجب سے پے نہ بوجے راکھ مصنوں  
تمن نوراں تھے ہے بے نوز حوراں      تمہارے نور تھے جنت ہے موزوں  
تراوے آس کے پانی میں مچکوں      کہ غم دائیا مگر میٹھی لے میچوں  
دنیا کا باٹ منجکوں دور دستا      خوشی سوں پی تو یکہ پیالے گلگوں  
ہمارا عشق ہنستا عاشقاں پر      نہ بوجھے عشق مولیٰ اے محبنوں  
تری بیزی تے دیتے بنزور قالاں      گلالی رنگ مے چوتا ہے اجنوں  
نظر آئے

معانی کے چمن تے پیچے ناباٹ

دے سب شعر میں میٹھائی افزوں  
نظر آئے



(۱۹۷)

وونا زک ناز کی تھم کاسیتیں کرتی ہے بے دیں  
کہ اس جوتاں کی جھلکاراں میں باندھ لیں

تمن مکھ روشنی شا بان بوج چن دیتے ہیں تاواں

بچائے تارے دیے کاں تمن نور انگے اے سائیں  
نظر آئے کہاں آگے

ہمارا قصہ ہے شیریں کرو ہم قصہ پر تحسین

۱۲۵۰

کہ کہنے خمر و شیریں ہمن آنگے نہیں شیریں  
ہمار آگے

لکھیا تیج ناؤں دل میں جب ہو مقصود جیو کا تب  
تیر نام

تدھال تھے شعر میرا سب ہوا ہے گوہر رنگیں  
تپ سے

محبت پنتھ کوں جو کر نوار یا آپ کوں تو پر

لیجباؤ تم خضر ہو کر منجے اس کعبہ کے تائیں

نبی کی بندگی لوٹیا صفاں کسے کیا توڑیا

عشق کے صدر پر جوڑیا تنکیا بھو عزت تمکس

رقیبیاں میری اماں کے کریں کو تو ال کوں آہ کہ

مودل بیٹھا ہے شائستہ دسوں تو جوت سو پر دیں

نہیں اس کے ہر دوز گن بھویں کاٹے اسے چوند کس

ووکاٹے کا چوبے نابس کلیاں دستیا ہن جوں نتریں

معانی ہے گنہ گار رکھیں یارب آپ آدھارا

رکھیا ترسیرے دربار آ کریں اس کا دعا آمیں

(۱۹۸)

غم کے کپڑے پھاڑ مٹ کر میں موار تھے جواں

نقل آدھرا کا سکھ ہے منج جیو پر لے دسنا

ہونٹ میرے دل

نہیں کی بندیاں تھے حوتا ہے شراب رنوں

لعل تیرے کھاتے یا قوت کا پیالا پلا

ے

سام سیراں بھنواں کا چک اُچانے ناسکے  
منج اُپر کیوں کھینچتے ہیں غصے لہ زوریں گما  
میں بجانوں شہت جنت میں تیں کس جنت کی حور  
کافرو مومن کریں تہج دیکھ کر چیخوں فغاں  
تیری میٹھی بات تھے پچی شکر و جگ منے  
تو جہاں میں بوجھا دوں بکا تاہر و اں  
تاب وری کا بہو میرے اوپر کرتا ہے زو  
نثر بنت اس قند کا چکا و اں تھے منج دہا  
تیرے کہنے بن جے کوئی ہنگام میں کہنے بڑے  
بہو عجب ہے اے کہ نہیں تہا گنگ اس کا زبا  
کرتے ہیں باسا خیاں لہ ہمیں تمناسنگ  
میں کہا ہو تم کہا چھوٹے کریں لوگاں گما  
اے معالی تیرے رازاں تھو مئے آگاہ  
تاج توں کھراو پر ہے اماں کا نشا

(۱۹۹)

عشق بازار میں اونہن جو خمار اچھیں  
ساقیا پھاڑو ورق غم کا کہ شرار اچھیں  
بول آن بول کے چلتے ہیں ہمیں سیتی پیا  
ہم ہم پڑ کریں پیو دے ہم یا ر اچھیں

چند سو بچ کال اوپر دیسے جہن کا چھاو لو  
چاند (جیسے) نظر آئے  
نہاے نہن سیاری منے ہے نیز جہن  
آنکھ کی ہیں آب حیات  
جن جنم ناں بند تہخانہ کے لوگاں منجھو  
جنیو نہ باند ہو  
برق تیزاب کا تر و اربہوت تیزا ہے  
فراق کے  
کیوں کروں چاند سو بچ تار یا سول تہن  
سے نہیں  
میرے درداں کا دولہا تمہارا شریک  
نظر سے

ابروں اس کوں برابر نہ کریں غار اچھیں  
سے سمجھیں  
اس تھے اس چشمے میں الیاس و خضر اچھیں  
اسلئے  
میری گردن میں کرن کے زنا را اچھیں  
۱۴۰  
ڈر نہیں منجھوں سپر منے جو دولا اچھیں  
دم بدم سپر من حسن پاشا اچھیں  
تہاے  
سو حکیم آویں تو اس کام میں بیکار اچھیں  
(۱۰۰)

سجائوں کس گھڑی کیتے میں معانی نظر  
کرتے  
اس کے دل میا نے علی مہر کا گلزار اچھیں  
میں رہے

(۲۰۰)

پیرت کے ڈاواں کھیلنے تہ سول میں ناہار سول  
تہ سے کبھی نہ ہار سول  
تہ میں رکھوں کیا کام جو جو عشق پر ناوار سول  
کس کام کے لئے دل نہ دار سول

جوں منج بسر تے ہیں تمیں تم نا بسر تے ہیں  
جس طرح مجھے بھولتے ہو کو نہ بھول تم

ہمنام بن ناگیں جسا تاہوت دشوار سوں  
ہکو تہا کے بغیر گزارا نہیں جاتا بہت دشواری سے

جوں جو سینے تلے تن دوں جو منگے تے سوں ملن

جس طرح روح سے ملا ہوا ہے جسم اس طرح دل چاہتا ہے تجھ سے ملنا

دو نین پیانج دیکھن کچھڑا نہ اپ دیدار سوں

آنکھوں کو تیرا دید اپنے سے

کیوں رہ سکوں تے سوں کیٹ جانا مجھے ہر تل کیٹ

مجھ سے تنہا جلا مجھے لہو دشوار

لائے ہیں چورے اجوٹ تم آپ لے پڑا سوں

مارنے کیلئے

دالے مدن صاف منجے پانی نہ آن بھاٹے منجے

مجھے کھانا مجھے

یک تل برس جاوے مجھے کیا پوچھے تے سوں

ایک لہو برس کی طرح گزرے مجھ پر پوچھتے ہو بار بار

جب تھے جگت میں آئیسا جو جو منگے سو پایا

سے دنیا آیا دل چاہا پایا

دور اذ کر کا لائیس میں تیرا کرار سوں

دوری تیرے لایا

جب لگ ہے تن میں نے جیات لک ہو تے سوں پیا

پیک میں روح تیرے ساتھ

قطبا جیاد دل باندا حضرت نبی دربار سوں

جی سے باندا

( ۲۰۱ )

پیا جوں جوں ملے تیوں تیوں دوتن دل داغ جالی  
 رقیب کے دل پر <sup>جلائی</sup>  
 سراسر دوتنی کے تیں کری جوں زراغ کالی  
 رقیب کو <sup>مثلی</sup>

پیا سے آج کل آویں گے کر لے اس لارہ کر

ہر یک تل کوں قرن کر کر گائیں باج ٹالی میں  
 کے بغیر

جہوں میں جا گئے میں تج، سیووں سپنے منو بھی تج  
 تجھے دیکھوں خواب میں تجھے ہی  
 جہم تج دھیان میں گھٹیا نہیں موں تج تھو خالی میں  
 تیرے

تمن ن دیس منج ہنس ہی تمن سوں منج دن ہے  
 تمہارے بغیر دن میرے لئے رات، تمہارے ساتھ رات مجھے  
 کھڑی اک پانوپر جوں سرو ملنے کی اوتالی میں  
 کے پاس

نئی صدقے قطب کن میں بچن کہہ جاتی کے منکر  
 سکیاں سب گواہی ہیں تو بات کرتی دیکھی خالی میں

( ۲۰۲ )

کسائیں پاس سیر ہے کہ دیکھی آج سینے میں      اٹھی جب ہڑا کر میں دیکھی سیج اپنے میں

پیا کی چھاتی لگ کریں ہی تھی چھپکے چھاتی میں      ہنساں تھی مجھ دو تن کاٹے جو مرے تھی تو چھپنے میں  
جہاں سے یہ رقیب نکال

نہ بوجھوں تج پر میا میرا چہریت کیوں آوے گا      نہ منج میں صبر تاج مہر جاوےں قرن جینے میں

تماری کون تم کوں میں کہ ہیں بھی یاد آئی تھی ۱۴۹۰      تم جینے تھی نس من میں نیم چہر جوں کھینے میں  
ہندہ ہی قسم تم کو کبھی      تم کو یاد کرنے سے رات

بنی کے صدقے سے قطبا بھریا ہے عشق کا بازار

جک سنگتا ہے سوداگر نفل کھ میں ہے تینے میں

نفع کچھ نہیں دے بھاؤ کرنے میں

( ۲۰۳ )

پسینج عشق کوں دیتی ہوں سُد بد پر جو دل میں

ہموز یک ہوک نہیں ملتا کسے بولوں تو مشکل میں  
ایک نہیں

خوشی کے انجھواں سیتی بھرائی سمدراں ساتو  
آنووں سے سمدراں ساتو

کشتہ کے وصل کی دولت کرے درگج حال میں





ناسک کے ناکر سو دھن بھون کا بھونک  
 بے سد ہو کہ ٹھارا پر تھے کھیا نہیں  
 دو تن جدائی پاڑنے تدبیر کی ولے  
 سائیں ہمارا ہم تے کہ صیں بھی رہیں  
 صد تے نبی کے دیپے مرا بھاگ سو رتھے  
 چلے سوچ سے زیادہ  
 پنختن کے چرن باج قطب کھیا نہیں  
 قدموں کے بغیر  
 (۲۰۵)

پیا کس سات جیولائے کہ سمجھے کس کوں جانا نہیں  
 عاشق ہوئے سمجھے کسی نہیں  
 جو آسوں پوچھنے جاووں آساں بات آتا نہیں  
 آنوں آہ  
 پیا تو شرط بولے ہیں کہ میں تج سبج آووں گا  
 تیری (پہ)  
 ولے منج سبج آئے باج میرا دل پستیا تا نہیں  
 میرے (پہ) بغیر بھروسہ کرتا  
 کہتے ہیں باغ میں گئے تو گنوا یا جائے دکھ دل کا  
 کہتے  
 ولے مکھ باغ پیو کا دیکھے بن منج دکھ حسا تا نہیں  
 بغیر میرا

پھولاں سب باس کے بن میں کھلے ہیں من بھلائی  
دل کے بھلائے کیلئے  
ولے پیو باس عرق بن باس بن ہر باس بھٹائی

محمدؐ نانوں دل میں رکھ محبت سوں محمدؐ توں  
کانام سے اے محمد قلی  
علیؑ کے عشق بن کج کام بھی جھکوں سہا تائیں  
کے بغیر کچھ پھر مجھے زب دیتا

۲۰۶

سکی نہیہ کانین مندر کیا میں	جیا جیو جیو کا جیو کر رکھیا میں
کی محبت آنکھوں کو	رکھا
جیسے روں میں مرا جی تائیں میں	تجھے جینے تھے دو جگ میں جیا میں
یا دگرے رداں تیرے لئے رات	تجھے یاد کرنے سے زندہ رہا
نہیں سینے میں باندی تیری صورت	تو تیرے نور پر تیناں سیا میں
آنکھ تو اب باندھی	آکھیں
خدا جو رکھیا منجھ ہوسنچ کوں	جدائی جانتی نہیں ہوں پیام میں
رکھا مجھے اور تجھے	نہیں
دیا ہوں دکھ کی باتاں دکھ کے تیں	جے کچھ سک کے بچن تھے سولیا میں
	جو کچھ
نئی صدقے فنا نا جانے قطبا	محبت میں بقا پیا لا پیام میں
	(کا)

( ۲۰۷ )

اُجا لا جگ منے جھگلیا جو باندے بال بھولی جوں

ہوا پھر رین اندھار بندے سو کیس کھولی جوں

رات کی تاریکی باندھو چوہ بال

لٹکتے جب چلے سودھن کے ہیں چال ہنس کی کا ل

بنے بن پھول سب بھرے جو ہنس کر بات بولی جوں

ہرمن ہیں

منجے جب دیکھ کر سودھن دس تل لیاے لب دے

دس نابات ادھر امریت کے پانی سول کھولی جوں

دانت معری ہونٹ آب حیات

کر و اب عاشقان دل گھٹ بچن معشوق کا یک نہیں

وفا کے اچھراں جو تھے سواپنے دل تے دھولی جوں

سے

حروف

محمل کا محبت آ کیا ہے ٹھار منج دل میں

علی گھر بھیک منگنے تھے بھرنج دلی جھو جوں

سے میر



اے دھن گھونگ میں ناز کے کیتا چھپا کے آپے  
عورت کتنا

کی منج میں تاریاں میں تاج مکھ جھمکاتی نہیں  
کیوں یریا اٹھوں گا آؤں تیرے پہرے پہچاند کو

خانا بتی صدقے قطب عاشق کہتا ہے ترا  
خاندان کھانا

اس بن یقین پہچان توں بھی کوئی تاج ساتی نہیں  
کے بغیر پھر تیرا ساتھی

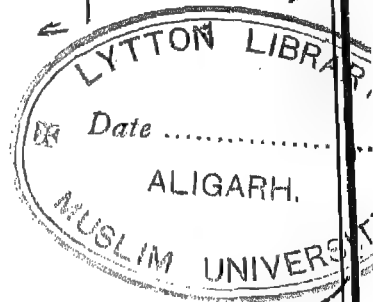
( ۲۰۹ )

اولالے عشق کے دل میں ہلاک جاں موں کرتے ہیں

نجانوں اے اولالے ہم سوں کس فرماں موں کرتے ہیں

ہیں میٹھے ہیں غم کشتی میں بادِ موافق کاں  
کیاں

صبا توں بادِ طالب لیا کہ جنگ طوقاں موں کرتے ہیں  
تو



سکندر کا ہے دین ہانت تاج سب راز و ستارہ

ہمارا راز جان انجان ہو باں موں کرتے ہیں  
نظر آتا

۱۵۲۰

بساط دنیوی ہے بڑبڑاتوں جان اے غافل

وفا اس میں نہیں گر عشق سوں کا مان سوں کرتے ہیں

پرت گلزار میں سب بلبلان الحان سوں کہتے ہیں

ہوا خوش دیکھو باتاں رات دن پھول سوں کہتے ہیں

مرا صاحب لیائے تخت ستارہ چشم جگ میں

غوری اپنی شاہی کی ہمن موراں سوں کرتے ہیں

ہم اے شاہ کی شاہی عجب حکمت ہے لقمان کن

پتاتے دوستان کوں دوستی دندیاں سوں کرتے ہیں

شراب تلخ دے ساقی کہ رنگ اس تھے شفق پاؤں

اولمخی کا اثر بیٹھا ہمن مستان سوں کرتے ہیں

جوانی کا عجب ہنگام ہے پھر کر نہ آئے او

کہ اس ہنگام کی خاطر بہت دریاں سوں کرتے ہیں

اس

منجے تنج عاشقاں کی بزم میں ٹھارازہ تھا لیکن  
پرت بازی ہماری سب پرت بازوں کو کرتے ہیں

خزانت عشق کا تیرا کیس منج بے عبادت کر  
جراحت پر سلاب ناز کی مڑگاں میں کرتے ہیں

نکو جانی سلیمانی ہمیں ہر قسم پری رو بیاں  
دو اسب عاشقاں میں منج اپس ہاتھوں کو کرتے ہیں

معانی نابو جے خوبی برائی پیسہ دارو کی  
ہزاراں شکر مودار واپس ہاتھوں کو کرتے ہیں

میرا علاج اپنے ہاتھوں سے

( ۲۱۰ )

خدا کالے نانوں پر پھل کھلائیں ۱۵۴۔ تو تازے اُپڑنا سے بھی بار لیا ہیں  
بیکر نام بخت کے پھول  
یک بیک بھاؤ ہو ریک بیکت  
سو کھ شہر میں نے یک یک جلا ہیں

اور بند

سودھن آسمانی انجیل اوڑی ہے <sup>نازنین</sup> <sup>اوڑسی</sup>  
 سوچ چاند خساواں جگر گائیں <sup>وہاں</sup>  
 منجے ایک کرجا نوں ناچار کر <sup>منجے</sup>  
 منجے ڈھونڈ نہ جیو جوتی سو پاپ <sup>منجے</sup>  
 صراحی ہنایا سک او صبر بخیریاں <sup>ہاں</sup> <sup>پوٹ</sup>  
 نین سوگی زرغون سوں نہیہ بھڑپاں <sup>آکھ (سو کے)</sup> <sup>عشق ناشراب</sup>  
 صری سنبلا جگ منور کرے <sup>پیا لے سو بہت مور ہو کر دپاں</sup>  
 پیا لے سو بہت مور ہو کر دپاں <sup>ہاتھ میں سوچ</sup>

قطب نہیہ کے دھو سکی کرتی تھی

نئی صدقے اکوں اتیاں آزاں

اب

(۲۱۱)

پتلیاں مصلی طاق بھوں اس لہنیا زکول  
 احرام باند کر سو کھڑیاں ہیں نماز کول <sup>باندھ کر</sup> <sup>کھڑی</sup>  
 پکھاں طواف کرتے ہیں کعبے بن کول  
 نامد عابر آئے آپس دل کے راز کول <sup>کعبہ</sup>  
 ہاتھ کو دیکھ چکے سو جو بن کول <sup>کعبہ</sup> <sup>چشم کو</sup>  
 ہاتھ کو دیکھ کر <sup>دل</sup> <sup>پر</sup>  
 باندے ہی چھچھوٹے میں سیامی ابھال <sup>باندے</sup> <sup>سیامہ بادل عورت</sup>  
 ۱۵۵۔ بند خوی بریں سانت نمن سر و ناز کول <sup>بوند پسینہ کے</sup> <sup>کی طرح</sup>



کرتار ہر یکس کوں دیا ہے ہر ایک کام  
خالق ہر ایک کو <sup>ایک</sup> بھومنتراں میں پالے سپار اسو ایک ناگ  
لا گیا ہے کام عشق کا منج عشق باز کوں  
روں روں سنپو لے لبد ہے میں غمہ باز کوں <sup>مچھ</sup>  
ہر ویں میں

حضرت علیؑ کی لے کہ درازی لے تمام  
(پئے) (کی)

صدقے نبی کے قطب کی عمر دراز کوں

(۲۱۲)

کنگی چھٹ بات تھے دھن کے ہری یوں پیام بالائیں  
چھوٹ کر ہاتھ سے نازنین <sup>ہر طرح بیاہ بالوں</sup>

کہ جوں چند رازد کرناں میں مل دستا بھالائیں  
جطرح چاند سے مگر نظر آتا ہے بادلوں

نہیں تیلی سیبہ جوں مشک جوہر جام بھرتہ پیا  
آنکھ کی

جرے ہیں جوہری نیم نچھل لیا موتی ڈھالائیں  
لا

کریں جوں سیر پانی میں بھونگ یا ہی اپس میں آپ

دیس تینوں عکس بالائیں کے سودرین صاف گالائیں  
نظر آئیں اس طرح بالوں آئینہ کی طرح گالوں

گلا لی لال پھانکھان دو آدھری پروال میں دھن کے  
تین جھکار جون دامن چمک ہیں پھول مالان میں

پینگ دل عاشقان کے مل رہے جلیں کھل ہو کر  
سوتیں بھٹن تو چھو کوئی جون نوری ہلا لاں میں

پون جوں بیچ کھاؤ نڈالے صبحی ات تنک پن تگر  
دیے نازک کمر تچ ووں خمار می ول چالاں میں

عجب کچ کھان مخفی تھے سو گرٹ پر قطبے دل  
جواہر سمڈراں ابلیں ہر یک تانے خیالاں میں

( ۲۱۳ )

تیری دوری تھی مرد کون نہیں یک دم قرا  
پہلی منے تلموں موتا جولد مد دور توں

تیری مجلس کا سوا باقی پیک پر یاں مست ہو  
ہشت جنت میں تھی کجنت کی چنل عورتوں

سب ساریاں کے نین تھی پردہ تھا حجبِ نین پر  
تیری دُستی تھے اُڑیا پر عجب ستورتوں  
تجِ نین بجلیا تھے بجلی سب سیلیا کی چھپی  
سچی دُستی ہے سندر جیوں طر پر کا نور تو  
سب فقیہاں مل لاف ٹرک کہتے بے رُو  
میرے دل کے شہر کوں وایم رکھے معمورتوں  
پند گویاں تھی ہوا ہوں عاجز و بیہوش میں  
میں سوا شوق بانوا و علم میں سنیپورتوں

کوئی بوجہ رمز تجھ بن قطب کا

لب شکر ساقی پیالا بھوک ہے مفتورتوں

(۲۱۴)

بھواں کی کوشکی جب تھی تیں چڑے کما  
سوارِ رخس مٹے جیوں کہ رستم دشاں  
تماری نازی کی جہاں جو کے باغ پری  
چو سے وواوس تھی ہر دم شرابِ لعل رواں  
وہ باس اپنی پری ملوں چھید تا دم دم  
ہر یک بھول اپن وضع سوں کھائے کتا  
ہڑائی کرتے ہیں سب بھول اپنی باسا کی  
یکایک آتی تھیں بھول باس اونوں کا میاں  
ان کے درمیان

تمارے چھن کے کرشمے مومن علم بر سر عالم  
بغیر سحر کوں کھینچے ہیں طالبان کوں دواں  
کہاں بوجھیں انوں جھڑتا ہے اس تھوڑو جہاں  
دکھاتے شیوے عجائب منج اس ماں کے بناں  
شراب صاف میں دھو کپڑے غور کیا  
رقت کے مکھ اوپر توڑتا ہوں تال تیاں  
کہ سات سمندر من سمسکرت علم ہے  
تو توڑے حیرتہ کاری دکھا دے اسکے گناں  
بھولیا ہے جیو مراں کے تل کے خال اوپر  
کہ پیرے میں منجے چونکہ ہر تھے اسکے موخاں  
فریقتہ دل سمندر کی طبع

ہزار شکر الہی کا کرتا ہوں ہر دم

دعا مع فتح کے بجتے معافی شاہ نشاں

۲۱۵

بلبلان کرتے ہیں باتاں خوشی تھے پھولا سو  
منج دے سچ دے سچ نہا آویں گے جانا سو  
کر سونا سو میں راستی کی بات کھیا  
نیمہ تراز و منے جو مکھ کر کھیا ہوں منسا سو  
عشق کی میں

مے او صبر لعل تھے منگتا ہوا پینے ہو دن تھے  
 ہونٹ سے چاہتا بہت سے  
 تخم پیر کا ازل تھی پیر میں دل میں مرے  
 سے بولے محبت سے  
 عشق کے باغ میں کل باو محبت کا ہلبیا  
 آہنی آرسی کا لاف سکتہ نہ کرے  
 عشق کا بات نہ آوے کہنے ہو رکھتے ہیں  
 کہنے اور  
 تمہارے شہر میں بیٹھے ہیں ہند ہو کہ ہمیں  
 تمہارے

کون اُور دن اچھٹا کیا لہ پیوس ہنسا سو  
 ہوا  
 تو تم بات کوں جاوے کروں پلکا سو  
 تھناری  
 کروں اسپند لے ڈرتا ہوں اُس پائا سو  
 تیرے ہمت آرسی دکھ گم ہوا اپنا سو  
 ہاتھ میں بیچ کر  
 ساقی پیالہ پلا ہو رقص کرو ہمناسو  
 ہمارے ساتھ اور  
 کی نہیں کرتے تیرا نہ ازی پس نینا سو  
 کیوں اپنی آنکھوں

صبر گزریا ہے صبری تھے معافی تیرا

برہانند ہوا لطف کرو نازا سو  
 فراق سخت

جدید بچوں تو دے حسن تیرا میرے  
 نظر آئے  
 پیالہ سر تھے یون کا قریب کے بہت تھی  
 پھر سے ہاتھ سے

کہ دل چمن میں تمہاری باسن جیسے سن  
 کہتا ہوں خود  
 کہ مستی کوں چڑا کر پھر و انوں کے ننگن  
 ان

تھڑی کے رشک سے تھے جھڑپیں گئے ۱۵۹۰ تو زیر دیکھ کے یو چھوڑا ہے آپ دین

تو نار جھاڑ تھے پھل چھنے پاناں لپیڑے پتہ میں دل ہوا قصہ دھننے رتن

خبر ہو بھال کا بھی جو من کے حاجب ہو لہو سہاری یاد تھے جیتنا ہو سب خطا حتم

اوبت کا ناز سے کچھ ہر ایک نے نہاں مل نظر ہمارا سوچ دیکھ کر لیا یہ چوں

کرے سوال معالی تمہیں سوال بال

کہ سوال دیوین تو کیا کم ہو گیا حسن میں

دیں آنکھ کا تو بار طسرح عشرت کہتے ہیں خوش کھان جا کر توج پھلزار صحبت کہتے ہیں

گوشت پھل جھاڑ خوب اب میں سارا نہایت یک کیے پھل جھاڑ تل او جھلک ت کہتے ہیں

کاہ پڑیا تو عاشق کوں کہ جنگل و باغ چندریاں ہر روز مجلس کوں سو نوبت کہتے ہیں

آہ ایسے تنہاں کہ جو اچھے جگت آئے بھر سوہائے تائیں سو رنگاں سو فرت کہتے ہیں

وقت آو آیا کہ اس عالم میں بہت آوے پھٹ  
پی شراباں کیوں کہ کانٹے سوں امت کہتے ہیں  
دوست اکھو وضع ہے پیناں کا کب شرم نیک  
ہن ناں میں مست اس جام محبت کہتے ہیں  
مند باقوتان کا توں جانے نہال کل کلا  
اس کے تائیں مجلس صاحبوت کہتے ہیں  
تیرے مست ہو آنکھ اس لطف انزل اکیا امید  
واں کہ حاضر تھا لب میں جو وقت بخت کہتے ہیں

پیالہ ڈھان کیا کر معافی تانہ لیو نام کو  
کیمیائی آن سو کر ان سوں حلیت کہتے ہیں

(۲۱۸)

میں عاشق بیباک کھیلوں عشق بن دھاروں  
پیر کے لا کا پرین دل جو کنوں ناواروں  
مستی سوں تم گالی دے میں بھی تو کچ کہتی ولے  
یک حرف کہتی مستیں گر چہ و شواریوں  
آگھر مگر میں تج لکھی مج جیو میں تج صورت کسی  
لوچن میں و شس توں دسی تیلیا جیو میں یاروں  
طعما و پانی باج میں کیوں رہ سکوں تج پیارن  
مج جیو کا آہا ہے تج یاد کی آدھاروں  
میرے دل تری

مج اس ازل تھے لکھے نادا سکیا کیا چھتو میری زبان عاجز ہے تم سنگت لو لے کر اربوں  
 پنکھی نہرا جگ منوں ت جوڑتے ہیں ولے تو بوت مج پر چھائی تو جگنا ہو چو ساروں  
 درے سکل جگ بھر ہیں تیج عشق کیے گردیں  
 سب دنیا میں  
 تو نور تھے ذرہ معافی ظاہر ہے انواروں  
 تیرے سے

(۲۱۹)

جہاں تھو عشق میں بوجے تدان کچھے تیج اپنے میں سگل سُد گنوا پوجے رہے تیج ناو چنے میں  
 (۱) کے بعد دیوان میں صفات چھوٹ گئے ہیں  
 تیرا نام

ردیف و

(۲۲۰)

پیاری کے چکر بال کوں پیری عجائب سُو بنانا لی گنا پالی رہیا تیری عجائب سُو  
 غباری کا خطاں پڑھنے ہو چشما کوں نکھی قلم بالوں بہت صنع رقم کیری عجائب سُو  
 معلّم سُو نہر آئے دکھا حرف نوا خط سُو جگا جگ میں ہوا بخت غنبر بھیری عجائب سُو



غنئی کہیں اچھنے کا معما سو بوجوشیخ  
 کہ ہر کہیں تھے لکھ وضع شرائی عجائب  
 سہس بآل چمک پہ لٹک تیری سنبل جھیلے  
 اوتو لآن سو کھیلے پھول رنگ تیری عجائب  
 چڑھیا تیری پکار اٹھیا سو چوندھڑ جو برق  
 یون منی کجل انکھ میں چمک تیری عجائب  
 سکل کہیں ملا کھوپ بندی کو پمعانی یہ  
 سب بال  
 بچن کو پد لا کو پتھر دے ری عجائب

(۲۲۱)

کہیا کہ بوسہ سہستی ہمن تم جواں کرو  
 کہئے پرت کی بات تمن جیو کا جاں کرو  
 کہیا کہ آفتاب کرن آئی قول کول ۱۲۰  
 کہئے کہ قول جوت سول لکھ کرڑاں کرو  
 کہیا ادھر تمامے جیون کول جلاوتے  
 ہنس کر کہی یہ بات نکو تم بیاں کرو  
 کہیا کہ حق پرستی کرو بت پوجن سٹو  
 ہونٹ تھماے  
 کہیا کہ آدمی کا مروت نہیں تمن  
 کا پوجنا چھوڑو  
 کہئے کہ بس بے عشق تمارا نہاں کرو  
 تم کو

کہیا کہ عاشقان کوں کھانے کا بھید کیا کہئے کہ عاشقی منے گونگی زباں کرو  
 کہیا کہ بدگلائی جلا دیوے جو کوں کہئے ازل تھے مت ہوں تم ناسماں کرو  
 کہیا کہ مرحمت کی نظر سوں نواز و مجھ کہئے ہماری پنچھ منے جاں نشاں کرو  
 راہ میں

کہیا تماری سیوا معانی کا دولت ہی  
 کہئے کہ تم بھی سیوا برابر شہماں کرو

(۲۲۲)

حسن بعضے دکھو ہو حسن اے محبوب دکھو زمین اسماں میں فرق ہے خوب دکھو  
 سچے دین دکھو ہو حسن جنم کف دکھو خرقہ زہد دکھو جامہ مشروب دکھو  
 قضیہ یوسف دکھو بی رحمی یاراں دکھو ۱۶۳۰ پیر بن باس دکھو دیدہ یعقوب دکھو  
 دوری دیکھو تو تماری دہن صبر دکھو خندہ ناز دکھو گریہ ایوب دکھو  
 دروید دکھو درماں سواں کرو دکھو اس غوری دکھو مور منج ثمرہ جاو دکھو  
 اسکی اور میری

آبِ زمزم دکھو ہو اس ٹھڈی کا نہ دکھو  
صافی چشمہ دکھو نائِبِ منتوب دکھو  
سُر کا قد دکھو ہو اس لٹکن چال دکھو  
عشق کا آہ دکھو منجِ دل مجذوب دکھو  
ناز کا ماز دکھو ہو رانچل اُس میں دکھو  
سوکے کے بھالے دکھو سیدِ مطلوب دکھو  
نیہہ کا زری دکھو ہو مودل مجنون دکھو  
کوہکن دیکھو معافی دلِ مکتوب دکھو

(۲۲۳)

آہواں پائے خطا کی زلفِ مشکیں بان ہو  
کچ عجب ہے راز اُس کی باں برتھے وار ہو  
منج کرے مجنون دیوانہ پیا اب نیہہ سول  
بھی کیے نہ بجز زلفاں سیتی دلوں بند ہو  
دود کے غنوداں میں مومنین تیلیاں جلیلیاں  
تو لبد کیتی ہیں تیرے پیٹھے چو میاں سیتی خو  
مستی ہر تہج ناؤں کی میر سو میں اوپر سدا  
ساج وافر میں کیا اس مستی کوں کیا کنگلے کو  
طوفِ طاق کعبہ کرنے دے منجے فرصتِ خدا  
خاک سرمر کر دماغ اپنے کو دیوون عود ہو

منہ محبت اُس ترک کا میل ہے اسکا شکا  
میں شکاری ہوں کھیا ایر کمانا ناندے دو  
باز جنگل باگ کا سیرغ کوں کرتا شکا  
اس کے جنگل میں محانی ہے بچا ر مور مور

(۲۲۴)

مے مذہب کی باتاں کھو لکر اب کیا پوچھینگے کو  
ہمیں جانے دیندہ بے ارقیباں کیا غرض تمکو  
پھولوں کی شاخ پر بیٹھا ہے صغورانیہ سول جھلتا  
بھریگا شہسوں اب تو ہمن اللہ جو کا جو  
ابرؤں رُوں کا چھایا ہے ترے کھ سکوا دپر  
او ابراں تھو جو ہے مہ بند اس تھے دل کیا ہو  
کے بنیاد متی کا تن دکھ زاہد و جاہل  
کروں کعبہ میں سجدہ ہر کدہ کوئی کہینگے مو  
ازل تھے تم تن میں یاری ہوائے میری سخا  
عجب کیا ہے چھپا کر دیوئے منجھوں پیالی دو  
میں یک باو دل میں شایک میری نہیں غا  
تمیں ناک دیکھو انگ میرا کہ پرا نہم کیے تھے بو  
ہمارا عشق کا مجر سوسر تھے روشنی پایا ۱۶۵  
اگر مودود غنیمت نہ کر مانغاں کوں کروں خوشبو

کروں تعریفیں کس دستاویز میں کیاں رکھا  
یوں جو بچ ملکیاں کوں لگیا ہے میوہ نگین ہو

بہشتی میوے ازانی ہوئے ہیں امعانی کوں

رقیبیاں اے برائی دیکھ کر جاتے ہیں جگ تھو

## ردیفہ

(۲۲۵)

شبیر مٹی رون کا خوش تاج مکھ پر ہوا چڑھ  
باندھے ہیں خمار کی کاسنیں اُپر پرورہ

تھا حکم سلیمان کا خاتم سنیں جن اوپر  
مکھ حکم ستیں حکمان و جاہیں سدا کردہ

نور نبوی مکھ پر تیرے سوا دیتا ہے  
دانش کی نظیریں اس نور تھے پرورہ

بے دانہ و پانی تھے آدم اچھے کیوں زندہ  
مکھ دانہ ازل تھے سنخ منج جیتوں آورہ

دلے اوپر اٹھل کا دو جھل کر ہے نہ کا  
کبوں جاؤں چراچر نے دو دم کے ستر

ان دانہ کے تیں میرا دل دانہ ہوا پھنسنے  
دے خمس و دانہ کا مونیر خضر خورہ

میرا

تج عشق کے پنہاں میں مسکین معافی ہو  
 باجوت نین منج پرتا دیسوں کرو بردہ

(۲۲۶)

تمن روشنی بن تمن روشنی ناہ	۱۶۶۔ تو دیدار بن سبھی دیدار ہیں کاہ
سبھی جھاڑ کوں پت جھڑی آیا	چکر کھانٹ پر ہی نظر تو دموں شاہ
تمن خیال سہی ہیں خیال باند	رقیبان ہو جھیں یے با آہ ہوا
نمازاں کروں آمدن ملنے کیا میں	ہوا منجھوں روزی ذوالحجہ
اندھارے کے بادل منج بیری چوہر	خدا یا تو بھیجیں تمن باد و لخواہ
کتنا صبر فریاد کر چپ نرہ توں	کروں آہ آہاں توں نہیں موتاں گاہ
ہوا بقیہ راہ آہاں تے میں اب	نظر بامنج او پر سونگا کہ جیوں
کر گیا اگر یاد دو منج دکھی کوں	کروں یاد اگر کس کوں استغفر اللہ

معافی ہے عاجز نری خدمت میں

نہیں سدا سکوں توں کہ سب آگاہ

( ۲۲۴ )

نیناں کے بندیں ہلچیا ہوں کن نہیں ہوگا	نا بوجہ سک کہہتے منجکوں دیوانہ گمراہ
نیہ کھرگدھارا اوپر چلنا بہوت ہے مشکل ۱۶۰	چل ناسک اس کے اوپر کھوئی ہر سب اپنی راہ
سپارہ عشق کا ہو کر نیہ صف میں ڈٹا ہوں	ہے معایہ میرا سجد اکروں و و درگاہ
کچھ پھول آسمان میں دستے میں تالے جو ہر	اپ کام میں میں پھرتے نہیں کس تھے کوئی آگاہ
ہیں مات تیرے جسم انگے کی قیاد و رسم	چرے بندے میں تیرے سکوں کھاپنے و خواہ
کن لکھ سکے حاب تیری صفت کے یارب	منشی نہ جھیں انشا قلم میں جوئے میں جیوں کاہ
کافر کہو منجے کوئی یا ز ابد و مسلمان	احرام باندیا اس کا نا سوچے ہو درگاہ
تج نیہ صور کوں بھارن کوئی جگتیں (؟)	یک رنگ ہوئے سو جھاڑے تو دیسے رتب ججی

ترکیب ہے ہماری ترکیب لے ترکیب  
ملک نوشہار و بھوجو ترکیب ہو ویکہ شاہ  
میں طفل ہو تمہارے مکتب تھے علم پوچھیا  
تو دیوین علماں سب باشی منجکوں گہ گاہ

یہ سرفرازی بس ہر دو جگ میں معافی  
منج بیس پر لکھیا ہے اسم محمد اللہ  
میرے سر

(۲۲۸)

رکھے ہے منجے گوشہ میں اپنے دلخوا  
۱۶۸۰ ہزار لاکھ کر تا ہوں تاسحر گاہ  
ہمیں بزم میں نہیں ہر شیشہ کا تھکا  
کہ دل شیشہ کرنا ہے قفل شہنشاہ  
کیا ابتدا ظلم تم حسن کا اب  
منج اس ظلم تھے اب پند میں رکھا  
اٹھیا باد چوندھرتے تھے عشق کا یو  
گئے ذرہ اوڑ میں ہیما ذرہ درگاہ  
ہمیں کوں ہے بختاں او خال ہند  
کروں سجدہ سکون کھاوے منج راہ  
نھنے پن تھے رکھیا ہوتا تھے در پر  
کہ پایا ہوں دولت اسی تھے کہیں گاہ  
بچپن سے



معانی گہنگار ہے بخش یارب

بند یاد دل تے مہر سوں توں ہوا گاہ  
بند

( ۲۲۹ )

سچیں بچو سہاتا ہے ایسے خانہ	عشق گھر میں کرے اپنا شیانہ
بوجے کن کچل انکھ رکھے دانہ	ہنسی مہیچائی سستی دل بہلائی
نلے گی بوج بلبیل منج فائے	تمن باساں سستی پسکھی ہوا میں
اے سستی میں ہے کس خمار خانہ	چڑیا موناں کی مسی کا اثر منج
ہوا ہوں اس تھو میں سر تھو دوانہ	دیکھوں جب آسوں ہوئے آہ پرہ
چرا تا ہوں او یا قوت نہ خزانہ	سنا رو پیے کی چوری میں بخانوں
مین تیز آب سوں کرتے نشانہ	ترنگ تاج ناز رستم ناسکے چڑ
ہزاراں لرزہ ہواں کارخانہ	کیشش بیری اپر کن چل سکیگا

فلک قلابوں باندھیا ہے سیری

معانی تو دے شاہ یگانہ  
اسی لئے نظر ہے

(۲۳۰)

میں دایاں پڑوں کتنا کمرے منجھوں نگاہ	ٹیلہ بیتانی پہ لاجاؤں گا اس کی دگاہ
مے ہے مجلس منے کن لاف صبور ی مائے	اسے عاقل نہ گنہم وہ ہے سب میں تباہ
نور ہو قد کے بچن بولتے صحبت میں تہی	جل نکلتا ہی دھتواں تجھے سحر گاہ یگانہ
عرضہ کرنے کوں پھولاں کن تھو صبا آئے با	کیمیاد شہرٹ کرو تا دھریں سر پر سب شاہ
پگ ہیں نازک ترے ہو ناز کار رفتار اور	سر و یک پایہ کھڑا ہے کہ ہمیں بخشو گناہ
مستی سول جب .... بگڑی بھنواں اور کچ	میں دعا کرتا ہوں یار کہ اس اپنی پناہ

پکڑے اغیار نیٹا تو معانی و نبال

صبر گزر یگانہ تو ہر شب یار ہمیں مارینگے آہ

# ردیفی

(۲۳۱)

سو دست ہو ملنے کی ہوئی اوتالی ہو کر کیلئے جلد باز شاق	ہسبلی کہی یوں کہ تیج نہ تھی بالی تیری محنت
کہ جیواں مرن پر مرکز لف کھالی دلوں کے	مدن بان ساندھے پاک تھے چھندوں سے عشوہ ہے
پیا سول ملاوے سودھن منج جوالی ناز نہیں مجھے	پیا بن برہ دکھ سناوے سدا مجھ کے بغیر فراق سناوے بھکو
دکھا کر پیا کوں سگھر منج منجھالی دکھا مجھے	سجھ کے درتیں مہن میں پیا درشن کیلئے ہم
کہ شہ کے چرن تھے نہوؤں نرالی قدم سے جدا	مرے دل میں نس دن تھی پند بست رات سے
سجھ کے خیال اس سب لا دیالی	ہسبلی توں خاطر پیا کا پکر کر

نئی صدقے قطبا کی پیاری ہو سر ہو  
شروع سے  
جو بن ناد نارنج چولی میں کھالی

(۲۳۲)

نہ بچھڑوں سائیں تھو کی تل سہیلی ۱۰۱۔ پیاسی رنگوں میں ہوں کیسی  
 سدا پیو جوت سوں میں جگمگاتی پیاسیہ کی چھب سوں ہو چھیلی  
 سکلیا پیاریاں منے میں پیو کی پیاری ہوی پیو نہیہ سوں بھل جوں فولی  
 سجن قد سرو سوں منج دل بند ہانا پلٹی رو کہ کون جوں کو نلی سلی  
 پیامطلق منجے دل تھے بارے پیاسی کیوں جیو دل کہہ ری سہیلی  
 سینے تھے منج پیاری نہیں آری رکے رنگ رس سنتی منج نت فولی  
 سینے سے مجھ نہیں

نبی صدقے قطب ہر سینے

نچھوڑے سج پر منج کی کیسی  
 مجھے کبھی اکیلی

(۲۳۳)

پیاری سہماتی ہے ابھرن سوں بھاری توجا کا کرے من میں چھند سوں پیاری  
 جگہ عشوہ سے

اوچھل کوں دیکھیا ہوں ہو گن میں ماہر  
بھٹائی ہے تو عاشقاں کوں اوتاری  
محبیاں کے من لبدے ہیں تج سوں دایم  
گھلی اُن میں برہ کی خُمارِ  
دل مال ہوئے تیرا طر  
آپنچھوں فراق  
مدن بان ساندے ہر چھیناں سوں موہن  
ہوئے عاشقاں دل کے اُس تھے شکاری  
عشق کے تیرا مارے عشقوں سے  
نہیں سوں نین لاکھ موہی ہوں پیو پر  
کہ تن من اپس اُس کے انگ پر تھے واری  
آکھ سے آکھ ملا کہ فریفتہ ہوئی ہوں پیارے  
جگت کوں پیادھیان میں میں بساری  
سجن کے چرن پر رکھی سیس اپنا  
نئی صدقے قطبا پہچانیا ہے تج کوں  
کہ سب میں ہے توں اُسکی من کی پیاری

(۲۳۴)

پیا کا عشق ہے میرا یار جانی  
بن اُس نہہ کوں جو کر میں نجانی  
محبت ہے منج جو چمن کا سو میرا  
بغیر اسکی محبت کے کس طرح جیوں بہتو معلوم نہیں  
میرے دل میں  
پر ت پھول رنگ رنگ کے اسکی نشانی  
ہوئے عاشقاں روپ لیلیٰ مجنوں  
و لے ہوئی ہمارے وقت اکہانی

عشق بیخہ میں جن بے تاب ہووے  
اُسے عاشقان کہیں نہیں اویسیانی  
محبّت کی سلطانی ہر سب جگت میں  
کہ اُس سم نہیں کوئی گیانی و دانی  
سمج سے ناہر کوئی معنی پرت کے  
نہیں فہم ہر کسوں میں اے پچانی  
سمجھ سکے نہ

نبی صدقے قطبا کوں بن سائیں بن

۱۴۳

نہیں دیستار ہو رکھ لیوں نورانی  
نظر آتا اور چہرہ اسطرح

(۲۳۵)

چھبیلی صورت ہمارے سخن کی  
کیا تو تلی اس کہوں اپ بن کی  
نہ دیکھیا پھل کوئی اس سا صورت  
راؤوں کتے زیب اپنے مون کی  
چند اساد دیکھیا کھ اس سر قدیر  
تو ہوتی ہے تہ منہ و تہلی لگن کی  
ترا حسن پھل بن تھو نازک دیسے تو  
نہ دیسے ترے انگے چھب کوئی بن کی  
نہیں تیرے دو پھول نکس تھو زیبا  
نزاکت ہر گچ کھ میں رنگیں جن کی  
چاند جیسا دیکھا چہرہ جیسے  
پھولیں نظر آئے  
سے زیادہ

ترے زلف چھداں میں لاشعاع کے رہے ہیں عاشق ہو بیو کی بن کی

نبی صدقے قطبا سوں اوپو ملیا ہر  
تو کیا کہ سکوں بات اس کھمن کی

(۲۳۶)

چندر کوں سائیں کے مکھ تھے سہائی  
بخت اس کے جن اس چند کوں منائی  
او خوش جو چندنی کوں لا دوں گلے  
کہ منجکوں مروٹھے پیو سوں ملائی  
انگن کچ پروتی چوتی بچھاؤں  
کہ سائیں کے پھل گیس اور پرنائی  
چندن ہو رنبر کدم کر لگاؤں  
کہ موہن کوں خوش بائیں میں بھائی  
گلاب آچھے انگن میں چھنکاوے  
پیاری مو مند کوں چھنڈا سوں  
پچھاؤں صدر جو میرے کاہوں  
نبی صدقے قطبا سیا مکھ کنول کل

بھو نرنسے منج دلوں تل تل سہائی  
کی مانند میرے ہر لہ

(۲۳۷)

مرے چاند کوں چندنی کی نس سہاے  
چاند نرات زیرِ تیغ ہے  
کہ جوں نور کسوت سوں سوچ پناے  
پہناے  
مومن چھند بھرے کول منالیا وہم  
ہلے  
تو رنگ رنگ سوں اوگر بھریا جج بھلاے  
میل دل  
عجب کیا جو اس باس سوں مج بھلاے  
سے مجھے  
جکوئی اس دوزخ گس کے سرت ہیں  
جو کوئی  
توں سوچ ہے چند تالی تجھے سہا ۱۰۵  
چاند سے اپنے سے

نئی صدقے قضا کے تیں نت لوبی

اندر راگ نہہ مطرباں بہت گواے  
کے عشق کے مطربوں کے ہاتھ سے

(۲۳۸)

گوری سرب نیاری بہو چھند سوں نیاری  
بہت عشوہ سے خود کو  
تو سائیں کے سون میں بہو ہے دونا ری پیاری  
اٹھے



سہنتا ہے رنگ بر اس یانین یا بر اس  
پھل پکے یا چرن اس یا زلف یا نسکا  
یا قوت دو ادھر ہیں گال پھل نظر ہیں  
ہونٹ ہونٹ  
خواب کا من بچھا ہے پیاری کا دل بھلا  
پھول  
رخسار گل گلابی دو پھول سہیں ہلالی  
شیشے رکھے بھرا کر نقلاں بچے بن کر  
بہو رنگ سوں بن کہ بالی مدبرم کو سوار  
بہت  
نا پیوے اپ پیا کر پی مہے مست تار  
پیاے مست ہے

صدقہ نبی قطب شہنشاہ سول ملی یا بالی

جس حسن کا ہے جگ میں چمکند شور بھاری  
چاروں طرف

(۲۳۹)

ہمارا سخن خوش نظر باز ہے  
تو اس دل میں سب عشق کا راز ہے  
گلے باتھ دے کھیلے نار یا سول کھیل  
۱۷۰ جوں کھیلے پیو او سرافراز ہے  
میں ہاتھ ڈال کر عورتوں کیساتھ  
جس کے ساتھ پیو  
ادھر رنگ بھرے شہتے مانک من  
کہ یا قوت رنگ ان تھے وراز ہے  
ہونٹ رنگین  
زیر تیر مویوں کی طرح

سکیاں سائیں چھندوں نو آواں  
تمن حسن کے تیں سوا وناز ہے  
سنوایے ہیں مجلس پیار وں  
مدن مطرب اس میں خوش آواز ہے  
سنوایا ہے من موہنیا اپنے میں  
پیا کوں اینوں ترکتا ہے  
سنوایا ہے اپنے لئے

نبی صدقے قطبا پہ آئندہ  
عیش کا دروازہ

علی کی میا تھے سدا باز ہے

محبت سے

(۲۴۰)

سبحن کے نبین بھانے مستی کے ڈھالے  
اس اوپر سے نقش چھند بند چالے  
پیاری سوں ملنے کا پھانا پڑا ہے  
سکیاں من کو میں اسی تھو اتوالے  
لنک چال سوں جب چلے روقد سوں  
ادھوپ دیکھ کر سرواب ناسنبھالے  
پریم رنگ ریلے کوں گر سور بھاکر  
لگا دوں گی چھاتی پلا وونگی پیالے  
چکا وونگی اس حسن ماتی نبین کوں  
پریت بین سوں سائیں کامن بھالے  
حسن کی دیوانی آنکھ کو

سہیں دوادھر رنگ بھرا چھی پڑو کے  
دیس دو نو او کال جن پھول ڈالے  
زیب ہیں ہونٹ  
نظر آئیں وہ

نئی صدقے قطبا کہ اس باں سہتے  
پر ممد کی مجلس میں مے دیتے بالے  
نحس کی شراب  
کم عمر

(۲۴۱)

پیا کے نین میں بہوت چھند ہے  
او دو زلف میں جو کا آند ہے  
بہت عشوہ  
آرام

سجن یوں بیٹھالی سون لولے پکن  
کہ اس خوش پکن میں لذت ہے

موہن کے او دو کال تشبیہ میں  
سوج ایک دو جاسو جی چند ہے  
دوسرا چاند

نول مکھ سہے حسن کا پھول بن  
نین مرگ ہو زلف اس پھند ہے  
آنکھ ہرن اور پھندا

او کسوت تھے جو باں مکے سدا  
تو او باں ناریاں کا دل بند ہے  
اسکی سے زندگی کی خوشبو

پیا کول بلا لیاے ہو اب مندر  
دو تن من میں اس تھے من مذ ہے  
اپنے کان میں

نئی صدقے قطبا کول استیج لیا  
تو چوندھر خوشیاں ہو آند ہے  
چاروں طرف سے اور

(۲۴۲)

میں اپ بھوسوں آج نہیں جاگی ساری ۱۴۸۰ پلک پر پلک شوق سینتی نہ ماری  
 اپنے پیاتے ساتھ رات  
 پیسا بن کے ناں منجے ایک تل خوش  
 مسکے بغیر گئے نہ مجھے  
 اوکھ سم جزا میں ہے جھلکا چھب میں  
 اس چہرے کے بل چاند نہیں ہو  
 پیارے کے کنٹھ لاک آئند سوں رہنا  
 گلے لگا کر عیش سے  
 نہ رہ سکوں ایک جھین پیاتے جدا  
 نہ رہ سکوں  
 پرت کا سرا ہوا جس کوں لگیا ہے  
 محبت ہوا کو لگا

پلک پر پلک شوق سینتی نہ ماری  
 پیارے کوں یوں جینا سُن بری باری  
 اویناں کے انکے چھپے رُج ماری  
 ان آنکھوں کے مقابل  
 زمانے کے کا ماں کوں میں کچے پیاری  
 کو نہیں ہو کچھ بخور سے  
 کہ مر گز کہ ہیں پیوتھے میں ہوں پیاری  
 کبھی پیار سے نہیں  
 جہا اُس کا تاج سوں بندایا ہجاری  
 دل تجھ سے بندھایا

نبی صدقے قطبا سوں مل کر رہوں گی

اوشہ کے چرن سینتے ناں موسوں نیاری  
 وہ قدم سے نہ ہو سکوں جدا

(۲۴۳)

پیاری کے نیںاں میں جیسے کٹاے  
 نہ سم اُس کے انکے کوئی ہیں دھاک  
 برابر آگے

اثر تاجِ محبت کا جس کوں چڑے گا      ترے لعل بن اُسکوں کوئی نا اٹکے  
 دو لوچن میں تیرے لنگ چور راو <sup>پڑے</sup>      او لوسوں لیری لکڑی سی ہاے <sup>ہونٹ کے بغیر</sup>  
 ہر ماما ہے تجھ کوں گماں ہو غرو <sup>اور</sup>      کہ ماماں ہیں تاجِ حسن کے پیارے <sup>ان سے</sup>  
 سکیاں میں ہوں مرگنی چھیلی      سجن تو نہیں ہونڈی تاجِ تھوکنے <sup>تجھ سے جدا</sup>  
 عجب چھلائی ہے تیری بن میں <sup>آجوتیم</sup>      کہ کھنجن من ایک تل کیں ٹھاکے <sup>کی طے لہ نہ لہے</sup>

نبی صدقے قطبا سوں پیو جم جم <sup>کے ساتھ</sup>

و و چند مکھ کہ جس مکھ تھی جونی سنگاے  
 وہ پاندھیے چہر والی کے چہرے روشنی کو آراش ہے

(۲۳۴)

نین ہیں دو پیاری کے جیسے مولے      بھنواں کی ترازو سوں بھو چھند تولے <sup>سے بہت عشوہ</sup>  
 گندن کی ہے پتلی جیون کی ہے موت      تو سہنتی ہے امرت بچن اس امولے  
 چمن پھول سب باغِ ثبو کا پائے      سکھ سندی جب اپس کیس کھولے <sup>اپنے بال</sup>

دن جوت سیریاں تھے آلے دیے تب  
 دانوں کی چمک سے اعلیٰ تھے  
 سکی جیاد بھر لال تھے موتی روئے  
 نین کوں کیاں ہیں دو کھنجن پیاکے  
 نظر جوت پایا ہے اس مکھ صفا تھے  
 کھولے دل کو اڑان جو بیو بات بولے  
 دروازے

نبی صدقے قطبا کی دشمنی پریم تھے  
 نظر محبت سے ۱۸۰۰  
 سکی مکھ تھے جوتی اپن نور سولے  
 سے چمکتی ہے  
 (۲۳۵)

ہم سوں یاری بولائے پیارے  
 ہم سے اسطے  
 کہ یک تل ہم سوں مل سکوں بسا  
 کہ اہ جوتاں تھے کنٹھ مالان سنوار  
 اپنی جھلکوں سے  
 کون پرل چندل پیوزنگ مہلے  
 کہ آں ماسوں مئے مرست سار  
 خوشبوؤں سے  
 کج نینی تھے مستی سہاوی  
 کہ حج نیناں تھے مُٹتے لعل تار  
 تیزی آنکھوں سے ٹوٹتے  
 سوزنگ تنبول تھوٹان نیا توں  
 کہ قدرت ہست پھل پھلکری نگار  
 ہاتھ سے پھول کی  
 خوش رنگ تیرے

ترے مکھ تھے ویسے ایسے اوجالا  
او جھلکاراں کوں یکھ چند سورہاں  
چہرہ سے چمکے  
پاں موبج

نبی صدقے قطب سائیں میں ملکر  
کرے خوشیاں اُسی تھے ملک نہٹھار  
اسی وجہ سے دراندہڑے

(۲۴۶)

دو تن رہن سیتے برائی دیکھاتی  
رجح دھرتی اپ من میں بھاباتی  
رقیب ہم سے  
چھتر بات ناہو سے تانبے کے کالہ  
اپنے دل باہر ڈالتی  
بڑے کوں لنگے سو کوئی خوب کرنے  
کشتیل اپنا زرگر کوں کاٹے کھاتی  
پتھر کے کاتھ کے  
دیکھانا فلک اُنکے تیں جو برے ہیں  
کشتیل کیوں  
گنوائی ہے دو تنی جنم سب برائی  
بھری ہیں سکیا دشمنائی سوچ جاتی  
جو کوئی دھیا ہو گیا میں دل رکھے ہیں  
خدا تھے سدا اُنکوں خوبی سہاتی

نبی صدقے قطب کی دو تنی کا مکھ ہر  
سدا تیل پسلا کہ او ہے گھاتی  
بذرات

(۲۴۷)

مرا من کُندن ہے منجے کی کساتے بنی کم سنائی ہے تس آزماتے  
 محبت میں میں جوں پاک سنا کہ سنگار سکیاں کے منج تھے سہاتے  
 برہ موس میں دوتی کوں باک گالو کہ گن اسکے پیو پیاری کے میں سناتے  
 دو کھاکے ہتھوڑیاں سیتے خوش نوا کہ دوتی کے چھند بند نہیں ہو کون بھاتے  
 جہاں لک ہر من موہنیاں کی سنگا پیالہ کھ کھن جوت تھے رنگ پاتے

برے سنے کے منے دوتی کوں جالو ۱۸۲۰ برہ آگ میں کرتی ہے اپنی بھاتے  
 سوئے مانند غیر کو جلا فراق کی  
 بنی صدقے دوتی کے مت سو قطب غیر ہاتھ ہے  
 پیاری سوں ملکر ہوئے راتی ماتے رات کو

(۲۴۸)

آج کل میں تھا ازل تھے عشق کا کتب منجے تو ابد لک یوں پھیپے عشق کا مذہب منجے  
 سے نہیں بلکہ سے نیک اس طرح



عاشقی کے علم کا دیکھ عشق سب عشاق مل  
مشتوقی استاد کن بسلائے روز و شب منجے  
تو ہوا عالم میں پھر عالم میں نہ ہوں کر مل  
علم سارے میں علم ہو کر کتنے جاگ تب منجے  
اگرچہ رکتیاں کے تشقی عشق یک بحث سو  
تس پہ لکھ ملنے سکھائے چھ بند و دل منجے  
پنا کر کتنے ہاں تشق عشق سے  
نہیہ کی نگری میں چر دل تحت جور جا کیا  
لامکاں میں کامکاں بی آج دستا منجے  
عشق پیچا پیچ لے کر مار پیچاں پیچ لا  
دھن سوں ملنے تنیں سکھایا روز و شب منجے  
عشق سے لے کر لے

عشق سوں بولیا غزل حضرت نبی صدف قطب  
کے متعلق بولا

صافی کے اوصاف میں کے صوفی کی مشرب منجے  
(کہے ۹)

(۲۴۹)

پھلے رین یا سما لے کھن یا بھونے لکھ لے موگری  
رات کو آسمان پر

یا سہلی تاراں سوں بھر موتی پروے سوگری  
سے

سرون ہے او یا سینوتی پھل یا سپیان جہریاں کے  
کا پھول

یا چند نوڈکان دیکھ پائے جاگ جہری سنوگری  
چاند نیا

بھواں ہے او یا دو نو آن یا مد ہے دام کے

یا چند نوی یا بھونرے پر ناسمج لیں جگ بھوگری  
چاند نیا

یا مکھ ہے او یا چند پنجم یا سو شعلہ نور یا  
چہرہ وہ چاند پونہ کا سوچ کا  
یا ورین او یا جام جگ یا پھل سر کی لوگی  
آئینہ پھول

دھن کا دہن ہیریاں کا کھن لب لعل کن دھن

عورت ہیروں کی کان  
شے سینے پر کچ رتن میں ایسی کیں کس یوگری  
سوئے جیسے سفید پریشان موی نہیں کہیں

جولے طنز و بات میں گانے لگے ہیلیاں سول  
ہاتھ کے ساتھ ملکر

کنڈہ زیل اپنا تن کے جوں گھوڑاں گلے میں بھوگری

حضرت نبی کے صدقے سن باتان قلعہ شہر

کہیا کہ کر تارات دن ایسی سکی سوں بھوگری

(۲۵۰)

میرے صاحب نے لوڑوں تیرے ہاؤ چاہوں  
 بغیر از بھی منجے ہو رچ نہ بھاؤے  
 تیری دوری سوا بیا کام کرتی  
 و بولال منجے تھے بولیا نجاؤے  
 منجے امید واری وصل کی ہے  
 جتا دوری سخن کی ہاؤے لاؤے  
 کلی من میا و بن نا کھیلی منجے  
 جو بن پھول بن سا جتا کلاؤے  
 دل کی محبت کی ہو کے بغیر کھلے میری  
 کد ہیں بھی ہمیں اوت دھین ہلاؤ  
 ہمیں آس پروی پیامند آؤے  
 اے ساتو شتاے انداں سونا ہیں  
 یہ ساتوں خوشی سے ہماری  
 نبی صدقے قطبا میں گے یو خمار  
 کتن من محبت کی یوں کھلاؤے  
 شراب سے

(۲۵۱)

پیا میں پچھانی کہو کن سوامی  
 رکھی ہے تماری سوکھ پریشانی  
 پہچانی کس سے معنی  
 تمہاری چہرہ

گلابی نین راتی ماتی ہین بھاری <sup>آنکھ</sup>  
 تن مکھ تھے مین بھیدنس کا بچھانی <sup>تہا ایسے پہرہ سے رات</sup>  
 لٹاں مکھ کی توتاں او برتوں سہاو <sup>زلفیں چہرہ جھٹکوں پڑا سطح زینہ یں</sup>  
 کہ چندر پنیل سہا تا کہ جانی <sup>چاند سنبھ</sup>  
 پیاری کوں لیا او سکیاں تم منا کر <sup>لاؤ</sup>  
 کہ منج پر رین آج بھاری بہانی <sup>چھ رات</sup>  
 سجن کے بچن تھے جھڑپ تی گنگ <sup>ہم سے</sup>  
 سچی باتاں سائیں کئے ہین من سو <sup>ہم سے</sup>  
 او باتاں سوں منج کو کئے ہین سانی <sup>ان باتوں سے مجھے</sup>

نبی صدقے قطب اسوں سچنی ملی ہر

کہو عاشقان دھڑائے نگلی کہانی  
 عاشقوں سے یہ رنگین

(۲۵۲)

جیسا دیوانہ گناہ ہے تیری کھتیا ئی ۱۸۵۰ عاشق جنے چاکے سو بوجے اسکی مٹھائی  
 مستوق وہ ہر جن جو بوجھے عاشقان کا قدر <sup>بوجھے</sup>  
 عاشق کوں سدا اصل سوں اچھنا نہیں لذت <sup>پہچانے</sup>  
 پیرت کی مٹھائی سودو نو میا نے رٹھائی <sup>رہنا</sup>

نہیں بوجھتی تھی دوتنی کچ پیہم کے کا ل  
 پیہم کا لذت دوتنی کوں میں آبی چکائی  
 نہیں پہچانتی رقیب کچھ عجب  
 سائیں کوں بلانے سہیلی میں سو پیٹھائی  
 ناجا نو میرا کام پر ت کا سو ہوئے کیا  
 اول تھے نوجی میں سپا پھر پخت کر  
 میں پیو اپن ہاتھ گروں گنوائی  
 صدقہ نبی کے قطب پیاری کہے رات  
 پیاری پہو چھنداں سوں پیآپ بھجائی  
 بہت عشوہ دناز سے پیاکو خود

(۲۵۳)

جگ موہنی و و اتم سوناری  
 شہ پیہم سستی جھگڑتی ہی بھاری  
 امرت پچنی میٹھی زبانوں  
 چھند بند بھرن سوں اپ سوناری  
 و و چھند بند بھری ہی پیاری بھجائی  
 کی سو جتی اسوں توں گنوائی  
 گریوں کرتی ہے چھند چھالے  
 ہے پیہم کی پست میں دواری  
 ہے مرگ نین کی بند گونی  
 نیناں سوں کرے کس انداری  
 غزال چٹم

دو تن توں نکھا ہوشیار بازی <sup>رقیب</sup>  
پیاری و پیامیں ہے سوناری <sup>اور</sup>

صدقے نبی ہے قطب کے مانی

سکیاں میں ہوں ہوش کی پیاری

(۲۵۴)

میری پیاری ہسپاتی ہے تجھے اپ <sup>زیبیتی</sup> حسن زیبائی <sup>تجھے اپنے</sup>

بہت روپ نیت ناریاں میں یا اللہ تج شای <sup>تجھے</sup>

سرو قد ناری جب آئے لٹک مکھ نور جو توں کو

دیکھت سوچ میں شکوں کلی چند مکھ دکھ جہانی <sup>کی چک ہے</sup>  
<sup>چاند رخ</sup>

اپن قد سرو دکھلا کر کئے شرمندہ سرواں کو

توں اپنی چال دکھلا کر ہنسناں کے چال <sup>اپنا</sup> سرانی <sup>بھلا دی</sup>

بہو کنونت ناریاں میں ہے کنونت ناری توں <sup>بہت</sup>

پیاری ایسی بچنا سوں سوارا پیسج میری آئی <sup>خود</sup>  
<sup>ہاتوں سے</sup>

قطب پیارے کوں چھاتی لگیا چھاتی محبت سوں  
جوسا راس کی دل کا دکھ یک تل مانہ گنوائی  
لمحہ میں

(۲۵۵)

پساریاں اے کہو مہج دھراول تہج مندرائیاں کی  
پہلے چھوڑ کر آتی ہیں کیوں  
جوا رنجانی جا بویاں میں پھر مہج چوک لائیاں کی  
مجھے ذرا لاتی ہیں کیوں

اول تھے اپنے ادھراں کوں دس سون وستی لائے  
سے ہونٹوں کو دانت سے

نشائیاں نہہ کی لالی سوپاناں کی چھپائیاں کی  
بغضت سے

پنچل خوی بند کے موٹیاں نکھاں چاند کے ہار تہج  
صاف عرق کے بوند ڈالکر ناختوں (چاند جیسے) چھوڑ کر  
پر دکر پیو نپائی یو خوشی سوں گل میں باتیاں کی  
سے گلے ڈالتی ہیں کیوں

سکیاں کی نہیں عیسیٰ کا اثر دھرتیاں کھیا میں تو  
چشم میجا دھرتی میں کہا

پھرا دے میں جیو اس کا کر شمیاں سوں چراتیاں کی  
آنکھ دل کرشموں سے چراتی ہیں کیوں

عجب بے رحم معشوقاں ہے یاراں اس زمانے کے  
 جو عاشق کچے کیے سن گئے آپ بچن اس کی پھرتیاں کی  
 کچھ کہتا ہے تو خود کچھ اور شکریات اکی کیوں پڑتی ہیں  
 جو اعراضی ہو عاشق کہ سن یو سارے معشوقاں  
 دیئے تو اس کا وصل اس اگر نہیں تو بلاتیاں کی  
 نبی کے صدقے خوش قطبا سکیاں کو عشق کی یاری  
 اگر ایسی نہ دیتا تو اونوں بک پر مناتیاں کی  
 وہ تیرے پاؤں پر کر

(۲۵۶)

سکیاں او بھی ہوں میں سن خوش خبر ہو منڈانے کی  
 پیائے سگائیں  
 سجانو سینے میں مل میں کئے چالے سو جانے کی  
 خواب چالیں کیوں  
 جو دن دل میں تھا تھا منج و تا اس رین کہنتی ہیں  
 جتنا تھا مجھے آتا رات گزرتا  
 مگر پیاری ٹھکانے میں جھے آتی دور لانے کی



صبا کینا اشارت منج پیسا ماتی ہو آتی کر  
بیاریاں کیا کروں اب میں مرے شوے پچھانے کی

سواپنے میں پیسا مست ہو منتے آگل لالہ

کہے کیوں پیاری کر بو جھتی سو منج جو کون بجانے کی  
میرے دل

کہ جسین بھوں سوں نین سوں کہ کہ جسین لبوں نین سوں کہ  
بشارت دیتی ہیں چھند بندوں مایا من کا بانے کی  
دل ڈالنے

سج تھے جاب کچ دی میں پیسا سوں سکتی ہو ہاں  
کہے اتیا کی یو سچ یا پیسا تم کرتے بھانے کی  
بہانے کیوں

نبی صدے کی قطبا کوں ..... کنائی سوں

کیسی ایسے زمانہ میں بہوت بات ہونے کی

(۲۵۷)

نہیں تاج کھنیر تو منتر بھر کے سستانی کی

وے سو کے ٹکرے بجلیاں کے ان ست کھاباتی کی

نکھنڈا بنس گنٹھ چوڑی کون جو کھوں یک سوڑے توں

خزینے جیو دلا محزن ہے گھر تھے چیراتی کی

نہیں عشق کھوچی ہو کہ پا کر کھوج یو کھیلے

جو پتلیاں نہیں چراتیاں تو نہیں پراگ جاتی کی

ادک ہا کاں کھکائی ہو زلف رنگ لے بچاؤ تل

بجھتر پگ پیچن گھنگرو کیناں کشتاں پھراتی کی

نہیں عشویاں کے شہراں میں کرشمے تیرے کنوالاں

دے بتیاں ناز کے غمزیاں کون سو نوبت کراتی کی

بیاد صیبا کی کیا پیاری جو آنکھ مج آنکھ کھولے لک  
 آتنا  
 جو آن بے کنت لینے کوں نہیں تج عسارتی کی  
 اگر تج مد جوانی کا نہیں توں مست کیتا تو  
 تیری شراب  
 قطب کوں بیاں لک لک مناکرتیج لاتی کی

(۲۵۸)

سوچ کچھ پھول پر پھلے ہیں غنبر پھول کنتل کے  
 ۱۸۹۰  
 نپائے یو عجب پھولاں مشکیں کس اچیل کے  
 گھڑگو الیاں جھب الکاں جھب نین پر فتنے کرتیاں لک  
 سو جو نکلے مت ہر نیاں گل زنجیر پائے ہیں کے

چکوراں ہو راوین نس سو رنگ سرخابی پھل دیکھت  
 خوش رنگ  
 اور  
 چند رکھ لب شکر تے سو خوبی .... ندوانی چنچل کے  
 ے

جو نرمل موتیاں چولی سوں جو بن دیکھ پوچھا ہیں  
سو کے چھند سوں چھپا لیکر آئے دن آج آپکل کے

پدک دھن بن چھند بند سوں پھرے دھن ہواں ہوا چیراں

مگر لیا بے پکر سوچ کوں موتیاں ہارنج گل کے  
موتیوں کے ہار تیرے گلے میں

تیرے جوں ہاں آجل میں دے رو مادی یوں اس  
تیرے جس طرح پھلی پانی نظر آئے اس کی  
نجانے دے رکھے لہراں سوں کندن زیر نرمل کے

چھیلی سن غزل قطب کی خوش ہوا بچن کن میں  
کہو گئی ایک گریو سے دو دے بے اچھل انجل کے

(۲۵۹)

نچھل کندن ترے لب کا کن ستوتل کسوٹی ہے

کہ یا او اہرن کے ہت سیلماں کی انگوٹی ہے

اُمّ تنگ سیس کچھ میں یوں دیے جوں شاہ میساں کے  
نظر آئے شل

پہن س کا سونل رنگ بھونک رنگ چوٹی ہے

زیرینا سر تھے یک سنکوں ناداں سودندراں کر  
سرے پاؤں تک پہننے کے لئے

لک زرگر کے ہت کھڑے سونو چند کی ہتھوڑی  
ہاتھ سے نئے چاند ہتھوڑی

جے توں ہت یک کچھ ہندی زمزم رنگی سو  
ہاتھ سے پاؤں کے ناخن ہندی خوش رنگی سے

۱۹۰۰

ہر یک کچھ رنگ ہیریاں پر عمل رنگ برہوٹی ہے  
ناخن

گلابی تاقتا بند پین چولی عمل رنگ تیس ہیں  
پہن کر

جوبن بالا چھپا کے منج ہر یک ہیر کی کوٹی ہے

سن لے بالی این بالے کے سینے پر توں ہو بالا

نہن میری روتن کچھ کہ روتن بھوت کھوٹی ہے  
رقیب سے کچھ رقیب بہت

چنچل نادان ہو دانہ کر نادان کے چالے

توسن قلیا سونیں میں پھولان تخت اوٹی ہے  
ملنے سے لئے

(۲۶۰)

چھبیلی کس کھب کھب دیکھ مرے نیناں خیالاں کے  
 کہیں کجی سحر بل موجد اک ہندو سیام ڈھالاں کے

کھباں سوں کج سحر ہے کر، نین بیالے ہو روٹے ہو  
 سحر سم رنگ سراہاں ہی جوانی دھو چھلاں کے  
 پانی کی طرح کا سحر

چھٹ آچھٹوں گھنگھڑا لیاں نیناں چلیبتیاں  
 چھوٹ کر سے گھوگر دالی زینیں آنکھوں چلائی سہیں  
 سو جوں دیں نیر کوں لہراں کنور زروب چالاں

مری نیناں کی تیلیاں کے نین تیلیاں میسامی سو  
 اہیں اوصاف جل درین نین میں عکس خالاں کے  
 آئینہ چشم

جو موتی ڈھال سر دُن کے پنچاڑے پھول گالاں پر  
 تو زلفاں کے سحر حقیقاں کو نونو لے کر لے بالاں کے

کرن پھل چاند چو پھرتاے موتی سو سنبل تارے  
کرن پھل دکان کا پورے  
جو چاند آسمانی رنگ چیزیاں گزند برن دالاں کے

اچنبہ بھید دکھلائی سندھ آج آب کن پر  
اپنے کان

نثارے سنبلا ہو رچاند او جھل اینی بالاں کے

۱۹۱۰

سونوں مکھ سور راجے پر رومالاں زلف مشکیں کے  
اور تانا ہو محلہ آپ دیکھ چھندا س رومالاں کے

جو بن جیسے کل اوپر بھونز بھٹیں اہیں بادو  
سریتاں  
پہنے بیٹھے ہیں کندل کر جو دیکھیا راس مالاں کے

بھرے مے لعل پیالے لعل میں اب لعل سونے  
سورس بند لعل مے تھے ہوئیں دکھ رنگ لالے لالاں کے

اچنبہ بھید تشبیہاں نویاں قطبا تھے سن کر سب  
لگے کرنے صفت میری چین میں پھول دالاں کے

(۲۶۱)

پیاری پیاری سوں پیار کئے      سولیاں تھے لب آپ عیار کئے  
 نقش ادھر دسوں کر چھندوں      (لباں سنئے)  
 ہونٹ پر دانت سے کر چھند تینا      چوم چوم کال اُتر نگار کئے  
 نکر سوں تصویر کر لے ہو بن پر      بوسہ آئے لاکر خنجر نقش  
 ناخن سے      کنجکی پھاڑ پھاڑتا رہا کئے  
 لیکھ کج بات کے ارم میں پے      لے کہے کج دیکھت انار کئے  
 خوش ہوئے نواکھ نور تباں سوں      سر تھے پاک لک سے سنگار کئے  
 کھیر      سر سے پائیک  
 کنٹھ مالاں پدک جمیلیاں لیا      ۱۹۲۰ کئے یوچھند سور کے تنار کئے  
 جان لاکر  
 سوئی صدقے قطب دھن گل با  
 گلی میں ڈاکر  
 رات دن اس گلے کا ہار کئے  
 اسکو

(۲۶۲)

آئی ناری سگھن چھند پشانی      ہندو لے چت میں لالہ کون بچا لے



بچن امت کرنگ نیتی سو دما  
پریم کے ناؤ سوں گھنگر و جانے

سوناری پدنی ات چلی ہے  
سندر گل سدھا کرید جو آنے

فرشتا دیکھ مکھ سد بھول جاو  
سرگ آچھر ہوئی ہے اس دیوانے

چنکھی دیکھت سو مکھ پرز ہوئے  
مرگ ننی مرگ تن میں سجھانے

سکی سندر نہیں اس سم جگت میں  
چمک چمکاو نے جگ من بھلانے

اس غزل کے بعد دیوان میں سے کئی اور اق غائب ہیں جی وجہ سے یہ غزل بھی ناکمل رہ گئی ہے (مرتب)

(۲۶۳)

مے پیک مونسکات سونا شاہ کرتا ہے  
اور ترک مست دیکھو کہ بید اور کرتا ہے

راکھیا دہاں امید کہ جانیا ہوں اڑا  
لیتا ہے ہات جام مجھے یاد کرتا ہے

عاشق تو جیوتے گت تل اس کے دواؤں  
گلگشت سوتیان پریرا کرتا ہے

شوخی کہ سر منے ہو س ترک لے و  
کب کان میں نصیحت اُتار کرتا ہے

داغی ہو جیو سوختہ کون تازہ بھی ہوا  
او بزم جگ ترانہ کا بنیا کرتا ہے

آگِ فراق زور کرے جیسی نرس  
آجھوں ووداغ کہنہ سوا باد کرتا ہے  
بجلی کی طرح  
سب دھڑکے توں قطبِ عاشق ہوں گے  
جگہ نہ کہہ سکتا  
اے حال تیرا طور فساد کرتا ہے

(۲۶۴)

کب لگ منگنا آچھے منگاؤں جو نا اچھے  
لورونوں تو اس باں لگاؤں جو نا اچھے  
میرے ترے مینا نے بہوی کی کاغذاں دراز  
دل درو میرا تاب پر اون جو نا اچھے  
جس جاگہ چاکر دیکھیں دل ماہ پرنتاں  
یکجا نہیں پاتے کہ سراون جو نا اچھے  
وو..... برہ وول پاکہ رکھیا آچھے تو اچھے  
نزل ہوئے دشت دیکھیا اون جو نا اچھے  
صاف بہت نظر دکھانا نہیں ہے  
یہی مجنوں کے گوشتاں کی کہانیاں  
قصا تیرا نازک ہے سناؤں جو نا اچھے  
ایک جھلک چھٹک نا جو غم عشق نہ پایا ۱۹۴۰  
اول سو کیا ہے صبر سماون جو نا اچھے  
دل بدکر او پار آدم لک کا قطب شاہ  
یاری کہتیا دے نہ سہاون جو نا اچھے

(۲۶۵)

پھل بن ریخ یار خوش ندیے	بن بد پھلی جھاڑ خوش ندیے
گشت چمن و ہوائے کلیاں	پھول کے بغیر <sup>نظر آئے</sup>
نابے و ناسرواب سو حالت	بن نارینار خوش ندیے
مویار سگرینب و چنیا انگ	بن چمن یار خوش ندیے
میر <sup>شکر ب (۱۹)</sup> جسم	(اسکے بعد صفات غائب ہیں)

(۲۶۶)

دوتن کے کد پرت کے گن نہ پائی	دیوانی گانڈی میں نہیں ہے مٹھانی
سکی نہیں کے نہالاں پھل کھیلے ہیں	کہ باس آنند کی جہناں تھے آئی
پیا سورت رکھی ہوں یوں مین میں	کہ اب تیلیاں کوں رشکوں میں دیکھائی
امولک لعل رنگیں و کوا دھڑ ہیں	کہ خود اپنی پتلیوں کو بھی رشک سے نہیں
سجن کنٹھ لاؤ پیاری کوں میا سوں	کہ چو کے مدکارنگ س اُن تھے پائی
گلے وہ	پون نمئے تمن نہیں منٹھے میں دھائی
	محبت است ۱۹۵۰ ہوا کی طرح تمہارے عشق کی راہ

پرت مجلس کے میں ہے زیب تم تھے <sup>لئے</sup> <sup>مجت کی</sup> تو تیناں کے دیوے تم پتھ لائی <sup>چلنے تمہاری راہ میں</sup>

نبی صدقہ قطب کوں چھنداں

رنگبیلی موہنی سندری بھائی

(۲۶۷)

جک سنگاروں تج کوں سہاے <sup>جو کچھ</sup> <sup>تھے</sup> <sup>زیادہ</sup> عشق شیریں میں تیرا دل گماے

جو چولی ناز کی توں جینت پہنی <sup>چہت</sup> <sup>پہنی</sup> عجب نہیں جو گلن تج کوں گماے <sup>نہیں</sup> <sup>تیرے</sup>

چندر تیج مکھ انکے کاں دے کا <sup>چاند تیرے</sup> <sup>چہرے کے نقاب کہاں نظر آجگا</sup> <sup>بھی</sup> <sup>روشنی کے سامنے</sup> سو بھ بی تیری جوت انکے نہ آے <sup>کہ ساحن اپنی پیاریاں کو مناے</sup>

پلاتے ہیں مدن پیالے میاں <sup>مجت سے</sup> سکیاں پیاری کوں پیو میں بھاو <sup>پیکے دل کوں</sup>

منتر او پر منتر کرتی ہے دوتن <sup>اپنے</sup> سجن کے میں پس گنوں بھانے

نبی صدقہ قطب جن مدد تھی

جک مانگے سوا داب من میں پاو <sup>وہ اپنے دل</sup> <sup>جو کچھ</sup>

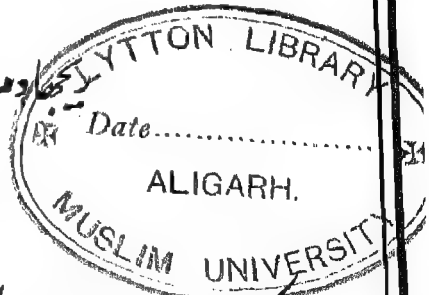
(۲۶۸)

تڑے درس کی میں ہوں ہائیں ماتی <sup>دیدار</sup> ۱۹۰۔ مجھے لاو و پیا چھاتی سوں چھاتی <sup>دیوانی</sup>  
 پیارے بات دھڑکنجھا لو منج کوں <sup>ہات بڑا کر</sup>  
 پریم پیا لا پلاو و منج کوں دم دم <sup>بجھ کو</sup>  
 نہ راکھوں تچ نین میں راکھوں دل میں <sup>رکھوں تجھ کو آنکھ میں بلکہ رکھوں</sup>  
 پیا کے دھیان میں مست ہوں مست  
 اگر یک تل پڑے استر پیا سوں  
 منجے برسے کے بیناں کی سناتی <sup>مچھے فراق کیوں</sup>  
 نین حل سوں سپت سمد ر بھراتی <sup>آنکھ آنسوؤں سے سات سمندر</sup>  
 نئی صدقے کہے قطبا کی پیاری

پیا چھ آدم دم ادھر پیا لا پلاتی <sup>ہونٹ کا</sup>

(۲۶۹)

سکی اپ حسن کا مند رہنائی <sup>اپنے</sup>  
 عرق اپ کچھ تھے پیا لا ملائی <sup>اپنے رخ سے شریک</sup>



دکھائی دے اپنا چھند بند سوں      میا دھڑائیں گل اپ سبج لائی  
 چند سورج دین دو گال دھن کے      بخت دکھا کر اپنے  
 جوتا لاں مشتری پکڑے بدستار      ۱۹۰ اند سوں زہرہ پر مالان شائی  
 پریم کی بھید بن میں کو کی کوئل      سوناواں سوں پنھلیہ و بھائی  
 سبز رنگ کنچلی ناری کون سہتی      کچا چکو او چکوی کون نچائی

نبی صدف قطب پایا اذاری  
 کہ سب ناریاں میں اوش من کون بھائی  
 ” کے دل کو

( ۲۶۰ )

موہن لال تل تل سوں نہہ لاو      کرے توں کلج او مرے من کون بھاو  
 کہہ اے دل سدا منج سو پریم کہانی      کہ تجھ وں کانید منج نین آوے  
 عشق کیا کلیا چن ہوں نہہ بن میں      مجھ سے بخت کی  
 کی      چھتا؟ عشق کے

پیا کا مورت آپل میں لکھیا ہوں  
کہ مومن میں بن ہو ہورنار سا  
بہوت چھندوں لائوں میں اپنی  
میرے دل بغیر پیا کے اور کوئی  
کہ اوچھند بھر باچک مومن نہ لکھ  
ذرا مجھ سے محبت  
مومن سات کھن کھن کرن نہ لکھ  
کہ او نہیہ تل تل اندسوں بچھاو  
اس کا عشق

نئی صدقہ قطب اوم مومن بنی

۱۹۸۰

اپس کنٹھ لاکر میاںوں مناد  
اپنے گلے لگا محبت سے

(۲۷۱)

بالی سندرا آئی ہے گلّال کی ڈالی ہے  
بالاں کی ہر کاری سہیں جس کھ گلّالی ہے  
ڈلتی مون ڈالی من آئی سجن نہیہ باو  
او چال دیکھ سنس موہیا چل سکھ بالی ہے  
بھری صراحی عشق کی کینے او صراحی نقل  
ساجن رنگیلے من کی رنگ رس کی منوالی ہے  
جگمگ تارے سوہتے ناری کے جو بن بھل اوپر  
یہا عشقاں کے پھند میں موتیاں کی رہ جالی ہے  
صدقہ بنی قطب زباں پیاری مل عیشاں کرے چانے کے لئے  
کیوں نا کرے نہیہ ملک میں تج عشق تھے والی ہے  
عشق کے تیرے سے

(۲۴۲)

عشق اوتالی سوں پیاسیں بھری	کوئی بالی نہیں اوتالی کھڑی
چیت سجن کے عشق لائی نشہ پری	ایک تل ناہیرے پیاری باج کہ
دل میں نثرے باج اوس یک تل کھڑی	پیو بن تل بسی لاگی ناری کوں
میں ہوئی یوانی دل تچ نہیہ دہری	ساتی سح مانو یقین یکیت سوں
تیری راہ میں	

صدقہ حضرت صفیہ کے قطب شاہ

۱۹۹۰

نہیں پایا ہے تچ اسی چھن بھری  
عشق مجھ جیسی

(۲۴۳)

بہوت انگ انگ کوتاں کوں سجائی	بیر اپتن او پر چو لانسہ چڑائی
کہ اپ چو لے میں اس خوشی تھے نیائی	بندیا ہے سجن خیال یوں سیر میں
کہ میں اپ جسم سب پیاسوں گمانی	پرہ کے او بالال تھے نہیں ٹہیر کوں
اپنی زندگی کے مافہ گذاری	فراق سے نہیں دراواں



پراوپیا تھے چڑت زرنکاری      سبھی شہ پریاں میں اوک موک پائی

نبی صدقہ قطبا سوں مل ای دھرتے  
اپنے ہوتے ہے  
گلالی سورنگ مداند سوں پلائی  
شراب

(۲۶۲)

پیاری پریم ناز سیتی سہاتی      اپس حن بون عاشقان دل بہلاتی  
عشق بکھناڑ ہے  
چند زناد بیلا پیشانی کوں لا کر      سوئس کس تھے تارے جلمگ دپاتی  
چاند کی طرح  
لگن تارے اس تہ تھے جھڑ پڑینگے      جو یوں لال کوت مکمل بناتی  
رات بھیجی ہال ہے  
کدن کا طراکان اوپرد ہر ہے      کہ یا چند نو اسوج انگے دیکھاتی  
نیا کے مقابل  
ترے نین آچھے میں رنگ ہمدن کا      تہ چاک مستی میں ہنس کی سہاتی  
۲۰۰۰  
مرے تن تھے سنناپ رو کر توں      کہ میں ہوں ترے وصل کے مد کی ماتی  
نبی صدقہ قطبا کوں اپنی میا سوں  
دیکھا کر جھیلے چھندا سوں بھجاتی

(۲۷۵)

چھوڑو بہنے قطبا تین پر تھے واری  
 کرو منج میا میں ہوں چیری تماری  
 جکجک حسن تنج ہے سو کن کون نہیں ہے  
 تو پیو کی نظر میں ہے توں سب کچھ پیاری  
 پیار ہو پیاریاں کی رنگ ننگ دیکھت  
 دو تن رشک سوں آب سد بد باری  
 بہیلی اشارت کرے نین چھند سوں  
 منجے یوں کہ سائیں کون تل تل بھجاری  
 پیاری کے طالع قوی ہیں پیرت میں  
 کہ ساجن او پر آپ تن من کوں واری  
 نکر بھانہ پیو مد دیو اپسے او صر تھے  
 کہ اُس مد کی منج کوں لگی ہے خُماری  
 نبی صدقے قطبا توں لے ترسہ پایا  
 کہ تج دور میں دین کوں ہے اتواری

(۲۷۶)

پیارے سنو منج پریم کی کہانی ۲۰۱۰ کہ میں بھید تج حسن کے سب بچھانی  
 تیرے میری محبت

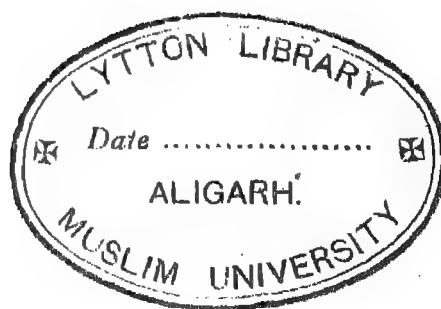
عشق کے بدماوے کروں یوں سجن موں	کہ نابو جھے تس دوتی مورکھ ایا نی
سجن کوں یہ سجھار اکھی میں اپنے من میں	او جھو کوں نظر نا لگے تئوں برانی
کیا جب تھے پیو عشق منج من میں ٹھارا	سجن ذکر تسبیح کر اپنی مانی
گلے میں سو ہے پیو کوں موتیاں کے ہارا	نچھل ڈھال دھرتی سواب صاف پانی
دو تن توں پرت میں اپس کی پواتی	سکیاں چنچلیاں میں نہیں توں سیانی

نئی صدقے قطبا کی ماتی ہوں میں منت  
نہیں میرے من میں محبت برانی

( ۲۶۵ )

سرو قد پستلی ہے ساریاں میں تاری	توں سب چھند بھریاں میں ہے لال پاری
محبت کی ڈوری سوں باندی ہر اپ دل	تو ساجن پہ ترسنا کی طبقاں نواری
زلف پیکیہ ہیں پیو کے دل کے ہندو لے	نین جگ امولے ہیں کھنجن تھے بھاری





## ملقیس زمانی

حُسن ملک میں ناسہ ہے تہج باج  
ذریب دے تیرے ہوا

دیکھ اس کلمہ تجلی سورج کڑا بالاج  
شرف

انچل میں ہاتا ہے تہج جو تاج  
تیرے پستل

اُن قول پیرا دے کرو تم ساج  
ان کو

تیری چوٹی گندے ہوئے ہوا آج  
گوندھنے

اُدھر نقل سوں دے کر کال ساج  
ہوٹ

عشق نارائوں تم سجا دو کمالج

دو تون کوں توں نا دیکھ کر کھ مانج  
غیر

محبت قطب کب خوشاں سوں راج

عشق پادشاہی ہو ہے تہج آج  
کی

تو چنے مٹھائی شیریں کو نہ آئے  
تیرے چوئے کی

سچی اس زمانے کی ملقیس توں  
تیری

تو خدمت میں حوراں کھڑاں ہوا  
گھڑتی ہیں

کھنجن تیر کھنجن پہ کرتی بڑائی

جو بن پیلا دے ست میں پیلا پلا  
آپ

عرضداشت عاشق کوں معنوق پا

ہے سپرائوں لک توں کند کی بنی

نبی صدقے پایا ہے جنت کی حور

# حائم

بھلکار سہی

چھوٹے اکراں میں پھول <sup>لٹوں</sup> والا

ادھراں کے اُپر چڑے <sup>ہوٹوں</sup> سولا <sup>لال</sup> لا

سورج کوں پلا چھند <sup>سے</sup> سوں سیالا

نس میں جو ہنسے پڑیا <sup>رات</sup> اوجالا

انگ سنگ سوں کرے <sup>سے</sup> پیا نہالا

ناری سمیٹے تھے آٹالے چالا <sup>زیب دے تھے</sup>

سنبولی اُپر بھونگ <sup>سٹیا</sup> چام

زنت تھے اوک <sup>سے زیادہ چھین</sup> دین ہوٹاں پر

دیکھ چندنی میں چند <sup>چاندنی</sup> مکھی کوں

دن ات ہوا جو کھولے <sup>عمدت نہال</sup> دھن کیس

ناریاں میں جو ناز بھاگ <sup>سے</sup> اچکل

نت بیوے علی کے صدقے حاتم

۲۲۸۰

قطبا کے ادھر تھے <sup>سے</sup> پیالا

(ج)

۳

## بہمنی ہندو

اس بہمنی ہندو کا کس دھڑ کروں شکا  
 بے دام اس کا خدمت کرنا ہوا پتے دل ہوا  
 آساں اُساں تھے ہونٹاں سو کچھ میں چچ  
 امید کہ آہوں سے  
 اس شہر کی سورتیاں کن نا دیکھیا نہ سنا  
 کوئی دیکھا سنا  
 غمزدے کے سمند میانے تیرا ترست نہ دے  
 آہاں اُساں دل کا راہ خیال باندھیا  
 توانت میں جیو کا دوری کدھیں نہ پر نہ سکتا  
 نہیں لکھے ہیں مورخ تاریخ اس حکا  
 دیتے ہیں دام ان کو کوئی کرے میں عنا  
 نہیں ہے صوب پانی دیتا امن ولایت  
 نا کو تو ال قاضی ناکس کا ہے حمایت  
 ڈوبن ہوئے ہیں اب تو تم ملک کو ہدایت  
 اب ناز روشنی پاتا ہنگاموں کو نرایت  
 ڈال تاکہ  
 تیج حسن کے چھجی کا کوئی نہ بوجھ ہدایت



ایک چھن اگر نہ دیکھو تیج یاد کا جو ہلا  
 تیج باج گمنامیج کوں شکل ہے بغایت  
 نیناس کے لال تھے دل پڑیا ہر چون  
 تیرے بغیر گزرتا مجھے  
 تم یاد تھے ہوا ہے مومور نمنے موتن ۱۲۹۰  
 سٹ چھانوں عشق کا منج توں اپنی لوات  
 ابنا کریں تو ہم پر پرور کہے میں زعا  
 تمھاری ہے

کوئی ناسکے معافی اپ کی پرت بیاں کر

پڑتا ہے اپنے دل میں سب نعلی بیت

(ق۔ج)



۴

## ہندی چھوڑی

سکر سندر سہیلی گن بھری ہے	زنگیلی سائیں تھے تورنگ بھری ہے
وہ ہندی چھوڑی بہو چھند شہ پری ہے	لٹکنا بجلی نمنے اس سہاوی
وہ لڑکی بہت	کالچ اس کو زیب دے
وہ تین میں توں سورنگی جوں پری ہے	چندر کھ مہ مینیاں جب ناچتیاں ہے
وہ آنوں خوش رنگ	چاند جی صورت والی
کہ توں بالوں میں سب غنیر بھری ہے	سبھی حوراں نہ آسیں آج تہج سہم
بالوں	آسکیں تیرے مقابل
اوشابی تھے سدائج سروری ہے	اُتھجائے ترے کھ تھے جے شانی
اس کی دج سے تجھے	پینا ہوتا ہے جو جوانی
ادھاں گاؤں سوزہرہ مشتری ہے	گلن منڈپ تاریاں سوں سوارے
وہاں؟	آساں

بنی صدقہ ریجھا قطب شہ کوں

تو سکیاں میں توں جیسی شہ پری ہے

(ج)

اس لیے

# ۵ پدمنی

(۱۶)

تج ناک موتی مکھ اوپر دیتا ہے آب سوں

یا خضر کے چشمے میں تڑتا بڑا شباب سوں

وہ بڑ بڑے کا عکس تیرے مکھ اوپر یوں چھایا  
اس

۲۴۰۰  
جیوں چاند کی جوتی میں مشکیں گلنگ دے دے

تجھ نین کی راوت چڑھائی بھنوں کمانا روں کر

سب عاشقاں میں منجہ پر رکھے چاب ناب سوں

جب ناک میں کرا سہاگن مین آئی جلوہ میں

وہ قفل دے منجہ گیان پر سک کرے شباب سوں

(۲۸۷)

جو دیکھی رنل میں بیو کون بیو کا چیت بہاری ہے  
کپٹ پھل گند دے بیو کون سوا ملن دند ساری ہے

چھپے چند سورا جیالا نہ چھپے نور بیو کا لا

دوتن کے من حسد بھالا کہ شرج مسات باری ہے

میت ساتھ

بچھڑتے لاکھ دشواری بچھڑ شرج مرن کاری

ولے بیو یاد کی یاری ہمن جیوتیں ادھاری ہے

دوتن لے گر بڑاتی توں پر دکھ بھونچ پڑاتی توں

بہت ڈاواں میں ناٹی توں ولے یہ ڈاوا کاری ہے

اماں کی دُعا و ردھے دُعا کا کوٹ چو گردھے

معانی قطب تاج بردھے علی کا حُب ساری ہے

(۲۸۸)

گر گھڑیں گرہ کیاں کئے اُوترنے دوداں بھرائی

چاند سورج کے پیالے اپنے گھڑیں بھرائی

عشق کے سود راو پر لے کھڑی ہست میں برجب

بیری بیری میں دکھاتی اب ہونٹاں کی چورائی

صدر او پر آجھکتی ہوڑ ٹھکتی ہے کھڑی ہو

نین کشید کے تاراں سوں مرے دل کوں برائی

ہے نھنی سب میں ولے دستی بڑیاں سب بڑی او

اچھل اوجھل میں دکھاتی ہے پریاں کی سب بڑائی

پریاں اوڑنے کی ولے پرناہلے اوڑنے کے تائیں

دیکھ لے شکوں پیرت تانتاں ہنوں سینی چوائی

سب سکیاں تانتاں جھلاں سیتی چڑھایا ہین دکھم  
 آب پیاراں سیتی مے بھر مجلس اپنے میں پلائی  
 قطب سیتی جھلڑتیاں نا جھلڑ سک سب کی ہوں  
 اُس کے سیں اوپر لکھے ہیں دن ازل تھے خوش ٹرائی

(۲۸۹)

میں متوالا توں متوالی متوالی کھلائی	نہیں بھانیاں ستیں ابنین ہنڈ لا جھلائی
تری لچھن بری لچھن کہ نا کر منج سیتیں با	ہٹوں ستیں ہٹوں ستیں پیالا منج پلائی
و و چندنی چندنے مکھ پر چندا کا ٹیلا لائی	نئے غمزنے نئے چھند سو میریوں لکھائی
لگے ناچاک تیوں اکھے ہر اپنے کان پر طرائی	سپند کے پاتراں کوں تہ تہ تھے سیتی بجائی
چینچل ناواں دکھاتی ہر ہریک ایک اپنے دل میں	چوہیا چومنے کی لومیا ستیں منج تہ چھائی
پیارے گال میں تیرے مٹھے تابا تھے اکلے	کہ چھاتی ستیں چھاتی لاپس منج ملائی

گرد گرد ہے سہیلیا کی سوچ سرائی منے نردن  
محمد قطب شاہ کوں دے ہر اپ نیناں کی دوائی

ق

(۲۹۰)

پرت پیاری پیرت ہتر سیتیں ملی ۲۱... مکرے کے پھول منے دل باغ کھلی  
کوئی کلی میں جھمکی جھمکا رچو نہیوں  
طرا رکھے ہر سر پر تھے نشان کا  
گر جیا ملھا رہا جھینا اوڑی سکی  
تاج لال ادھر کے پھل پر بٹھا بھنور  
صاحبقران سکیا میں دستی ہے پھلی  
اس انگ سوجھتی جھینے میں جھلملی  
ٹیلاجیوں پر پھوٹی جوڑے ہے سانولی  
بو سیا ہلا دے سیتی جیتیا ہوں میں سے  
اجھنوں نہیں سمجھتی نن پن کی جاہلی

صدقے نبی تو ملی ناری سوں عیش کر

قطب زماں محمد حسن بکوں آملی

ق

(۲۹۱)

نوی پیاری نوی نہ میں نوے چھند سوں پلائی ہے  
جو بن چھبیاں اوپر سلیم بھنور منتی سوں اکھی ہے

کہوں اس قد کہ یا صورت کہ یا اس چونپ میٹھائی  
گلالی کال تھے چوٹی عرق کی بند پے درپے

کرمی کسوت نوی چند فی سوماوے اوپر جھینے کا  
جے کچ منگے خدا تہجکوں دیا ہے توں دعا کرے

جھکتا رات کوں جگنا پیاری رات دن جھکے  
پشانی پر رکھے جگنی کا ٹیلا کد نہ دیکھیا کے

۲۱۱۰

کرے جے دامن سوں عشق او ہے عشق بازاں میں  
اگر میں باورا ہوؤں تو کیا اس ہر ت میں مارو ہے



کہتے ہیں شاہ کو سلطان لے ہر ان بدن سلطان  
کہتے دھاتاں بجاوں کہ نہو چھ کن بجایانے  
جَدھاں دیکھیا پیاری مکھ مصحف میں مبارک فال  
تدھاں تھے قطب جینیا ہے شہر سلطانوں ملک

(۲۹۲)

مکت راگاں پیاری اب رگے رگ راگ گاتی ہے  
نکھاری راگ گاتی مکھ اہاراں سوں سہاتی ہے  
صباحی راگ گاکر منج صبا کے تخت بدلاو  
دھنا سیریکا کہہ دھن منجکوں رنگ پیالا پاتی ہے  
مرے ننگ مل بجاتی ننگہ گاتی سنگھرا بھڑنا  
سری راگاں جو گاتی اُسٹری تو منجکوں بھاتی ہے

الا پے گڑا گڑا راکساں ہوں کلا چڑائی ہے

عشق کی آگ میں ابرو کمان کوشی سکتی ہے

کہ گوری راگ جو گاؤے تو گوریاں کا ملک جنتیوں

سوزانگ نینی سب نگ میں سوزن کاں سہاتی ہے

سبھی راگاں کے گل پھل ہار بایا ہے سولہ ہارا

جو گاؤے رام گیری رام کر راواں جھاتی ہے

میٹھے راگاں محرقہ شبے کون جم سہاتے ہیں

۲۱۲۰

نئی دولت غزل میرا شکر نمئے چکھاتی ہے

(۲۹۳)

پریاں حیران اس صوت گری تھے

ہمن پیاری پری صوت گری تھے

جہاں چوسرہ جھبم گری تھے

اپس ہاراں میں تباہ عشق گوندے

بخت اس کے کہ پیاری سو پیوے مد  
صراحی کر بھنواں میں مد بھری تھے  
ہمن ہو اس میں میں پن کے بھید  
سہیلیاں بھید پایاں بلگری تھے  
خمار ی باس تجھ فوتماں تھے ہنکی  
چمک مینا منے خوش دلبری تھے  
لجے مینا کی قفل سیتی لبس  
پریاں حوراں لجیں ہم شہ پری تھے

خدا پیاری دیا ہے قطب شہ کوں

دعا ہو رہندگی ہو رچا کری تھے

(۲۹۴)

میری بھیری بھیریاں مینا ہے سو بھیری  
لٹکتی ہے تاج ہو رگاتی ہے گوری  
مستی حملے کا سو کن پکڑے عنان  
جیو جگنا جھگتا ہے جیوں جگا جی  
عشق سنے میں میں بھیا ایک سہنا ۲۱۳  
ساتو کہنیاں کہتے سنا میری کہنی  
خمر و شیریں کا ہے سو ایک دفتر  
زلف پینگاں میں پینکا نا ہو مر جی

باس باساں سوں محبت گیسند مہلی بہار پھل تالیوے میری نئی بالی

نبی صدقے رنگ رنگاں بھر کھی رنگ

قطب سوں مل رہی ہے اے نوبلی

ق

(۲۹۵)

نزار حسن حناں میں بھایا دے مدد پیالہ رنگ انگ بھایا دے

چو پیاری چھنداں سوں چنداں تھی پیک تال سستی رجھایا دے

ہند زلف کے میانے ہلچیا ہوں نین پینک میانے پنکایا دے

عشق نیند تچ نین میانے سہے صراحی پیالہ بھرایا دے

اندنا دگر جیا ہے تچ گجستیں عشق نہانت کاراگ گمایا دے

عشق یج پیریا ہوں دل باغیا اند پھول اس تھے کھلایا دے

نبی صدقے قطب کے سر پر د۱۱۳ لگن رنگ کا چتر چھایا دے

ق

(۲۹۶)

پریم بیلا بیکہ فون نہ لائی ہو کو نکھڑی  
باندھے عشق کے کو سوچاں کھٹو میں عورت  
پریم کی باتاں سب بنیا کی پھرتی ہو میں  
ہم تم منے بیک قول تھا او قول نابہر تمہیں  
دیو عشق روشن ہوا تاج میں کجے شاہوں  
اس پہچان کی نادموں منج نیند جاوین تھے  
دربا عشق میں تیر کر باندھے ہو گل گلری  
پرچم پریم چاواں بے سستے کیا نہیں تری  
اپنی میں اس نپتھ لا اوڑیا عشق کا چادری  
پیر برن شرطاں میں تاج منج منے آباوری  
ساتو سراں گا کر کے آلا تپی آساوری  
کن داکس سحر سون باطل کروں آساری

قطب زباں شاعران کا شعرین شاگرد ہے

صدقہ نبی باندیا کم جویں شکریاں میں شکری

(۲۹۷)

توں ہے لاڈلی لاڈسوں آتی ہے ہی  
عشق چونچوں من میں بھاتی ہے ہی

عشق کی کنش کی شیریں ناکر سکے کہ جو بن پیالہ سون توں سہماتی ہے ری  
 کفر باغ میں پکڑا تیری سوی کوں ۲۱۵۰ چنچل نادیں نادگاتی ہے ری  
 عشق بھاوسوں تن نگاری ہر توں عشق چونپ ستیں سہماتی ہے ری  
 ہنوں کے تج لگ کہ پیچھے ہیں تیں بھجھاری جو بن سوں بلاتی ہے ری  
 پس غمزے کی چادر اوڑی پیاری نین سیتی صاحب بلاتی ہے ری

نبی صدقہ تج ہے خدا ترس خانے

گلے لگ پیالے پلاتی ہے ری

(۲۹۸)

چھندان ستیں آتی ہے بھاواں دکھاتی نین سوں ہن رات ساری جگاتی  
 عشق پیہم سوں انچل اوڑ کر کھڑی ہے اے نادان بالی ہے بھاواں سہماتی  
 توں جب روٹہ کر بول انات بولتی کہ سو رایسے گالاں اُپر چھنڈ سہماتی

نین بھاؤ سیتیں کچھا وج بھاؤے      پر م چوری پر بند بھاواں دکھاتی

نئی صدقے توں ہے پر م.....

قطب چھاتی لگ نہیہ کلاں دلاتی

(۲۹۹)

توں پھر نیم کر چیرینا تی ہے      ۲۱۰ سو مسکاتی اور نگ لکھاتی ہے

کر بوں تھادے ہو پو نیچہ دیکھتے      چوری چوری سائیں بھجاتی ہے

گناں پر کھتی اور بول چو کھتی      بھوری ہو چہن جنا تی ہے

کھسے کیس سو نکھتی ساجتی      نیکی کنٹھ کنٹھ مال سہاتی ہے

قطب پیاری کس تھے نہیں فرتی ہر

نئی صدقے منج دان دلاتی ہے

سہیلی مدن لال موچت بھاؤے      (۳۰۰) کہ تل تل دل اس چنڈ پرواری جاؤے

کسے چت بلاوے کسی ریں جگاؤ      کسے دل تپاوے کسی من بھاوے  
کسے نہہ لگاوے کسے مد پلاوے      کسے روپ دکھاوے کسے پم پلاوے  
کسے لب چکھاوے کسے چھپ بھاوے      کسے بیج مناوے کسے گزک دلاوے  
کسے اب دکھاوے کسے تخت سروا      کسے پک بتاوے کسے چھب دکھاوے  
کسے پرم لگاوے کسے چت بھلاوے ۲۱۰۰      کسے بہر دلاوے کسے پان دلاوے

نبی داس کر آب کے تیں پواوے

قطب شاہ سدا بیرالاں گواوے

( ۳۰۱ )

لجے کو کہ ہتا میں جام لی یے      سلطانی جسم مدام کی یے  
پانی کہ خضر حیات پایا      مد گھر تھے تنک سو جام پی یے

لے دیوان قدیم میں یہ غزل دو جگہ لکھی ہے یعنی غزل ردیف الف میں بھی ہے مگر اس میں صرف تافہ و ردیف کا فرق ہے یعنی ردیف میں تافہ جام مدام ہے اور یہاں لے پئے کئے وغیرہ اسی لئے درج کر دی گئی و تراشہ دیا گیا۔



سردھاکہ جی موکام را کھو	اے دھاکہ کلا سول نظام دیئے
میں مدو عا قلاں وتس پے	مویارین کون سوں سیئے
باہر تو ادھرتے ساقیانہ	اس دور منے کو کام جھیئے
لوچن ترے شیوہائے مستی	او دشت چنچل تھے دام لیئے
ذکر مکھ وزلف تجہ من دل	یو حسن تھے صنم و شام جیئے
موسینہ داغ درد دو کھوں	تج مکھ نمکی تمام دیئے

اوجاہ تھڈی معانی کی جان

۲۱۸۰

تو حسن دو سو غلام کیئے

(۳۰۲)

چے پیک موسکات سونا شاد کرتے ہے	ووترک مست دیکھو کہ بیدا کرتے ہے
راکھیا وہاں امید کہ جانیا ہوائے زماں	لیتا ہے ہات جام مجھے یاد کرتے ہے

عاشق تو چہیو تھی پگ تل اُس کے دوڑیں      گل گشت سوبتان پری زاد کرتے ہے  
 شوخی کے ہر منے ہوس ترل لی دے      کب کان میں نصیحت اسناد کرتے ہے  
 داغ موجیو سوختہ کوں تازہ بھی ہوا      او بزم جب ترانہ کا بنیاد کرتے ہے  
 آگِ فراق زور کرے بجلی من      اچھوں ووداغ کہنہ سوا آباد کرتے ہے  
 سب دھرنے توں قطب معانی کہ عاشق ہو

اے حال تیرا طور سوں سر یاد کرتے ہے

۳۰۳

کب لگ منگنا آچھے منگاؤں جونا آچھے      لورونوں توں اُس باس انگاؤں جونا آچھے  
 میرے تیرے مہانی بھومی کے کاغذان درد      دل درد میرا تاب پڑھاؤں جونا آچھے  
 جس جاگہ چرا کر دکھیں دل ماہ پرستاں      یکجا نہیں پاتے کہ سراؤں جونا آچھے  
 دودیدہ و دل پاک کھیا آچھے تو آچھے      نزل ہو ہے و شرت دکھاؤں جونا آچھے

سے لے اجموں کی سوکتا ہے کہا نیا  
قصا تیرا نازک ہے سماون جو ناچھے  
یک جھلک جھلک نا جو غم عشق نپایا  
اوول سو کیا ہے صبر سماون جو ناچھے  
دل بد کر او یا را دم دکھ کا معانی  
یاری کہ تیاوے نہ سہماون جو ناچھے

( ۳۰۴ )

پھل بن رخ یا خوش ندیے      بن مد پھلی جھاڑ خوش ندیے  
گشت چمن ہوئے کلیاں      بن پیالہ کنار خوش ندیے  
ناجے دنا سرواب سو حالت      بن نادہرار خوش ندیے  
مو یا شکر بنب و چنپارنگ      بن چمن پیار خوش ندیے  
باغ و پھل و جل ہے تو اما      بن صحبت یا خوش ندیے  
ہر چہ تر کہ جگ کی عقل بندے      بن چترنگار خوش ندیے

چت نقد چکارہ ہے معانی

اس تائیں نوار خوش ندیے

(۳۰۵)

سکی کے مکھ پانی میں چند اسوج سدا جھلتے

اڑن جکڑے سودن مل اچھ رین چولی میں تھکھلتے

جو بن کھل سائیں بہت دی ہڑ ہلاوے عشق کے کی ہے

سجن سنگ ات جاگی ہے سولہاں نیند لے کھلتے

مدن مکھ گال پر لاتی سو صورت یاد جو آتی

جیا کے باغ میں بھاتی پھلاں نکھ مکھ پہر کھلتے

گھلی مارداپن جیو سک برہ صحرا میں دیواکھ

سود بھیت نور جھلکا چک پنکھیر و مرگ سب بھلتے

معانی تج عجب کیا ہو کہ حشریٰ سد بھلے گا ہے  
فلک سارے برس ماہے پری کے نہ میں ڈلتے

(۳۰۶)

دے جیوں بُرے پانی نگاری خطا پر تیرے  
اسطورا ہوا مج من دیا از یک رُخن دیرے  
لٹاں کھل مکھ اُپر کھیسے علم جھیلے سوہن دیے  
شرف جمشید کی جسے ہوئے اس عاشقاں حیرے  
دو رخسارے ہے خوں لے غرائے تا فوا گھٹالے  
ہے پلکاں تیرا بنا لے سونا ندے دل اُپر میرے

دو پتلیاں راوہناں تیری بندی اپا سپے کوی سیری  
سوچو گاں کھیلے پھیرے بہن دل گیند کر گھیرے

معانی نہہ کے گھوڑے چڑھتوں لے جو بنا کے کڑ  
مرصع جیغہ لا کر ٹپسکی آئی ہے سچ نیڑے

(۳۰۷)

چندنی جیون چند پونچھے سنگاری لگی دسے	مکھ رنگ تھو مونی جوتی نگاری لگی دسے
موتیاں کے حل گون میں دودھاری لگی دسے	بیلٹ کے چمن میں ٹلا چت رچوترا
یا قوت نین لال خماری لگی دسے	سدر کے مست گال گلابی برن سہیں
سب عاشقاں کے دم میں سناری لگی دسے	منج عاشقی کے نہہ میں سو ثابت نہ پانچھل
منج یاوتیری تسبی سوساری لگی دسے	زاہد نماز کسی کریں سو نیٹ ریا
سب جگ منے نیٹ سو گنوار لگی دسے	دو دن عجب کپٹ جو منج اوپر گندی سدا

مغشوق ہنس کہے کہ معانی کی عاشقی

منج جیو میں جب رہے سو پیاری لگی دسے  
میرے

تو حسن قدرت سوں لکھیا نیکا دے      جگ حُسن پر تج نور جیوں تیکا دے  
 مکھ نور تھے چندا سورج جھمکیں <sup>اچھا</sup> سدا ۲۲۲۰      تج کیس بادل تھے فلک پھیکا دے  
 سب جو ہراں کا کھان مکھ یک عجیب      پھلری کا موتی ناک پر سیکا دے  
 فیتنا ہے موتی ناک کا فتنہ نکر      دیکھ آرسی فتنہ ترا جیکا دے

توں ہے پری یا حور یا ہے پد منی

قطبا معما یو عجیب ہیکا دے

(۳۰۹)

نہ دیکھوں پیو چین آدم منن ج لاگ دوری ہے

رھیا پانسو برس آدم جدا اچرج صبوری ہے

بہت دن جب صیا تھا سائیں کا مکھ دیکھتے یک تل

لگیا دھلکا دیکھیا سہنا کہ جھلکا کوہ طور ہے

پیاسوں عرض دکھ کہنے نہیں مارگ مگر خیالوں  
 کہ جیوں پھل باس مل کھوال ہیں مج یاد دوری ہے  
 تمارے ڈاو کے پیچاں کون بوجے کہ مشکل میں  
 معلم نابو جھیں عاشق نہ سمجھیں صیغہ پوری ہے  
 کہ جب من میں کہ جب سکھ میں کہ جب دکھ میں کروں یاد  
 تو تبت و تن سمج جاوے عجب مکار پوری ہے  
 رقیباں جان توں ساجن ہمارا راز پایا ہے  
 پیواوے توں کتنا جھج بہوت انتر کی دوری ہے  
 نبوجے تو سنے گل مکھ کتیاں کے نگ ہو بیدیں  
 معافی کہہ مچل ہو رعلی کا دین فوری ہے



(۳۱۰)

میں مست تاجِ نین تھے پتیاں کتا کھلاتی	اس کھیل میں بھلیا ہو بھی کیا سَرا پلاتی
تجھ مَلاثر کی مَستی دایم ہمن میں اچھتی	کیا گن بدل حکیماء کے ہست دوا دلاتی
جو بن کے طور اوپر کچھ نور مجھ دکھا کر	موسیٰ نمن بھلا کر عیسیٰ نمن جسلاتی
کنٹھ ناگ مز بجا کر ناگاں کشتل کھلا کر	شکر اوھر چکا کر مجھ جیورا بہتاتی

کنٹھال کنٹھ یا کر انجیل جھکا دکھا کر

معانی کا دل بہلا کر ہست میں ہستاتی

(۳۱۱)

مے لعلی تھے کچھ زردی ہمارا دور کرساتی	مجلس نہ ہر ز قاصحیوں توں پُر نور کرساتی
پیار خمار کرتا جلوہ موشیٹے خیالاتیں	رقیبانِ عکس کرتے ہیں توں کیا چھن دو کرساتی
لطاقت پیش ہے دنِ بوم اس مڑ سہی قدسوں	پیالا آس کا میسر سو بھر سہم دُر کرساتی

جگوئی ہے عشق میں ثابت سدا ہر جیونا اسکا  
 سو اس کے ناؤں میں منجاء سب معمور کراتی  
 بجانوں و ز محشر کیوں اچھیکا جا پرش منج  
 کہ میخواراں منے اب تو ہمیں مشہور کراتی  
 بہشتی باغ میں کھیلے ہیں بھولاں منج ماراں کے  
 ہمیں مجلسوں مست نغمہ طنبور کراتی  
 نظر کی محبت میں دیکھ منج مکین کوں بیکل  
 پیال کی کمیائی دشتوں مغفور کراتی  
 پیال کی سوز کی کرنا دس منج دل کوں قلابے  
 ہولہ ہے مدعا حاصل مے انگور کراتی  
 پلاک کا تے نین بانڈیا بجاوے خیال تیرے کن  
 رقم اس خیال پوشیانی کوں سینور کراتی  
 محبت پیو کا منجکوں بر دریا میں کشتی ہے  
 اس اوپر شق بازاں میں منجے و تور کراتی

معانی شوق کے انجھوڑا علیں لکھ کر کہ جیوں موتی

کہ یک تل جیو منج ہنس کوں نظر منظور کراتی

(۳۱۲)

ترے مکھ لعل تھے رنگ گوہر کا بھانے جائے  
 جوہر صاف تھے ہر کس کا گناں جانے جائے

پھولاں کا باس نہ ہر پنکھی سکی کا بوجھنے  
بلبل اوباس بوجھے گر خوشی سوں گائے جائے  
تل کی آیت رکھے ہیں مکھ اور پر علم ستیں  
عالموں کوں کدھیں نفیر تو نا جانے جائے  
داکھ کے باغ میں پھولاں کھلے کراہتی ہن ۱۲۵  
خوشی مخرمی سوں پیالی مویلا نے جائے  
نمکِ دل میں دکھیا ہو ڈھونڈ کہاماں توام  
کام اختیار گیا دل تھے توی دانے جائے  
پکڑے جب گھانس ہریا ہوئے تین بات ستیں  
قدرت اس بات کا دکھ جیو سو قربا نے جائے  
نٹھ کے شہراں منے انگشت نہا ہو برتھے  
چُرپ دوتن ڈنہیں تیسرا نکو تر سارے جائے

منجے پیو یاد تھے آسائش دسکھ دل میں بھریا  
عیش کا وقت رہے غم کا جنس رانے جائے

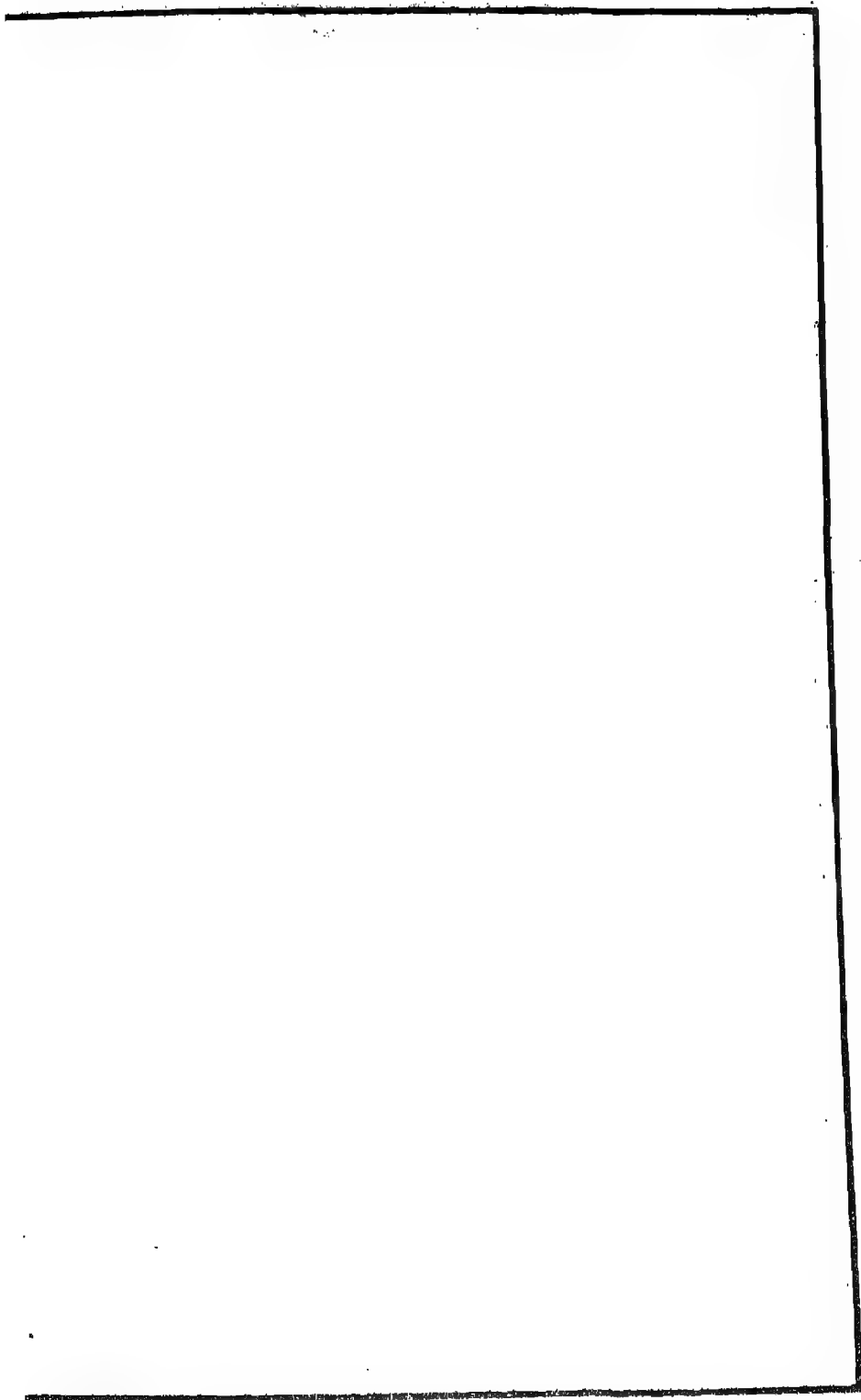


# کلیات محمد قلی قطب شاہ

تیسرا حصہ

دیگر اصناف سخن

قصیدہ - رباعی - مرثیہ - ریختی - مثنوی



# دیگر اصناف سخن کی تفصیلی فہرست

(جلد ۶۳ نظمیں ۳۸۹ اشعار)

## ۱۔ قصائد (۱۲ قصیدے - ۲۱۶ اشعار)

دیوان - تعداد اشعار - صفحہ

۱۔ عید نوروز و روز عید - نور دلیا یا ہے خبر روزید

سلطان عید کا - ق + ج - ۳۴ - ۳

۲۔ عید قرباں - تنج ترنگ کے نعل تھے روشن ہوا جاں ق - ۱۹ - ۷

۳۔ عید قرباں - تیرے کچھ بھولاں تھے تازہ ہے سدا بچن ق - ۱۷ - ۹

۴۔ عید سیلاوٹی - بی مولو دیا یا ہے خبر سہر تھے خوشی کا ج - ۲۸ - ۱۱

- ۵۔ باغ محمد شاہی۔ محمدناوں تھے بہا محمد کا اے بن سارا زانقص<sup>الآخر</sup> ج - ۱۶ - ۱۴
- ۶۔ عید نوروز۔ کہ جس دن عید ہو نوروز پنج کو نت خدا دیتا<sup>دناقص الاول</sup> ق - ۱۱ - ۱۴
- ۷۔ قصیدہ منقبت۔ آج شہیں چلیا شرق مگر تھے نشا زانقص<sup>الآخر</sup> ج - ۸ - ۲۰
- ۸۔ نوروز۔ پیا کھ نور تھے ہے جادواں ہم عید وہم نوروز۔ ق - ۵۱ - ۲۲
- ۹۔ بغت نبی۔ حضرت نبی پیغمبری تھے سواس دن پائے ہیں۔ ج - ۲ - ۲۳
- ۱۰۔ بسنت۔ بسنت کا پھول کھلیا ہے سوجیوں یا قوت رانی۔ ج - ۱۵ - ۳۴
- ۱۱۔ یا علی۔ حید تمیں صفد تمیں است کو اہد یا علی زانقص<sup>الاول</sup> ج - ۴ - ۳۷
- ۱۲۔ قصیدہ منقبت۔ ڈبے میں تر نے لگے بڑ بڑے کئی لک ہزار<sup>دناقص الاخر</sup> ج - ۸ - ۳۸

## ۲۔ رباعیات (۴۱ رباعیاں - ۱۸۲ اشعار)

دیوان - صفحہ

- ۱۔ مردی جو پوچھے گا تو علی تھے جا پوچھ ج - ۴۳
- ۲۔ جنت و مقدر قسم کہنا علی
- ۳۔ میرے سو گنہ گانٹھ کھول ہا علی

- ۴۳ - ج - انپڑیا ہے علی ہنت تھے مدن جام منجھے
- ۵ - اپ دوست سوں مل پنتھ کہ میں جام منگوں
- ۶ - کہتی کہ تری ہوں گی نوار اندیشہ
- ۷ - نابات او محبوب مندر کا کہے جائے
- ۸ - کہیا ترے لب کیا ہیں کہی آب حیات
- ۹ - اس لٹ کوں لٹا پٹ سوں پکڑا کیتا نیاز
- ۱۰ - خوبی و بدی سب کے بوجھار سوتوں
- ۱۱ - احمد علی کے ریتے تھے تچ ہے جو خبر
- ۱۲ - تیرا شرف ادراک میں تیں ٹاک آیا
- ۱۳ - جیتا توں دل وجیوں سوں قرآن دیکھے
- ۱۴ - جس ٹھارے لعل پھرے دور پہ دور
- ۱۵ - ہے پھول کا ہنگام مدسوں باراں حاضر
- ۱۶ - کہئے کہ کیٹ ہو جو اچھے گا گھر میں
- ۱۷ - کب لگ اچھے لب پہ زہد ہو دل میں جام
- ۱۸ - مستی کے ملک میں ہے جہان بینی منجھے



- ۱۹۔ منج یار کے مکھ سارنیں آتا ہے پھول ج - ۴۷
- ۲۰۔ تیج مکھ انگے عاقبت افسانہ رہیا۔ " - "
- ۲۱۔ جس یار میں ہے سب ہی منم ہو رہی ج - ۴۸
- ۲۲۔ مکھل جائے کنچک کانٹہ جو دھن سینے اوپر " - "
- ۲۳۔ اے بار خدا اپنے درویش کو بخش " - "
- ۲۴۔ عین علی تھے عقیق کلیاں ہوئے لال " - "
- ۲۵۔ اے باد مری بات او سے چوری سوں کہہ " - ۴۹
- ۲۶۔ بال کے سحر تیری نین سنیناں ہیں " - "
- ۲۷۔ تیج روپ بنا میری نظر میں سونہ آئے " - "
- ۲۸۔ جو کوئی غفل بات منے آتے ہیں " - "
- ۲۹۔ شہ ہات منے جام سو حجام دیکھو۔ " - ۵۰
- ۳۰۔ تیج سار سو دھن سو جیوں بر میں اچھو " - "
- ۳۱۔ تیج سات وصال منج سوں دیتا ہے زر " - "
- ۳۲۔ تیج زلف سدا لالن کے اوپر ڈھلتی " - "
- ۳۳۔ تیج ہونٹھ کر اذوق ہیا پایا ہے " - ۵۱

- ۳۴ - اندنگے تو کہہ ہیں توں جاناں کوں نہ چھوڑ ج - ۵۱
- ۳۵ - تیج زلف کا چپ مال کروں ساری رات " - "
- ۳۶ - اللہ کائے نانون تو یک چت سوں اول " - "
- ۳۷ - تیج حسن تھے تازہ ہے سدا حسن و جمال " - ۵۲
- ۳۸ - پائے ہیں لطافت ترے مکھ تھے ارواح " - "
- ۳۹ - لال ادھر لال لا آدھار کرو " - "
- ۴۰ - خدا یادے مدد منج جم محمد سوں ملا پنجتن - ۳۵
- ۴۱ - نہیں کیں تیج ایسی سہیلی گہیلی - " - "

### ۳ - مرثیہ - (پانچ - ۶۱ اشعار)

- ۱ - محرم جینے میں آیا اماں کا سو غم بھر کر د - ۶ - ۵۶
- ۲ - اولہو لال کا رنگ سا تو گلن اپراں چھایا ہے د - ۱۶ - ۵۶
- ۳ - اوسی تھے دو جہاں تین نیل کا کسوت پنا یا ہے د - ۸ - ۵۶
- ۴ - آؤ مل کر مانیاں سب اس غماں تھیں لہو روئیں د - ۱۶ - ۵۶

۵۔ دو جگ اماں دکھ تھے سب جو کرتے زاری وادائے ج - ۲۰ - ۵۷

## ۴۔ رینختی (۴ نظمیں ۲۴ اشعار)

- 
- ۱۔ سنو ایک دو بات صاحب ہماری - ق - ۷ - ۶۱  
 ۲۔ پیامیں ہوں سیوے کی بندی تمھاری - ق - ۵ - ۶۱  
 ۳۔ پیارے نکر کھیچ ہوں تو پرواری - ق - ۵ - ۶۲  
 ۴۔ ہوں تل تل نمین پر تھے واری ہو پیاری - ق - ۵ - ۶۳

## ۵۔ مثنوی - (ایک - ۶ - اشعار)

- 
- ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیلی ہے سب کچھ کا جو کیتا حکیم - ج - ۶ - ۶۴
-

قَصَائِدُ



## عیدِ نوروز روزِ عید

نوروز لیا یا ہے خبر روزید سلطان عید کا  
 لایا روزید کا خوش عید ہے سب کے روزانہ  
 وہ کیا برستا نور شرعی اس مہینے میں کھیل  
 اس عید چھنے تھے سگل عید باں میں نہان  
 شیران خرے سوں کیے جہاں نبی کے نبی خدا  
 روزید کے روزی کپڑے ہیں ملک ہو آومی  
 تاج عشق کا انت کوئی ناپا یا ہو دنیا دین منے  
 روزید کے پھولان میں نوروز کے پھولان کھلے  
 دکھ پھول کھنڈ لے گئے انکے راجھا راجھا  
 نکھ کاواں سر تھے لیکر آیا ہر سماں عید کا  
 باندھے کمر جیوں شکر ہو رگسا سماں عید کا  
 خورشید اداں چھپ گئے جوت کھتی تاباں عید کا  
 حلقہ غلامین کان بیکرے میں گداں عید کا  
 عید کے بھاراں میں بنے حال اور فشان عید کا  
 شیر و شہد سب فلک کھولے ہیں دکان عید کا  
 پایا سوان لیکر گیا اماں بھٹا سماں عید کا  
 پھولان کے بارساتھے ہوا ہی جو خواہاں عید کا  
 آلا تپی ہیں کوئلاں مستی سوں الحال عید کا

- روزیدیں امید کے پھول کھلے مانگو دعا ۱۰  
 براؤ مہ آئند کا نا ہوئیں منج رو کھا ہر  
 نور و نور روزید صینہ بھائی پن کا کہے  
 لاکھوں سلام و سجدہ ہے دایم ہمارے قبلہ کو  
 انعام تیرے سوں اگھائے گئے زمین مور آسمان  
 حاتم کی بخشش چھپ گیا ہیرہ کی بخشش کے انکے  
 تاج حسن جنت حور تھی منشور نامہ لیا سیا  
 بے منت انیر پائے تمن نعمت پنکھی آدم کے تیرے  
 ظاہر ہوا ہے شرع کا احکام تیرے خط منے  
 امرت کا پانی پو کر میں جو تیرے جگ جیو سب  
 تاج عدل تھو یوں کا پتیا عالم پو تھے پان جیو  
 تیرے سے ہوا ہے پتہ جھٹھ
- سب ہی ناں میں دیتا ہے دن نمایاں عید کا  
 دنوں دکھائی دیتا  
 دل کے چمن میں طرح سٹ سٹ لالوں سچاں عید کا  
 ڈال بٹھاؤں  
 دونوں موعے ہیں اکائی لیا ی ہوئی نیاں عید کا  
 اور لائے  
 منج تیں دیے امن اماں لال بالال عید کا  
 منجھے  
 انبر کیا روشن سوچ چند رہا لال عید کا  
 آسان  
 گنجاں گھرے گھر بھر دیا ہے آج دوراں عید کا  
 خزانے  
 منج دور میں بھر دو تم جو ہر مرجاں عید کا  
 میرے  
 دایم چھو پائی نکر منج عید ان عید کا  
 اپنے  
 ترکاں کا ترکی ناچلے آیا ہے ترکاں عید کا  
 برکت نبی اس نبر کوں تا ہوں ہماں عید کا  
 پانی کو  
 آئند خوشی سوں راج کر ہو جنت ڈواں عید کا  
 سے

آئند کے منہ تھو گھرے گھرے موتیاں ساں بھر  
 سچ و شب کی تاثیر تھے مرد سو بھر جو جی اٹھے  
 نہم کا ترنگ کوئی ناسکے چرنے کوں میر شاہم  
 چاہکے اراں لے لکھیا ہے چاہی کس میں یہ  
 جبکو چڑے گھوڑے اوپر سکوں اراں میں گنیں  
 دیر دے ہیں گنج کے چھند انسو کوہِ قاف  
 سچ دولت و اقبال شاہاں میں دیکھیا کوئی کہ  
 کہ میخانہ کوں دھو دھار کھیا چندا ہر آن گھٹ  
 دھن دیکھ نالیوں کہ جھیں مے میں کلا لایاں تھے  
 میخانہ میرا ہور ہے پیمانہ مستی ہور ہے  
 حوراں پڑیا بائے گلے میں کنٹھ مالان عید کا  
 کانے سو کیا پردہ نظر تار ہوئے گلستاں عید کا  
 پیرت کئے میڈاں چڑے جو بن مالان عید کا  
 کھیلے بھوت ڈاواں لکھ سوں لکھ چوگان عید کا  
 تل ہور مے کی گیند کر کرنے ہیں جو لاں عید کا  
 موتی کے جالے سایہ بان جوڑیاں خچے فاق عید کا  
 انس و ملک منگنے سدا سچ پاس و اماں عید کا  
 گلال گے لاں ستیں دیو منج و اں عید کا  
 لوچن سو رنگ کے رنگ تھے دیو احساں عید کا  
 جو بن کے غایان ستیں باندیا ہوں مٹھان عید کا  
 ۳۰ شرب خانو سے باندیا





## عید قرباں<sup>۲</sup>

تاج ترنگ کے نعل تھے روشن ہوا عید کا  
 اس کی باہاں تھے معطر ہے گلستاں عید کا  
 عید قرباں کوں بڑائی شاہ کی مجلس تھی ہے  
 تو بڑائی بول کر آیا ہے سلطان عید کا  
 دست بستہ تھے پھول کھیلے ہیں سرائی کے  
 تو کیا کسوت امولک شاہ ترکاں عید کا  
 دلربا مجلس دیا ہے عید قرباں کوں شرف  
 طفل نمنے آرزو تیرا ہے خواہاں عید کا  
 جلد پہن تیرے ترنگ کا ہو کر گھلکا تاج  
 عشق کے میاں منے جھمکائے جواں عید کا  
 کچھ مصحف میں دیکھوں فال تلبیل صبح کا  
 ہر طرف منج نین میں متا ہے احساں عید کا  
 اس زمانے میں بڑائی عید اب کیوں ناکے  
 کہ نہیں دیکھے ہیں جم جمیڈاے شاں عید کا  
 جب مورخ ناکرتے تاریخ منج مجلس کے تائیں  
 قصہ خواں کیوں ٹپسکیں قصہ پایاں عید کا  
 رشک کرتے ہیں ملک ہو جو رحمت بزم تھی  
 اب پلو تاج کن پیاں ہو ز منگیں باں عید کا

کر علی ہو رآل کی برکت تھو نت شادی خوشی  
 تیری شادی تھو سو شادی ہے نمایاں عید کا  
 شادی ہو خوشیاں تجھے دایم سوارانی اچھو  
 تیج بلاد و ترائیں آپ آیا ہے قرباں عید کا  
 عید کا ہوناں جلک میں عید تجھ کھ تھو ہے  
 اس خوشی تھئے گاتے داؤد الحماں عید کا  
 سب خوشیاں عشرت تمیں مجلس میں باندھے ہیں کمر  
 اب سلیمان کے من تم دیو قرباں عید کا  
 عید اگر عید کا دیکو دان سکوں کیا عجب  
 تیری بخشش ہو کر کم تھئے عید شرمندہ ہوا  
 تیج ہلے نالوں تھو سہنا ہے تاج احمدی  
 بخت دولت تخت چو پھر چوک جوڑے ہے  
 اس خوشی تھئے رات دن گرجے سلواں عید کا  
 روشنی پایا ہو میں یعقوب منے وصل تھئے  
 تیج دیا کی باس تھو ستا ہے کنگاں عید کا

اس قصیدہ پر معافی عید جم قرباں ہے

نیں کیا ہے آج لگیوں کوئی درافتاں عید کا  
 نہیں

## ۳ عیدِ قربان

تیرے مکھ پھولاں تھو تازہ ہر سدا بن عید کا  
مکھ کی پھوٹی تھی پھول کھلیا او پھول دھن عید کا  
قطب تارا کھینچا آہن ربا کوں آدھ <sup>پہ اپنی لڑک</sup>  
سب ہیاریاں میں اوسے دتا ہی ٹپرن عید کا  
عید خوشیاں سیتی قرباں ہوئے دہرائے ہوئے  
اوانندان سبگت میں شمع روشن عید کا  
نہیں دنبا علم جھیلے کے نمنے جھولتے  
تازہ تازہ دن نقاں ظاہر کیا فن عید کا  
جن دیکھے یک چھن تھے سو عید قربانی کے  
حور بنت کا ہے حیراں دیکھ جو بن عید کا  
عید کی خوشیاں تھو نہیں معلوم منجھوں این  
سا قیا پیالی منے دکھلاؤ درپن عید کا  
چاند سوچ لاج کر بادل منے نہاں ہوئے <sup>سے نہیں</sup>  
جب نہن جھلکار میں دکھلائے جھلکن عید کا  
عید کی خوشحالی او ہے جو پڑے یک شاہ کے  
اس خوشی تھو ہے ہوسوں سب اپن عید کا  
خوش گھڑی او ہے کہ رکھیں منج او شریک نظر  
آیا منج عیش کے باتاں میں دامن عید کا  
آیا میرے ہاتھوں

لہو ہانسنے رکھیں میں چھانوں ہنہائیں  
 عید کی عید میلاؤ شاہ منجکوں پیاروں  
 عید نصن پن کا دیکھو ہور عید بڑین کا دیکھو  
 عید مجلس میں کریں آؤ رقیباں کو پسند  
 وقت آیا ہے کہ غم کا جڑاویاں پیروں  
 حج اکبر دینداراں کے اوپر واجب اہی  
 عید مجلس میں کسے جب یاد مسکیناں اوپر  
 اس تھے پایا ہوں الی ہور میں عید کا  
 بیو چوں طفلان کوں دیو منجکوں جو میں عید کا  
 ہے خوشی بن بن منے سوک جھاون عید کا  
 او پسند جالے اوپر ہتہا ہے ابرہن عید کا  
 صد ہزاراں شکر پایا ہوں میں نصن عید کا  
 میراج او ہے کہ دیکھوں تج سودرشن عید کا  
 کاج عشرت کا گھرے گھرے ہو گلشن عید کا

ہے محل نائوں تھے جاگ میں محمد قطب شاہ

تو طبل اس دار پر گرجیں سو گرجن عید کا

(ق)

## عید میلاد نبیؐ

نبیؐ مولود لیا یا ہے خبر سر تھے خوشی کا  
سدا صلوات بھیج سب محلؐ ہو علیؑ کا  
بڑائی ہی بہوت اس دس ہکوں عید انیسؑ  
سعادت میں سعادت ہی سعاد اس گھڑی کا  
سوساعت کی سعادت میں دعا منگے کوئی  
لکھن بخشش کا خط اس کی پیشانی پر چلی کا  
سنی کافر کے بنجانے ٹوٹے ہیں اس گھڑی کا  
سوچر تھے خواجہ کوں ہی بہت گر بڑی کا  
نبیؐ مولود دیا چہ سب مولود میانے  
ازل تھو عید کیا خوشیاں جگت میں تھیں لیکن  
سوی نوروز عیدیاں یہ اتندیے سروری کا  
خدا کہیا پیغمبر کوں حبیب اپنا دو جگت میں  
ہمارے دور میں دائم خوشی ہے ہاشمی کا  
کیا قرآن خدا نازل محمدؐ ہو علیؑ میں  
محبت میں کیا داما دحمیؑ د کوں نبیؐ کا  
پیغمبر ہے ہمارا سوراں میانے سو سُر  
سدا جبریلؑ لیا تا وحی ہو رحمت ربیؑ کا  
کہ صیغہ بولے میں جبریلؑ میں ملکر انجی کا

اشارت کر چنڈا کو بچھاڑے جیوں کٹے کٹے نمنے  
 تو بوسا پانوں کوں دے نور پایا روشنی کا  
 خوشیاں کے فوج دلائے ہیں ہمیں دل پر نندوں  
 کہ چھین چھین جگ میں معجز دیتا پیغمبری کا  
 انوں تھے دین قایم ہے ہزاراں شکر کر تو  
 کہ ہی بار ااماں نانوں سدا سکندری کا  
 منگے پیغمبر اب تیں شفاعت نت خدا  
 ہمارے مصطفیٰ منگلین شفاعت امتی کا  
 مسلماناں محمد رضی پر بھیجو صلوٰۃ  
 کہ تو ہو گا تمں روزی شراب کو شری کا  
 دیا ہاتھ نہ مانج رات دن جم جم خوشیاں کر  
 کہ بختا ہے دما دواں جہاں میں حیدری کا  
 نبی کے نور تھو روشن ہوئے ہیں عیش و کرسی  
 علی صدقے کئے ہیں شیعہ کسوت زری کا  
 پریا حوراں سب چندا چتیاں عیش و پر  
 اکھٹے مال مصارے تال لیکر مشتری کا  
 بدل نمے کرتا ہے منڈل تلخ خوشیاں  
 الاہیں مشتری ہوز ہرہ سرے پنچمی کا  
 فلک سا تو بندھٹا میں سارے چاند سوج  
 وواہن طح دیکھ حیراں ہو عقل آدمی کا  
 خوشیاں شادیاں سی مولود تھی ہوتیاں ہوا  
 زباں قاصر ہے حضرت صف کہتے انوری کا

صفت کرنے پیمبر کا منجھے اندازہ کہا ہے  
 ہوا مولود و صفائے ہو س منج خادمی کا  
 ہوا ہوں شرمسار اپنے گناہاں تھو سداں  
 کرو تم حاتم تانا نول جاوے حاتم کا  
 نبی کے صدقے بخشے گا خدا میرے گناہاں  
 علی کا نول منج نیراج ہی جم خدوی کا  
 پیمبر کی خوشش تھے نہیں کن ذرہ نوید  
 کہ منج فرے کوں دیو چاشنی تم لنگری کا  
 پیمبر نالو منج تن پر سلج سجود دایم  
 خواجه مصطفیٰ کے غصے تھے ڈر جہو ستیں  
 نبی کا نول ہی تیرا محمد قطب شاہ ناڈر  
 قصی موسیٰ و فرعون شیعہ کن ہر رہبری کا  
 خدا یا منج سدا دی سول کھ حید کے صدقے  
 کرو غم نچھے خلاصی و دیو فرمان منج خوشی کا



۵

## باغ محمد شاہی

حجلہ نازوں تھے بتا محمد کا اے بن سارا

سو طوباں سول <sup>نام</sup> <sup>محمد قلی</sup> پہا تا ہے جنت نمنے چمن سارا

و سے فانوس کے درمیان تھے جوں جوت دیوے کا

سوتیلوں دستا دوالاں میں تھے میوہاں کا برن سارا

بہے دم عیسوی دایم چمن میں گل رگائے تیں

ہرے نہالاں کے جلوئے میں مشاطا ہو پون سارا

سڑک تھے باغ کوں دیکھت کھلے منج باغ کے غنچے

سوا س غنچے کے باساں تھے لگیا جگ لگن سارا

جمن کے پھول کھلتے دیکھ سکیاں کا مکھ یاد آیا  
 ہرہاتا تھا محل پھل منن اُن کا نین سارا  
 دسے ناسک کلی چنپا بھواں دوپات ہیں تس کے <sup>زیب دیتا</sup> <sup>ماند</sup> <sup>آنکھ</sup>  
 بھنور تل دیکھ اُس جاگا ہوا حیران من سارا <sup>نظر آئے ناک</sup>  
 سو خوشے داکھ لاکھاں کے ثریا سنبلا ہے جوں <sup>انگور</sup>  
 ہسے اُس داکھ متڈا سو جیا انبر کہن سارا <sup>سنبلا</sup>  
 اماں میں ہسے دانے سو جیوں یا قوت پتلیاں میں <sup>زیب دیتا ہے</sup> <sup>آسمان</sup>  
 ہراک پھل اُس اماں پر ہسے سکے من سارا <sup>زیب دیتے ہیں</sup>  
 کھجوراں کے دس جھونکے کہ جوں مرجان کے پنچے <sup>زیب دیتے ہیں</sup> <sup>ماند</sup>  
 پیاریاں لعل خوشے جوں دس دن ہورین سارا <sup>نظر آئے ہیں</sup>  
 دسین ناریل کے پھل یوں زمر و مرتباں جوں <sup>نظر آئیں اور رات</sup>  
 ہور اس کے تاج کوں کہتا ہے پیالہ کر دکھن سارا

دِیس جا مون کے پھل بن میں نیلم کے نمں <sup>مانند</sup> سالم  
 نظر لا گئے نہ تئیں میویاں کوں را کھیا <sup>رکھا</sup> ہو جتن سارا  
 صفت کرنے کوں سو سن بی کھلیا ہے دس زباں اپنی  
 دکھن سب بندیاں کے تئیں کھلیا نرگس <sup>مچیتوں</sup> نمں سارا <sup>مانند</sup>  
 چمن آواز سن بلبل <sup>اپنے</sup> اپس میں آپ الایے ہیں  
 سوتیں آواز سن حوراں کریں رقصاں اپن سارا  
 دکھت <sup>سنگر</sup> رکھت مست ہو دتک بجاویں پات ہاناں میں  
 سو ڈالیاں ڈلتے ہو ممتوال پی پھول ابرہن سارا <sup>دیکھ کر دخت ہوتا ہے</sup>  
 مگر شبنم کامے ہے یا آدھر جلاب کا پیا لا <sup>ہوٹ لواب</sup>  
 یو پی خوب ہو راو پی خوب <sup>یہ بھی اور وہ بھی</sup> سوجھ سوں مل پون سارا  
 اُمنگاں آپ اُمنگاں ہوں آپس میں آپل ناچیں <sup>ہے</sup>  
 متنا کا تنن ناچیں ہوئے تن تن تنن سارا <sup>ہے</sup>

(ناقص الآخر)

# عید نوروز

کہ بس دن عید ہو روز منج کوں نت خدا دیتا  
 مرے دل مرغ کی خاطر پھولاں عشرت نوا دیتا  
 پھولاں کا عید ہے یک دہر خوشی نوروز کی یک دہر  
 انداں طرح کر ساقی طرب ہو دل پیسا دیتا  
 جو اپنے برج اور مشتری <sup>میرے</sup> ہو زہرہ آئے کر  
 بڑائی اُن تھے پا نوروز نوروزی صفا دیتا  
 اے دل بیکہ مار دوقاں سوں کہ نوروزی برات آیا  
 براتاں بیگ غم کی بچاڑ سٹا اور ب جفا دیتا

خوشی شب رات کی ہو عید رمضان کا خوشی نہ انت  
 اے دونوں عید کیاں خوشیاں <sup>اور</sup> خدایچ کوں سدا دیتا  
 ہوئے ہیں جھاڑ سب ہرئے خوشی سب جگ <sup>تھے</sup> منے بھرئے  
 عجائب عید ہے شہ <sup>ہے</sup> ہو رگدا کوں کیمیا دیتا <sup>میں</sup>  
 خوشیاں سب تیغماں کوں بھاں فکر خوشیاں کرو دایم  
 اے نوروزی کے دیماں سب غماں کے تیر دوا دیتا <sup>کو</sup>  
 دعا یاں تھے کھلے <sup>دن</sup> ہیں سب ہی اسماناں کے دروازے  
 کہ حاجت اب منگو یا راں کہ سب حاجت فرادیتا  
 نہ آوے گنج قاروں کام کچ <sup>کو</sup> تج حسن کا گنج ہے  
 خوشی سوں تو گدایاں کوں پیان بخشش نوا دیتا <sup>نئی</sup>

تمہارے چھند بھرے چالے پورو کے جیو کی ڈوری میں  
 دوتن کے مین ہو ردل میں ای باتاں سب ریادیتا  
 رقیب آنکھ اور یہ محمد قطب شاہ ہے  
 محل کی غلامی تھے محمد قطب شاہ ہے  
 اسی برکت نئے دایم سب خواج کول بلا دیتا  
 ے

(ق)



## قصیدۃ متقبت

(تثیب کے چند شعر)

آج شہیں چلیا شرق نگر تھے شتاب

دھال فلک کی آج او شہر عالی جناب

باند خنجر کزن کی، زریں فرنگ ہات لے

۱۳۰

صبح کے وقت آئیا پیک دو پیالی شراب

چڑک فلک قیل مست، مستی سوں مکھ لال کر

گرم ہو چلنے لگیا دن لے کٹاک بے حجاب

سوہے غلط یوں نہیں ہے یو قضا توں سن

فتح و ظفر چند کا چرخ دیا اس جواب

چاند

شاہ ختن سُن چلیا غرب نگر تھے لے فوج  
 تِن کے تنّاں رین رنگ جیسے اے <sup>سنگر چلا</sup> مشکناں  
 اتنے میں دیتا ہے صلح <sup>جن جسم رات کے</sup> خدا تِن منیں  
 ہے تمیں نس و ن کے <sup>ان کے آپس میں</sup> شہ نالڑو تم اتنے باب  
 میں کیا تم دو کو شاہ <sup>تم رات بادشاہ</sup> یک سورج ہو ریک ماہ  
 دھرتی تمیں <sup>دونوں</sup> دونوں جادو نوں کوں سر پر <sup>اور</sup> اب  
 دن کوں <sup>سوج</sup> سوج، نس کوں چنڈ تہ بھی کیا ہے ماہ  
 چاند کو کیتا <sup>رات کو چاند</sup> جی، سور کوں کیتا <sup>سوج کرتا</sup> ذہاب



# نوروز

پیالہ نور <sup>سے</sup> تھے ہے جاوداں ہم عید و ہم نوروز  
 سورج آو جہل یا نہ عیاں ہم عید و ہم نوروز  
 مبارک پن ترے مکہ نور سورج <sup>سے</sup> تھے ہوا پیدا  
 خراجاں لیکہ آئے میں شہاں ہم عید و ہم نوروز  
 مبارک باد دینے آئی <sup>لیک</sup> نوروز تج دو بار  
 اُدکھ سکھ تھے کریں تارے قرآن ہم عید و ہم نوروز <sup>تھے</sup>  
 شہاں آئے ہیں بیت دیکھنے تم بزم و عشرت کا  
 شہاں کا شاہ دیوے دولتاں ہم عید و ہم نوروز <sup>تہا ری</sup>

اتم طرح انسوں باندے ہیں ملک آئیں سوچ چند کوں  
 کرن رنگاں کے <sup>طرح سے</sup> تحریر و نشاں ہم عید و ہم نوروز  
 پریاں حوراں مجالس دیکھنے آیا ہیں چھنداں سوں  
 دلاؤ ویاں بییاں باندے سواں ہم عید و ہم نوروز  
 فلک نو تھے سو آئے پیشکش اقبال ہو ردولت  
 خوشی شادی سیتی غم بھنجیاں ہم عید و ہم نوروز  
 دے دم مشتری ہو روز بہرہ لیاے ہیں خبر نصرت  
 جو نکلے داب سوں صاحب قراں ہم عید و ہم نوروز  
 پر مہوتی سمندر دل تھے ابلین فوق سوں بھر بھر  
 تو آیا سجدہ کرنے آستماں ہم عید و ہم نوروز

لہجہ شب ات آتشیازی تیرے نور او جالے تھے  
 او سے تعریف کرنے کہاں کہاں ہم عید و ہم نوروز  
 ہماری بزم عشرت تھے اکھائے میں خوشیاں شادیاں  
 سکے ناکولی کہنے او بیاں ہم عید و ہم نوروز  
 متن مجلس خوشیاں کے سم کروں کیوں عید کی خوشیاں  
 تھکت ہو کر رہے ہیں سب جہاں ہم عید و ہم نوروز  
 خوشیاں عید اں برس کوں کرتے اپنی چوہب کا پکڑا  
 دسے منج نہت ہے سکھ پکڑا خوشیاں ہم عید و ہم نوروز  
 کیا کسوت زمیں نوروز پھولاں کو نپلیاں سیتی  
 او کسوت طرح دیکھ ہوتے لجاں ہم عید و ہم نوروز  
 شرمندہ

محل ہو ر علی کا ہے محمد قطب شاہ داسا  
 اور علام  
 کریں سیوا اسے چو پھر پریاں ہم عید و ہم نوروز  
 سٹیا ہے حسن تیرا طرح نوروزی کا عالم میں  
 نزاکت تھے کنگتیاں گوریاں ہم عید و ہم نوروز  
 ہما کا چھاؤں نا آوے تمہاری جینے چھاؤں سم  
 سوچھاواں تل کھلیں مکھ چند نیاں ہم عید و ہم نوروز  
 ہسلی چیت پیئے ہے سورج کی جوت کی چولی  
 پہنی  
 سہاتا ہے ہریا اس پر چھنیاں ہم عید و ہم نوروز  
 کیا ہے حسن بنرہ بنرہ سے بن کے روکھاں کوں  
 درختوں  
 جھلاں کھاوین ہشتی بوٹاں ہم عید و ہم نوروز

گندائے پھول ہاراں میں خطائی ہو را سلیسی  
 اور  
 پھولائے سب خطا کے ہیں نہاں ہم عید و ہم نوروز  
 خطا دفتر او پر کھینچے الف لو چن کے کا جل تھے  
 پری چین بائے حلقہ آپ کاں ہم عید و ہم نوروز  
 نویلی دھن رنگیلی اب تہتیلی میں نگاراں کئی  
 نگاراں کا نگار تان حباں ہم عید و ہم نوروز  
 صفت اس قدر کروں یا اس جمال یا اس لٹکتی کا  
 پڑوں اوقصہ سب جو قصہ خواں ہم عید و ہم نوروز  
 جگت کے نین پائے نور تیرے حسن پانی تھے  
 اوسے تھے کھیلے ہیں پوتلیاں ہم عید و ہم نوروز  
 اسی دہرے پتلیاں

یوں کا نتھنے نکلتا ہے میٹھائی جیوں رتن کاں تھے  
 جوانی کا کان تھے  
 میٹھائی مصر بصری مصریاں ہم عید و ہم نوروز  
 نوا نوروز نوساتی نوا عشرت نوبلی سوں  
 نومی خبراں سن آئے ہیں دواں ہم عید و ہم نوروز  
 اچھوارزانی تم تھے عید ہو رازی مجلس آرائی  
 اور یہ  
 پسند باد و دوتن کے کھنچناں ہم عید و ہم نوروز  
 ڈالو  
 محمد کا علامی منج خطاب سر بلندی ہے  
 سو بچ کر ناسوں بانہ سے سایہ ہاں ہم عید و ہم نوروز  
 تہجد کی نمازاں میں کرو منج تیں دعا دم دم  
 دعا دم کے اثر تھے ہوں رہاں ہم عید و ہم نوروز

ہوا ہے سب کشف تمنا کتاباں بوجتے حق تھے  
 سبق لینیں کو آویں عالماں ہم عید و ہم نوروز  
 خوشیاں آئے <sup>لینے</sup> چل دور تھے منج گھر انداں سوں  
 یہوں کر شکر دایم ہیں سکھاں ہم عید و ہم نوروز  
 ازل کے دیں تھے آند گھوڑے چرپڑ آئے منج  
 خدایا اور تنگ کھ میری راں ہم عید و ہم نوروز  
 جشن نت انت جشن عید و جشن نوروز کا کا جے  
 سو ہے ماہی مرتب پاتراں ہم عید و ہم نوروز  
 جشن خاطر لکرا آئی ہیں زہرہ مشتری تالا  
 بھرا آویں بزم میں پیالے سکیاں ہم عید و ہم نوروز

اچھوں <sup>رہے</sup> من من مبارک عید ہو نوروز منج <sup>اور</sup> جم جم  
 بجاؤ گاؤں سب من گاؤں ہم عید وہم نوروز <sup>گانا</sup>  
 سہیلادوتاں گاؤں کہ غم کا سب اثر بھاگیں  
 خبر لیا یا خوشیاں کا یوزماں ہم عید وہم نوروز  
 خدا منج بخت دولت کا دیا ہے سب شہاں اوپر  
 تو منج <sup>بچے</sup> دربار پر گر جس گجاں ہم عید وہم نوروز  
 پیانج <sup>میرے</sup> مرج بولیا ہوں امید ہو راز و سیتی <sup>باتھی</sup>  
 دیو تشریف گنج <sup>تیری</sup> لامکاں ہم عید وہم نوروز <sup>اور</sup>  
 ہمارے وصف کہنے تھے ہو منج شعر نورانی  
 او شعراں کوں پڑیں سب شاعران ہم عید وہم نوروز  
 ان



ہوا سر تھے غزل کہنے ہوس اس پوتلی خاطر  
 رتن ہے شعر بوجھو جو ہریاں ہم عید وہم نوروز <sup>پتلی</sup>  
 (غزل) کرے نوروز کسوت پر نیاں ہم عید وہم نوروز  
 دکھت کسوت سہیلیاں وادیاں ہم عید وہم نوروز  
 ننگاری یوں سکھی پیاری سکے ناؤن مت لکھنے  
 سچی ہے چیز زکھل تاریاں ہم عید وہم نوروز  
 پشانی چاند اوپر ٹیلا لگائی سور جوتی کا  
 دیوے دل بار کے تیں باد لیاں ہم عید وہم نوروز  
 چھبیلی سرو قد ناری کول لاگے نار پھسل جوڑا  
 سوزنگ دانے اوپر بھندھن لٹاں ہم عید وہم نوروز  
 خوش رنگ

مسکتی ہنستی ہنسی سچلی ہنس کی چسپال چلتی او  
 چمن پھل وارین اس پر مالیاں ہم عید و ہم نوروز  
 ترے رنگ نور تھے گوہر کے رنگ میں جوت چڑیا ہے  
 تم <sup>تہاری</sup> دھپ بن پھلے میں جو ہر اہم عید و ہم نوروز  
 تمہاری <sup>پھیکے</sup> فیض بخشش کا بہوت ہے عام و خاصاں پر  
 ہمیں بخشو عشق کے لاریاں ہم عید و ہم نوروز  
 ہماری کے برس کا دور کر ساقی پیالیاں سوں  
 چڑوں کا تو مدن کی سیڑیاں ہم عید و ہم نوروز  
 خدا یا عید ہو <sup>تیرے</sup> نوروز شادی راکھ بہو برسال  
 کروں تا خدمت <sup>اور</sup> صاحبِ مال ہم عید و ہم نوروز

قصیدہ ہو غزل لیا یا تمہارے پیشکش تائیں  
 اور  
 بھر و منج دور میاں موتیاں ہم عید و ہم نوروز  
 دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب زماں اب توں  
 کریں آئیں ملک ہو قدسیاں ہم عید و ہم نوروز  
 اور

(ق)

۹

## بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی پیغمبری حق تھے سو اس دن پائے ہیں

جبریل کھن تھے مصطفیٰ کن وحی لے کر آئے ہیں

سارے نبیاں پر سردری دیتا خدا حضرت کوں تو

قدرت تھے چتر ہوئے کر سر پر بھالاں چھائے ہیں

سے بادل

(ج)

(صفات غائب ہیں)

## ۱۰ بنت

بنت کا پھول کھلیا ہے سو جیوں یا قوتِ رُمّانی  
 کروٹ کر سہیلیاں سب بنت کے تائیں مہانی  
 بنت کا رُت بچھایا ہے برہ اک کوں خوشیاں سیتی  
 نویلیاں مل کر مجلسِ نو پلا آج شامانی  
 سکل جھاڑاں کوں لا گئے ہیں جو اہر کے نمں پھولاں  
 سو پھولاں سوں کرے تل تل پیا پر گوہر فشانِ  
 بنت پھولاں کا شبنم مے سو بھر ساقیِ صراحی میں  
 جو اُس مدھتے مدن چڑ کر ہمن رنگ ہوئے نورانی  
 جو گر جے مست ہو بادلِ صراحی نت کرے غلغل  
 پیو پیو پیا لا او غلغلِ نیا دسوں ہے میگہ نیسانی  
 آواز کے ساتھ

پلاساقی سرا سر مے کہ تا ہوئے کشف ہمناکوں  
 کہ اس مے تھے ویسے منج کوں سدا سب از پنہانی  
 عنبر، مور عود و مشک و زعفران کا روت آیا ہے  
 اُسی تھے باس انوکا جگ میں کرتا ہے گلستانی  
 پچھل پچھل کے عرق میانے کلاؤ تم کہم چھند سوں  
 و لے فتہ عرق سب باس میں کرتا ہے سلطان  
 بندھاؤ حوض خانے چاند و سورج کے ہیلیاں مل  
 بھراؤ نیرامرت کا کہ کھیلے رنگ افشانی  
 بنت پچھل کا حامل بہن کر آئی انگن میں دھن  
 سو پچھل شکرار کے نقشال منے حیران ہے مانی  
 پھولوں کے میں

بندی چنری پرت نفستے کری اس پر تگت مٹاے  
 نوے قد پر سہاتا ہے پھولاں چولا عروسی  
 سو ج کرنا کی چرکیاں بات میں لے چھ لے یک چت <sup>پھولوں کا</sup>  
 ہسبیاں سو اچھو منج کوں سداے کھیل ارزانی  
 نظر ہے مصطفیٰ ہو مرتضیٰ کا قطب شہ اوپر  
 کہ دشمن کی پیشانی پر لکھے حرفِ پشیمانی  
 انوں کے دشمنوں اوپر ازل تھے لعن واجب ہے  
 اگر ہوئے سمرقند دی بخارا ئی و ملتانی  
 نزاکت شعر کے فن میں خدا بخشا ہے توں حج کوں  
 معانی شعر تیرا ہے کہ یا ہے شعر خاقانی

# یا علیؑ

..... ناقص الاول .....  
 سب انبیاء پرور تمہیں ہے اولیاء رہیں تمہیں  
 حیدر تمہیں صفدر تمہیں امت کو اہدایا علیؑ  
 دانش تمہیں تھے آبیہا جگ پنت تمار ادھایا  
 بنیش تمہیں تھے پایا جگ میں سو پیدا یا علیؑ  
 کرتے ہیں جیواں پیار تھے تم پر تھے رنواں آرتی  
 زہرا سوں نس دن وار تے چند سورتیر یا علیؑ  
 بند تمارا ترکماں تچ داس ہے دونوں جہاں  
 منگتا سدا امن و اماں تمنا تھے قطبا یا علیؑ



# ۱۲ ایک قصیدہ منقبت کی تشبیہ کے چند اشعار

نس کے سمند سیام میں سُننے کی زور ق ڈبیا  
 ڈوبنے میں ترے لگے بڑے بڑے کے لکھ ہزار  
 غرب کے چہ میں پڑیا یوسف انبیا کا سور  
 جاگ سجھیں یعقوب کے منین منین اندکار  
 آگ براہیم کا بجک ہوا پھول بن  
 رین سوتیں آگ کا ہے دھنوکے کا دھند کار  
 چند ہو سکندر چلیا رین کے ظلمات میں  
 شمع دیپک مشعلاں روشن ہوئے اپار

چسبِ خ کے ٹم خانے میں سو رہا پیا جب انور  
 آفتاب  
 مست ہو جا کر پڑیا غرب کے چشمے منجھار  
 کھن کے لگن، شمع چاند، تارے پتنگ کے من  
 اڑتے ہیں اس اس پاس عشق تھے بے اختیار  
 کھن کے سو جوض خانے میں رین بھرا نیر جوں  
 چاند چھو یا رامن تارے بستہ ال نیر سار  
 فوارہ  
 کھن کے مدرس سے کئے چاند مدرس کئے  
 پانی کا طبع  
 بحث کرن تارے آئے طالب علموں کے نار



رَبِّاعِيَا



مردی جو پوچھے گا تو علیؑ تھے جا پوچھ  
گر پیاسا محبت کا ہے توں قطبا

اسرار چھپے سیخلی تھے جا پوچھ  
اوحشیمہ کوں توں علیؑ دلی تھے جا پوچھ  
اُس سے

۲

جنت و سقر قسم کر نہا علیؑ  
تقسیم کرنے والا  
کو لک کریں اے بھڑٹ منہ چوری  
کب تک یہ کی طے

مشکل کے سو گناٹھاں کو کھول نہا علیؑ  
بھڑٹاں کے سو بھڑٹیاں کوں توں نہا علیؑ  
توڑیوا

۳

میرے سو گنہ گانٹھ کھول نہا علیؑ  
کی گره  
ہر بھڑٹاں مددگار ہوا پیا ر سیتے  
جگہ اپنے سے

ہر شکلاں میں ہر مرے آدھار علیؑ  
دیتے ہیں منجے فتح کا تروار علیؑ  
منجے

۴

ان پیراے علیؑ بہت تھے لہ جام منجے  
حاصل ہوا  
دو جگ میں نہیں کام کسی دھیان منجے  
بھگمو

متوال کہ اُس تھے رکھے جگ نام منجے  
متوالا کبک اسی لئے  
ہے دھیان یوں حیدر کے سدا کام منجے

۵  
اپنے دوستوں مل منتہ کہ میں جام منگوں  
اُس ہونٹ شکر ایسے تھے میں کام منگوں  
۱۰  
آرام دل آرام تھے ہے دل کوں <sup>مانگوں</sup> سدا  
میں اپنے دل آرام تھے آرام منگوں

۶  
کہنتی کہ تری ہوں گی نوار اندیشہ  
دل کوں کہاں ہی دل ہی کہاں صبر سے  
دل اپنا خوش کرو بسا راندیشہ  
یک بند لہو ہو اس کوں ہزار اندیشہ  
بوند اور

۷  
نایات او محبوب سندر کا کہے جائے  
جے کوئی اچھے جیو کے منے دل کے بھتر  
نارا ز اس دل کے بھتر کا کہے جائے  
اس سات پچن عشق اچھ کا کہے جائے

۸  
کہیا تے لب کیا ہیں کہی آب جیت  
کہیا کہ پچن تیری کہی قطب کی بات  
کہیا کہ تیری لب کیا ہیں کہی آب جیت  
اس میٹھی لطافت پہ سدا ہے صلوات

۹

کہیا کہ مرا چارہ کریں اے ورساز  
ہے تیج کوں اندھو رسد اے دراز  
اور

اُس لٹ کوں لٹا پٹ مٹ پکڑ لیتا نیاز  
منج کی کہ مرہونٹ پکڑ لٹ کوں تو چھوٹ  
زلف

۱۰

انصاف ہر ایکس کا دیو نہار سوتوں  
میں مہوں چھوٹ نہار چھوٹ نہار سوتوں  
چھوٹنے والا چھوٹنے والا

خوبی و بدی سب کے بوجھ نہار سوتوں  
منج گر چہ چھوٹاں میں ہے گتہ تٹھ سبے

۱۱

کر فہم سستی صرف شہادت پہ نظر  
نہیں ہے اینو تینو منے چوتھے کا پنجر  
ان میں

احمد علی کے تے تھے تیج ہے جو خبر  
اللہ محمد علی برحق ہیں

۱۲

جم تیرا سبق نعبد آیاک آیا  
لولاک لما خلقت الافلاک آیا

تیرا شرف اور اک میں میں ٹاک آیا  
تیرا سونشان مصحف پاک آیا



۱۳

جیتا توں دل و جیو سوتراں دیکھے  
اچھر کے سو حق پر توں احساں دیکھے  
دیکھ حلقہ خاتم النبیین توں  
دل نین سوں تا اذبیع رحماں دیکھے  
کی انگھ سے

۱۴

جس ٹھارے لعل پھرے دور پہ دور  
اُس ٹھارے من کوں نبھاوے کچ اور  
جے کوئی جوستان میں مد پیا لے کے  
ہو ر طور میں آیا ہے دیکھت مد کا طور  
اور

۱۵

ہر پھول کا ہنگام مدوں یاراں حاضر  
پھولاں کے من سارے ہیں یاراں حاضر  
اس وقت پہ کیوں توبہ کیا جائے منجے  
تو بہ شکنناں ہو رنگاراں حاضر  
اور

۱۶

کہہئے کیے کیٹ ہو جو اچھے کا گھر میں  
افسانہ کہن آؤں گی تب تج بر میں  
گھر خلوت ہوا ہو نہیں کوئی گھر میں  
اوبات توں بہرے ہے یا ہے سر میں  
اور

۱۷

کب لگا چھ لہب پڑ ہو دل میں جام  
اس پاپوں بھریا سوز ہر منج کا کام  
مد کے مدے لیا وہ جو صفائیں میں تمام  
یک پختہ برابر نہیں ہے سو لک خام

۱۸

مستی کے ملک میں ہے جہان بینی منج  
خوار کا خمخانہ ہے ٹھکانوں مرا  
خواباں کوں دیکھن میں ہے سلیمان منج  
ہر مد کا سو بند نگین سلیمان منج

۱۹

منج یا کے مکھ سارنیں آنا اے پھول  
جو لک اچھے مل کائنیاں سوں نہیں فائدہ کچ  
کی کبرے کوں کارنگ دیکھتا اے پھول  
دھن پگ تلے آباں توں پاتا اے پھول

۲۰

تج مکھ انکے عاقبت افسانہ رہیا  
تج فتنے تھے روزگار کنج میں بیٹھا  
تج تین انکے عقل سودیو انہ رہیا  
ہو ر سورتے چھانو تھے تج خانہ رہیا

۲۱

جس یار میں ہے سب ہی منہم ہو رہی  
اس غمزدہ بازی ہے سو شکر شکنی  
ایسے کے خیالاں میں نہ پڑیا جاوے  
اپنی خیال منے آتوں اگر ہے چو گنی  
اپنے میں

۲۲

کھل جائے کنچک کا نہ جو دمن سیتے اوپر  
مانند سو اس کا نہ دیسے ساج کدھر  
سینے میں تھے یو دستا ہے دل اس کا  
جوں موتی پھیل دستا ہے پانی بھڑ  
نظر آئے

۲۳

اے بار خدا اپنے درویش کون بخش  
محبوں سو محمد علی کے کش موش  
دشمن کوں توں توڑ دوستان کوں توں نواز  
دشمن کو نکر رحم بھی خویش کوں بخش

۲۴

عین علی تھے عقیق کلیاں ہوئے لال  
ہو رہا ام علی تھے لعل زناں ہوئے لال  
دشمن علی کے کہر باجوں پیلے ہوئے  
حُب علی تھے مکھ محباں ہوئے لال  
اور

۲۵

اے باد مری بات اسے چوری ہوں کہہ  
میری سو گیت بات توں اس چھوڑی ہوں کہہ  
پھل جائے نمون و و بات اس گوری ہوں کہہ  
سمجھا کہہ توں نکو سر زوری ہوں کہہ

۲۶

بابل کے سحر تیسری بین بیناں ہیں  
استاد ان سحر کا تج بیناں ہیں  
گوش پا لے جو کا نام ہے منی ہے توں  
قطبیا کی پھیل موتی رتن بیناں ہیں  
کانوں میں پتہ

۲۷

تج روپ بنا میری نظر میں سونہ آئے  
تج کو چے میں بن منج کوں گذر کرنے نہ بھائے  
تج دور میں نیند سب کوں خوش آئے ولے  
منج میں منے نیند سو یک پل نہ بھائے  
میر کا آکھیں

۲۸

جے کوئی جو عقل بات منے آتے ہیں  
ہو رہل کی بات میں جکوئی جاتے ہیں  
جتنا جو خلاف ہے ان دونوں میں  
دھنڈا کر جو دیکھوں تو سب تج جاتے ہیں

۲۹

شہ ہات منے جام سو حجب آہ دیکھو  
پکڑے اہیں سو بیج کول پنج ماہ دیکھو  
میرنج اسد پنج میں دیکھن منگے کوئی  
شہ ہات میں خنجر سودندے کاہ دیکھو  
دیکھنا چاہے

۳۰

تج سارو دھن دھن سو جیون بریں اچھو  
منج ہونٹ میں تج ہونٹ جو دھن گھڑیں اچھو  
دھن دھن سوں جو میلے تو اندھ نوئے انت  
تج عشق ہو من میں جوں سکا زر میں اچھو  
میرے دل سک

۳۱

تج سات وصال منج سول دیتا ہے زر  
زر نمنے نہیں ہے اس جہاں میں غم شتر  
زر دور کرے ہجر ملا دے و لبسز  
رحمت خدا کی سو د زر کے اوپر  
کلیں

۳۲

تج زلف مدالین کے اوپر دھلتی  
کہ پھول اوپر کہھیں شکر پر دھلتی  
منج نین کی پھلیا تیری کچھ حل میں تریں  
یک تل جو نہ دیکھن تج جو بھر بھر دھلتی

۳۳

اور مزر کراشوق سپا پایا ہے  
جو جانتا ہے سو اوجیا پایا ہے  
وہ زندگی

تج ہونٹہ کراذوق سپا پایا ہے  
تیری سوکھ میا نے ہے معنی یار یک

۳۴

پینک منگے تو زلف کے پینکاں کوں نچھوڑ  
جیوتن میں اچھے لگوں توں مٹاں کوں نچھوڑ

انہ منگے تو کدھیں توں بناں کوں نچھوڑ  
جب عیش توں کرنے منگے دھن سنگا

۳۵

نیناں کی دیوی لاکھ دیکھ باٹ کے دھاتا  
لب پر دے حوالہ توں میں جانوں و دنیا  
اسکو

تج زلف کا چپال کروں ساری ات  
بویاں دیو کر کہہ کے پہے آس کے ہے

۳۶

ظاہر ہوا ہے جس تھے ابد ہور ازل  
ان مد نکو نہیں دو جہا میا نے بدل  
اور میں

اللہ کالے نانوں تو کیمیت سوں اول  
اس تھے سو مہمل علی کوں ایک جان

۳۷

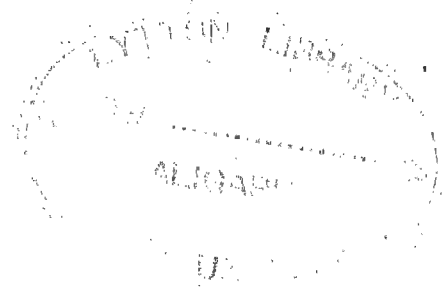
تج حن تھے تازہ ہے سداں و جمال  
تج یاد کی مستی ہے عشق کوں حال  
توں ایک ہے تجسا نہیں و جا کہیں  
کیوں پاوے جگت صفحے میں کوئی تیرا مثال

۳۸

پائے ہیں لطافت ترے مکھ تھے ارواح  
جے تھے اہیں تج جیو جیون تھو اسباح  
سامنت ہو کر رقص کروں پیالے میں  
اپ تھے چکھانج کوں جگ آنکھ کراچ  
اپنے سے

۳۹

لال ادھر لال لا آدھار کرو  
ووادھر لا ادھر آدھار کرو  
مکھ گل لال..... ادھر لال کرو  
ادھر ادھر ملا آہار کرو



۴۰

خدا یاد دے	مدد منج جم	ہمّل سوں	ملا پنچ تن
بدد منج جم	دے جو کا منج	دو جگ میانے	کھلا گلشن
ہمّل سوں	دو جگ میانے	رتن تن پر	دلا ابرن
ملا پنچ تن	کھلا گلشن	دکھا ابرن	جسلا رتن

۴۱

نہیں کیں	تج ایسی	سہیلی	چھبیلی
تج ایسی	نہ اچھ سے	جگت میں	رنگیلی
سہیلی	جگت میں	نہ کھیا	گہیلی
چھبیلی	رنگیلی	گہیلی	نوبلی





ف  
دیگر اصنا



# مراتی

محرم ہینے میں آیا اماں کا سو غم بھر کر  
 زمیں ہو ر آ سماں میا لے بھر یا سر تھے الم بھر کر  
 در میں پر کیا بلا کیا شور کیا غوغا ہوا پیدا  
 یتا کج دل میں دکھ دیتا نہ نکلتے غم تھے دم بھر کر  
 اماں تیں سورج جلجل ہوا ہے آگ کا شعلہ  
 جلایا ہے آپس کوں کوئلے نمٹے پنہم بھر کر  
 مسلماناں ندیاں سارے بھراوا اپنے نہجوں تھے  
 کہ آیا ہے اماں کا بلا سر تھے ستم بھر کر

محرم کا نہ لیو و ناوں کد تم اے مسلماناں  
 قیامت ہو قیامت کا اچا یا ہے علم بھر کر  
 نہ تھا دکھ درد حوران کوں کد میں جنت میں یکتل  
 حسیناں کے دکھوں تام مکڑ تے میں جنم بھر کر  
 (ناقص آخر)

## مرثیہ

(باقص الاول)

لہور و تیں میں بی بی فاطمہ اپنے حسیناں میں

اوپھو لالی کا رنگ سا تو گلن اپراں چھایا ہے  
اوپر

اماں پر ہوا سو دکھ نکو پوچھو مسلماناں

ہر یک ایمام پر یک دکھ بہت گھاتاں بسایا ہے  
امام

ظلم کیسا ہوا ہے آہ دنیا میں اون اوپر  
ان

یتا ظلم و بلا سب فاطمہ خاطر ملایا ہے  
اتنا

اگا رہے ہینے کے تنے محرم کیوں نہیں ہے توں  
مانند

سبھی ہینے میں خوشیاں کرتے توں اب دکھ بٹایا ہے

کیا ہے میہمانی یوں اماں کا محرم توں

جنگل میں کر بلا کے سب بلا یاں کو بلا یا ہے

مسلمانوں کو نہیں ہے اس برابر کوئی بلا جگ میں  
 کہ آنجھواں کے لہو ستیں پیالے بھر لایا ہے  
 اماں تھے منگے قولاں سو شامی شومی کافر  
 ہوئے بے قول تو ان میں خدا دوزخ بنایا ہے  
 کئے ہیں مومنوں کو سوت حسن کے زہر تھے ہر یا  
 سو اس کے چھاؤں تھے آسمان اپنا رنگ بھڑایا  
 خدا یا قطب شہ کو بخش توں حرمت اماں کی  
 کہ اُن کی مدح کا حلقہ مرے کن میں سہایا ہے  
 مدد کرنے ملک آئے قبولے نہیں امام اُن کو  
 کہ جید رہا تھے جبار دندیاں سر گرایا ہے  
 سورج جلتا ہے سارے ماتئیاں کے آہ تھے سب دن  
 چند اس شرم تھے گل کر سوا اپنا سر نوا یا ہے

عمر عثمان تھے دیں میں ہوا ہے سب خلل پیدا  
 جنکی باتاں تھے مذہب میں بڑا حیلہ اٹھایا ہے  
 یزید و سب یزیدیاں مرگ بن ہوشیار نہ ہو سکیں  
 دنیا کے مال تھے اُن کا سو مکھ کہہ ہی پھرایا ہے  
 یزیدیاں کا سو وقت آیا کر و لعنت یزید اوپر  
 سور کے گوہ میں داڑی مویچیاں سر پہیں ڈبایا ہے  
 یزیدیاں کا سو قصہ ظلم کا کوئی ناسکے کہنے  
 کہ جانن پن تھے شیطان ان کئے تعلیم پایا ہے  
 یزید و شمر کے کا ماں نہ کر سچے کوئی شیطان بھی  
 ہزاراں لعن ہے اس پر جن ایسا پوت جایا ہے

## مرثیہ

(ماتص الاول)

یتیم آہ ہو در و اتے ہے ہو کچا جلتا  
اور اور

اوی تھے دو جہاں میں نیل کا کسوت پنا ہے

اماں بارہ کوں آ کر ظلم سوں دکھ دئے کافر

اسی تھے فاطمہ کا کھ لہو سیتیں دھلایا ہے  
سے

یتیم آہ پیا سے واہ پیا سے کروں مل کر

اسی دکھ درد تھے انجھو گلا اُن کا شکایا ہے  
سے آنسو

اے جیونا جانتوں دیوے من اس دکھ تھے جتنا کر

پریاں حوراں اپس انکھیاں تھے ہوا انجھو چوایا ہے  
پیکایا

اماں کا قصہ کہنے نہیں ہے جیب کوں قس

شہیداں کے غماں تھے درد بادل جگ پچھلایا ہے



خدا یاد ادا لے ہو ردا لے اس ظالماں کن تھے  
اور

کہ جد نہیں سویتیاں پر جفا ہو زلم دھایا ہے

اگر دعوے دھریں ایمان کے تم سب مسلماناں

رو و دم دم کہ دوزخ آگ تھے تمنا کو چھڑایا ہے

اماں کی دعا تھے قطب شدہ کو دے شفا یارب

شہیداں دوستی تھے سب شہاں میا لے سراپا ہے

## مرثیہ

آؤ مل کر ماتیاں سب اس غماں تھے پھور و دیں

وا اماں یا اماں یاد کر کر دل کھویں !

آہ ہمارے درد تھے دریا کول سب جو شش آؤنا

ماتیاں کے پھو بند اں تھے آگ سب نہج جاوتا  
بوند سے

سب دکھاں کوں انت ہے اس دکھ کے تائیں انت نہیں  
 فاطمہ کے پوت بن اس جگ نہیں میں نور کیں  
 فاطمہ دکھ تھے عرش کرسی تھے غم انجھوٹے  
 ساتوں اسماں ہو رزمیں میں آگ کی بھڑکی اٹھے  
 مصطفیٰ کے باغ کے پھولاں کوں بن پانی سکائے  
 مصطفیٰ ہو مر تفضہ ہو فاطمہ کا دل دکھائے  
 نیل کیڑے پینیں ہیں پیغمبراں اس غم ستیں  
 دشمنی کیڑے یزیداں مال و ہو ر خاتم ستیں  
 جیوں نبیاں میں مصطفیٰ ہیں تیں اماں میں حسین  
 کفر کے تیں بھان کر اسلام کیتے ہیں حسین  
 دوستان رو رو لہو غم تھے ابرہے ہم امیر  
 باپ نہیں ماں نہیں حسین ہے کر بلا بن میں اسیر

اپنے پوتاں کوں کہے پند بند پیو تم چپ رہو  
میرے بعد از پیاس میرا میرے لوگاں کوں کہو  
ظلم بے حد کیتے بابا ظالماں کن داد دیو  
تم غضب کا تیغ سب یزیدیاں کے سر پر دیو دیو  
دین دنیا کے شاہ رکھ قطب زماں کو اپنا  
تہیں بخشا و خدا کن لطف سول میرے گناہ  
کے پاس سے

## مرثیہ

دو جگہ اماں دکھ تھے سب جو کرتے زاری وادے  
کے سے دل

تنہا کی لکڑیاں جال کر کرتے ہیں غاری وادے  
کے دیوں جلا

ساتو لگن آٹھو جنت ساتو دریا ساتو دھرت  
آسمان آٹھوں

ایکس تھے ایک آپس میں اپ دکھ کرتے کاری وادے  
ایک سے

کالا کیا کسوت مکا دکھو اماں دوک تھے  
دکھ مکہ (دخانہ کعبہ)

ظلمات بی کالا ہوا اس دکھ تھے بھاری وادے  
بھی

لوح ہو ر قلم کرسی عرش قدیاں ملک غلمان  
اور

بجلیاں بدل اڑاوتے ہیں ات باری وادے  
چلاتے ہیں بدل

اسمان چچھ حبالا ہوا سورج اگن والا ہوا

چند رسو جل کالا ہوا ہے دکھ اپاری وادے  
چمکا جل گیا

سمنہ  
چھوٹے ہیں سب اپنے گھراں و کیتھو تو زاری اے اے

تو کہیں اس دکھ مخمخے جنگل ہے بیکراری اے وا

کوئل حسینا دکھستی بن بن پکاری مولے وا

دھرتی ہے ماتم کی دکھان دھرتی بجاری وائے وا  
دوکان

سید مصراہاں ہو رہے ناہوے جاری وائے

کھن پر فرشتے کھیلے سٹ اختیار یوں

حضرت نبی کے گیسواں دو نواماں کے پگاں

جبریل جھلاوے اپ ہتاں آرات ساری لے وَا  
اپنے ہاتھ سے

حضرت علی کے دو پتاں کا ندھے نبی کراٹیاں

تس پر چڑھے ووشہ جواں اس دھات ساری لے وَا  
اونٹ (مونٹ) پوت

شہزادے کئے سب کے اونٹاں نئے پگائے اس زما

عصف نبی تنکوں سناں کے دوی باری لے وَا

جبریل آکر کہے تسری براں جو عف کئے

اس عفو تھے جگ پائے کاسب رستگاری لے وَا

دو نور دیدے بی بی کے آخر دیکھو کیوں دکھ دکھے

لہو میں لڑے پیاسے بھکے دیکھو یہ خواری لے وَا  
بھوکے

یک پوت کو دیتے زہر یک پوت پر کھینچے خنجر

کانسر کے کیسے قہر یوزخم کاری لے وَا

دیکھ بات کو توجیب جے لکھنے قلم بی نا چلے  
کی کہوں

دل جیوں شمعے جل تلملے سدا کی ہماری دے دے  
شع

قطبا کہے دل کے یکن ہر دم مدد منج پنج تن

راکھے خدا منجگو جتن دشمن کو خواری دے دے

قطبا کو ہے اللہ مدد بتا ہے اس دل میں احد

تو منج مدد حیدر ولد بیریاں کو زاری دے دے  
مجھے

## ریختی



سنو ایک دو بات صاحب ہماری سہیلیاں چتر میں ہوں بندی ہماری

کہورات کن سات کینے من میں یا بسا کہ چوٹا ہے تم میں تھے رنگ ہماری  
نہیں کے

نہیں چیت سوں دکھی ہوں میں منہ متارا  
 تمن بن منجے کیوں گے رات ساری  
 کہو صاحب اپنوں ہے کس کی نشانی  
 کہنے کھن تمن پر تھے جاووں گی واری  
 ان سات تل مل کے منجے کوں پیارے  
 تمن قول ہیرے کتے تھی میں پیاری  
 تمہیں صاحب ہیں کس مسناؤ بھلاؤ  
 مواندازہ کیا تم کہوں میں بچاری

نبی صدقے بیچاری کوں یوں مارو

اللہ کی نظر تھے قطب کی سنواری  
 (ق)

( ۲ )

پس میں ہوں سیوے کی بندی تھاری  
 رکھو دشت منج پر کہ میں تم پہ واری  
 کہ میں ہوں بنی بالی تیری پرت کی  
 اُسی تھے لگی ہے متاری خمارِ  
 میں بلجی ہوں تچ نہہ کے بن میانے  
 اُسی تھے دو تن تم لگاتی ہے چاڑی  
 عشق بھاگ کھیلتی سہیلیاں بستی میں  
 منگ رنگ کھیلاں سوں میں کوں سنواری



سہیلیاں میں شرطانوں اگر کھڑی ہوں  
منجے دیکھ کر بہوں میں ناگانتھ یاری  
مرے نازنین مہندی ہت میں نگارے  
سہیلیاں منے میں ہوں پیو کی پیاری  
نبی صدقے قطبا کے ڈاواں کھلی ہوں

تمن بوننا کیا ہے میں شمشیر واری  
(ق)

( ۳ )

پیسے نکر کھینچ ہوں تو پہ واری  
تو آسمان ستیں چھپوں میں منچھٹھاری  
تھے پریم کی سیج مک بھور آئی  
موتم یاد کی لاگی نیستاں خمار  
سو ڈھل پاک کھنچتاں اوچتی  
اے چھند بند دیکھ تو پہ واری ہزاری  
چوڑی چین اب ہوئی ہیں تو تھے گرٹ  
تمن کوں کون روک راکھی کنواری

نبی صدقے قطبا کی پیاری ہے توں

مکو جی کی چین چھند بند سونواری  
(ق)

(۴)

ہوں تل تل تن پر تھے واری پھیاری  
کہ تن من جو بن آپ ہوں تو پہ واری

عشق بول آپ چھاتی میا نے لکھائی  
کہ نکھ چین چین باندھی ہے ساری

پریم پیار سوں آئی ہوں تو کے در پر  
کہو صا حیا کن ملے تم سوں ناری

موسر بھرنہ رکھ سار دوتی کا ہست  
کہ چوری چوری تم سوں بولی ہے چاری

چٹلی

پئے بوج سوں قطب کوں پیاری ملی

(۵)

(۶)

کہ تم ہم کوں کیا بوجھتی او گنواری

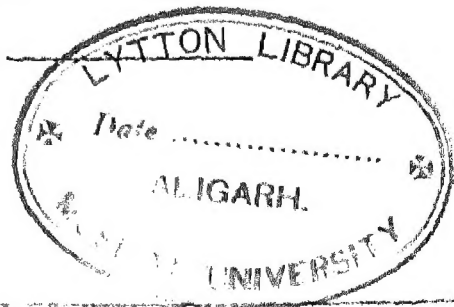
شہنوی  
(ناکمل)

عطیہ  
دام بابو سکسینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
کیلی ہے سب کچ کا جو کتا حکیم  
حمد نجات ہے کرو اس پر تمام  
نام خدا لے کر دستم کلام  
کیلی ہے اللہ کلف کھل کتیں  
نام خدا قرع ہے ول ٹھل کتیں  
حکم اسی کا ہے سبھی حکم پر  
ہے الف اللہ نہ زیر زیر  
نور خدا کا ہے جہاں نور ہے  
ایک ایسے سب میں بھر نور ہے

اونچی نیچا جب نہ تھا تباہ تھا

ہے سونہ آپت سے ووا چھٹکا سا  
رہے وہ رہا





قوس	۱۹۱۵
۲۲	DUE DATE

Ram Babu Saksena Collection.

۳۲. ۹۹

Ram Babu Saksena Collection.

✓ ५१७ १९१५०४१८

(७७५४३) ५४.९९

Date	No.	Date	No.